مشکوٰۃ شریف اردو

چوتھی جلد

جدید بامحاورہ ترجمہ

اس وضاحت اور خوبی سے آج تک مشکوٰۃ شریف کا

ترجمہ نہیں ہوا

باہتمام میرزا حیرت دہلوی مینجنگ ڈائرکٹر اسلامیہ

پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ دہلی

کرزن اسٹیم پریس دہلی میں طبع ہوا

ربیع الاول سنہ ۱۳۲۱ ہجری نبوی

علاوہ محصول ڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتب حدیث اور سنتوں کی تدوین

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

حلق دکھنے کی وجہ سے انکا گلا دبا کر تکلیف نہ دیا کرو بلکہ قسط کا استعمال کیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱) قیس کی والدہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (عورتوں سے) فرماتے تھے بچوں کو گلا دبانیکی کیوں تکلیف دیا کرتی ہو تم قسط . ستعمال کیا کرو کیونکہ اسمیں سات بیماریوں کی شفا ہے منجملہ انکے ایک ذات الجنب بھی ہے (لہذا) گلا دکھنے کیوجہ سے قسط ناک میں ٹپکائی جائے اور ذات الجنب کے لئے حلق میں ڈالی جائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور رافع بن خدیج دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخار دوزخ کی بھاپ ہے لہذا تم اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ۔

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے نظر کے لگجانے اور کسی زہریلے جانور کے ڈنک مارنے اور نملہ کی بیماری میں منتر کرانیکی اجازت دی ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگجانے سے منتر پڑھوانیکا حکم کیا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۵) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے انکے گھر میں ایک لونڈیکو دیکھا جسکے منہ پر سفعہ یعنی زردی تھی آنحضور نے (اُسے دیکھکر) فرمایا کہ تم اس پر منتر پڑھواؤ کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کرانیسے منع فرمادیا تھا پھر عمرو بن حزم کے گھر والے آنحضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم ایک منتر جانتے تھے جسے بچھو کے کاٹ لینے سے پڑھ لیا کرتے تھے اور اب آپ نے منتر کرانیسے منع فرمادیا ہے پھر انہوں نے وہ منتر آپ کے روبرو پڑھا آپ نے (سنکر) فرمایا کہ اسکے پڑھنے میں تو میں کچھ حرج نہیں سمجھتا لہذا تم میں سے

ف لڑکوں کے حلق میں جوش خون کی وجہ سے ایک بیماری پیدا ہوجایا کرتی جسے عربی میں عذرہ کہتے ہیں دائیاں اسکے دفع کیلئے بچوں کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہیں اس سے سیاہ خون نکل جاتا ہے اس سے آنحضور نے منع فرمادیا اور فرمایا کہ اسکا کُٹ سے علاج کیا کرو ۱۲۔

ف منتر سے مراد دعائیں اور آیات قرآنی ہیں کہ طلب شفا کیلئے ان کا استعمال کیا جائے اور نملہ ایک طرح کی پھنسیاں ہوتی ہیں جسمیں بیمار کو یہ معلوم ہوتا ہے جیسے چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں ۱۲۔

(۲۸) ... اپنے بھائی (مسلمان) کو نفع پہنچانا چاہیئے وہ پہنچائے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹) حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں منتر کیا کرتے تھے بعد میں ہم نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ اس منتر کو کیسا سمجھتے ہیں آپنے فرمایا تم اپنا وہ منتر میرے سامنے پیش کرو اور یاد رکھو کہ جبتک کسی منتر میں شرک نہو تو اُسکے کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۰) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ نظر لگجانی حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر بڑھتی تو نظر بڑھجاتی اور جب کوئی تمہیں غسل کرانا چاہے تو تم غسل کرلیا کرو۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۱) حضرت اسامہ بن شریک فرماتے ہیں لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم دوا کیا کریں آپنے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو تم دوا کرلیا کرو کیونکہ اللہ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی جسکی شفا نہ مقرر کردی ہاں ایک بیماری جو بڑھاپا ہے (اُسکی دوا نہیں ہے)۔ یہ روایت احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ تم اپنے مریضوں کو زبردستی کھلایا پلایا نہ کرو کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے حضرت اسعد بن زرارہ کے سرخ بادہ کی بیماری کی وجہ سے داغ دیا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴) حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسلی کے درد کا علاج

---

۵ علماء نے کہا ہے کہ جن الفاظ کے معانی معلوم نہ ہوں اُنکے ساتھ منتر کرنا نہ چاہیئے مگر یہ کہ بنقل صحیح شارع علیہ السلام سے آیا ہو اسپر بھی سب علماء کا اجماع ہے کہ قرآن شریف اور اسماء و صفات کے سوا اور چیز و نسے منتر کرنا مکروہ ہے ۱۲ ۔ ۵۲ یعنے آدمی میں یہ چیز ہے کہ اُسے اچھی چیز پر نظر کرے اسمیں نظر کا اثر ہونا تقدیر الٰہی سے ثابت اور واقع ہے اور یہ خاصیت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے ۱۲ ۵۳ لوگوں کی عادت تھی کہ نظر لگانے والے کے ہاتھ اور پاؤں اور تہبند کے اندر سے بدن دھلواتے تھے اور یہ دھوون جسے نظر ہوجاتی تھی اسپر چھڑکا کرتے تھے اور اسے سبب شفا جانتے تھے آنحضورؐ نے اسکی اجازت دیدی ۱۲

قسط اور زیتون کے ساتھ کرنیکو فرمایا تھا - یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے -

(۲۴۲) حضرت زید ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلعم پسلی کے درد کے لیئے زیتون اور ورس[۵۱] کی تعریف کرتے تھے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے -

(۲۴۳) عمیس کی بیٹی اسماء روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے پوچھا تم کس چیز کا جلاب لیتی ہو میں نے کہا شبرم[۵۲] کا آپنے فرمایا وہ تو بہت ہی گرم ہے کہتی ہیں پھر میں نے سنا کا جلاب لیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی چیز میں موت کی دوا ہوتی تو سنا میں ضرور ہوتی - یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے ... ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے -

(۲۴۴) ... ابو ... رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ... بیماری اور دوا دونوں اتاری ہیں اور ہر بیماری کے واسطے دوا مقرر کردی ہے لہذا تم دوا کیا کرو ... حرام[۵۳] چیز کے ساتھ دوا نہ کیا کرو - یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے -

(۲۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث[۵۴] دوا کے ... سے منع فرمایا ہے - یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۲۴۶) حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ سلمے سے روایت ہے کہ جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سر کے درد کی شکایت لیکر آتا تو آپ فرما دیتے کہ تم پچھنے لگوالو اور جو پاؤں ... کی شکایت لاتا تو اس سے فرما دیتے کہ تم ان میں مہندی[۵۵] لگالو یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے

---

[۵۱] ... گھاس مانند زعفران کے ہوتی ۱۲ [۵۲] شبرم ایک گھانس کا نام ہے جو دست آور ہے ... بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ایک دانہ ہے کہ اُسے جوش دیکر اوس کا پانی پیتے ہیں ۱۲ [۵۳] حرام چیز دنیی ... کی حدیثیں خاصکر شراب ہے بہت کثرت سے آئی ہیں اور بہا نشک منقول ہی کہ حرام چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے شفا ہی نہیں رکھی اور بعضی روایات فقہیہ میں آیا ہی کہ اگر اطبا حاذق اتفاق کرکے یہ کہیں کہ اس بیماری کا علاج سوائے شراب وغیرہ کے اور نہیں ہی تو اوسکی اجازت ہے لیکن اطبا حاذق کا وجود اور انکا ایک دوا پر اتفاق کرنا نہایت ہی دشوار ہی لہذا ہرگز نچا ہیئے ۱۲ [۵۴] یعنی ناپاک اور حرام دوا کے استعمال سے یا خبیث سے مراد بد بودار اور بدمزہ دوا ہی جسکے استعمال سے طبیعت متنفر ہوا کرتی ہی کہ جس کی وجہ سے طبیعت قبول نہیں کرتی اسلیئے نفع اُس سے بہی کم ہوتا ہی ۱۲ [۵۵] یعنی ایسے درد کی جو حرارت کی وجہ سے ہوتا اور یہ حدیث اگرچہ عورت سے نکلی ہے لیکن مرد اگر نا خون کو چھوڑ کر پاؤں پر مہندی لگائیں تو بہتر ہے تاکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت نہو جائے - ۱۲

(۲۸) حضرت سلمٰی ہی فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو زخم یا چوٹ ہوتی تھی تو آپ مجھے اُس پر مہندی لگانیکے لئے فرمادیتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۹) حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلعم نے اپنے سرمبارک اور دونوں مونڈھوں کے بیچ میں سینگی کھچوائی تھی اور آپ یہ فرماتے تھے کہ جو شخص اسطرح کچھ خون نکالدے تو وہ اگر کسی بیماری کی کچھ دوا نکرے تو اُسے کچھ ضرر نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کولے پر بسبب موچ کے جو آپکے پانوں مبارک میں آگئی تہی بھری سینگی کھچوائی تھی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۳۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شب معراج کی خبروں میں سے یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ آپ فرشتونکی جس جماعت کے پاس سے گذرتے وہ یہی کہتے تھے کہ آپ اپنی اُمت[۱] کو پچھنے لگوانے کا حکم کیجئے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۳۲) حضرت عبدالرحمان بن عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک طبیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک کو دوا میں ڈالنے کی بابت پوچھا آنحضور نے اُسے مار کر دوا میں ڈال نیسے منع فرمادیا[۲]۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کی دونوں طرف کی رگوں پر اور دونوں مونڈھوں کے بیچ میں بھری ہوئی سینگی کھچوائی تہی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ آنحضور نے سترہ[۱۷] ویں اور انیسویں[۱۹] اور اکیسویں[۲۱] تاریخ سینگیاں کھچوائیں تہیں۔

(۳۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سترہ[۱۷] ویں اور

۱؎ یعنی آپکی اُمت میں سے جنہیں خون نکلوانیکی ضرورت پڑے ۱۲ ۲؎ قاضی نے لکھا ہے شاید آنحضور نے اُسے اسلیئے منع کر دیا ہوکہ آپ نے اس کے ساتھ دوا کرنی مناسب نہ سمجھی یا تو اسکی نجاست اور حرمت کیوجہ سے کیونکہ حرام چیزوں کے ساتھ دوا کرنی جائز نہیں ہے اور یا کراہیت طبیعت کیوجہ سے ۱۲۔ ق

اور انیسویں[۱۹] اور اکیسویں[۲۱] تاریخ پچھنے لگوانے کو پسند فرماتے تھے۔ یہ روایت شرح السنہ نقل کی ہے۔

(۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلعم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص سترویں اور انیسویں[۱۹] اور اکیسویں[۲۱] تاریخ بھری ہوئی سنگیاں کھچوالیں تو اسے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۶) ابو بکرہ کی بیٹی کبشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے والد اپنے گھر کے لوگوں کو منگل کے دن سینگیاں کھچوانے سے منع کرتے تھے اور رسولِ خدا صلعم سے یہ بات نقل کرتے تھے کہ منگل کا دن خون (کے غلبہ) کا دن ہے اور اسمیں ایک ایسی ساعت ہے کہ (اسمیں خون نکلوا لینے سے پھر خون تھمتا بھی نہیں[۵۱] یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷) زہری بطریق ارسال نبی صلعم سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے بدھ کے دن یا ہفتہ کے دن بھری سینگی کھچوائی پھر اوسے کوڑھ پہنچی تو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہیئے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سند سے بھی نقل کیگئی ہے لیکن وہ سند صحیح نہیں

(۳۸) حضرت زہری ہی بطریق ارسال کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ جسنے ہفتہ کے دن یا بدھ کے دن بھری ہوئی سینگی کھچوائی یا کوئی لیپ کیا تو پھر اوسے کوڑھ ہوجانے[۵۲] میں اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہیئے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۹) حضرت عبد اللہ بن مسعود کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ (میرے خاوند) عبد اللہ نے میرے گلے میں ایک تاگا (یعنے گنڈا) پڑا ہوا دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے میںنے کہا یہ تاگا ہی اور میں نے اپنے لئے اسپر منتر کرایا ہے اونہوں نے وہ اسی وقت لیکر اسکے ٹکڑے[۵۳] ٹکڑے

---

۵۱ یعنی اگر اس روز میں خون نکلوائے تو شاید اس ساعت کے موافق پڑے اور پھر آدمی خون نہ تھمنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے ۱۲ ۵۲ یعنی ان دونوں دنوں میں چونکہ ایسے علاج کرنے مبارک نہیں ہیں اسلیئے اگر مرض بڑھکر کوڑھ وغیرہ تک کی نوبت پہنچ جائے تو اسے اپنے ہی تئیں شرمندہ ہونا چاہیئے کہ میںنے ایسے دنوں میں یہ علاج کیوں کیا تھا اور علاج اور علاج کرنے والے کی خطا نہیں ہے ۱۲ ۵۳ اس زمانہ میں اکثر مشہور منتر زمانہ جاہلیت کے منتر تھے جنمیں شرک کے مضمون بھی ہوتے تھے اسلیئے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے انکے گنڈے کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے ۱۲

کر دیئے پھر فرمایا تم عبداللہ کے (یعنی میرے) گھر والے ہو تمہیں شرک سے بالکل ہی بچنا چاہیئے
مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بیشک منتر کرانا اور منکے باندھنے اور ٹوٹکے
کرانے سب شرک ہیں مینے کہا تم ایسی باتیں کسطرح کہتے ہو میں قسمیہ کہتی ہوں کہ میری آنکھ (درد کیوجہ سے)
نکلی پڑا کرتی تھی اور میں فلانے یہودی کے پاس آیا جایا کرتی تھی جسوقت وہ اُسپر منتر کر دیتا اُسیوقت آرام
آجایا کرتا تھا انھوں نے فرمایا کہ یہ بھی شیطان کا کام ہے وہ اس آنکھ میں اپنے ہاتھ سے چوکے مارتا ہے
جب اس پر کچھ منتر ہو جاتا ہے تو وہ ٹھیر جاتا ہے تمہیں وہ پڑھ لینا کافی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا
کرتے تھے کہ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ
سَقَمًا (ترجمہ) اے پروردگار سب لوگوں کے تو بیماری کو کھو دے اور شفا دے کیونکہ شفا دینے والا
تو ہی ہے تیری شفا دینے کے سوا اور کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے -
یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے-

(۴۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے نشرہ[ف۵۱] کو پوچھا آپ نے
فرمایا کہ وہ شیطان کا عمل ہے - یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے-

(۴۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
آپ فرماتے تھے کہ اگر میں تریاق پیوں یا گلے میں منکا لٹکاؤں یا اپنی طرف سے کوئی شعر کہوں تو پھر میں
کسی عمل کے کرنیکی[ف۵۲] پروا نہیں کرتا - یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے-

(۴۲) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے داغ دلوایا یا منتر کرالیا
تو وہ توکل سے بیزار[ف۵۳] ہے - یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے-

---

ف۵۱ نشرہ نون کے پیش اور شین کے سکون کے ساتھ ایک منتر کی قسم ہے جو آسیب زدہ کیلئے کرتے ہیں اور اسے
عمل شیطان اسلیئے فرمایا کہ یہ جاہلیت کے زمانہ کا منتر تھا کہ جسمیں بتوں اور شیاطینوں کے نام تھے ۱۲ ف۵۲ یعنی اگر ان
چیزوں میں سے ایک چیز بھی مجھسے صادر ہو جائیں تو اُن لوگوں میں سے ہوں جو ہر جائز اور مشروع اور نامشروع کے
کرنے میں پرواہ نہیں کرتے مقصود آنحضور کا یہ ہے کہ ان چیزوں کا کرنا اور انکو موثر سمجھنا اُس شخص کا کام ہے کہ جو
نامشروعات کرنے میں بلا قید اور بے پرواہ ہو تریاق میں سانپ کا گوشت اور شراب پڑتی ہے اسلیئے آپنے منع
کیا ۱۲ ف۵۳ یعنی داغ دلوانا اور منتر کرانا اگرچہ مباح ہیں لیکن توکل کا مرتبہ زیادہ ہے ۱۲

(۴۲) عیسیٰ بن حمزہ فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عکیم کے پاس گیا اور ان کے بدن پر سرخ باد (کی دسی) بیماری ہو رہی تھی میں نے اُن سے کہا کہ تم تعویذ کیوں نہیں باندھ لیتے انہوں نے فرمایا میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (کیونکہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کوئی چیز گلے میں لٹکائے وہ اسی کی طرف سونپ دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۳) حضرت عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سوائے نظر لگجانے اور زہر دار جانور کے ڈنک مارنے[۱] کے منتر کسی چیز میں اثر نہیں کرتا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے بریدہ سے نقل کی ہے۔

(۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سوائے نظر لگجانے اور کسی زہر دار جانور کے ڈنک مارنے یا (نکسیر کے) خون کے اور[۲] کسی چیز میں منتر اثر نہیں کرتا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۵) عمیس کی بیٹی حضرت اسماء نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ حضرت جعفر کے بچوں کو بہت جلدی نظر ہو جاتی ہے کیا ہم انپر منتر کرا لیا کریں آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر بڑھتی تو یہ ضرور[۳] بڑھ جاتی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۶) عبداللہ کی بیٹی حضرت شفا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم[۴] حضرت حفصہ کے ہاں تشریف لیگئے اور میں بھی وہیں تھی آنحضور نے مجھسے فرمایا کہ کیا تم حفصہ کو نملہ کا منتر

---

[۱] یعنی بچھو یا اور زہریلے جانوروں کے ڈنک مارنے سے منتر کرانا جائز ہے ۱۲ [۲] اس حدیث میں حصر سے مراد مبالغہ ہے اور مقصود یہ ہے کہ منتر بہ نسبت اور چیزوں کے تین چیزوں میں کرنا اولیٰ اور انفع اور لوگوں میں شایع اور متعارف ہے ۱۲ [۳] یعنی نظر امر عظیم ہے لہٰذا اسکیلئے منتر کرانا جائز ہے اور لکھا ہے کہ جیسے بعضی نظر بسبب حسد اور خبث طبیعت کے لوگوں کو ضرر پہنچاتی ہے اسیطرح عارفوں کی اور اولیاؤں کی نظر نافع بھی ہوتی ہے کہ جاہل کو عالم اور کافر کو مومن کر دیتی ہے ۱۲ [۴] نملہ چیونٹیوں کو بھی کہتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد ایک بیماری ہے کہ پہلو پر پھنسیاں نکلتی ہیں اور نہایت ہی تکلیف دیتی ہیں اور بیمار کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا چیونٹیاں چلتی ہیں ۱۲

نہیں سکھلادیتیں جیسے کہ تمنے انہیں لکھنا سکھلادیا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷ ہم) حضرت اُمامہ بن سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ نے (میرے والد) سہل بن حنیف کو نہاتے ہوئے دیکھکر یہ کہدیا بخدا میں نے آج جیسا کبھی کسی پردہ نشین کا بدن نہیں دیکھا راوی کہتے ہیں دانکے یہ کہتے ہی سہل زمین پر گرپڑے پھر انھیں لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے کسی نے آپ سے کہا یا رسول اللہ آپکو سہل بن حنیف کی خبر نہیں قسم ہے خدا کی وہ تو (بچھونے سے) سر بھی نہیں اُٹھاتے (آپ بھی سمجھ گئے کہ کسیکی نظر لگ گئی ہے) آپنے پوچھا کیا تم اُن پر کسیکی نظر لگجانے کا گمان کرتے ہو لوگوں نے کہا ہاں عامر بن سعد پر ہمارا گمان ہے آنحضور نے اُسیوقت عامر کو بُلوایا اور ان پر بہت ناراض ہوئے اور یہ فرمایا کہ تم اپنے بھائی مسلمان کو کیوں قتل کیا کرتے ہو تمنے (انہیں دیکھکر) دعاء برکت کیوں نہ دی[۱] (جاؤ اپنی نظر) انکے لئے دھو چنانچہ عامر نے اُنکیلئے اپنا منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی اونگلیاں اور اپنے تہبند کے اندر کا بدن سب ایک پیالہ میں دھودیا پھر یہ پانی سہل پر چھڑکا گیا تو وہ فوراً اٹھکر لوگوں کے ساتھ ایسے چلنے لگے کہ اُنہیں گویا کوئی تکلیف نہ تھی۔ یہ حدیث شرح السنہ میں اور امام مالک نے نقل کی ہے اور انکی روایت میں یہ زیادہ ہے آنحضور نے فرمایا کہ نظر لگجانی سچ ہے تم اُنکیلئے وضو کرو چنانچہ اُنہوں نے وضو کردیا۔

(۸ ہم) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنوں سے اور آدمیوں کی ٹوک سے پناہ مانگا کرتے تھے یہانتک کہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوگئیں تو آپنے انہیں پڑھنا شروع کردیا انکے سوا اور سب چھوڑ دیا۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۹ ہم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کیا تم میں مُغَرَّبُوْن دکھلائی دیتے ہیں میں نے پوچھا مغربون کون لوگ ہوتے ہیں آپنے فرمایا جنمیں

[۱] یعنے تمنے یہ لفظ کیوں نہ کہدیئے بارک اللہ علیک تاکہ انہیں تمہاری ٹوک اثر نہ کرتی۔ اور قاضی عیاض نے لکھا ہے جب کوئی شخص نظر لگانے میں مشہور ہو تو اُس سے پرہیز کرنا لازم ہے اور حاکم کو لازم ہوتا ہے لوگوں کو آفت سے بچانے کیلئے اُسے حکم کردے کہ وہ اپنے گھر ہی میں رہا کرے اگر محتاج ہو تو اُسکیلئے کچھ مقرر بھی کردے کیونکہ اسکی خطا نیز ایسی ہی[illegible]

جن شریک ہوتے ہیں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور حضرت ابن عباس کی حدیث (جسکا مرایہ ہے" تمہارے لئے بہتر دوا کنگھا کرنیکے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

تیسری فصل

(۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کا معدہ سارے بدن کا حوض ہے اور ساری رگیں (رطوبت لینے کے لئے) اسکی طرف آئی ہوئی ہیں اس لئے جب معدہ اچھا تندرست ہوتا ہے تو وہ رگیں (عمدہ رطوبت لیکر) صحت سے بھرتی ہیں اور جب وقت معدہ خراب ہو جاتا ہے تو یہ رگیں (خراب رطوبت لیکر) بیماری سے بھرتی ہیں۔

(۵۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رات کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے آپ نے جو اپنا ہاتھ زمین پر رکھا ایک بچھو نے کاٹ لیا اور آپنے اپنے جوتے سے اسکو مار ڈالا پھر جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اللہ بچھو پر لعنت کرے کہ یہ نمازی اور بے نمازی کسی کو بھی کسی کو ڈنک مارے بدون نہیں چھوڑتا پھر آپنے کچھ نمک اور پانی منگوا کر ایک برتن میں ڈالا پھر دونوں کو ملا کر اپنی انگلی پر جہاں بچھو نے کاٹا تھا ڈالتے رہے اور اونکی کو سہلاتے رہے اور سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے رہے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۵۳) حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں مجھے میرے گھر والوں نے ایک پیالہ میں پانی دیکر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور یہ لوگونکی عادت تھی کہ جب کسیکو نظر یا کوئی بیماری ہو جاتی تو ام سلمہ کے پاس ایک بڑا پیالہ بھیجتا تھا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال نکالتی تھیں اور انھوں نے ان کو چاندی کی نلکی میں رکھ چھوڑا تھا وہ بال بیمار کے لئے ذرا پانی میں ہلا دیا کرتی تھیں پھر وہ مریض اسے پی لیتا تھا میں جھانک کر اس نلکی کو دیکھا

لہ یعنی جو لوگ جماع کے وقت ذکر الٰہی کو ترک کر دیتے ہیں تو اس سبب سے اونکے نطفے اور اونکی اولاد میں جن شریک ہو جاتے ہیں یعنی اونکا اثر ہو جاتا ہے ۱۲ ۵۲ یہ راوی کا شک ہے ۱۲

۵۳ پیالہ (ایک بڑا برتن) فقط تعظیم کے لئے تھا جیسے کہ خانہ کعبہ پر ریشم ڈالتے ہیں ۱۲ ط

تو مجھے چند بال سُرخ[1] معلوم ہوئے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۴) حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابیوں نے آنحضور کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ کھُنبی (شاید) زمین کی چیچک ہوتی ہے آنحضور نے فرمایا نہیں بلکہ کھُنبی تو مَن[2] کی قسم سے ہے اور اوس کا عرق آنکھوں کے لئے دوا ہے اور عجوہ بہشت کی کھجور ہے اور وہ زہر کی دوا ہے ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین پانچ یا سات کھنبیاں لیں اور انھیں نچوڑ لیا ان کا عرق ایک شیشی میں رکھ لیا پھر ... لونڈی کی آنکھوں میں سرمہ کی طرح لگایا اسکی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۵) حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولخدا صلعم فرماتے تھے کہ جو شخص ہر مہینہ میں تین روز صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے تو اُسے کوئی بڑی بیماری نہیں ہوگی۔

(۵۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ تم دو شفاء کی چیزوں یعنے شہد اور قرآن کو لازم کرلو۔ یہ دونوں حدیثیں ابن ماجہ نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں اور بیہقی نے کہا ہے صحیح بات یہ ہے کہ اخیر کی حدیث حضرت ابن مسعود ہی پر موقوف ہے۔

(۵۷) حضرت ابوکبشہ انماری روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلعم نے ایک بکری زہر دار کھانے کی وجہ سے اپنے سر مبارک پر پچھنے لگوائے تھے معمر (جو اس حدیث کے راویوں میں ہیں) فرماتے ہیں میں نے اسیطرح اپنے سر پر بغیر زہر کھانے کے پچھنے لگوائے تھے اس سے میرے حافظہ کی خوبی ایسی جاتی رہی کہ مجھے نماز پڑھنے میں بھی لوگ الحمد سکھلاتے ہیں۔ یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

---

[1] آنحضور کے سُرخ بال یا تو بوجہ آمد بڑھاپے کے بھورے تھے اور یا خوشبو کیوجہ سے متغیر ہوگئے تھے اور یا مہندی میں رنگے ہوئے تھے ۱۲ [2] یعنے اللہ تعالیٰ کی بخششوں میں سے ہے اُسنے اپنے بندوں پر یہ احسان کیا کہ بلا مشقت بونے اور پانی دینے کے زمین سے نکال دی اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ آنحضور نے اُس مَن کے مشابہت دی ہے جو حضرت موسیٰ کی قوم پر اُترتی تھی یعنے جیسے وہ بلا محنت ہوتی تھی ویسی ہی یہ بھی ہے ۱۲ [3] یعنے شہد کی خاصیت اور برکت سے بڑی بیماری بھی رفع ہوجائیگی اور تھوڑی بیماری کی تو حقیقت کیا ہے ۱۲ [4] اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ایسی علت کے جو خون

(۵۸) نافع کہتے ہیں حضرت ابن عمر نے (مجھسے) فرمایا اے نافع میرا خون جوش کھا گیا لہذا تم کسی سینگی الینو والے کو میرے پاس بلا لاؤ اور جوان آدمی کو لانا (جو خون اچھی طرح کھینچے بوڑھے یا بچے کو نہ لانا نافع کہتے ہیں اور حضرت ابن عمر نے (اسی وقت یہ بھی) فرمایا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آنحضور فرماتے تھے کہ نہار منہ بھری سینگی کھچوانی بہتر ہے اور یہ عقل اور حافظہ کو بھی بڑھاتی ہے لہذا جو شخص بھری سینگی لگوانی چاہے تو جمعرات کے روز اللہ کا نام لیکر لگایا کرے اور تم سبکو چاہیئے کہ جمعہ کے روز اور ہفتہ کے روز اور اتوار کے روز بھری سینگی لگوانے سے بچتے رہو ہاں پیر کے روز اور منگل کے روز سینگی لگوایا کرو اور بدھ کے روز بھی سینگی لگوانے سے بچتے رہو کیونکہ یہ وہی دن ہے جسمیں حضرت ایوب بیماری[۱] میں پڑے تھے۔ اور جذام اور کوڑھ بھی بدھ ہی کے دن یا رات کو شروع ہوا کرتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۵۹) حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہینہ میں سترہویں[۱] تاریخ منگل[۲] کے روز بھری سینگی کھچوالینی سال بھر کی بیماری کیلئے دوا ہے۔ یہ حدیث حرب بن اسمٰعیل کرمانی امام احمد کے مصاحب نے نقل کی ہے اور اس حدیث کی سند کچھ ایسی قوی نہیں ہے اسیطرح منتقی میں ہے اور رزین نے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے نقل کی ہے۔

باب فال[۳] اور طِیَرہ کے بیانمیں

پہلی فصل (۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے فال اس سے اچھی ہے صحابہ نے پوچھا اور فال کیا ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ کوئی تم میں سے اچھی بات (اپنے مقصود کیموافق کہیں سے)

نکالنے کا محتاج کرے زیادہ خون نکلوانا حافظہ کی خرابی کا باعث ہے ۱۲ فوائد صفحہ ہذا

[۱] ظاہر عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوب کا بیماری میں مبتلا ہونا بدھ کے دن پچھنے لگوانیکی وجہ سے تھا مفسرین نے اسکی بابت اور بھی اسباب ذکر کئے ہیں شاید یہ بھی انہیں اسباب میں سے ہو ۱۲ [۲] منگل کے پچھنے لگوانے میں روایتیں مختلف ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت اسدن نہیں لگوانے ضرور ہی پرہیز رکھے ۱۲ [۳] فال کا استعمال اکثر نیکی میں ہوتا ہے جیسے کوئی بیمار اسبات کا تصور کرے کہ میں تندرست ہونگا یا نہیں یہ شخص اے سالم کسی سے، کا طالب یہ شخص اے واجد اور کبھی فال کا استعمال بد میں بھی ہوتا ہے اور طیرہ فال بد کو کہتے ہیں اور کبھی بمعنی مطلق فال کے بھی آتا ہے نیک ہو یا بد ۱۲

سُن لے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلعم (مجھسے) فرماتے تھے کہ نہ بیماری کا لگنا کوئی چیز ہے اور نہ بدشگونی اور نہ ہامہ[1] اور صفر کوئی چیز ہے ہاں جذام والے سے تم ایسے بھاگنا جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہ بیماری لگنا کوئی چیز ہے اور نہ ہامہ اور صفر کوئی چیز ہے ایک گنوار بولا کہ یا رسول اللہ پھر اونٹوں کا کیا حال ہے کہ ریگستان میں ایسے پھرتیلے ہوتے ہیں گویا واقعی وہ ہرن ہیں اور جب کوئی خارشتی اونٹ اُن کے پاس سے نکل جاتا ہے تو وہ اُنہیں بھی خارشتی کر دیتا ہے آنحضور نے پوچھا کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارشتی کیا تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہ بیماری لگنا کوئی چیز ہے اور نہ ہامہ اور نوء[2] اور صفر کوئی چیز ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کسی کی بیماری کسی کو نہیں لگتی اور نہ صفر اور غول[3] کوئی چیز ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

---

[1] ہامہ تخفیف میم کے ساتھ اصل میں تو کھوپری کو کہتے ہیں لیکن یہاں ایک جانور مراد ہے اہل عرب کا یہ خیال تھا میت کے ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اُسے ہامہ کہتے ہیں اور بعضے عرب کہتے تھے کہ مقتول کے سر سے ایک جانور نکل کر اُڑتا پھرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے پانی پلا دو میرے قاتل سے میرا بدلہ لیلو جبتک کہ اُسکا بدلہ نہ لیا جائے یہی کہتا پھرتا ہے اور صفر سے مراد بعضوں کے نزدیک تو یہ مہینا ہے جو بعد محرم کے آتا ہے اسے عوام الناس محل نزول بلاو آفات جانتے تھے اور یہ اعتقاد باطل ہے اور بعضے صفر سے مراد ایک سانپ لیتے ہیں کہ جو بزعم عرب وقت بھوک کے کاٹتا ہے بھوک کے وقت اُسکی تکلیف ہوتی ہے اور یہ ایک دوسرے میں سرایت کر جاتی ہے ان سب عقیدوں سے آنحضرت نے منع فرما دیا ۱۲ منہ

[2] نوء، چاند کی منزل کو کہتے ہیں اور یہ منزلیں اٹھائیس ہیں اہل عرب نزول بارش انہیں کیطرف نسبت کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ بارش کے ہونیکی علت یہ ہے کہ ان منزلوں میں سے کسی میں چاند چلا جائے اگر ایسا نہ ہو تو بارش نہیں ہو سکتی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا کہ اصل میں تو یہ ہی کوئی چیز نہیں ہے یہ جائیکہ نزول بارش میں اُسکا مؤثر ہونا بلکہ فقط حکم الٰہی سے بارش ہوتی ہے اور کوئی بات نہیں ۱۲ منہ

[3] غول غین کے پیش کیساتھ ایک قسم ہے جن و شیاطین کی اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ یہ شیاطین

(۶۵) عمرو بن شرید نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ثقیف کی جماعت میں (جو آنحضور صلعم سے بیعت ہونے آئے تھے) ایک آدمی جذامی تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس کسی کو (یہ کہلا کر) بھیجا کہ بیشک ہمنے تجھے بیعت کر لیا ہے لہٰذا تو واپس چلا جا (یعنے ہمارے پاس نہ آنا) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۶۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فال لیتے تھے اور بدشگونی نہیں لیتے تھے اور (فال لینے میں) اچھے نام کو پسند کیا کرتے تھے۔ یہ روایت شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۶۷) قطن بن قبیصہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عیافۃ اور طرق ... طیرہ شیطان (کے افعال) سے ہے [illegible] ... ود نے نقل کی ہے۔

(۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضور نے تین مرتبہ فرمایا بدشگونی کرنی شرک ہے اور (فرمایا کہ) ہم میں سے وہی شخص اچھا ہے جسکے دل میں بدشگونی کا خیال آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے توکل کرنیکی وجہ سے اسے دفع کر دیا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی کہتے ہیں مینے محمد بن اسمعیل (یعنی بخاری) سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ سلیمان بن حرب کہتے تھے کہ یہ عبارت "اور ہم میں سے وہی شخص ہے جسکے دلمیں بدشگونی کا خیال آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکے توکل کرنیکی وجہ سے اسے دفع کر دیا" اس حدیث میں میرے نزدیک حضرت ابن مسعود ہی کا قول ہے۔

(۶۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی

جنگل بیابانوں میں مختلف شکلوں کے ساتھ لوگوں کو نظر آجاتے ہیں بلکہ انہیں راستہ بتا دیتے ہیں اگر موقعہ پاتے ہیں تو مار بھی ڈالتے ہیں اس خیال سے آنحضور نے منع فرما دیا اور علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ منع فرمانے سے فقط یہ مقصود ہے کہ وہ خود کسیکو نہیں مارتے یا راستہ بتاتے نہیں بغیر حکم خداوندی کے باقی انکے ہونے سے آپنے انکار نہیں فرمایا شاید ہوتے ہوں جیسے یہاں بھی غول بیابانی کہتے ہیں ۱۲ [illegible] عیافہ پرندہ کے اڑانیکو کہتے ہیں اسطرح کہ اپنے مقصود کو دلمیں سمجھکر کسی جانور کو اڑائے اگر سیدھا اڑے تو سمجھے کہ مجھے ہدایت ہوگی ایسے ہی اور جانور وغیرہ اور طرق سنگریزے مارنیکو کہتے ہیں اہل عرب کی عورتوں کی عادت تھی کہ فال لینے کے وقت سنگریزے مارا کرتی تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ ریت میں خط کھینچا کرتی تھیں جیسے کہ رمل والے کھینچتے ہیں اس سے آنحضور نے منع فرمایا

کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالہ میں ڈال لیا (یعنی کھانے میں شریک کر لیا) اور فرمایا کھاؤ میں اللہ پر بھروسا اور توکل رکھتا ہوں۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۹) حضرت سعد بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہ ہامہ کوئی چیز ہے اور نہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے اگر بدشگونی اور بدفالی کسی چیز میں ہوا کرتی تو گھر میں[1] اور گھوڑے میں اور عورت میں ہوتی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت کبھی کسی ضرورت کیلئے باہر تشریف لیجاتے تو آپ اے راشد اے نجیح سننے سے بہت ہی خوش ہوا کرتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی شے سے بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے اور جب آپ کسی عامل کو بھیجتے تو اس سے اوس کا نام پوچھتے اگر اوس کا نام آپکو اچھا معلوم ہوتا تو آپ خوش ہوجاتے[2] اور اسکی خوشی آپکے چہرہ پر معلوم ہوتی اور اگر اُس کا نام آپکو بُرا معلوم ہوتا تو اسکی بُرائی آپکے چہرہ پر معلوم ہوتی[3] اور جب آپ کسی بستی میں جاتے تو اس کا نام پوچھتے اگر اُس کا نام آپکو اچھا معلوم ہوتا تو آپ خوش ہوجاتے اور یہ خوشی (بھی) آپکے چہرہ پر معلوم ہوتی اور اگر اُس کا نام آپکو بُرا معلوم ہوتا تو یہ بُرائی آپکے چہرہ پر معلوم

[1] یعنے اگر بدفالی کا وجود فرض کر لیا جائے تو ان تین چیزوں میں ہوگی اور مقصود علی وجہ المبالغہ یہ ہو کہ بدفالی کسی چیز میں نہیں ہے ۱۲ مرقات [2] ابن ملک نے کہا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے اور خادم کیلئے اچھا نام اختیار کرنا سنت ہے، اس لئے کہ بُرے نام کبھی تقدیر کے موافق ہوجاتے ہیں جیسے کہ کسی نے اپنے لڑکے کا نام نقصان وغیرہ رکھا اور اسکے ہوتے ہوئے اتفاق سے نقصان بھی ہوتا رہا تو سب لوگ یہی جانینگے کہ یہ نقصان اسکی وجہ سے ہے اور اُسے منحوس سمجھکر اُس سے کنارہ کشی اختیار کرینگے لہذا اس سے بچنا چاہیئے ۱۲ [3] یہ تطیر نہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے آپ رکتے نہ تھے اور اُس کام کے کرنے سے باز نہ آتے تھے لیکن اُسکی بُرائی کا اثر چہرہ پر اسلیئے معلوم ہوتا تھا کہ بھلائی بُرائی کو خوشی ناخوشی میں طبعی تاثیر ہے تطیر اور تفاؤل کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہے ۱۲

ہوتی۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۳ ۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ (یہ کیا بات ہے) کہ ہم ایک گھر میں تھے تو ہمارے گھر کے لوگ اور مال بہت زیادہ ہو گئے تھا وراب ہم اور گھر میں چلے آئے ہیں تو ہمارے گھر کے آدمی اور مال بھی کم ہو گئے ہیں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اُس گھر کو چھوڑ دو وہ بڑا ہے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۴ ۷) یحیٰی بن عبد اللہ بن بحیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھسے ایسے شخص نے بیان کیا ہے جسنے حضرت فروہ بن مسیک سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے میں نے (آنحضور سے) پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک زمین ہے جسے لوگ اَبْیَنْ کہتے ہیں اور اس زمین میں ہماری زراعت اور غلہ وغیرہ ہوتا ہے لیکن وہاں بیماری بہت سخت ہے آنحضور نے فرمایا اُسے چھوڑ دو کیونکہ بیماریکے قریب ہونے سے بربادی ہوا کرتی ہے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۴۵ ۷) حضرت عُروہ بن عامر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کسینے بدشگونی کا ذکر کیا آنحضور نے فرمایا کہ اُس سے اچھی فال ہوتی ہے اور کسی مسلمان کو بدشگونی (کے خیال) سے رکنا نہیں چاہیئے اور جب تم میں سے کوئی بُری چیز دیکھے تو اُسے یہ دعا پڑھ لینی چاہیئے اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (ترجمہ) یا الٰہی تیرے سوا نیکیوں کو کوئی نہیں لا سکتا اور تیرے ہی سوا برائیوں کو کوئی نہیں روک سکتا اور گناہوں سے پھرنے کی قوت اور نیکیوں کی کرنیکی طاقت اللہ کی مدد بغیر نہیں ہو سکتی۔ یہ روایت ابو داؤد نے ارسال کے طور پر نقل کی ہے

باب کہانت کا بیان

پہلی فصل (۴۶ ۷) حضرت مُعاویہ بن حکم فرماتے ہیں میں نے (آنحضور کی خدمت بابرکت

ے شاید اس مکان کی آب و ہوا خراب ہو گی جو آنحضور نے اسے چھوڑنے کو فرمادیا ۱۲ ے یعنے اسلیئے کہ وہ بمنزلہ شہر طاعون کے ہے جسمیں حکم شریعت کا یہ ہے کہ نہ وہاں جانا چاہیئے اور نہ وہاں سے آنا چاہیئے ۱۲ دیکھو صفحہ ۱۹

میں، عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں بہت سی باتیں کیا کرتے تھے (ایک تو یہ کہ) ہم کاہنوں کے پاس (غیب کی باتیں پوچھنے کیلئے) جایا کرتے تھے آپ نے فرمایا اب اُون کے پاس نہ جایا کرو کہتے ہیں مینے کہا ہم بدشگونی بھی لیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے کہ تم لوگوں کے دلمیں پیدا ہو جاتی ہے لہذا تم اسکی وجہ سے اپنے کام سے نہ رُکا کرو۔ کہتے ہیں مینے پوچھا کہ ہم میں بعضے لوگ کچھ خط کھینچکر غیب کی باتیں معلوم کرتے ہیں آپ نے فرمایا پہلے ایک نبی تھے وہ خط کھینچا کرتے تھے اب جس کا خط اسکے موافق ہو جائے تو یہ مباح ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے کاہنوں کا حال دریافت کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک وہ لوگ کچھ نہیں ہیں (اُنکی کسی بات کا یقین نکرو) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کبھی تو وہ لوگ واقعی کوئی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو سچی ہوتی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بات خدا کی طرف سے ہوتی ہے جنّات اُسے اُچک لاتے ہیں اور اپنے دوستوں کے کانوں میں مُرغ کیطرح ڈالتے ہیں پھر وہ لوگ اُسمیں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں کو سُنا دیتے ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے بیشک فرشتے عِنان یعنی ابر میں اُترتے ہیں اور اُن اُمور کا ذکر کرتے ہیں جنکا آسمان میں حکم کیا جاتا ہے شیاطین چوری سے کان لگا کر اُسے سُن لیتے ہیں اور کاہنوں کو اسکی خبر

لے یعنی وہ چیز جس سے لوگ بدشگونی لیتے ہیں اور خلجان اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں تو اسکا یہ دعا علاج ہے ۱۲

لے وہ حضرت دانیال یا حضرت ادریس تھے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ اُنکے خط کیسے ہوتے تھے اسلئے خط کھینچ کر بات نکالنی مطلقاً منع ہے۔ ۱۲ لے کہانت فال گوئی کو کہتے ہیں اور کاہن فال گو کو کہتے ہیں اور منقول ہے کہ شیطان آسمان پر سے احکام الہی کو سُن آتے اور پھر کاہنوں سے کہہ دیتے اور وہ اُن میں کچھ باتیں جھوٹی زیادہ کر کے لوگوں کو سُنا دیتے وہ اُنہیں مان لیتے جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو آسمان پر شیطانوں کا جانا بند ہو گیا اس لئے کہانت بھی باطل ہو گئی اب یہ سب افعال حرام ہیں ۱۲ لے یعنی جیسے مرغا مرغی سے جفتی کرتے وقت نطفہ ڈالتا ہے اسی طرح جنّات اپنے یاروں کے دلمیں بات ڈالتا ہے۔

پہنچا دیتے ہیں پھر وہ اپنی طرف سے اسکے ساتھ سو جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۹) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کاہن اور نجومی کے پاس غیب کی باتیں پوچھنے آئیگا اور اس سے کچھ پوچھیگا اُس شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہوگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۰) زید بن خالد جُہنی فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے موضع حدیبیہ میں مینہ برستے میں جو کہ رات سے برس رہا تھا ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپنے فرمایا یہ ارشاد کیا ہے میرے بعض بندے صبح کو مجھپر ایمان رکھتے ہیں اور بعضے کافر ہوتے ہیں سو جسنے یہ کہا کہ خدا کے فضل و مہربانی سے ہمپر بارش ہوئی ہے وہ شخص مجھپر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کا منکر ہے اور جسنے یہ کہا کہ ہمپر فلاں فلاں ستارے کی تاثیر سے مینہ برسا ہے یہ شخص میرا منکر اور ستاروں پر ایمان لانیوالا ہے[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا اللہ برتر آسمان سے جو کوئی برکت اُتارتا ہے صبح کو ایک جماعت آدمیوں کی اُس کے سبب سے کافر ہو جاتی ہے اللہ برتر مینہ برساتا ہے لوگ کہتے ہیں مینہ فلان فلان ستارے کی تاثیر سے (برسا) ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۸۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کچھ علم نجوم[۲] سیکھا اُسنے اُسیقدر جادو سیکھ لیا اور جسقدر نجوم زیادہ

---

[۱] جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اُسکے کافر ہونے میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ اسطرح انسان منکر خدا ہو جاتا ہے اور ایمان بالکل جاتا رہتا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے کفران نعمت مراد ہے کیونکہ اسی ہوا ایک نعمت کو منسوب خدا کیطرف کرنا تھا اسکو غیر کیطرف منسوب کیا مگر یہ جبکہ اُس کا اعتقاد حقیقتاً خدا ہی پر ہو ۱۲ اور اس بات سے وہ کافر ہو جاتے ہیں ۱۲

[۲] جسنے جسقدر علم نجوم سیکھا گویا اُسنے اُسیقدر جادو سیکھا ۱۲۔

حاصل کی اُسیقدر اُسنے جادو زیادہ حاصل کیا یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ سنے نقل کی ہے۔

(۸۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کاہن کے پاس آیا اور اوسکی بات کی تصدیق کی یا اپنی بیوی سے حالت حیض میں صحبت کی یا اپنی عورت سے پچھلے ستر میں بد فعلی کی وہ شخص اوس چیز سے بیزار ہوگیا[۱] جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہے یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم جاری کرتا ہے فرشتے اُسکے حکم[۲] کے خوف سے اپنے پر مارتے ہیں گویا کہ پتھر پر زنجیر کی آواز ہوتی ہے جب فرشتوں کے دلوں سے خوف جاتا رہتا ہے تو آپسمیں پوچھتے ہیں (ہمارے) تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے وہ فرشتے پوچھنے والے فرشتوں سے کہتے ہیں جو کچھ پروردگار نے فرمایا ہے (حق ہے اور اللہ تعالیٰ بلند قدر و بلند مرتبہ ہے اُس بات کو (شیاطین) چوری سے کان لگا کر سُن لیتے ہیں اور چوری سے کان لگانیوالے ایک دوسرے پر اس طرح[۳] ہوجاتے ہیں سفیان (راوی حدیث) نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اسطرح اسکی کیفیت بیان کی کہ اونگلیونکو ٹیڑھا کیا اور اونگلیونمیں فرق رکھا (سفین کہتے ہیں کہ اوپر والا) بات سُنکر اپنے سے نیچے والیکو بتا دیتا ہے پھر دوسرا اپنے سے نیچے والیکو بتا دیتا ہے پھر (اسیطرح پُہنچاتے پُہنچاتے) جادوگر یا کاہن کو بتا دیتے ہیں بہت دفعہ بتانے سے پہلے ہی اُس کو آگ کا شعلہ لگ جاتا ہے (کہ وہ ہلاک ہوجاتا ہے) اور بہت دفعہ شعلہ لگنے سے پہلے بتا دیتا ہے پھر کاہن اوس کے ساتھ سو جھوٹی باتیں ملاکر لوگوں کو سُنا دیتا ہے پھر لوگ کہتے ہیں کیا فلاں فلاں دن نجومی نے فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی (جو سچی ثابت ہوئی) پھر اسی بات (کے سچ ہونے کی وجہ سے جو آسمان سے سُنی ہوئی ہوتی ہے نجومی کی لوگ تصدیق کرتے ہیں یہ حدیث بخاری نے

---

[۱] یعنے اُسنے قرآن کا انکار کیا اور منکر قرآن کا فر ہے ۱۲ [۲] یعنے اس خوف سے کہیں یہ حکم غضب کا نہ ہو ڈر کے مارے پر مارنے لگتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے ایک پر ایک اسطرح ہوتے ہیں جیسے ایک انگلی دوسری پر ہوتی ہے۔

نقل کی ہے۔

(۸۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابیوں میں سے ایک انصاری آدمی نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ ایک دفعہ رات کو صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک ستارا ٹوٹا اور بہت روشن ہوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا زمانہ جاہلیت میں جب اس طرح ستارہ ٹوٹتا تھا تو تم کیا کہا کرتے تھے صحابہ بولے کہ (حقیقت حال تو) اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے ہم تو یہ کہتے تھے کہ آج کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے یا کوئی بڑا آدمی مرا ہے[1] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ شعلہ کسی کے مرنے جینے سے نہیں پھینکا جاتا بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ جسوقت ہمارا پروردگار، جس کا نام بابرکت ہے کسی کام کا حکم کرتا ہے تو عرش کے اٹھانیوالے فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں پھر اُس آسمان والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں جو اُن فرشتوں کے قریب ہوتے ہیں یہانتک کہ اس ورلے آسمان والے فرشتوں تک تسبیح پہنچ جاتی ہے پھر وہ فرشتے جو حاملان عرش کے متصل ہیں حاملانِ عرش سے پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے وہ انہیں بتا دیتے ہیں جو کچھ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور اسیطرح ایک آسمان والے دوسرے آسمان والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ اس ورلے آسمان تک خبر پہنچ جاتی ہے جنّات اُسے (چوری سے) کان لگا کر اُچک لیتے ہیں اور اپنے دوستوں (یعنے کاہنوں اور نجومیوں) کو بتاتے ہیں اور (یہ ستارے) اُنہیں[2] مارے جاتے ہیں لہذا جو خبر کہ کاہن اسیطرح (جسطرح سنیں) بیان کر دیں تو سچی ہوتی ہے مگر وہ تو اُسمیں جھوٹ ملا کر زیادہ کر دیتے ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ بزرگ برتر نے ان ستاروں کو تین باتوں کے لئے پیدا کیا ہے ایک یہ کہ آسمان کی زینت کیلئے پیدا کیا دوسرے شیطانوں کے مارنے کے لئے تیسرے نشانی کیواسطے جنسے لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں اب جو کوئی ان (تین[3]) کے سوا

---

[1] یعنے کسی کے مرنیکے غم یا پیدا ہونیکی خوشی میں تارا ٹوٹتا ہے ۱۲ [2] یعنے ان ستاروں سے جنّات کو مارا جاتا ہے ۱۲ [3] ان تین کے علاوہ جو کچھ نجومی انکی تاثیریں بتاتے ہیں اگر کوئی اُنکا حقیقتاً معتقد ہو تو کافر ہے ورنہ گنہگار دیکھو صفحہ ۲۲

ن کریگا اُسنے خطا کی اور اپنا حصہ آخرکا برباد کر دیا اور ایسی بات میں تکلیف اُٹھائی جو اُسے
علوم نہیں ہو سکتی یہ حدیث بخاری نے بلا سند نقل کی ہے اور رزین کی روایت میں یہ ہے کہ اُسنے
ہی بات میں تکلیف اُٹھائی جسمیں اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے اور اُس کا اسے کچھ حال معلوم نہیں
ر اُس کے علم سے نبی اور فرشتے بھی عاجز ہیں اور ربیع سے بھی اسیطرح منقول
، ربیع نے یہ زیادہ بیان کیا ہے (کہ آپنے فرمایا) بخدا اللہ نے کسی ستارے میں کسی کے
نے جینے اور رزق کی تاثیر نہیں رکھی ہے یہ لوگ اللہ پر محض جھوٹ باندھتے ہیں اور ستاروں کو
حق) کسی بات کا سبب بتاتے ہیں۔

۸۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کوئی علم نجوم کی ایک قسم بھی اُن کے علاوہ جو خدا نے ذکر کی ہیں حاصل کریگا اُسنے (گویا کہ)
دو سیکھ لیا نجومی کاہن (کا حکم رکھتا) ہے اور کاہن جادوگر (کا حکم رکھتا) ہے اور جادوگر
فر ہے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

۸۸) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
خدا تعالیٰ مینہ اپنے بندوں سے پانچ برس تک روکے رکھے اور پھر برساوے تب بھی
لوں کی ایک جماعت کافر ہی رہے (اور) یہ کہیں کہ ہمپر (چاند کی) مجدح[۵] منزل کی وجہ سے
نہ برسا ہے یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

کتاب خوابوں کا بیان

پہلی فصل (۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا نبوت کے آثار و علامتوں میں صرف خوشخبری دینے والے خواب باقی رہ گئے ہیں لوگوں
نے پوچھا خوشخبری دینے والے خواب کیا (چیز) ہیں آپنے فرمایا اچھے خواب ہیں یہ حدیث
بخاری نے نقل کی ہے اور امام مالک نے عطاء بن یسار کی روایت میں یہ زیادہ بیان

نیز معتقد نہ بھی ہو اس وقت بھی بدعت ہے اور علماء و سلف کے طریق کے مخالف ہے لمعات
۵ مجدح چاند کی ایک منزل کا نام ہے ۱۲۔

کیا ہے کہ جسے مسلمان[51] آدمی خود دیکھتا ہے یا اور کوئی اسکے حق میں دیکھتا ہے۔

(۹۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں[52] حصہ ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۱) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے مجھے خواب میں دیکھا اُسنے واقعی مجھی کو دیکھا اسلیئے کہ شیطان میری صورت[53] میں نہیں ہو سکتا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۲) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے مجھے (خواب میں) دیکھا اُسنے سچ مجھی کو دیکھا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جاگتے میں بھی دیکھیگا اور شیطان میری صورت میں نہیں ہو سکتا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۴) حضرت ابو قتادہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب خدا کیطرف سے (ہوتا) ہے اور بد خوابی شیطان کیطرف سے (ہوتی) ہے تم میں سے جو کوئی اچھا خواب دیکھے تو اُسے ایسے ہی شخص سے بیان کرے جسے یہ دوست جانتا ہو اور جب بُرا خواب دیکھے تو اُس خواب کی بُرائی اور شیطان کی بُرائی سے خدا کی پناہ مانگے اور تین دفعہ تھتکارے اور اسی کسی سے بیان نکرے (ورنہ جو کوئی جیسی تعبیر دیگا تو ویسی ہی بات واقع ہو جائیگی) پھر یہ خواب اُسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت

---

[51] یعنے خوشخبری دینے والا وہ اچھا خواب ہے جو مسلمان خود دیکھے یا کوئی دوسرا اُسکے حق میں دیکھے ۱۲

[52] آپکی نبوت کا زمانہ تیئیس سال تک رہا ہے جسمیں وحی آتی تھی اور اولاً چھ ماہ تک آپ خواب دیکھتے رہے اس حساب سے اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوا ۱۲

[53] انسان کو خوابیں جو کوئی شخص دکھائی دیتا ہے تو اکثر شیطان بشکل انسان خواب میں آجاتا ہے مگر شیطان سرورِ عالم کی شکل بنکر نہیں آسکتا اسلیئے جسنے سرورِ عالم کو خواب میں دیکھا اُسنے واقعی آنحضور کو دیکھا ۱۲

تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اُسے بُرا معلوم ہو تو چاہیے کہ تین دفعہ بائیں طرف تُھتکارے اور تین دفعہ شیطان کی بُرائی سے خدا کی پناہ مانگے اور وہ کروٹ بدلدے جسپر (سوتا تھا یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمانہ نزدیک[1] ہوگا مومن کا خواب جھوٹا ہرگز نہو گا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو بات نبوت کی ہے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتی محمدؐ بن سیرین فرماتے ہیں میں کہتا ہوں خواب تین قسم کے ہوتے ہیں ایک دل کے خیالات دوسرے شیطان کا ڈرانا اور تیسرے خدا کی طرف کی بشارت۔ اب جو کوئی خواب میں ایسی چیز دیکھے جو اُسے بڑی معلوم ہو تو اُسے کسی سے بیان نہ کرے[2] اور (بلکہ) اوٹھ کر نماز پڑھ لے محمدؐ بن سیرینؒ محدث راوی حدیث) کہتے ہیں آنحضرت خواب میں طوق دیکھنا بُرا سمجھتے تھے اور قید دیکھنی آپ کو اچھی معلوم ہوتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ قید (دیکھنے) کی تعبیر دین پر قایم رہنا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے امام بخاری کہتے ہیں اس حدیث کو قتادہ اور یونس اور ہشیم اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے اُنہوں نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے اور یونس کہتے ہیں کہ (قید کی تعبیر وغیرہ میں) میرا گمان ہے کہ یہ تعبیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے منقول ہے اور امام مُسلم نے کہا ہے میں نہیں جانتا کہ یہ (مضمون) حدیث میں ہے یا ابن سیرینؒ کا قول ہے اور مُسلم کی ایک اور روایت میں بھی اسیطرح ہے اور (مُسلم نے کہا ہے کہ) راوی نے اپنا یہ قول کہ "طوق دیکھنا میں بُرا سمجھتا ہوں" کلام ختم ہونے تک حدیث میں داخل کر دیا ہے[3]

(۹۷) حضرت جابر فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میرا سر کٹ گیا

---

[1] بعض نے کہا ہے اس سے قرب قیامت مراد ہے اور بعض نے کہا ہے موسم بہار مراد ہے کیونکہ اُسمیں رات دن برابر ہوتے ہیں ۱۲ [2] کیونکہ پھر جو کچھ کوئی تعبیر دیگا وہ وقوع میں آجائیگی اسلیئے اسکا بیان نکرنا ہی مناسب ہے ۱۲ [3] مُسلم کی غرض یہ ہے کہ یہ روای کا قول ہے آنحضورؐ کا قول نہیں ہے راوی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ یہ قول بھی حدیث میں داخل معلوم ہوتا ہے ۱۲ [4] طیبی نے کہا ہے شاید آپنے وحی کے ذریعہ سے معلوم کرلیا ہوگا کہ یہ خواب شیطان کیطرف سے ہے اکثر تعبیر بتانیوالے تو اِسکی تعبیر یہ بتاتے ہیں کہ اُس سے کوئی نعمت جدا ہوتی ہے یا اُسکے کاروبار میں تغیر آتا ہے اور اگر غلام ہو تو آزاد ہو جاتا ہے بیمار ہو تو تندرست ہو جاتا ہے ۱۲

جابر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا شیطان جس وقت خواب میں تم میں سے کسی سے کھیلے تو اُسے لوگوں سے بیان نہ کرنا چاہیئے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں بیٹھے ہیں اور ہمارے پاس کچھ (وہ کھجوریں جنہیں ابن طاب کی کھجوریں کہتے ہیں) لائی گئیں میں نے یہ تعبیر لی کہ (رافع کی تعبیر یہ ہے کہ) ہماری دنیا میں رفعت ہے اور (عقبہ کی تعبیر یہ ہے کہ) آخرت میں ہماری اچھی عاقبت ہے اور ابن طاب کی تعبیر یہ ہے کہ ہمارا دین اچھا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۹) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسے ملک کیطرف ہجرت کرتا ہوں جسمیں کھجور کے درخت ہیں میرا خیال اسطرف گیا کہ وہ زمین یمامہ ہے یا ہجر ہے پھر معلوم ہوا وہ مدینہ یعنے یثرب تھا اور میں نے اپنے اس خواب میں یہ بھی دیکھا تھا کہ میں نے اپنی تلوار ہلائی تو اُس کا سرا ٹوٹ گیا اسکی تعبیر وہ ہے جو جنگ احد کے دن مسلمانوں کو مصیبت پہنچی پھر دوبارہ میں نے اُسے ہلایا تو جیسی پہلے تھی اُس سے اچھی ہو گئی اسکی تعبیر وہ ہے جو اللہ نے فتح دی اور مسلمانوں کی جمیعت کر دی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سوتا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن رکھے گئے وہ مجھے ناگوار معلوم ہوئے تو مجھے حکم دیا گیا کہ میں ان دونوں کو پھونک ماروں میں نے اُن دونوں کو پھونک ماری تو وہ دونوں اُڑ گئے میں نے اُن دونوں سے وہ دو جھوٹے شخص تعبیر لئے جن دونوں کے بیچ میں ہوں (ایک) صنعاء والا (دوسرا) یمامہ والا یہ روایت متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں یوں کہا جاتا ہے ایک مسیلمہ یمامہ والا ہے دوسرا عنسی صنعاء والا ہے (صاحب مشکوۃ کہتے ہیں) یہ روایت میں نے صحیح بخاری صحیح مسلم میں نہیں پائی اور جامع اصول والے نے اسے ترمذی سے روایت کیا ہے۔

لہ کیونکہ رافع رفعت سے مشتق ہے جسکے معنے بلندی مرتبہ ہیں اور طاب کے معنے اچھے ہونے کے ہیں اور عقبہ بمعنی انجام کی بہتری کے ہے ۱۲ لہ یمامہ مکہ کیطرف سے مدینہ سے سولہ منزل پر مشرق کیطرف مقام ہے اور ہجر یمن میں ایک مقام کا نام ہے

(۱۰۱) ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے خواب میں عثمان بن مظعون کیواسطے ایک بہتا چشمہ دیکھا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا وہ اُسکے عمل ہیں جو اُسکے واسطے جاری ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۰۲) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے تھے تو ہماری طرف منہ کرکے بیٹھتے تھے اور پوچھتے تھے کیا آجکی رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے سمرہ کہتے ہیں اگر کوئی دیکھتا تو وہ خواب آپؐ سے بیان کر دیتا پھر جو کچھ خدا کو منظور ہوتا آپ اُسکی تعبیر بتا دیتے تھے[1] ایک دن ہم سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ہم نے عرض کیا نہیں آپؐ نے فرمایا تم نے تو نہیں دیکھا مگر آجکی رات میں نے دو آدمیوں کو دیکھا ہے کہ میرے پاس آئے اور دونوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے زمین مقدسہ کیطرف لیگئے تو راستہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک شخص کھڑا ہے اُسکے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے کہ اُس (بیٹھے ہوئے) کی باچھہ میں ڈالکر اُسے اتنا چیرتا ہے کہ اُس کا چیرا گُدی تک پہنچ جاتا ہے پھر اسیطرح دوسری باچھہ کو چیرتا ہے اور (اتنے میں پہلی) وہ باچھہ اچھا ہو جاتا ہے پھر وہ شخص دوبارہ اسیطرح کرتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے وہ دونوں بولے ابھی خاموش رہو) آگے چلو پھر ہم چلے تو ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو اوندھا گُدی کے بل پڑا تھا اور ایک شخص اُسکے سرہانے ایک اتنا بڑا پتھر جس سے ہاتھ بھر جائے یا بڑا سا پتھر[2] لیئے کھڑا ہے اُس پتھر سے اُس کا سر کچل رہا ہے جسوقت اُسکے پتھر مارتا ہے تو پتھر اُسکے سر سے لڑھک جاتا ہے پھر وہ شخص پتھر لینے جاتا ہے تو اس آدمی تک واپس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر ثابت ہو جاتا ہے اور جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے وہ شخص دوبارہ اُسکے پاس آکر وہ پتھر مارتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا (ماجرا) ہے وہ دونوں بولے (اور) آگے چلو پھر ہم چلے یہانتک کہ ایک ایسے گڑھے کے پاس پہنچے جو تنور کیطرح اوپر سے تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا اُسکے

---

[1] یعنے جو کچھ خدا کی اُس خواب دکھانے سے غرض ہوتی تھی آپ بیان فرما دیتے تھے ۱۲ [2] یعنے بڑا سا پتھر آپ نے فرمایا یا یہ فرمایا اتنا بڑا پتھر کہ اُسے کوئی ہاتھوں سے تو اُٹھا سکے پر یہ پتھر اتنا ہے کہ اُٹھانے کے بعد دوسری چیز لینے کی گنجایش نہ رہے ۱۲ [3] یعنے پتھر اُسکے ایسا لگتا ہے جس سے وہ آدمی لڑھک کر دور جا پڑتا ہے ۱۲

نیچے آگ جل رہی تہی جسوقت آگ اونچی ہوتی تو وہ آدمی بہی (جو آگ کے اندر تہے) اسقدر اونچے ہو جاتے کہ اُس تنور سے نکلنے کے قریب ہو جاتے تہے اور جب آگ نیچے ہو جاتی تو وہ بہی نیچے کو ہو جاتے اور اُسمیں کتنے مرد اور عورت ننگے تہے مینے پوچہا یہ کیا ہے وہ دونوں بولے اور آگے چلو پھر ہم اور آگے چلے اور خون کی ایک نہر پر پہنچے اسمیں ایک شخص بیچوں بیچ کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر ایک (اور) آدمی تہا اُسکے آگے پتھر (رکھے ہوئے) تہے۔ وہ شخص جو نہر میں تہا آگے آیا اور جب نکلنے کا ارادہ کیا تو اُس شخص نے (جو کنارے پر تہا) اُسکے منہ پر ایک پتھر مارا اور جہاں وہ شخص تہا وہیں[1] اُسے پہیر دیا جسوقت وہ نکلنے کے ارادے سے آتا تھا یہ شخص اُسکے منہ پر پتھر مار کر وہیں لوٹا دیتا تہا جہاں پہلے وہ تہا مینے پوچہا یہ کیا ہے وہ دونوں بولے اور آگے چلو پھر ہم چلے یہانتک کہ ایک سبز باغ میں پہنچے اُسمیں ایک بہت بڑا درخت تہا اُسکی نیچے ایک بڑے میاں اور بچے بیٹھے تہے پہر ناگہاں دکیا دیکھتے ہیں کہ) درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہے جسکے سامنے[2] آگ رکہی ہے وہ اُسے سُلگا رہا ہے پھر وہ دونوں میرے ساتھی مجھے اُس درخت پر لیکر چڑہ گئے اور مجھے ایک گھر میں لیگئے جو درخت کے بیچ میں تہا اور اُس گھر سے اچھا گھر مینے کبھی نہیں دیکھا اُسمیں کتنے بوڑہے مرد اور جوان اور عورتیں اور بچے تہے پھر مجھے وہ دونوں اُس گھر سے باہر لائے اور مجھے درخت کے اوپر لیگئے اور ایک اور گھر میں لیگئے جو اُس (پہلے) گھر سے بہت اچھا اور افضل تہا اُسمیں بڈہے اور جوان بہی تہے مینے اُن دونوں سے کہا بیشک تمنے مجھے آجکی رات بہت پہرایا اب جو کچھ مینے دیکھا اس کا حال تو مجھسے بیان کرو وہ دونوں بولے ہاں (لو سنو ہم بیان کرتے ہیں) جس شخص کے تمنے کلّے چیرے جاتے دیکھے ہیں وہ شخص جہوٹا ہے کہ جہوٹی باتیں کرتا تہا اُسکی جہوٹی باتیں لوگ سُنکر زمین میں چاروں طرف پہنچاتے تہے جو کچھ (اُس کا حال) تمنے دیکھا یہ معاملہ اُسکے ساتھ[3] قیامت تک کیا جاویگا اور جس شخص کو تمنے دیکھا کہ اُس کا سر کچلا جا رہا ہے وہ شخص ہے جسے اللہ نے قرآن

---

[1] وہ پتھر مار کر اُسے پیچھے ہٹا دیا ۱۲۔

[2] ان سبکی حقیقت آگے اسی حدیث میں آئیگی ۱۲۔

[3] چونکہ اس منہ سے وہ جہوٹ بولتا تہا اسلیئے اسکے کلّے چیرے جا رہے ہیں ۱۲۔

سکھایا تھا اور یہ شخص رات کو قرآن سے (غافل) سو جاتا تھا[۱] اور دن کو اُسکے احکام پر عمل نہیں کرتا تھا جو کچھ تمنے دا ؑس کا حال دیکھا، یہ اُسکے ساتھ قیامت تک کیا جاویگا جنہیں تمنے تنور میں دیکھا وہ زناکار (عورت و مرد) ہیں اور جسے تمنے خون کی نہر میں دیکھا وہ بیاج کھانیوالا ہے اور جن بڑے میاں کو تمنے درخت کی جڑ میں دیکھا وہ حضرت ابراہیم ہیں اور اُنکے گرد کے بچے آدمیوں کے بچے ہیں[۲] اور جو شخص آگ سُلگا رہا تھا وہ دوزخ کا داروغہ مالک تھا اور پہلا گھر جسمیں آپ تشریف لیگئے تھے عام ایمانداروں کا گھر تھا اور یہ گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ (دوسرے) میکائیل ہیں (پھر کہا) اپنا سر اُٹھاؤ میں نے اپنا سر اونچا کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر ابر سا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ سفید تہ برتہ ابر کیطرح تھا وہ دونوں بولے وہ تمہارا مکان ہے میں نے کہا مجھے تم چھوڑ دو تاکہ میں اپنے مکان میں چلا جاؤں اُنہوں نے جواب دیا کہ ابھی تمہاری کچھ عمر باقی ہے جسے تمنے پورا نہیں کیا جب تم اُسے پورا کرلوگے تو اپنے گھر میں آجاؤگے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور عبداللہ بن عمر کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں خواب دیکھنے کی باب حرم مدینہ میں بیان ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۰۳۶) ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں[۴۶] حصہ ہے اور خواب پرند جانور کے پاؤں پر ہوتا ہے جبتک اُسے بیان نکرے جب اُسے بیان کرتا ہے تو واقع ہو جاتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ آپنے فرمایا خواب کسی دوست یا عقلمند کے علاوہ اور کسی کے آگے بیان نہ کیجیو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ خواب پرند جانور کے پاؤں پر رہتا ہے جبتک اُسکی تعبیر نہیں دیجاتی پھر جسوقت اُسکی تعبیر دیجاتی ہے تو (اکثر وہی تعبیر) واقع ہو جاتی ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ آپنے فرمایا کہ خواب کسی دوست یا عقلمند کے علاوہ کسی کے آگے بیان کرنا نہیں چاہیئے۔

---

[۱] یعنی نہ رات کو اُسکے پڑھنے کا کچھ خیال کرتا تھا نہ دنکو دسپر کچھ عمل کرتا تھا ۱۲ [۲] حضرت ابراہیم ان بچونکو تربیت سکھاتے ہیں اور جو بچہ ننھا سا مر جاتا ہے وہ اُنکے سپرد کر دیا جاتا ہے ۱۲ [۳] یعنی خواب کی جبتک کسی سے تعبیر نہ لیجائے اُسوقت تک ہر چیز کیطرح معلق ہوتا ہے جیسے کوئی چیز کسی پرند جانور کے پاؤں پر ہو اگر وہ اڑ جائے تو وہ چیز بھی گر پڑتی ہے ایسے ہی خواب کا حال ہے جو کچھ کوئی تعبیر دیدے واقع

(۱۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے واقہ (بن نوفل) کا حال پوچھا (آنحضور کے جواب دینے سے پہلے) حضرت خدیجہ نے آپ سے فرمایا بیشک انہوں نے آپکی تصدیق کی تھی ولیکن آپکی نبوت ظاہر ہونے سے پہلے فوت ہو گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مینے خواب میں انھیں سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھا ہے اگر وہ جہنمی ہوتے تو اسکے علاوہ انکا اور کچھ لباس ہوتا (یہ جنتی لباس نہوتا) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵) خزیمہ بن ثابت کے بیٹے اپنے چچا ابو خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے پھر انہوں نے آپ سے بیان کیا تو آپ انکے لئے لیٹ گئے اور فرمایا اپنے خواب کو سچا کرلے چنانچہ انہوں نے یعنے (میرے چچا نے) آپکی پیشانی پر سجدہ کرلیا[۲] یہ حدیث شرح سنت میں نقل کی ہے اور ابو بکرہ کی یہ حدیث کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری" (خدا چاہے تو) ہم عنقریب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے مناقب کے باب میں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل۔ (۱۰۶) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابیوں سے اکثر یہ پوچھا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی نے کچھ خواب دیکھا ہے جس سے خدا کو کچھ بیان کرانا منظور ہوتا وہ شخص آپ سے بیان کرتا ایکدن صبح کیوقت ہمسے آپنے فرمایا کہ آجکی رات میرے پاس دو شخص آئے تھے اور ان دونوں نے مجھے اٹھایا اور مجھسے کہا چلو اور میں انکے ساتھ روانہ ہوا پھر سمرہ نے اس لمبی حدیث کیطرح جو پہلی فصل میں ذکر ہو چکی ہے (قصہ) بیان کیا اور اسمیں کچھ زیادہ ہے جو حدیث مذکورہ میں نہیں ہے اور وہ یہ ہی

[۱] یہ حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے لوگوں نے حضور انور سے پوچھا کہ وہ مومن تھے یا کافر تھے حضرت خدیجہ نے اثنائے سوال و جواب میں فرمایا کہ انہوں نے تو یا رسول اللہ آپکی تصدیق کی تھی مومن ہونے چاہئیں آپنے فرمایا واقعی حال تو خدا کو معلوم ہے مگر مجھے اپنے خواب کے ذریعہ سے تو وہ جنتی اور ایماندار ہی معلوم ہوتے ہیں ۱۲ [۲] آنحضور کی پیشانی سجدہ گاہ تھی قبلہ یا مسجود نہ تھی جیسے مصلّے پر سجدہ کرتے ہیں اسیطرح ان باقسمت صحابی نے آنحضرت کی پیشانی اطہر پر سر ٹکا کر خدا کو سجدہ کیا ۱۲۔

کہ آنحضرت نے فرمایا پھر ہم ایک اندھیرے[۱] باغ میں پہنچے اُسمیں موسم بہار کی ہر طرح کی کلیاں تھیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ اُس باغ کے بیچ میں ایک ایسے لمبے شخص ہیں کہ درازی کے سبب سے انکا سر مجھے آسمانمیں نہیں دکھائی دیتا اور اُن شخص کے گرد بہت سے بچے ہیں کہ اتنے مینے کبھی نہیں دیکھے اُن دونوں سے مینے پوچھا یہ کون ہیں اور یہ بچے کون ہیں آنحضرت فرماتے ہیں اُن دونوں نے مجھسے فرمایا ابھی آگے چلو پھر ہم چلے اور ایک بڑے باغ کے پاس پہنچے کہ اُس سے بڑا باغ اور اُس سے اچھا باغ مینے کبھی نہیں دیکھا تھا حضرت فرماتے ہیں اُن دونوں نے مجھسے کہا اسمیں چڑھو پھر ہم اُسمیں گئے تو ایک ایسے شہر کے پاس پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں کا بنا ہوا تھا پھر ہمنے اُس شہر کے دروازے پر آکے دروازہ کھلوایا تو ہمارے واسطے دروازہ کھولدیا گیا ہم اُسکے اندر گئے تو اُسمیں ہمیں بہت سے ایسے آدمی ملے جنکے آدھے بدن بہت اچھے تھے جو کہ تم دیکھتے ہو اور آدھے بہت ہی بُرے تھے جیسے کہ تم دیکھتے ہو آنحضرت فرماتے ہیں اُن لوگوں سے اِن دونوں نے کہا تم جاکے اُس نہر میں گر پڑو آنحضور فرماتے ہیں (میں) کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چوڑی نہر بہ رہی ہے پانی اُسکا دودھ جیسا خالص سفید ہے وہ لوگ جاکر اُسمیں گر پڑے پھر ہمارے پاس واپس آئے تو اُنکی وہ بُرائی جاتی رہی تھی اور وہ لوگ بہت خوبصورت ہو گئے اور اس روایت کی زیادہ عبارت کی تفسیر میں آنحضرت نے یہ ذکر کیا کہ وہ لمبے شخص جو باغ میں تھے وہ حضرت ابراہیم تھے اور جو بچے اُنکے آس پاس تھے وہ وہ بچے تھے جو فطرت[۲] پر مر گئے[۳] راوی کہتے ہیں بعضے مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور کیا مشرکوں کی اولاد بھی (انہیں کے پاس ہے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مشرکوں کی اولاد بھی (انہیں کے پاس ہے) اور وہ لوگ جو آدھے اچھے اور آدھے بدصورت تھے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

۱؎ کثرت سبزی کیوجہ سے اُس باغ میں اندھیرا ہو رہا تھا اور ہر طرح کی موسم بہار کی کلیاں کھلی ہوئی تھیں ۱۲
۲؎ یعنے نابالغ مر گئے اور اپنی پیدائشی حالت جو بچوں کے اندر اسلام قبول کرنیکی ہوتی ہے مر گئے ہوشیار ہو کر مذہب کفر کے عمل نہیں کئے وہ بچے حضرت ابراہیم کے سپرد ہیں ۱۲ ۳؎ کیونکہ اُن کا مشرک ہونا بھی جبھی معلوم ہوتا جب وہ سِن بلوغ کو پہنچتے اسوقت تو وہ بھی فطرت ہی پر مرے فطرت ایک قوت کا نام ہے جو انسان کے اندر پیدا ہوتے وقت اسلام قبول کرنیکی قوت ہوتی ہے ۱۲

اچھے عمل اور برے عمل ملا دیئے تھے اُسے اللہ نے درگذر کی (اور معاف کر دیا) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جھوٹ اور بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ بات دکھائے[لہ] جو دیکھی نہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا صبح کا خواب بہت سچا ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

کتاب آداب کا بیان

سلام کا بیان

پہلی فصل (۱۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی[لہ] یا آدم ہی کی صورت پیدا کیا تھا قد انکا لمبان میں ساٹھ ہاتھ (یعنے تیس گز) کا تھا جب خدا نے انھیں پیدا کیا تو فرمایا جا ان لوگوں کو سلام کر اور وہ فرشتوں کی جماعت تھی جو بیٹھے ہوے تھے پھر فرمایا اے آدم) جو کچھ وہ تجھے جواب دیں اُسے سنیو کیونکہ وہ تیرا اور تیری اولاد کیلئے سلام کا جواب ہے آدم علیہ السلام نے جا کے کہا السلام علیکم (ترجمہ تم پر اللہ کی امان ہو) انھوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمتہ اللہ (ترجمہ تم پر بھی اللہ کی امان اور رحمت ہو) آنحضور فرماتے ہیں فرشتوں نے ورحمتہ اللہ (جواب میں بڑھا دیا) لہذا تم بھی بڑھا کر جواب دیا کرو) آنحضور فرماتے ہیں جو کوئی جنت میں جائیگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اُس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کے قد گھٹتے گھٹتے یہاں تک پہونچ گئے (جواب ہیں) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

لہ یعنے یہ کہے کہ مینے یہ خواب دیکھا ہے اور دیکھا نہو کہا نیسے مراد یہ ہے کہ کسی بن دیکھی بات کو جھوٹ کہے مینے دیکھی ہے ۱۲ لہ اس میں علماء کا بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں اس کے معنے یہ ہیں کہ خداوند کریم نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے پھر یہ مضمون اُن صفات میں سے بتایا ہے جن پر ایمان لانا ضرور اور بحث کرنی منع ہے اکثر علماء کہتے ہیں اسکے معنے یہ ہیں کہ آدم کو آدم کی دیکھیہ صفحہ ۳۳

(۱۱۰) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا اسلام (والوں کا طریقہ) اچھا ہے آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور اُس سے سلام علیک کرنی جسے تم جانتے ہو یا نہ جانتے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۱) حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن[۱] کے لیئے دوسرے مومن پر چھ باتیں لازم ہیں مومن کی عیادت کرے جبکہ بیمار ہو اور[۲] جب مرجاوی تو اُسکے جنازے میں حاضر ہو اور[۳] جب کوئی اُسکی دعوت کرے تو قبول کرے اور[۴] جب مومن سے ملے تو اُسے سلام کرے اور[۵] جب چھینکے تو اُسے (یرحمک اللہ کہکر) جواب دے اور[۶] اُسکے پیچھے اور سامنے اُسکی خیرخواہی کرے یہ روایت مینے صحیح بخاری صحیح مسلم میں نہیں پائی اور نہ حمیدی کی کتاب میں (پائی)، ہاں جامع اصول والے نے اسے نسائی کی روایت سے نقل کیا ہے۔

(۱۱۲) حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان لائے بغیر تم جنت میں ہرگز نجا سکوگے اور تم ایماندار نہوگے جبتک آپسمیں ایک دوسرے سے محبت نرکھوگے کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں کہ جب تم اُسے کروگے تو آپسمیں محبت رکھنے لگوگے تم آپسمیں[۲] سلام کرتے رہا کرو یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

پیدا کیا تھا یعنے جتنا اُن کا قد و قامت تھا اسی طرح اول دفعہ پیدا کیا تھا اسطرح نہیں پیدا کیا جیسے اب اول نطفہ ہوتا ہے پھر ماں کے پیٹ میں پرورش پا کے بچہ پیدا ہوتا ہے پھر بچہ جوان ہوتا ہے اور جوان بوڑھا ہوتا ہے بلکہ آدم کو اول ہی پورا انسان بنا کر پیدا کیا تھا اور اسی طرح کئی قول اور ہیں مناسب یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ خداوند کریم نے آدم کو اپنی صفات کا مظہر بنا کر بھیجا ہے اور خاص اپنی طرف اس لئے منسوب کیا تاکہ آدم کی بزرگی ظاہر ہو جائے جیسے کعبہ کو خدا کا گھر کہتے ہیں ۱۲ ؎۱ ایک مومن کے دوسرے پر چھ حق ہیں اول بیمار مسلمان کی عیادت کرنی دوسرے مومن مرجائے تو اُسکے جنازہ کے ساتھ ساتھ جائے تیسرے کوئی دعوت کرے تو اُسکی دعوت کھانے جائے چوتھے جب ملے تو سلام علیک کرے پانچویں جب چھینک آئے تو اُسے یرحمک اللہ کہے چھٹے مومن کی آگے پیچھے خیرخواہی میں لگا رہے ۱۲ ؎۲ ف قع میں باہمی سلام علیک کرنے سے محبت بڑھتی ہے ۱۲۔

(۱۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیادے کو سلام کرے اور پیادہ پا چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہت سوں کو سلام کریں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے کو اور تھوڑے بہت سونکو سلام کریں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند لڑکوں کے پاس سے نکلے تو آپ نے انھیں سلام کیا[1] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام نکیا کرو اور جب تم انمیں سے کسی سے راستہ میں ملاکرو تو انہیں تنگ راستہ کیطرف بھیج دیاکرو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی جب تمسے سلام کیا کرتے ہیں تو وہ السَّامُ علیکَ[2] ہی کہا کرتے ہیں تم بھی وَعَلیکَ کہدیاکرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تمسے سلام کیا کریں تو تم وَعلیکُم کہدیا کرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہودیوں کی ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (آپکے پاس آنیکی) اجازت مانگی اور (اندر آکر) السامُ علیکم کہا مینے کہا بَل وعلیکم السامُ واللعنۃ[3] آنحضور بولے اے عائشہ اللہ نرم ہے تمام باتو نمیں نرمی کو

---

[1] اس حدیث سے جو پہلے سلام کرے اسکی بزرگی ثابت ہوتی ہی ۱۲ [2] وہ یہ کہتے ہیں تمہیں موت آئے تم بھی وعلیک کہدیاکرو یعنے تمہیں کو موت آئے ۱۲ [3] حضرت عائشہ نے جیسا انہوں نے سلام کہا اُس سے بڑھکر جواب دیا کہ تم ہی پر ہلاکت اور لعنت ہو آنحضور بولے اے عائشہ سختی اور زیادتی خدا کو ناپسند ہے صرف وعلیکم کہدینا کافی تھا ۱۲

پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا کیا آپ نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا تھا آپ نے فرمایا (میں نے سنا تھا اور) میں نے بھی وعلیکم کہدیا تھا[1] اور ایک روایت میں ہے علیکم (کہدیا کرو) واؤ کو ذکر نہیں کیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ چند یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہا السام علیک آپ نے فرمایا وعلیکم اور حضرت عائشہ نے (بجواب یہودی کہا السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم (ترجمہ موت ہو تمپر اور خدا تمپر لعنت کرے اور تمپر خدا کا غضب ہو) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عائشہ سے) فرمایا اے عائشہ چھوڑو تمہیں[2] نرمی کرنی چاہیئے اور سختی اور بری باتوں سے بچنا چاہیئے حضرت عائشہ بولیں کیا آپ نے نہیں سنا جو کچھ انہوں نے کہا ہے آپ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ میں نے کہا ہے اور جو میں نے جواب دیا ہے حالانکہ انکے حق میں میری دعا قبول ہوتی ہے اور میرے حق میں انکی دعا قبول نہیں ہوتی اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اے عائشہ تو بیحیا نہ ہو واقعی اللہ تعالیٰ بیحیائی اور زبردستی بے حیا بننے کو پسند نہیں کرتا۔

(۱۲۰) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزر ہوا جسمیں مسلمان اور بت پرست مشرک اور یہود ملے جلے بیٹھے تھے آپ نے انہیں سلام کیا (اور دل میں مسلمانوں کو سلام کرنیکی نیت کرلی)، یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۱) حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم راستوں میں بیٹھنے سے بچتے رہا کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں[3] راستہ کی مجلسوں میں بیٹھے بغیر کچھ بن نہیں[4] آتا کہ وہاں ہم (معاملات دنیا وغیرہ کی) باتیں کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر تم بیٹھے بغیر نہ رہو تو راستہ کا حق ادا کیا کرو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ راستہ

[1] جو انکے سلام کا پورا جواب ہو گیا پھر زیادہ کہنے کی ضرورت نہ رہی ۱۲ [2] کیونکہ ہم لوگوں کے دل پر چانیکہ آئے ہیں لوگوں کو اپنے پاس سے دور بھگانیکو نہیں آئے ۱۲ [3] کیونکہ ہمارے کاروبار اس کے بغیر چل نہیں سکتے ۱۲۔

کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا آنکھوں کا بند رکھنا یعنے حرام چیز ونکو نہ دیکھنا اور ایذا دینے سے رُکے رہنا اور سلام کا جواب دینا اور بھلی بات کا حکم کرنا اور بُری بات سے لوگونکو منع کرنا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس (اوپر کے) قصہ میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور راستہ بتانا[ف] یہ حدیث ابوداؤد نے اسی طرح ابو سعید خدری کی حدیث کے پیچھے نقل کی ہے۔

(۱۲۳) حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں نقل کیا ہے کہ آپنے فرمایا کہ مظلوم کی فریاد رسی کرنی اور بھولے کو رستہ بتانا (بھی رستہ کے حق میں داخل ہے) یہ حدیث ابوداؤد نے ابو ہریرہ کی حدیث[ف] کے بعد اسی طرح نقل کی ہے اور ان دونوں روایتوں کو میں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں پایا نہ معلوم مصابیح والے نے پہلی فصل میں کیوں درج کر دیا)

دوسری فصل (۱۲۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چھ عمدہ حق ہیں جب ایک[۱] دوسرے سے ملے تو اُسے سلام کرے۔ اور جب[۲] کوئی دعوت کرے تو قبول کرے اور جب[۳] کسی کو چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہکر اُسے جواب دے اور جب[۴] کوئی بیمار ہو تو اُسکی خبر پوچھے[۵] اور جب کوئی مرجاوے تو اُسکے جنازے کے ساتھ جاوے[۶] اور اُسکے لئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور السلام علیکم کہا آپنے اسے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسکی) دس[۱۰] نیکیاں (لکھی گئیں) پھر دوسرے نے آکے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپنے اُسے جواب دیا پھر وہ بھی بیٹھ گیا آپنے فرمایا (اسکی) بیس[۲۰] نیکیاں لکھی گئیں پھر ایک اور

ف یعنے بھولے ہوؤں کو راستہ بھی بتایا کرو یہ بھی رستہ کا حق ہی ۱۲ ف جیسے یہاں ابو ہریرہ کی حدیث کے بعد مذکور ہے اسیطرح ابوداؤد میں ہے اور صاحب مصابیح نے اسے پہلی فصل میں لکھدیا ہے جسمیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں لکھی جاتی ہیں نہ معلوم اُن سے کیا چوک ہو گئی ۱۲

آیا اور اُسنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا آپنے اُسے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا آپنے فرمایا (اسکی تیس[۱] نیکیاں دلکھی گئیں) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶) معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمعنی روایت کی ہے اور یہ زیادہ (بیان) کیا ہے پھر ایک اور آیا اور اُسنے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہا آپنے فرمایا (اسکی چالیس[۲] نیکیاں دلکھی گئیں) اور فرمایا اسی طرح ثواب زیادہ ہوتا جاتا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک سب سے زیادہ خدا کا مقرب وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گذرے تو انہیں سلام کیا یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

(۱۲۹) حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں جسوقت کہ ایک جماعت کہیں جائے تو ایک آدمی کا انمیں سے سلام کرنا سبکی طرف سے کافی ہے اور بیٹھے ہوؤں میں سے ایک کا جواب[۳] دینا سب کی طرف سے کافی ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی نقل کی ہے اور ابوداؤد نے نقل کر کے کہا ہے اسے حسن بن علی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے اور یہ حسن بن علی ابوداؤد کے شیخ ہیں (امام حسن نہیں ہیں)۔

(۱۳۰) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا

---

[۱] خلاصہ یہ کہ نیک کام جتنا زیادہ ہوگا اُسیقدر ثواب زیادہ ہوگا ۱۲ منہ [۲] یعنے اوپر والی حدیث معاذ بن انس نے بھی نقل کی ہے جس کے لفظ اور ہیں اور مطلب یہی ہے صرف اتنا زیادہ ہے کہ پھر ایک اور آیا اور اُس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہا اُس کی آپ نے چالیس نیکیاں لکھی گئی فرمائیں ۱۲ [۳] یعنے سبکو جواب دینا ضرور نہیں ہے ہاں اگر ایک بھی جواب نہ دیگا تو سارے گنہگار ہونگے ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے غیروں سے[ف۱] مشابہت کرے تم یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مشابہت نہ کیا کرو (یاد رکھو) یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے[ف۲] ہوتا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتیلیوں کے اشارہ سے ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے اسکی سند ضعیف ہے۔

(۱۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا جسوقت تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اُسے سلام کرنا چاہیئے اگر اُنکے بیچ میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر بھی حائل ہو اور پھر اُس سے ملے تو بھی اُسے سلام[ف۳] کرنا چاہیئے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲) حضرت قتادہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کیا کرو اور جب تم نکلو تو گھر والوں کو سلام کرکے رخصت ہوا کرو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں مرسل نقل کی ہے۔

(۱۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا اے میرے بچے[ف۴] جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جایا کرے تو سلام کیا کر اس سے، تجھپر اور تیرے گھر والوں پر برکت ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیئے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور کہا ہے یہ حدیث مُنکر ہے۔

ف۱ یہ مشابہت خواہ لباس میں ہو خواہ عادات میں ہو خواہ کھانے پینے میں ہو جس بات میں جسکی مشابہت پسند کریگا اُس کا اُنہیں لوگوں کے ساتھ قیامت کے دن حشر ہوگا ۱۲ ف۲ اگر سلام میں تم اُنکی مشابہت کروگے تو خدا کے ہاں پکڑے جاؤگے تم منہ سے السلام علیکم کہا کرو ۱۲ ف۳ یعنے اگرچہ تھوڑی ہی سی اوٹ میں کیوں نہو جب ملے سلام کرے ۱۲ ف۴ یہ بات آپ نے از راہ مہربانی اور نرمی کے فرمائی علاوہ ازیں یہ کہ خدمتی آدمی اولاد سے زیادہ ہوتا ہے ۱۲۔

(۱۳۶۵) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں ہم زمانہ جاہلیت میں (ملاقات کے وقت) یہ کہا کرتے تھے خدا تیرے سے تیرے دوستوں کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور تو صبح کے وقت نعمت میں خوش رہے جب اسلام (کا زمانہ) آیا تو اس سے ہمیں منع کر دیا گیا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۶) غالب کہتے ہیں ہم حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک مرد نے آ کے کہا مجھ سے حدیث بیان کی میرے والد نے انہوں نے میرے دادا سے یہ حدیث نقل کی ہے وہ کہتے تھے میرے والد نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مجھے بھیجا تو کہا انکے پاس جا کر میری طرف سے سلام کہو وہ کہتے تھے میں آنحضور کی خدمت میں گیا اور میں نے عرض کیا میرے والد نے آپکو سلام کہا ہے آپ نے فرمایا علیک وعلیٰ ابیک السلام (ترجمہ تجھپر اور تیرے والد پر بھی سلام ہو) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۷) ابو العلاء حضرمی نقل کرتے ہیں کہ علاء حضرمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے جسوقت یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خط لکھتے پہلے اپنی[۱] طرف سے شروع کرتے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت تم میں سے کوئی شخص خط لکھے تو اس پر ذرا سا ریتہ ڈالدے کیونکہ یہ[۲] حاجت بر لانیکو بہت اچھا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔

(۱۳۶۹) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں گیا کہ آپکے سامنے ایک منشی بیٹھا تھا میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے قلم اپنے کان پر رکھ لے کیونکہ اس سے مطلب خوب یاد آتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اسکی سند میں ضعف[۳] ہے۔

---

۱ یعنے یہ لکھتے تھے یہ خط علاء حضرمی کیطرف سے ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکے بعد مضمون لکھتے تھے اسیطرح آنحضور بھی لکھا کرتے تھے ہر ایک مسلمان کو خط اسی طرح لکھنا بہتر ہے کیونکہ یہ بھی حضور انور کی سنت ہے ۱۲ ۲ یعنی اس میں تواضع اور عاجزی پائی جاتی ہے ۱۲ ۳ دوسری سندوں سے یہ حدیث قوی ثابت ہوئی ہے لہذا قلم کان پر رکھنی بھی سنت ہے ۱۲

(۱۴۰) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سُریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپنے مجھے یہودیوں کی کتاب سیکھنے کو ارشاد فرمایا تھا اور فرمایا تھا مجھے خط وکتابت میں یہودیوں کا اعتبار نہیں ہی زید بن ثابت کہتے ہیں پھر آدھا مہینہ نہ گزرنے پایا کہ مینے سیکھلیا بعدازاں جسوقت آپ یہودیونکو خط لکھتے تھے تو میں لکھتا تھا اور جسوقت یہود آپکو خط لکھتے تھے تو میں اُنکے خط آپکو سُناتا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں جائے تو اُسے سلام کرلیا کرے پھر اگر اُسے بیٹھنا مناسب معلوم ہو تو بیٹھ جائے پھر جسوقت کھڑا ہو تو سلام کرے کیونکہ پہلا[۱] پچھلے سے کچھ زیادہ نہیں ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستے میں بیٹھنے والونکے لئے بہتری نہیں ہے ہاں جو کوئی دبھولونکو راستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور نگاہ نیچی رکھے اور بوجھ اُٹھانے[۲] میں مدد کرے (اُسے کچھ گناہ نہیں) یہ حدیث شرح سنت میں نقل کی ہے اور ابوجُرَیّ کی حدیث صدقہ کی فضیلت کے باب میں بیان ہوچکی۔

تیسری فصل (۱۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُن (کے جسم) میں روح پھونکی اور انھیں چھینک آئی تو آدم علیہ السلام نے الحمد للہ کہا اور اللہ ہی کے حکم سے اللہ کی تعریف بیان کی اُنکے جواب میں پروردگار نے یرحمک اللہ فرمایا (اور کہا) اے آدم اِن فرشتونکی جماعت کیطرف جو بیٹھے ہیں جا اور السلام علیکم کہہ۔ آدم علیہ السلام نے (جاکے)

[۱] اِس سے آپکی غرض یہ تھی کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ پہلے آتے وقت سلام کرلیا تو اب سلام کی ضرورت نہ رہی چلتی دفعہ سلام کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسے شروع میں سلام کرنا لازم تھا دونوں میں کچھ کمی وزیادتی نہیں ہے۔ [۲] مزدورونکے بوجھ اُٹھوادیا کرے اور غیر عورت کو نہ دیکھے۔

السلام علیک کہا فرشتوں نے علیک السلام ورحمۃ اللہ کہا پھر آدم علیہ السلام اپنے پروردگار کے پاس واپس آئے تو فرمایا تیری اور تیری اولاد کے آپس میں یہی دعا ہے[1] پھر آدم علیہ السلام سے اللہ برتر نے اس حال میں کہ دونوں ہاتھ اللہ کے بند تھے[2] ارشاد فرمایا اے آدم ان دونوں میں سے جونسا چاہے اختیار کر لے آدم بولے مینے اپنے پروردگار کا دایاں ہاتھ پسند کیا حالانکہ پروردگار کے دونوں ہاتھ سید ہے اور بابرکت ہیں پھر اللہ نے اسے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں اسمیں آدم اور انکی اولاد تھی آدم علیہ السلام نے پوچھا اے رب یہ کون لوگ ہیں اللہ برتر نے فرمایا یہ تیری اولاد ہے آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ہر ایک شخص کی عمر دونوں آنکھوں کے بیچ میں لکھی ہوئی ہے اور انھیں ایک شخص بہت روشن (چہرہ) تھا آدم علیہ السلام نے پوچھا اے رب! یہ کون ہے خدا تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا[3] داؤد ہے اور اسکی عمر میں نے چالیس برس کی لکھی ہے آدم علیہ السلام نے فرمایا اے پروردگار انکی عمر زیادہ کردے خدا تعالے نے فرمایا میں تو اتنی ہی لکھ چکا ہوں آدم بولے اے پروردگار مینے اپنی عمر میں سے ساٹھ برس اسے دیدیئے خدا تعالیٰ نے فرمایا اسکا تجھے اختیار رہے آنحضرت نے فرمایا پھر آدم علیہ السلام بہشت میں رہے جبتک خدا کو منظور تھا پھر وہاں سے نکالدیئے گئے اور آدم علیہ السلام اپنی عمر گنتے جاتے تھے جب انکے پاس ملک الموت آئے تو آدم علیہ السلام نے انسے فرمایا تم جلدی آگئے میری عمر تو ہزار برس کی مقرر ہو چکی ہے (اور ابھی ہزار برس نہیں ہوئے) فرشتہ نے کہا ہاں (سچ ہے) مگر تم نے اپنے بیٹے داؤد کو ساٹھ برس دیدیئے ہیں آدم علیہ السلام نے انکار کیا (اسیوجہ سے) انکی اولاد بھی انکار کرتی ہے اور آدم علیہ السلام بھول گئے تھے اور انکی اولاد بھی بھول جاتی ہے آنحضرت نے فرمایا اسی دن سے ہیں لکھنے اور گواہ کرنیکا حکم دیا گیا ہے[4] یہ حدیث ترمذی

---

[1] جب تم اور تمہاری اولاد ایک دوسرے سے ملیں تو یہ دعا دیا کریں ۱۲ [2] یہ بات اُن متشابہات میں سے ہے جنپر ایمان لانا واجب اور بحث کرنی منع ہے نہ معلوم خدا کے ہاتھ کیسے ہیں اور وہ بند کیونکر تھے یہیں صرف مثال کے طور پر بتایا گیا ہے ۱۲ [3] یعنے یہ تیری اولاد میں سے ہے اسکا نام داؤد ہے اور یہ نبی ہوگا ۱۲ [4] یعنے جو کچھ ہم باہم اقرار وعہد اور باہم لین دین کریں اُس کا کاغذ لکھو اکر گواہی کرالیا کریں ۱۲

نے نقل کی ہے۔

(۴۷۴) اسماء بنت یزید فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کے پاس سے گذرے تو ہمیں سلام کیا یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۴۷۵) طفیل بن اُبیّ بن کعب سے روایت ہے کہ یہ ابن عمرؓ کے پاس آتے تھے اور صبح کو ان کے ساتھ بازار جاتے تھے جب ہم بازار میں جاتے تھے تو عبداللہ جب ایسا ملی اور جس تجارت و فروخت کرنے والے اور جس مسکین اور جس کسی کے پاس سے گذرتے اسے سلام کرتے تھے طفیل کہتے ہیں ایک دن میں عبداللہ بن عمر کے پاس آیا تو وہ مجھے بازار لے چلنے لگے میں نے کہا تم بازار میں جا کر کیا کرتے ہو حالانکہ نہ تم بیچنے کی جگہ پر ٹھہرتے ہو اور نہ سامان کو پوچھتے ہو اور نہ اس کو چکاتے ہو اور نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہو تو بازار جانے میں کیا فائدہ ہے؟ ہمارے ساتھ یہیں بیٹھ جائیے ہم باتیں کرینگے طفیل کہتے ہیں تب عبداللہ بن عمر نے کہا اے پیٹ والے! ہم تو (بازار میں) صرف لوگوں سے سلام کرنے جاتے ہیں کہ جو ہمیں ملے اسے سلام کرتے ہیں (راوی) کہتے ہیں طفیل بڑے پیٹ والے تھے یہ حدیث موطا مالک اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۴۷۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میرے باغ میں فلاں شخص کا کھجور کا درخت ہے اور اسکے درخت سے مجھے ایذا پہنچتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اسکے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ اس سے کہو اپنا کھجور کا درخت میرے ہاتھ بیچڈال وہ بولا میں نہیں بیچتا آپ نے فرمایا اچھا ہمیں ہی دیدے ہبہ کردے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا اچھا اسے جنت کے درخت کے بدلے میرے ہاتھ بیچڈال اسنے کہا نہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ کنجوس ہو ہاں جو شخص سلام کرنے میں بخل کرتا ہے (وہ اس سے

سلکہ ہم جانیں تم کچھ خرید نے جاتے ہو مگر کچھ سودا نہیں لیتا ہم تو جانتے ہیں آپ یونہی بیفائدہ جاکر تھکتے ہیں ۱۲

ھ عبداللہ بن عمر نے عیب گیری کے طور پر نہیں کہا تھا محض پند دیکر فرمایا تھا ۱۲ ؎ اس سے معلوم ہوا کہ سلام نہ کرنیوالا اس شخص سے بھی زیادہ کنجوس ہے جسنے جنت کے بدلے اپنا ایک کھجور کا درخت حضور انور کو نہیں

زیادہ کنجوس ہے) یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۷) حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا پہلے سلام کرنیوالا تکبر سے پاک ہے، یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب اجازت مانگنے کا بیان

پہلی فصل (۱۴۸) ابو سعید خدری فرماتے ہیں ابو موسیٰ نے ہمارے پاس آ کر کہا کہ حضرت عمر نے میرے پاس پیغام بھیجا تھا کہ میں انکے پاس حاضر ہوں میں ان کے دروازے پر گیا تو تین دفعہ سلام کیا کسی نے مجھے جواب نہ دیا پھر میں واپس چلا آیا بعد ازاں حضرت عمر نے کہا (اے ابو موسیٰ) تجھے ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روکدیا میں نے کہا میں تو آیا تھا اور تمہارے دروازے پر تین دفعہ سلام کیا مجھے تم نے جواب نہ دیا تو میں واپس چلا آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی شخص تین دفعہ اجازت مانگے اور اُسے اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے (یہ سنکر، حضرت عمر نے کہا اسکی دلیل قائم کر ابو سعید[۱] کہتے ہیں میں ابو موسیٰ کے ساتھ اٹھا اور حضرت عمر کے پاس جا کر میں نے گواہی دی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ میرے پاس آنیکی تیرے لئے یہ اجازت ہے کہ تو پردہ[۲] اٹھا لیا کر اور میری خفیہ باتیں سن لیا کر جبتک میں تجھے منع نہ کروں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمیں اپنے قرض (کے مقدمہ) میں جو میرے والد کو دینا تھا حاضر ہوا اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا

---

[۱] یعنے گواہ لا اب میں تمہیں بتلاتا آیا ہوں کہ تم چلکر اس بات کی گواہی دو کہ رسولِ خدا نے اسطرح فرمایا ہے یا نہیں فرمایا ۱۲ [۲] اس سے ... کہ تو بے تامل میری پاس آ جایا کر اس سے عبداللہ بن مسعود کی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان کا مرتبہ حضور انور کے ساتھ اہل بیت کے برابر تھا ۱۲۔

آپ نے پوچھا کون ہے! میں نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا میں تو میں ہوں[۱] گویا کہ آپکو یہ برا معلوم ہوا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپکے یا سعد بن عبادہ کے مکان میں گیا تو آپکے پاس ایک دودھ کا پیالہ آیا آپنے فرمایا اسے ابوہرؓ جا کے اہل صفہ[۲] کو میرے پاس بلا میں انھیں آپ کے بلا کر لیگیا انھوں نے آکے اجازت مانگی آپنے انھیں اجازت دیدی اور وہ اندر آ گئے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۵۲) کلدہ بن حنبل نقل کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ یا ہرن کا بچہ[۳] اور ککڑیاں بھیجا اور اسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی اونچی طرف (ٹھیرے ہوئے) تھے کلدہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو نہ میں نے سلام کیا اور نہ اجازت مانگی (یونہی اندر چلا گیا) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور یہ کہہ کر آ السلام علیکم! کیا میں (بھی) آؤں یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت تمہیں کوئی بلائے اور تم بلانیوالے کے ساتھ آؤ تو اسکے لئے وہی (بلوانا) اجازت ہے (دوسری اجازت کی ضرورت نہیں) یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی کے پاس قاصد بھیجنا ہی اجازت دہی میں داخل ہے۔

(۱۵۴) عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازے پر آتے تھے تو دروازے کیطرف منہ کرکے نہیں کھڑے ہوتے تھے ولیکن اسکے دائیں یا بائیں دروازے کیطرف کھڑے ہوتے تھے اور السلام علیکم السلام علیکم کہتے تھے اور اس (طرح کھڑے ہونیکی) وجہ یہ تھی کہ اسوقت تک دروازوں پر پردے نہیں ہوتے

---

[۱] آپ کو میں میں کہنا برا معلوم ہوا کیونکہ اس سے غرور کی بو پائی جاتی ہے اسواسطے چاہیئے کہ جب کوئی پوچھے تو اپنا نام لیکے کہے میں فلاں شخص ہوں ۱۲ [۲] اہل صفہ چند طالب علم تھے جو محض توکل پر پڑے ہوئے تھے اور حضور انور سے کلام مجید پڑھتے تھے صفہ مسجد کے باہر ایک چبوترا بنا ہوا تھا اسپر یہ لوگ رہتے تھے ۱۲ [۳] یہ راوی کا شک ہے کہ دودھ اور ککڑیاں بھیجے یا ہرن کا بچہ اور ککڑیاں بھیجے ۱۲

تھے یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔ اور حضرت انس کی حدیث کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہا باب الضیافت میں بیان ہو چکی۔

تیسری فصل (۱۵۵) عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا اپنی ماں سے بھی میں اجازت مانگوں آپ نے فرمایا ہاں وہ شخص بولا میں تو اُسکے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہوں آپ نے فرمایا (پھر بھی) اُس سے اجازت مانگ پھر وہ شخص بولا میں اُس کا خدمتگار ہوں آپ نے فرمایا اُس سے اجازت مانگ کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تو اُسے ننگی دیکھے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا (بس تو) اُس سے اجازت[۱] مانگا کر یہ حدیث امام مالک نے مرسل نقل کی ہے۔

(۱۵۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں میرے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک[۲] دفعہ رات کو جانا اور ایک دفعہ دن میں جانا مقرر تھا کہ میں ضرور جاتا تھا جسوقت میں رات کو جاتا تھا تو آنحضرت میرے (اذن) کے واسطے کھنکار دیتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلے سلام نکرے اُسے (اندر آنیکی) اجازت نہ دیا کرو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب مصافحہ[۳] اور معانقہ کا بیان

پہلی فصل (۱۵۸) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں میں مصافحہ (کا طریقہ جاری) تھا انس بولے ہاں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] کیونکہ شاید وہ ننگی کھلی بیٹھی ہو اور تو ایک دفعہ ہی چلا جائے تو ننگی بر تیری نظر پڑ جائے ۱۲ [۲] یعنے یہ مقرر کر رکھا تھا کہ ایک دفعہ دن کو اور ایک دفعہ رات کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور جاتا تھا ۱۲ [۳] مصافحہ ہاتھ سے ہاتھ ملانیکو اور معانقہ گلے ملنے کو کہتے ہیں مصافحہ کرنیکا قاعدہ سب سے پہلے یمن والوں نے نکالا تھا ۱۲ (مرقاۃ)

حسن بن علی کو پیار کیا تو اقرع بن حابس آپکے پاس بیٹھے تھے اقرع نے کہا میرے دس بچے ہیں میں اُنمیں سے ایک کو بھی پیار نہیں کرتا آپنے اُسے گھورا پھر فرمایا جو کوئی (چھوٹوں پر) رحم نہیں کرتا اُسپر اللہ بھی رحم نہیں کرتا یہ روایت متفق علیہ ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے) اثم لکع ترجمہ کیا وہاں لکع نام بچہ ہے) خدا چاہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت کے مناقب میں ذکر کرینگے اور اُم ہانی کی حدیث امان کے باب میں بیان ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۶۰) براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دو مسلمان ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں اُنکے الگ الگ ہونے سے پہلے خدا اُنہیں بخشدیتا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے کہ آپنے فرمایا جسوقت دو مسلمان ملکر مصافحہ کرتے ہیں اور خدا کی حمد بیان کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی اُس سے بخشش چاہتے ہیں اُن دونوں کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں

(۱۶۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اُسکے واسطے[۱] جھک جائے آپ نے فرمایا نہیں اُسنے کہا کیا اُسے گلے لگا کے بوسہ لے آپنے فرمایا نہیں اُسنے پوچھا کیا اُسکا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرلے آپنے فرمایا ہاں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۲) ابو امامہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار کی پوری عیادت[۲] کرنی یہ ہے کہ تم اُسکی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھکر پوچھو تیرا کیا حال ہے اور تمہارا ایک دوسرے سے پورا اسلام اور مصافحہ کرنا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

(۱۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں زید بن حارثہ مدینہ میں تشریف لائے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ پھر زید اُنکے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا

---

[۱] کیونکہ خدا کے علاوہ دوسرے کیواسطے جھکنا منع ہے لوگونکو چاہیئے کہ سلام کرتے اور ملتے وقت کسی کے واسطے نہ جھکیں ۱۲ [۲] یعنی عیادت کا حق یوں ادا ہوتا ہے کہ بیمار کے سر پر ہاتھ رکھکر پوچھنا چاہیئے تیرا مزاج کیسا ہے ۱۲

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے طرف[1] ننگے بدن (یعنے بے کرتے) اپنی چادر وغیرہ کھینچتے ہوئے چلے بخدا مینے اِس سے پہلے اور پیچھے کبھی آپکو ننگے بدن نہیں دیکھا پھر آپنے انھیں گلے لگایا اور بوسہ لیا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۴) ایوب بن بُشیر نے قبیلۂ بنی عنزہ کے ایک آدمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مینے ابوذر سے پوچھا کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تمسے ملتے تھے مصافحہ کرتے تھے وہ بولے میں جبکبھی آپسے ملا ہوں آپنے مجھسے (ضرور) مصافحہ کیا ہے اور ایکدن آپنے کسی کو میرے پاس بھیجا تھا تو میں اپنے گھر میں نہیں تھا جب میں آیا تو گھر والوں نے مجھسے بیان کیا اور میں آنحضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اُسوقت آپ تخت پر بیٹھے تھے آپنے مجھے گلے سے لگالیا اور یہ (مصافحہ سے) بہت اچھا تھا یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵) عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جسدن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپنے فرمایا اُس سوار کو جو (اللہ ورسول کیطرف) ہجرت کرکے آیا ہے مبارکی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶) اسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ انصاری مرد ایک دفعہ قوم سے باتیں کررہے تھے اور اُنکی مذاق کی عادت تھی لوگونکو ہنساتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی کوکھ میں (خوش طبعی سے) لکڑی چبھودی وہ بولے (یارسول اللہ) مجھے بدلا دیجئے آپ نے فرمایا لے بدلا لیلے اُنھوں نے کہا آپ (کے بدنپر) تو کُرتہ ہی اور میرے (بدن) پر کُرتہ نہیں تھا آنحضور نے اپنا کُرتہ اُٹھالیا اُس شخص نے آنحضور کو بغل میں پکڑکر آپکے پہلو کا بوسہ لے لیا اور کہا یارسول اللہ مینے اس بات سے صرف یہ ارادہ کیا تھا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷) شعبی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جعفر بن ابو طالب سے ملے تو اُنہیں بھینچا اور اُنکی آنکھوں کے بیچ میں پیار کیا یہ حدیث ابوداؤد نے اور شعب الایمان میں

---

[1] اس سے زید بن حارثہ کے ساتھ آپکی کمال محبت پائی جاتی ہے کہ اُنکی آواز سنکر کرتہ پہنے بغیر دروازے کیطرف دوڑے گئے ۱۲۔

بیہقی نے مرسلاً نقل کی ہے اور مصابیح کے بعضے نسخوں اور شرح السنہ میں یہ حدیث بیاضی[۵۱] سے متصل منقول ہے۔

(۱۶۰) جعفر بن ابیطالب اپنے ملک حبش سے واپس آنیکے قصہ میں کہتے تھے ہم حبش سے روانہ ہوکر مدینہ میں آئے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے ملے تو مجھے گلے لگا کر پھر فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہوئی یا جعفر کے آنیکی۔[۵۲] اور یہ موقع بھی خیبر کے وقت ہوا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۶۱) زارع جو عبدالقیس کے قافلہ میں تھے کہتے ہیں جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنی سواریوں کے سے کود پڑنے لگے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں فاطمہ سے زیادہ میں نے کسی کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صورت[۵۳] اور سیرت اور شکل میں مشابہ نہیں دیکھا ایک روایت میں ہے بات چیت اور لب و لہجہ میں بھی نہیں دیکھا حضرت فاطمہ جب آپ کے پاس آتی تھیں آپ انکے واسطے کھڑے ہوجاتے تھے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے تھے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس جاتے تو یہ آپکی تعظیم کو کھڑی ہوجاتی تھیں اور آپکا ہاتھ پکڑ کے چومتی تھیں اور اپنی جگہ آپ کو بٹھاتی تھیں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶۳) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اول ہی اول جب میں مدینہ میں آیا تھا حضرت ابوبکر کے ساتھ ان کے مکان میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی بیٹی حضرت عائشہ لیٹی ہوئی تھیں

---

[۵۱] بیاضی عامر بن زریق کیطرف منسوب ہے یہ کسی کا نام نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن جابر کا لقب ہے ۱۲ [۵۲] گویا کہ آپنے جعفر کے آنیکی کمال مسرت ظاہر فرمائی ۱۲ [۵۳] یعنے حضرت فاطمہ کی صورت اور عادت اور شکل حضور انور سے بہت ہی ملتی جلتی تھی اُنسے زیادہ کسی کی صورت آنحضور سے نہیں ملتی تھی [۵۴] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور کو حضرت فاطمہ سے بہت ہی محبت تھی ۱۲

بخار چڑھا ہوا ہے ابو بکر نے انکے پاس آ کے پوچھا اے بچی تیرا کیا حال ہو پھر انکے رخسار کا بوسہ لیا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچے کو لایا آپ نے اُسے پیار کیا اور فرمایا اور کہو یہ اولاد (آدمی کو) بخیل[۱] اور نامرد بنانے والی ہے اور بیشک یہی اللہ کے نعمت بھی ہیں یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۷۳) حضرت یعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسن اور حسین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑتے ہوئے آئے آپ نے انہیں بغل میں لیلیا اور فرمایا واقعی اولاد بخیل اور نامرد بنا دیتی ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۷۴) حضرت عطاء خراسانی نقل کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مصافحہ لیا کرو تمہاری باہمی عداوت جاتی رہیگی اور ایک دوسرے کو سوغات بھیجا کرو تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور عداوت جاتی رہیگی یہ حدیث امام مالک نے مرسل نقل کی ہے۔

(۱۷۵) حضرت براء ابن عازب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھ[۲] لے اُسنے گویا یہ رکعتیں شب قدر میں پڑھیں اور دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو انکا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا سب گر جاتے ہیں یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب استقبال کیلئے کھڑے ہونیکا بیان

پہلی فصل (۱۷۶) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں جب بنو قریظہ سعد بن معاذ کے حکم پر چلے آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو سعد کے بلانے کو بھیجا اور سعد وہاں سے قریب ہی (اُترے ہوئے) تھے سعد ایک گدھے پر بیٹھکر آئے جب

---

[۱] یعنے اولاد کیوجہ سے آدمی بخیل ہو جاتا ہے سخاوت کرنے سے رک جاتا ہے اور نامرد ہو جاتا ہے لڑائی میں اس خوف سے نہیں جاتا کہ میں مارا گیا تو بچے لاوارث رہجائینگے ۱۲ [۲] یعنے ان چار رکعتوں کے پڑھنے کا اتنا ثواب ہے جیسے شب قدر میں نماز پڑھی ۱۲۔

مسجد کے قریب پہنچے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے[۱] لئے کھڑے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے اور یہ حدیث لمبی قیدیوں کے حکم کے باب میں گزر چکی ہے۔

(۱۷۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کوئی شخص دوسرے شخص کو اسکی جگہ سے اسلیئے نہ اٹھائے[۲] کہ (وہاں) پھر آپ بیٹھ جائے ہاں (یہ کہدے کہ) کھلکر بیٹھ جاؤ اور جگہ دیدو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر وہیں آجائے تو یہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۷۹) حضرت انس فرماتے ہیں صحابہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص پیارا نہ تھا پھر بھی وہ جب آپ کو دیکھتے تھے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضور کو یہ (کھڑا ہونا) برا[۳] معلوم ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۸۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ اپنے واسطے لوگوں کا کھڑا ہونا اچھا معلوم ہوتا ہو اسے چاہیئے کہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا ڈھونڈھ[۴] لے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۸۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عصا پر

---

[۱] جو لوگ تعظیماً کھڑے ہونیکو جائز کہتے ہیں وہ اس حدیث کو استدلالاً پیش کرتے ہیں اور جو لوگ کھڑے ہونے کو منع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں سعد کے ہاتھ میں زخم تھا سواری سے اُتر نہ سکتے تھے اسوجہ سے آپ نے فرمایا انکے اُتارنیکو کھڑے ہو اور ان لوگونکی دلیل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ۱۲ [۲] یعنے کسی کو اُٹھا کر اسکی جگہ پر نہ بیٹھے ۱۲ [۳] بھلا جو بات حضور انور کی ناپسند ہو پھر اُسے کون سا مسلمان پسند کر سکتا ہے ۱۲ [۴] کیونکہ یہ متکبروں کا شیوہ ہے ۱۲۔

سہارا لگائے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپکی تعظیم کیواسطے کھڑے ہوگئے آپنے فرمایا تم کھڑے نہ ہوا کرو جیسے کہ عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کو کھڑے ہوتے ہیں یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۱۸۲) سعید بن ابوالحسن (حسن بصری کے بھائی) کہتے ہیں ابوبکرہ ایک گواہی میں ہمارے پاس آئے تو ایک آدمی ان (کی تعظیم) کیواسطے اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا (ابوبکرہ نے وہاں بیٹھنے سے انکار کردیا[۱] اور کہا بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے اور اس شخص کے کپڑے سے اُسنے کپڑا نہ پہنایا ہو ہاتھ پونچھنے[۲] کو منع کیا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۸۳) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت بیٹھتے تھے تو ہم بھی آپکے اِدہر اُدہر بیٹھ جاتے تھے پھر آپ کھڑے ہوتے اور آپ کا واپس آنے کا ارادہ ہوتا تو اپنی جوتی اتار کر یا اور کچھ جو آپکے پاس ہوتا اُس جگہہ رکھ[۳] ... تھے آپکے صحابی اس سے (آپکے واپس آنیکا ارادہ) معلوم کر لیتے اور بیٹھے ر... یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

( ) حضرت عبداللہ بن عمرو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کسی مسلمان کو بے اجازت دو آدمیوں میں چیر (کر بیٹھ جا[۴]) نادرست نہیں ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۸۵) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا (عبداللہ) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے اجازت دو آدمیوں کے بیچ میں

---

[۱] یعنے یہ کہا میں یہاں نہیں بیٹھتا کیونکہ یہ لوگ سنت کے خلاف تعظیماً خیال کرتے ہیں ۱۲ [۲] یعنے جوکو... دم وغیرہ نہوا اُسکے کپڑے سے ہاتھ نہ پونچھے ہاں جو خادم وغیرہ اسیکے کپڑے پہنے ہو اُسکے کپڑے سے ہاتھ پونچھ لے ۱۲
[۳] اُٹھ کر کہیں جاتے نہیں تھے اسلئے کہ حضور انور کی اس بات سے معلوم ہو جاتا تھا کہ اب آپ ضرور واپس آئینگے ۱۲ [۴] کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچے گی اور مسلمان کو ایذا پہنچانی منع ہے ۱۲۔

(ہرگز) نہ بیٹھنا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر ہمسے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے جس وقت آپ کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی اتنی دیر تک کھڑے رہتے تھے جبتک ہم یہ دیکھ لیتے کہ آپ کسی بیوی کے ہاں میں چلے گئے۔

(۱۸۷) حضرت واثلہ بن خطاب فرماتے ہیں ایک شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے وقت میں آیا کہ آپ مسجد میں بیٹھے تھے اُسکے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ سرک گئے اُس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ جگہ میں (تو بہتیری) گنجائش ہے[۵۱] نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان کا (دوسرے پر) یہ حق ہے کہ جب اُسے مسلمان بھائی (آتے) دیکھے تو اُسکے واسطے سرک جائے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب بیٹھنے اور سونے اور چلنے پھرنے کا بیان

پہلی فصل (۱۸۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ کعبے کے صحن میں دونوں ہاتھ (پنڈلیوں پر) رکھے ہوئے اکڑوں بیٹھے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۸۹) حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں ایک قدم دوسرے قدم پر رکھے ہوئے چت لیٹے دیکھا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۹۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت پر (یعنے چت) لیٹنے کی حالت میں ایک پاؤں دوسرے پاؤں سے اونچا کرنے کو

---

[۵۱] آپ کیوں سرک گئے آپنے جو ابدیا ایک مسلمان پر دوسرے کا یہ حق ہے کہ جب کوئی مسلمان آئے تو ذرا سرک جائے ۱۲

[۵۲] کیونکہ اس صورت میں ستر کھل جاتا ہے اور پیر بر پیر رکھنے سے ستر نہیں کھلتا ۱۲

منع کیا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۹۱) حضرت جابرؓ ہی نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے چت لیٹکر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر نہ رکھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۹۲) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسوقت کہ ایک شخص دو دھاری دار کپڑے پہنکے اترا کر چل رہا تھا اور اُسے اپنا آپا اچھا معلوم ہو رہا تھا وہ شخص زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہوا چلا جائیگا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۹۳) حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر بیٹھے دیکھا ہے جو تکیہ آپکی بائیں طرف تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۹۴) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھکر اکڑوں بیٹھتے تھے[۱] یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۱۹۵) قیلہ دختر مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بہیئت قرفصاء[۲] بیٹھے ہوئے دیکھا ہے قیلہ کہتی ہیں جب مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح عاجزانہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں ڈر کے مارے کانپ گئی یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۹۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھکر اچھی طرح سورج نکلنے تک چار زانو بیٹھے رہتے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

ف یہ شخص قارون تھا جو دھاری دار جوڑہ پہنکر اتراتا ہوا چل رہا تھا اور اپنے تئیں اچھا سمجھ رہا تھا ۱۲ منہ

[۱] یعنے دونوں ہاتوں سے گھٹنوں پر حلقہ کرکے اکڑوں بیٹھتے تھے جسے گوٹ مار کر بیٹھنا کہتے ہیں ۱۲

[۲] قرفصاء ایک طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں اسکی صورت یہ ہے کہ کولوں پر بیٹھ کر دونوں رانیں پیٹ سے ملالے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے یا دونوں ہاتھ بغل میں دبالے ۱۲

(۱۹۷) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سفر میں) جب رات سے آرام کرنے کو اترتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے تھے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے اترتے تو اپنا پہنچا کھڑا کر کے اپنی ہتھیلی پر سر رکھتے تھے (تاکہ نیند غفلت کی نہ آجائے) یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۹۸) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے کوئی شخص کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا اُس کپڑے کے برابر تھا جو آپکی قبر شریف میں رہا[۵۱] گیا اور مسجد آپکے سر کے پاس تھی یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ پر لیٹے دیکھکر فرمایا اس طرح لیٹنے کو اللہ بر تر پسند نہیں کرتا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۲۰۰) یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جو کہ اصحاب صُفّہ میں سے تھے وہ کہتے ہیں ایک دفعہ میں درد سینہ کیوجہ سے اپنے پیٹ پر لیٹا ہوا تھا کہ ایک شخص نے میرا پاؤں ہلا کر کہا بیشک اسطرح لیٹنے کو خدا تعالیٰ ناپسند رکھتا ہے میں نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۰۱) علی بن شیبان کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مکان کی چھت پر سوئے اور اسپر پردہ نہو اور ایک روایت میں (پردہ کے بدلے) حجار[۵۲] ہے اُس سے میری ذمہ واری جاتی رہی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور خطابی کی معالم سُنن میں حجا ہے (اِسکے معنے بھی پردہ ہیں)

(۲۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو ٹھے

---

[۵۱] اور وہ چھوٹا سا کپڑا تھا جسے سب لوگ جانتے تھے ۱۲۔
[۵۲] حجار پتھر کو کہتے ہیں اس جگہ پتھروں کی دیوار وغیرہ مقصود ہے

سونے سے منع فرمایا ہے جسپر پردہ[۵۱] نہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص حلقہ کے بیچ میں بیٹھے اُسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی لعنت کی گئی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھی مجلس وہ ہے جو زیادہ فراخ[۵۲] ہو یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپکے صحابی بیٹھے ہوئے تھے آپنے فرمایا کیا وجہ ہے جو میں تمہیں متفرق بیٹھے ہوئے دیکھتا ہوں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سایہ میں ہو اور اُسکے پاس سے سایہ ہٹ جائے اور وہ کچھ دہوپ میں اور کچھ سایہ میں رہجائے تو اُسے کھڑا ہو جانا چاہیئے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں ابوہریرہ ہی سے منقول ہے ابوہریرہ کہتے ہیں جب تم میں سے کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ اُس سے پرے ہٹ جائے تو اُسے کھڑا ہو جانا چاہیئے کیونکہ وہ شیطان کی جگہ[۵۳] ہے یہ حدیث معمر نے بھی اسی طرح موقوفاً نقل کی ہے۔

(۲۰۷) حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جب آپ مسجد سے باہر نکل رہے تھے اور راستہ میں مرد عورتیں

---

[۵۱] کیونکہ سوتے وقت کسی کو خبر نہیں رہتی کہ کونسا عضو کھلجاتا ہے اور کونسا ڈھکا رہتا ہے اسواسطے اُس کو ٹھے پر نہ سوئے جسکے اوپر پردہ کی دیوار نہو کیونکہ اور لوگوں کا سامنا ہوگا ۱۲ [۵۲] تاکہ تنگی کی وجہ سے لوگوں کو ایذا نہ پہنچے ۱۲ [۵۳] یا تو اس سے یہ مراد ہے کہ شیطان اُس جگہ موجود ہوتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ تکلیف کی جگہ ہے جیسے شیطان سے آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ایسی ہی کچھ دہوپ میں اور کچھ سایہ میں بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہے ۱۲

ملے ہوئے جا رہے تھے تو آپ نے عورتوں سے یہ فرمایا اے عورتوں تم پیچھے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ راستہ کے بیچ میں چلو تمہیں راستے کے کنارہ میں چلنا چاہیئے پھر عورتیں دیوار سے اسقدر لگ کر چلتی تھیں کہ ان کا کپڑا دیوار میں اٹک جاتا تھا یہ حدیث ابوداود نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے بیچ میں چلنے سے منع فرمایا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۹) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں ہم جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تھے جسے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتا تھا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور عبداللہ بن عمرو کی دو حدیثیں قیام کے باب میں ذکر ہو چکیں اور حضرت علی اور ابو ہریرہ کی دو حدیثیں خدا چاہے تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں اور صفتوں کے باب میں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل

(۲۱۰) عمرو بن شرید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا تو میں اسی طرح بیٹھا ہوا تھا اور اپنا بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے رکھ چھوڑا تھا اور اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والے گوشت کے سہارے سے میں بیٹھا تھا آپ نے فرمایا کیا تو ان لوگوں کی بیٹھک بیٹھتا ہے جنپر خدا کا غضب کیا گیا ہے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۲۱۱) حضرت ابو ذر فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا تو میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا آپ نے میرے لات مار کر فرمایا اے جندب اس طرح دوزخی لیٹتے ہیں یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

۱؎ کیونکہ بیچ میں چلنے سے مردوں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ۱۲ ۲؎ کسی کو چڑھا پہلا لگتا نہیں جاتا تھا ۱۲ ۳؎ یعنے کلائی کے پاس والے گوشت کے سہارے سے بیٹھا تھا ۱۲ ۴؎ اس سے یہودی مراد ہیں ۱۲ ۵؎ جندب ابو ذر کا نام ہے ۱۲۔

باب چھینک اور جمائی کا بیان

پہلی فصل (۲۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ چھینکنے کو پسند رکھتا ہے اور جمائی لینے کو برا سمجھتا ہے جب تم میں سے کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے ہر ایک مسلمان پر جو الحمد للہ سنے یہ لازم ہے[۱] کہ اس کے واسطے یرحمک اللہ کہے (ترجمہ خدا تمپر رحم کرے) اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ تم میں سے جب کسی کو جمائی آتی ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے جب تم میں سے کوئی ہا کہتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

(۲۱۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکو چھینک آئے تو چاہیئے الحمد للہ کہے اور اسکے بھائی یا دوست کو یرحمک اللہ کہنا چاہیئے اور جب وہ اسے یرحمک اللہ کہے تو اسے کہنا چاہیئے[۲] یہدیکم اللہ ویصلح بالکم (ترجمہ خدا تمہیں ہدایت کرے اور تمہارا حال درست کرے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی ایک کو آپنے جواب دیا اور دوسرے کو نہیں دیا وہ شخص بولا یا رسول اللہ اسے تو آپنے جواب دیا اور مجھے نہیں دیا آپ نے فرمایا اسنے اللہ کی حمد بیان کی تھی[۳] اور تونے اللہ کی حمد بیان نہیں کی (اس لئے مینے بھی تجھے جواب نہیں دیا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۱۵) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو اسے جواب[۴] دو اور اگر الحمد للہ نہ کہے تو اسے جواب نہ دو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے چھینک کا جواب ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے جواب نہ دیگا تو گنہگار ہوگا ۱۲ [۲] یہ جواب دینا مستحب ہے اگر جواب دیگا ثواب ہوگا نہ دیگا ثواب نہ ہوگا ۱۲ [۳] یعنے اسنے الحمد للہ کہا تھا اور تونے الحمد للہ نہیں کہا اور یرحمک اللہ اسی کیواسطے کہنا لازم ہے جو الحمد للہ کہے ۱۲ [۴] یعنے اسے یرحمک اللہ کہو ۱۲

(۲۱۶) سلمہ بن اکوع سے روایت ہے انہوں نے اسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے جبکہ آپکے پاس ایک آدمی کو چھینک آئی تو آپ نے اُسے یرحمک اللہ کہا پھر اُسے دوبارہ چھینک آئی آپ نے فرمایا یہ شخص زکامی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے تیسری[۱] دفعہ اُسے یہ فرمایا تھا کہ اسے زکام ہے۔

(۲۱۷) حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اُسے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیئے بیشک شیطان اُسکے منہ میں چلا جاتا[۲] ہے (جسکا منہ کھلا رہتا ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۲۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تھی تو اپنے ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھک لیتے تھے اور اُسکی آواز کو پست کر لیتے تھے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲۱۹) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ علی کل حال کہنا[۳] چاہیئے اور اُسے جواب دینے والیکو یرحمک اللہ کہنا چاہیئے پھر اُسے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم[۴] کہنا چاہیئے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۲۰) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود کو چھینک آتی تو یہود یہ چاہتے تھے کہ آپ انہیں یرحمک اللہ ہیں آپ فرماتے تھے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] ایک مجلس میں تین دفعہ جواب دینا لازم ہے اور پھر جواب دینے کا اختیار ہے اگر دیگا تو جب بھی ثواب ہوگا ہاں تین دفعہ کے بعد اگر جواب نہ دیگا تو گنہگار نہیں ہوگا ۱۲ [۲] اس سے یا حقیقۃً اندر چلا جانا مقصود ہے یا یہ مراد ہے کہ وہ دل میں وسوسہ ڈالنے پر قادر ہو جاتا ہے ۱۲ [۳] ہر حال میں خدا کا شکر و احسان ہے ۱۲ [۴] ترجمہ خدا تمہیں دین اسلام کی ہدایت کرے اور تمہارا حال سنوارے ۱۲۔

(۲۲۱) ہلال[۱] بن یساف فرماتے ہیں ہم سالم بن عبید کے پاس بیٹھے تھے کہ قوم میں سے ایک آدمی
کو چھینک آئی اور اُسنے کہا السلام علیکم سالم نے اُسکے جواب میں کہا وعلیک وعلی امک (ترجمہ
تجھپر اور تیری ماں پر بھی سلام ہو) وہ شخص اس سے اپنے جی میں ناراض ہوا سالم بولے یاد
رکھ میں نے وہی جواب (تجھے) دیا ہے جو آنحضور نے دیا تھا جبکہ آپکے پاس ایک آدمی کو چھینک
آئی اور اُسنے السلام علیکم کہا تو آپنے وعلیک[۲] وعلی امک فرمایا تھا (آگاہ ہو) جب تم میں
سے کسی کو چھینک آئے تو اُسے الحمد للہ رب العالمین کہنا لازم ہے اور جواب دینے والیکو یرحمک اللہ
کہنا چاہیئے (پھر اُسکے جواب میں چھینکنے والا) یغفر اللہ لی ولکم کہے (ترجمہ خدا میری اور تیری
بخشش کرے) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۲۲) عبید بن رفاعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا چھینک
والے کو تین دفعہ جواب دے اگر تین سے زیادہ ہوں تو چاہے جواب دے اور چاہے نہ دے یہ حدیث
ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنے بھائی (مسلمان) کو تین دفعہ
چھینک کا جواب دے اور اگر زیادہ چھینکیں آویں تو وہ زکام ہے (اُسے چاہے جواب دے اور چاہے
نہ دے) یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے اور شاگرد ابوہریرہ نے کہا ہے میں تو یہی
جانتا ہوں کہ ابوہریرہ نے یہ حدیث آنحضور تک پہنچائی ہے۔

تیسری فصل

(۲۲۴) حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر کے پاس بیٹھے ایک شخص
کو چھینک آئی تو اُسنے الحمد للہ کہ السلام علی رسول اللہ کہا ابن عمر بولے میں بھی کہتا ہوں
الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ (کہنا اچھا ہے) مگر اس موقع پر درست نہیں[۳] ہر رسول اللہ

---

۱ ہلال بن یساف کوفہ کے رہنے والے ایک تابعی ہیں ۱۲ ۲ ان لفظوں سے اسطرف اشارہ ہے کہ تو نے تمیز والوں سے دین
کی باتیں نہیں سیکھیں ماں کی گود ہی میں کچھ سیکھ لیا پھر جاہل کا جاہل ہی رہا اور بعض لوگوں نے کہا ہے اس حدیث کے
یہ معنی ہیں کہ تجھپر اور تیری ماں پر افسوس ہے کہ تو نے مردوں کے ادب نہ سیکھے اور تیری ماں نے تجھے کچھ نہیں سکھلایا
۳ کیونکہ یہ دعا ہے اور دعا جتنی حدیث میں آئی ہو اُتنی ہی پڑھنی چاہیئے زیادہ پڑھنی منع ہے اگرچہ وہ زیادتی
عمدہ ہو جیسے کہ اذان میں لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ نہیں ہے ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے ہم الحمد للہ علی کل حال کہا کریں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

باب ہنسنے کا بیان

پہلی فصل (۲۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ خوب ہنستے ہوئے اسطرح کبھی نہیں دیکھا کہ مینے آپکے کوا دیکھ لیا ہو آپ فقط مسکراتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۲۶) حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں مسلمان ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے پاس بلانے سے) مجھے کبھی نہیں روکا اور جب مجھے دیکھتے مسکراتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۲۷) جابر بن سمرہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاں صبح کی نماز پڑھتے تھے وہاں سے سورج نکلنے سے پہلے نہیں اٹھتے تھے اور جب سورج نکل آتا آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور لوگ باتیں کرتے اور جاہلیت کی باتیں کرنی شروع کرتے اور ہنستے تھے اور آنحضرت مسکراتے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ صحابہ شعر پڑھتے تھے۔

دوسری فصل (۲۲۸) عبداللہ بن حارث بن جزء فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مینے کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۲۲۹) حضرت قتادہ فرماتے ہیں ابن عمر سے کسی نے پوچھا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہنستے تھے وہ بولے ہاں حالانکہ انکے دلمیں ایمان پہاڑ سے

ف ملق میں ذرا سا گوشت ابھرا ہوا ہوتا ہے اسے کوا کہتے ہیں ۱۲ ف جب میں انکے پاس جانیکی اجازت مانگتا فوراً بلا لیتے ۱۲ ف جاہلیت کی باتوں کی مذمت کیا کرتے تھے ۱۲ ف مراد یہ ہے کہ وہ اس طرح نہیں ہنستے تھے جیسے غافل ہنستے ہیں اور انکے دل مر جاتے ہیں اور انکا نور ایمان بجھ جاتا ہے بلکہ انکا ایمان بھی قوی تھا اور ہنستے بھی تھے ۱۲۔

زیادہ بڑا تھا اور بلال بن سعد فرماتے ہیں صحابہ کو میں نے دیکھا کہ تیروں کے نشانوں[1] کے درمیان دوڑتے تھے اور ایک دوسرے کیطرف (متوجہ ہوکر) ہنستا تھا اور جب رات ہوتی تو خدا سے ڈرنیوالے ہوتے تھے یہ حدیث شرح سنت میں نقل کی ہے۔

باب ناموں کا بیان (کہ کونسا نام اچھا ہے)

پہلی فصل

(۲۳۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کہ ایک آدمی نے پکارا اے ابو القاسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف مڑے تو اس نے کہا میں نے تو اسے پکارا تھا (آپکو نہیں پکارا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرا نام رکھ لیا کرو میری کنیت کسی کی نہ رکھا کرو۔ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرا نام[2] رکھ لیا کرو اور میری کنیت اپنی کنیت نہ رکھا کرو بیشک قاسم میں ہی بنایا گیا ہوں کہ تم میں (علم اور مال غنیمت) تقسیم کرتا ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۳۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ناموں میں سے اللہ کو عبد اللہ اور عبد الرحمٰن (نام) سب سے زیادہ پسند ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۳) سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے بچے (یا غلام) کا ایسا نام نہ رکھا کرو اور نہ[3] رباح اور نجیح اور افلح (رکھا کرو) کیونکہ اگر تو پوچھے گا اس جگہ وہ ہے اور وہ نہ ہوگا تو (جواب دینے والا) کہے گا نہیں (اور یہ بدفالی ہے) یہ حدیث

---

[1] یعنے تیراندازی کیوقت دوڑتے اور ہنستے تھے اور رات کو خدا کے آگے ڈرتے اور روتے تھے انکا وہ دوڑنا اور ہنسنا بھی بیکار غفلت سے نہ تھا لڑائی کی ورزش کرتے تھے ۱۲ [2] یعنے اپنے بچوں کا نام محمد رکھ دیا کرو ابو القاسم کنیت نہ رکھا کرو ۱۲ [3] یسار کے معنی آسانی اور رباح کے معنی فائدہ اور نجیح کے معنی فتحمندی اور افلح کے معنی مراد پانی اور نافع کے معنی نفع پہنچانیوالا ہے یہ نام اسوجہ سے منع ہیں کہ اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ گھر میں فلاں یعنے رباح (فائدہ وغیرہ) ہے اور وہ نہو تو جواب میں یہی کہا جائیگا نہیں ہے اور یہ جواب نامبارک ہے ۱۲۔

مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے آپنے فرمایا کہ تم اپنے غلام کا رباح نام نہ رکھا کرو اور نہ یسار اور نہ افلح اور نہ نافع (رکھا کرو)

(۲۳۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یعلی اور برکت اور افلح اور یسار اور نافع وغیرہ نام رکھنے سے منع کرنیکا ارادہ کیا تھا پھر مینے آپکو دیکھا کہ آپ منع کرنے سے خاموش ہو رہے یہانتک کہ آپ کی وفات ہو گئی اور آپنے اس سے منع نہیں کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے برا نام والا وہ شخص ہے جس کا بادشاہوں کا بادشاہ[۱] نام ہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم کی روایت میں یہ ہے آپنے فرمایا قیامت کے دن خدا کے نزدیک سبسے زیادہ ناخوش اور سبسے زیادہ ناپاک نام کا وہ شخص ہے جسکا نام بادشاہونکا بادشاہ ہو (کیونکہ خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

(۲۳۶) حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرا نام برّہ[۲] رکھا گیا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے نفسوں کی تعریف نکیا کرو اللہ خوب جانتا ہے کہ نیکوکار تم میں سے کون ہیں اس کا نام زینب رکھدو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۲۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جویریہ کا نام برّہ تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام بدلکر جویریہ رکھدیا اور آپکو یہ برا معلوم ہوتا تھا کہ آپکو کوئی کہے برّہ کے پاس سے چلے گئے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر کی ایک بیٹی تھی لوگ اُسے عاصیہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام جمیلہ رکھدیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳۹) حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کوئی شخص منذر بن ابی اسید کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جبکہ وہ پیدا ہوئے تھے آپنے انہیں اپنی ران پر بٹھا کر فرمایا اس کا

[۱] جیسے شاہنشاہ یا شاہ جہاں یا جہاں شاہ ۱۲ [۲] کیونکہ برّہ کے معنی نیکبخت ہیں ۱۲

کیا نام ہے لانیوالے نے کہا فلاں[۱] نام ہے آپنے فرمایا نہیں اس کا نام منذر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کسی کو، اپنا بندہ اور بندی نکہا کرو تم سارے خدا کے بندے ہو اور تمہاری ساری عورتیں خدا کی بندیاں ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیئے یہ میرا غلام اور لونڈی اور خادم اور چھوکری ہے اور غلام بھی (آقا) کو اپنا رب نہ کہے بلکہ یہ کہے وہ میرا سردار ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ کہنا چاہیئے وہ میرا سردار اور مولیٰ ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کوئی غلام اپنے سردار کو مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ خداوند کریم ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا تم (انگور کو) کرم[۲] نہ کہا کرو کیونکہ کرم مومن کا دل ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں وائل بن حجر سے منقول ہے (آپنے فرمایا تم (انگور کو) کرم نہ کہا کرو بلکہ عِنَب اور حبَلَہ کہا کرو۔

(۲۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم انگور کا کرَم نام نہ لیا کرو اور یہ نہ کہا کرو ہائے زمانہ کی خرابی[۳]! کیونکہ زمانہ خدا ہی (کے اختیار میں) ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۴۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص زمانہ کو بُرا نہ کہے کیونکہ زمانہ اللہ ہی (کے اختیار میں) ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا جی بُرا[۴] ہوگیا لیکن یہ کہے میرا جی متلاتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] جو کچھ اس کا نام تھا وہ آپکو بتایا آپنے اسے بدل دیا ۱۲ [۲] عربی میں انگور کو کرَم بھی کہتے ہیں اکثر لوگ یہی کہا کرتے تھے آپنے فرمایا تم انگور کو کرم نہ کہا کرو [۳] یعنے بُرائی بھلائی زمانہ کی طرف منسوب کیا کرے جو کچھ ہے خدا ہی کے اختیار میں ہے ۱۲ [۴] کیونکہ دل کا بُرا ہونا گنہگار ہونے کی علامت ہے تو کوئی شخص اپنے منہ سے ایسا لفظ نہ نکالے جو گناہ پر قایم رہنے کو ثابت کرے بلکہ کسی کی طبیعت

اور ابو ہریرہ کی حدیث (جس کا سرا یہ ہے) کہ ابن آدم مجھے ستاتا ہے باب الایمان میں گذر چکی۔

دوسری فصل (۲۴۵) حضرت شریح بن ہانی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ اپنی قوم کے ہمراہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آنحضور نے سُنا کہ وہ لوگ انہیں ابو الحکم نام[۱] سے پکارتے ہیں رسولِ خدا نے انہیں بلا کے فرمایا حکم کرنیوالا خدا ہی ہے اور اُسی کی طرف حکم (منسوب) ہے پھر تیری ابو الحکم کیوں کنیت ہے وہ بولے میری قوم کے لوگ جب کسی بات میں جھگڑتے ہیں میرے پاس آتے ہیں میں اُن کا تصفیہ کرتا ہوں تو میرے حُکم سے دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (فیصلہ کرنا) بہت اچھا ہے تیری اولاد کیا ہے وہ بولے میرے (بیٹے) شریح اور مسلم اور عبداللہ ہیں آپ نے فرمایا اُن میں سب سے بڑا کون ہے (ہانی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا (سب سے بڑا) شریح ہے آپ نے فرمایا (بس) تو تو ابو شریح ہے یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۶) حضرت مسروق فرماتے ہیں میں حضرت عمر سے ملا تو انہوں نے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا مسروق بن الاجدع ہوں حضرت عمر بولے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے آپ فرماتے تھے اجدع شیطان (کا نام ہے) یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۴۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمہیں تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائیگا لہذا تم اپنے نام اچھے رکھا کرو یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آپ کے نام اور کنیت کو ملا کر اپنا نام محمد ابو القاسم رکھے[۳] یہ

---

[۱] اس سے عام لوگ مراد ہیں کیونکہ تمام آدمی آدم علیہ السلام ہی کی اولاد میں ہیں ۱۲ [۲] یعنے سب انہیں ابو الحکم کہتے ہیں ۹
[۳] یعنے آپ نے محمد اور ابو القاسم ملا کر نام رکھنے سے منع فرمایا۔ یہ آپکی حالت حیات تک تھا کیونکہ اسوقت اگر کوئی دوسرے محمد ابو القاسم کو پکارتا تو آپکو یہ شبہ ہو جاتا تھا کہ شاید مجھے پکار رہے ہیں اسکی دلیل حضرت علی کی آئندہ روایت علا ۲ سے بخوبی ثابت ہوتی ہے ۱۲

ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میری نام پر اپنا نام رکھو تو میری کنیت اسکے ہمراہ نہ رکھو یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے، اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جو اپنا نام میرے نام پر رکھے وہ میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھے اور جو کوئی میری کنیت پر اپنی کنیت رکھے وہ میرے نام پر اپنا نام نہ رکھے[1]

(۲۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک بچہ جنی ہوں اس کا نام مینے محمد رکھا ہے اور کنیت اسکی ابو القاسم رکھی ہے مجھ سے کسی نے ذکر کیا ہے کہ آپ اسے برا سمجھتے ہیں آپنے فرمایا وہ کون ہے جو میرے نام کو جائز کہتا ہے اور میری کنیت کو حرام کہتا ہے یا (فرمایا) کیا چیز ہے جسنے میری کنیت کو حرام کیا اور میرے نام کو حلال کیا[2] یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور امام محی السنہ نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے،

(۲۵۱) حضرت محمد بن حنیفہ اپنے والد (حضرت علی) سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتائیے اگر آپکے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا اس کا نام آپکا سا نام اور اسکی کنیت آپکی سی کنیت رکھدوں آپنے فرمایا ہاں یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ساگ چننے کیوجہ سے میری کنیت (ابو حمزہ) رکھدی تھی[3] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے، یہ حدیث ہمیں بجز اس اسناد کے اور سند سے معلوم نہیں ہوتی اور مصابیح میں اسے صحیح کہا ہے۔

---

[1] تاکہ مجھے شبہ نہ پڑے ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ میرا نام اور کنیت ملا کر رکھنی مطلقاً حرام نہیں ہیں بلکہ [illegible] ۱۲

[3] کیونکہ حمزہ کے معنے ساگ ہیں چونکہ یہ اکثر ساگ چنتا تھا اسوا سطے آپنے یہ لقب ابو حمزہ رکھدیا جیسے بلیاں پالنے کیوجہ سے حضرت ابو ہریرہ کا ابو ہریرہ لقب رکھدیا تھا انکا اصلی نام [illegible] تھا ۱۲

اور ابوہریرہ کی حدیث (جس کا سرا یہ ہے) کہ ابن آدم[1] مجھے ستاتا ہے باب الایمان میں گذر چکی۔

دوسری فصل (۲۴۵) حضرت شریح بن ہانی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ اپنی قوم کے ہمراہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آنحضور نے سُنا کہ وہ لوگ انہیں ابوالحکم نام[2] سے پکارتے ہیں رسولِ خدا نے انہیں بلا کے فرمایا حکم کرنیوالا خدا ہی ہے اور اُسی کی طرف حکم (منسوب) ہے پھر تیری ابوالحکم کیوں کُنیت ہے وہ بولے میری قوم کے لوگ جب کسی بات میں جھگڑتے ہیں میرے پاس آتے ہیں میں اُن کا تصفیہ کرتا ہوں تو میرے حُکم سے دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (فیصلہ کرنا) بہت اچھا ہے تیری اولاد کیا ہے وہ بولے میرے (بیٹے) شریح اور مسلم اور عبداللہ ہیں آپ نے فرمایا اُن میں سب سے بڑا کون ہے ہانی کہتے ہیں مینے عرض کیا (سب سے بڑا) شریح ہے آپ نے فرمایا (بس) تو تو ابو شریح ہے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۶) حضرت مسروق فرماتے ہیں میں حضرت عمر سے ملا تو انہوں نے پوچھا تو کون ہے مینے کہا مسروق بن الاجدع ہوں حضرت عمر بولے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سُنا ہے آپ فرماتے تھے اجدع شیطان (کا نام ہے) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۴۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمہیں تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائیگا لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھا کرو یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آپ کے نام اور کُنیت کو ملا کر اپنا نام محمدؐ ابوالقاسم رکھے یہ[3]

---

[1] اس سے عام لوگ مراد ہیں کیونکہ تمام آدمی آدم علیہ السلام ہی کی اولاد میں ہیں ۱۲ [2] یعنے سب انہیں ابوالحکم کہتے ہیں ۱۲

[3] یعنے آپ نے محمدؐ اور ابوالقاسم ملا کر نام رکھنے سے منع فرمایا۔ یہ آپکی حالت حیات تک تھا کیونکہ اسوقت اگر کوئی دوسرے محمدؐ ابوالقاسم کو پکارتا تو آپکو یہ شبہ ہو جاتا تھا کہ شاید مجھے پکار رہے ہیں اسکی دلیل حضرت علی کی آئندہ روایت ۲۵۱ سے بخوبی ثابت ہوتی ہے ۱۲

ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میرے نام پر اپنا نام رکھو تو میری کنیت اسکے ہمراہ نہ رکھو یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے، اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جو اپنا نام میرے نام پر رکھے وہ میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھے اور جو کوئی میری کنیت پر اپنی کنیت رکھے وہ میرے نام پر اپنا نام نہ رکھے[۱]

(۲۵۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک بچہ جنی ہوں اس کا نام میں نے محمد رکھا ہے اور کنیت اسکی ابو القاسم رکھی ہے مجھ سے کسی نے ذکر کیا ہے کہ آپ اسے برا سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کون ہے جو میرے نام کو جائز کہتا ہے اور میری کنیت کو حرام کہتا ہے[۲] یا (فرمایا) کیا چیز ہے جسنے میری کنیت کو حرام کیا اور میرے نام کو حلال کیا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور امام محی السنہ نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے،

(۲۵۱) حضرت محمد بن حنیفہ اپنے والد (حضرت علی) سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی فرماتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتائیے اگر آپکے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا اس کا نام آپکا سا نام اور اسکی کنیت آپکی سی کنیت رکھدوں آپنے فرمایا ہاں یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ساگ چننے کیوجہ سے میری کنیت (ابو حمزہ) رکھدی تھی[۳] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے، یہ حدیث سوا اس اسناد کے اور سند سے معلوم نہیں ہوتی اور مصابیح میں اسے صحیح کہا ہے۔

---

[۱] تاکہ مجھے شبہ نہ پڑے ۱۲ [۲] مراد یہ ہے کہ میرا نام اور کنیت ملا کر رکھنی مطلقاً حرام نہیں ہیں بلکہ [illegible] ۱۲

[۳] کیونکہ حمزہ کے معنے ساگ ہیں چونکہ میں اکثر ساگ چنتا تھا اسواسطے آپنے میرا لقب ابو حمزہ رکھدیا جیسے بلیاں پالنے کیوجہ سے حضرت ابو ہریرہ کا ابو ہریرہ لقب رکھدیا تھا انکا اصلی نام ابو ہریرہ نہ تھا ۱۲۔

(۲۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم بُرے نام کو بدل دیتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۵۴) حضرت بشیر بن میمون اپنے چچا اُسامہ بن اُخدری سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جسے لوگ اَصرَم[۱] کہتے تھے اُس جماعت میں تھا جو رسول اللہ کے پاس آئی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا کیا نام ہے وہ بولے اصرم ہے آپ نے فرمایا (نہیں) بلکہ تو زرعہ ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے آنحضور نے عاص اور عزیز اور عتلہ اور شیطان اور حکم اور غراب اور حباب اور شہاب کے نام بدل دیئے تھے اور (ابوداؤد نے کہا ہے انکی سندیں مینے اختصار کیوا سطے چھوڑ دی ہیں۔

(۲۵۵) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ابو عبداللہ سے یا ابو عبداللہ نے ابو مسعود سے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تمنے (لفظ) زَعَمُوا میں کیا فرماتے سُنا ہے وہ بولے مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ یہ (لفظ زعموا) مرد کی بُری[۲] سواری ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے ابو عبداللہ حذیفہ (کی کنیت) ہے۔

(۲۵۶) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا تم یہ نہ کہا کرو کہ خدا اور فلاں چاہیگا (تو یہ کام یوں ہوگا) اور بلکہ اگر تم کسی دوسرے کو ملانا چاہو تو) یوں کہا کرو کہ اگر خدا چاہے پھر فلاں آدمی چاہے یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ایک منقطع روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا تم یہ نہ کہا کرو جو کچھ خدا اور محمدؐ چاہے (وہی ہوگا) بلکہ یہ کہا کرو جو کچھ اکیلا خدا چاہے گا (وہی ہوگا) یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

---

[۱] چونکہ اَصرَم کے معنے کاٹنا ہے اور یہ لفظ نامبارک ہے اس لئے آپ نے اِسکے بدلے زرعہ نام رکھدیا جسکے معنی کھیتی ہیں کیونکہ کھیتی خیر و برکت اور بخشش کا وسیلہ ہے ۱۲ [۲] یعنے جیسے بُری سواری سے آدمی کو مصیبت و تکلیف پہنچتی ہے ایسے ہی یہ لفظ نامناسب اور بُرا ہے یہ زعموا کے یہ معنی ہیں کہ وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں بجائے اسکے "قالوا کذا" وہ لوگ یہ کہتے ہیں" کہنا چاہیئے ۱۲

(۲۵۷) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تم منافق کو سردار مت کہا کرو کیونکہ اگر وہ سردار[۱] (بھی) ہو تب بھی اُسے سردار کہنے کیوجہ سے تمہارا پروردگار تمسے ناراض ہوگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

تیسری فصل

(۲۵۸) عبدالحمید بن جُبَیر بن شیبہ فرماتے ہیں میں سعید بن مُسَیَّب کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے مجھسے یہ بیان کیا کہ اُنکے دادا حزن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آنحضور نے اُنسے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے انہوں نے[۲] عرض کیا میرا نام حَزن ہے (جسکے معنے غم کے ہیں) آپنے فرمایا (یہ نہیں) بلکہ تمہارا نام سَہل ہے (جسکے معنے نرمی کے ہیں) اُنھوں نے عرض کیا کہ میرا جو نام میرے والد نے رکھدیا ہے اب میں اُسے بدل نہیں سکتا (یہ سُنکر آپ خاموش ہو رہے) ابن مسیب فرماتے ہیں کہ پھر بعد میں (اس نام کی نحوست کیوجہ سے ہمیشہ ہمارے خاندان میں غمگینی رہی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۵۹) حضرت ابو وہب جُشَمی کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ انبیاء کے نامونپر اپنے نام رکھا کرو اور اللہ کے نزدیک سب ناموں سے اچھے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب میں سچّے نام حارث اور ہمّام ہیں اور سب میں بُرے نام حرب اور مُرّہ ہیں (جنکے معنے لڑائی اور تلخی کے ہیں)۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے اگر وہ کسی غلام یا لونڈی کا مالک بھی ہو اور تم اُسے تعظیم کے لفظ سے پکارو تو تم گنہگار ہوگے کیونکہ وہ لائق تعظیم نہیں ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور فاسق بھی اسی حکم میں ہوں اور آنحضور نے خاص منافق کو اسلئے ذکر کیا کہ منافق کا کفر چونکہ پوشیدہ ہوتا ہے لہذا اسکی تعریف اور خاطر داری کرنیکا احتمال تھا ۱۲ [۲] یعنے تمہارا نام حَزن رکھنا مناسب نہیں ہے کیونکہ حَزن غم اور سخت زمین کو کہتے ہیں بلکہ میں تمہارا نام سہل رکھدیا جسکے معنی آسانی اور نرم زمین کے ہیں اور چونکہ اُنہوں نے آنحضور علیہ السلام کا پسند کیا ہوا نام نہ رکھا بلکہ بُرا ہی نام رہنے دیا اسلئے اسکی بدبختی سے اُنکے خاندان میں بھی سختی اور غمگینی رہی اور یہ اُسوقت کا قصہ ہے کہ حزن پوری طورسے تہذیب اخلاق سے مشرف نہوئے تھے اور نئے آئے ہوئے تھے ۱۲ [illegible]

باب خوش بیانی اور شعر کا بیان

پہلی فصل

(۲۶۰) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ مشرق کی طرف سے دو آدمی آئے ان دونوں نے آپس میں (فصاحت و بلاغت سے) باتیں کیں تو لوگوں کو ان کی گفتگو کی اس [illegible] بیانی سے تعجب ہوا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بیان جادو ہوتا ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۶۱) حضرت ابی بن کعب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض شعر حکمت ہوتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ جو لوگ اشعار میں اور کلام میں مبالغہ کرنے والے تھے وہ برباد ہو گئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے ہیں سب میں سچا مصرعہ جو کسی شاعر نے کہا ہے لبید کا (یہ مصرعہ) ہے الا کل شئی ماخلا اللہ باطل (ترجمہ) یاد رکھو سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۴) عمرو بن شرید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (کی سواری پر آپ) کے پیچھے سوار تھا آنحضورؐ نے (مجھ سے) پوچھا کہ امیہ بن ابو صلت کے شعروں میں سے کوئی شعر تمہیں یاد ہے مینے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا پڑھو مینے ایک بیت پڑھی آپ نے فرمایا اور پڑھو پھر مینے ایک اور بیت پڑھی آپ نے فرمایا اور پڑھو یہاں تک مینے سو بیتیں پڑھیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۷ ف یعنے واقع کے مطابق ہیں کیونکہ صارع کے معنی کمانیوالا اور ہمام کے معنی قصد کرنیوالے کے ہیں اور ان دونوں باتوں سے کوئی آدمی خالی نہیں ہے ۱۲ ف یعنی تمام شعر بُرے نہیں ہوتے بلکہ بعضے انمیں سے فائدہ کے بھی ہوتے ہیں ۱۲ ف اسکا دوسرا مصرعہ ترمذی کی بعض روایت میں یہ ہے وکل نعیم لا محالۃ زائل ۱۲ ف یہ امیہ بن ابوصلت زمانہ جاہلیت میں قبیلہ ثقیف کا ایک آدمی تھا اہل کتاب سے اسنے دین سیکھا تھا اور اشعار حکمت آمیز اور نصیحت کے کہتا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے اشعار کا سُننا جنمیں حکمت اور نصیحت ہو سُننے چاہئیں اگرچہ انکا کہنے والا

(۲۶۵) حضرت جندب روایت کرتے ہیں کہ کسی لڑائی[۱] (یعنے غزوہ احد) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں سے خون نکل آیا تھا اسوقت آنحضور نے (یہ شعر) پڑھا ھَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ (ترجمہ) تو فقط ایک انگلی ہے کہ راہ خدا میں تو زخمی ہوگئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۶۶) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریظہ[۲] کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت سے فرماتے تھے کہ تم (اے حسان) مشرکوں کی ہجو کرو اور بیشک جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں اور آنحضور اُن سے (یہ بھی) فرماتے تھے کہ تم میری طرف سے جواب دو الہٰی تو جبرئیل سے حسان کی مدد کر۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۶۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے شاعروں سے) فرماتے تھے کہ تم (کفار) قریش کی ہجو[۳] کرو کیونکہ یہ ہجو اُنکے تیر لگنے سے بھی زیادہ کاری لگتی ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ حسان سے فرماتے تھے کہ جبتک اللہ اور اُسکے رسول کیطرف سے (مشرکوں کا) مقابلہ کرتے ہو ہمیشہ تمہاری مدد پر حضرت جبرئیل رہتے ہیں اور فرماتے ہیں مینے آنحضور سے (یہ بھی) سُنا ہے فرماتے تھے کہ حسان نے مشرکو نکی ہجو کی تھی چنانچہ سب مسلمانونکا اور اپنا اُنہوں نے دل خوش کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۹) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن رسول خدا صلی اللہ

---

[۱] جب غزوہ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی زخمی ہوگئی تو آپنے انگلی کو خطاب کرکے یہ فرمایا اور اسمیں اُمت کو تلقین ہے کہ اگر راہ خدا میں کوئی زخم وغیرہ پہنچ جائے تو اُسپر صبر کریں اور آپنے قصداً یہ شعر نہیں پڑھا تھا بلکہ بطور رجز کے فرمادیا تھا ۱۲ [۲] قریظہ کے دن قریظہ یہود میں ایک فرقہ اور قبیلہ کا نام ہے بعد غزوہ خندق کے آنحضور نے مدینہ منورہ کی ایک طرف انکا محاصرہ کرلیا تھا اور حسان بن ثابت مدنی صحابی بڑے شعرائے اسلام میں سے ہیں ایکسو بیس برس کی انکی عمر ہوئی جسمیں سے ساٹھ برس حالت کفر میں گذرے اور ساٹھ برس حالت اسلام میں گذرے ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ کافرونکی اور دشمنان دین کی ہجو کرنی جایز ہے لیکن یہ چاہیئے کہ جب وہ مسلمانونکی ہجو کرلیں تب مسلمان انکی کریں ۱۲۔

علیہ وسلم مٹی اٹھا کر پھینک رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا پیٹ بھی مٹی میں بھر گیا تھا اور آپ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ✦ ولا تصدقنا ولا صلینا ✦ فانزلن سکینۃ علینا ✦ وثبت الاقدام ان لاقینا ✦ ان الاولی قد بغوا علینا ✦ اذا ارادوا فتنۃ ابینا (ترجمہ) قسم ہے اللہ کی اگر اللہ (کا رحم) نہ ہوتا تو نہ ہم ہدایت پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے یا الہی اگر ہم دشمنان دین سے لڑیں تو ہم پر آرام اور آہستگی کو نازل فرما اور ہمارے قدم ثابت رکھ۔ یا الہی پہلے ہم پر کفار نے زیادتی کی ہے جب وہ فتنہ کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں) اور لفظ ابینا ابینا کو آپ پکار کر کہتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے کہ مہاجر اور انصار خندق کھودتے ہوئے اور مٹی اٹھاتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے نحن الذین بایعوا محمدا ✦ علی الجہاد ما بقینا ابدا ✦ (ترجمہ) ہم وہ لوگ ہیں جو جبتک باقی رہینگے ہمیشہ جہاد کرنے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے بیعت کرلی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ انکے جواب میں پڑھتے تھے اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ ✦ فاغفر الانصار والمھاجرۃ ✦ (ترجمہ) یا الہی آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں[۵۱] ہے اور تو انصار اور مہاجروں کی بخشش کر یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کا پیٹ ایسی پیپ سے بھرنا جو اسے خراب کر دے اس سے بہتر ہے کہ وہ پیٹ اشعار سے بھرے[۵۲] یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۲۷۲) حضرت کعب بن[۵۳] مالک (شاعر) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے شعر گوئی کی جو کچھ برائی نازل فرمائی ہے

---

۵۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فرمانے سے صحابہ کرام کو تکلیفوں پر صبر کرنے کیلئے تسلی دیتے تھے کہ یہ دنیا ہیچ ہے لہذا گھبرانا نہیں ۱۲ ۵۲ یعنے جن اشعار میں فحش اور لغویات ہوں اور انکے مضامین ناشائستہ ہوں یا جو شخص فن شاعری میں ایسا مستغرق رہے کہ علم دین اور تلاوت قرآن کی خبر بھی نہ ہو تو اسکے لئے ہر شعر اسی حکم میں ہے ۱۲-

۵۳ علماء نے لکھا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں تین شاعر مسلمان بہت مشہور تھے حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک اور ہر ایک طرز مضمون علیحدہ تھا کعب بن مالک کا فرونکو لڑائی جہاد سے ڈراتے تھے اور حسان نہیں نسب میں طعنے دیا کرتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ

فراہی دی ہے (اور ہم سے کچھ اور ہو نہیں سکتا دیکھئے ہمارا کیا حال ہو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن آدمی تلوار سے (بھی) جہاد کرتا ہے اور زبان سے (بھی کرتا ہے قسم ہے اُس ذات کی جسکی مٹھی میں میری جان ہے کہ گویا تم یہ شعر کہکر کفار کو تیروں کے ساتھ مارتے ہو یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور استیعاب میں ابن عبد البر سے یوں مروی ہے کہ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ شعر گوئی کو کیسا سمجھتے ہیں آپنے فرمایا بیشک مسلمان آدمی اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے۔

(۲۷۳) حضرت ابو اُمامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ حیا اور بری باتسے زبان کو روکنا ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش گوئی اور بکواس نفاق کی دو شاخیں ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۷۴) حضرت ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک قیامت کے دن میرے نزدیک تم سب میں زیادہ محبوب اور قریب وہ لوگ ہونگے جو تم سب میں خوش اخلاق ہیں اور میرے نزدیک بُرے اور دور وہ لوگ ہونگے جو تم سب میں زیادہ بداخلاق ہیں کہ بیفائدہ بولنے والے اور ناحق بکواس کرنے والے مُتَفَیہِقُون رہیں یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی نے اسیطرح حضرت جابر سے نقل کی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ثرثارون[۱] اور متشدقون کو تو ہم جانتے ہیں اور متفیہقون کون لوگ ہیں آپنے فرمایا جو تکبر کرنے والے ہیں۔

(۲۷۵) حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں رسولِ خدا صلعم فرماتے تھے کہ اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جبتک کہ ایسے لوگ نہ پیدا ہونگے جو اپنی زبانوں کے وسیلوں[۲] سے کھائینگے جیسے کہ گائیں (وغیرہ) اپنی زبانوں کے وسیلوں سے کھاتے ہیں۔ یہ حدیث امام احمدؒ نے نقل کی ہے۔

---

[۱] ثرثارون بیفائدہ بولنے والے کو کہتے ہیں اور متشدقون ناحق بکواس بکنے والیکو کہتے ہیں جنکے معنی ترجمہ حدیث میں ہیں ۱۲ [۲] یعنے جھوٹی مذمت و تعریف کرکے اپنی زبان کو کھانیکا وسیلہ بنائینگے ۱۲۔

(۲۷۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے ایسے آدمی کو دشمن سمجھتا ہے جو (باتوں میں) مبالغہ کرنیکے لئے اسطرح زبان کو پھیرے جسطرح گائے (چارہ کھاتے ہوئے) زبان کو پھیرتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۷۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ معراج کی رات کو میرا ایسے لوگوں کے پاس سے گذر ا جنکے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جاتے تھے میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے فرمایا یہ آپکی اُمت کے واعظ ہیں جو اور لوگوں کو نیک باتیں بتاتے ہیں[۵۱] اور خود نہیں کرتے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۲۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص باتوں کی ہیر پھیر سیکھے تاکہ لوگوں کے یا آدمیوں[۵۲] کے (یہ راوی کا شک ہے) دل کو قابو میں لائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اُسکی نفلیں قبول کریگا اور نہ فرض قبول کریگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۷۹) حضرت عمرو بن عاص نے ایک روز ایسے وقت کہ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر بہت ہی کچھ بیان کیا تھا یہ فرمایا کہ اگر یہ شخص (اپنی تقریر میں) میانہ روی کرتا تو اسکے لئے بہتر تھا میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہوا ہے یا فرمایا تھا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تقریر میں اختصار کیا کروں کیونکہ اختصار ہی کرنا بہتر ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

۵۱ نیک باتوں کے بتانے میں کچھ بُرائی نہیں ہے بلکہ بُرائی فقط خود کے ذکر نے میں ہے چنانچہ امر بالمعروف میں خود کا کرنا شرط نہیں ہے اگر کریں تو بہتر ہے لیکن اس بغیر کئے امر بالمعروف میں تاثیر نہیں ہوتی ۱۲ ۵۲ یہ فقط راوی کا شک ہے کہ اس طرح فرمایا تھا یا اُس طرح مطلب دونوں کا ایک ہے ۱۲۔

(۲۸۰) صخر بن عبداللہ بن بُرَیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد عبداللہ سے اُنہوں نے اُنکے دادا (یعنے اپنے والد بُریدہ) سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بعض کے بیان میں جادو کا اثر ہوتا ہے اور بیشک بعض علم جہل[له] سے ہوتا ہے اور بعض شعر فائدہ مند ہوتا ہے اور بعضی گفتگو وبال ہوجاتی ہے۔ یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۲۸۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسّان کے لئے مسجد میں منبر رکھوادیا تھا وہ اُس پر کھڑے ہوکر آپکی طرف سے فخر یا مقابلہ کیا کرتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل سے حسان کی مدد کراتا ہے جبتک کہ یہ (میرے یعنے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقابلہ یا فخر کرتے رہتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک آدمی حُدی[له] کہنے والا تھا جسے اَنجَشہ کہا کرتے تھے اور وہ بہت خوش آواز تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا اے اَنجَشہ اونٹوں کو آہستہ ہانک اور شیشوں کو مت توڑ قتادہ اسکی تفسیر میں کہتے ہیں یعنے نرم دل عورتوں کو مت پریشان کر یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۸۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کسینے ایک شعر پڑھا اور یہ دریافت کیا کہ یہ کیسا ہے؟ آنحضور نے فرمایا کہ شعر[له] کلام ہے جو اسمیں اچھا ہے وہ اچھا ہی ہے اور جو بُرا ہے وہ بُرا ہی ہے۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور امام شافعی نے عُروہ سے ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

له اسکے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک تو یہ کہ بعضے علوم کا پڑھنا بیفائدہ ہے جیسے نجوم اور فلسفہ لہذا انکا پڑھنا بھی جہل ہے دوسرے یہ کہ جو کوئی اپنے علم پر عمل نکرے وہ جاہل ہے ۱۲ له حُدی خوش آوازی سے اونٹوں کو ہانکنے کو کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کا گانا ہے لیکن بالاتفاق مباح ہے کسیکو انکار نہیں اہل عرب کی عادت تھی کہ جب اُنکے اونٹ تھک جاتے تو وہ خوش آوازی سے حدی کہتے اونٹ گرم و مست ہوکر تیز چلنے لگتے ہیں ۱۲ له یعنے مدار مضمون پر ہے اگر شعر کا مضمون اچھا ہے تو وہ شعر بھی اچھا ہے اور اگر مضمون بُرا ہے تو وہ شعر بھی بُرا ہے ۱۲۔

(۲۸۴) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ موضع عرج[1] میں جا رہے تھے کہ یکایک آپکے روبرو ایک شاعر نے (آنکر) شعر پڑھا آپنے فرمایا اس شیطان کو پکڑو یا فرمایا کہ اس شیطان کو جانے نہ دو[2] بیشک آدمی کا پیٹ پیپ سے بھرنا اس سے بہتر ہے کہ (ایسے) شعر سے بھرے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۸۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ راگ[3] (گانا اور سننا) دل میں نفاق کو اسطرح جما دیتا ہے جیسے پانی کھیتی کو جما دیتا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۲۸۶) حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں راستہ میں حضرت ابن عمر کے ساتھ تھا یکایک اُنہوں نے نی (کی آواز) سنی اُسیوقت اُنہوں نے اپنی دونوں اُنگلیاں دونوں کانوں میں کھلیں اور راستہ سے ایک طرف ہو کر بہت دور چلے گئے پھر بعد دور چلے جانیکے مجھسے پوچھا کہ اے نافع کیا تمہیں کچھ آواز اب بھی آتی ہے مینے کہا نہیں اُسوقت اُنہوں نے دونوں اُنگلیاں اپنے کانوں سے اٹھائیں (اور) فرمایا کہ (ایکمرتبہ) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آپنے (کہیں سے) نی کی آواز سنکر اسیطرح کر لیا تھا کہ جسطرح اب مینے کیا تھا۔ نافع کہتے ہیں کہ میں اُسوقت بچہ[4] تھا اسلئے مجھے سننے سے اُنہوں نے منع نہ کیا) یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

باب زبان کی (بری باتوں سے) محافظت کرنی اور غیبت کرنے اور برا کہنے (کی برائی) کا بیان

پہلی فصل

(۲۸۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ

---

[1] عرج ایک بستی کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے اٹھتر میل کے قریب ہے اور مکہ معظمہ کے راستہ میں پڑتی ہے ۱۲

[2] یہ شاعر اشعار کا نہایت ہی شوقین اور بے ادب بے حیا تھا اور اُسکے اشعار کا مضمون بھی اچھا نہ تھا اسلئے آنحضور نے اسے شیطان فرمایا

[3] امام نووی نے اپنی کتاب روضہ میں کہا ہے کہ آدمی کا گانا بلا باجے وغیرہ کے بھی مکروہ ہے اور غیر عورت سے سننا تو اور بھی زیادہ مکروہ بلکہ حرام ہے اور ستار وغیرہ سے گانا یہ شرابیوں کا شیوہ ہے اسطرح گانا اور سننا سب حرام ہے ۱۲ [4] نیز کوئی یہ نہ سمجھے کہ نہ ...

علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کی محافظت کرنے کا مجھسے عہد کرلے تو میں اُسکے لئے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (بعض اوقات) بندہ ایسی بات[1] بولتا ہے کہ اُسمیں اللہ کی رضامندی ہوتی ہے اسے اُس بات کی خبر بھی نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ اُس کیوجہ سے اس کے درجے بلند کردیتا ہے اور (بعض اوقات) بندہ ایسی بات بولتا ہے جسمیں اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اور اُسے اُسکی خبر بھی نہیں ہوتی وہ اسے دوزخ میں جھونک دیتی ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور بُخاری و مُسلم دونوں کی ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ اُسے دوزخ میں ایسی جگہ ڈالتی ہے جسکی ابتداء اور انتہاء کے مسافت مشرق و مغرب کے بیچ کی مسافت کے برابر ہے۔

(۲۸۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور اُس کا مار ڈالنا کفر ہے[2] یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۹۰) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس آدمی نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہدیا تو یہ کفر کا کلمہ اُن[3] دونوں میں سے ایک پر ضرور ہی پڑیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۹۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص کسی پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے اگر جسپر اسنے تہمت لگائی ہے وہ ایسا نہو تو یہ تہمت اسی پر پھر آتی ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی منہ سے بات نکالنی آسان نہ سمجھے کیونکہ بہشت و دوزخ میں لیجانے کا یہی باعث ہو جاتی ہے لہذا سوچ سمجھکر باتیں کیا کرد ۱۲ [2] یعنے جو شخص کسی کے مارنے کو اس کے مسلمان ہونیکے سبب سے مباح اور حلال سمجھے تو یہ کفر ہے ۱۲ لمعات [3] یعنے یا تو اس کلمہ کا کہنے والا اور یا کہ جسکے حق میں کہا ہے کیونکہ اگر سچ کہا ہے تو وہ شخص خود پہلے ہی کافر ہے اور اگر وہ شخص کافر نہ تھا بلکہ مومن تھا تو یہ کہنے والا کافر ہوگا کہ اس نے مومن کو کافر اور ایمان کو کفر سمجھا اور امام نووی نے اس حدیث کو مشکلات میں گنا ہے کیونکہ اسکے معنے ظاہری مراد نہیں لہذا اسمیں سکوت بہتر ہے ۱۲ مختصر مرقات۔

(۲۹۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسیکو کافر یا اللہ کا دشمن کہکر پکارے حالانکہ وہ ایسا نہو تو یہ کہنا اُسی پر[۱] پھر آتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۹۳) حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دو لڑنے والوں نے جو کچھ آپسمیں بُرا کہا ہو تو جبتک مظلوم حد سے نہ گذر جائے دونوں کے بُرا کہنے کا وبال لڑائی کے شروع کرنے والے پر ہے۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کیا ہے۔

(۲۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے صدّیق[۲] کو یہ لائق نہیں کہ وہ بہت لعنت کرنے والا ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بہت لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے دن نہ گواہی دینے اور نہ سفارش کرنے والے ہونگے یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کسی آدمی نے یہ کہا[۳] کہ لوگ برباد ہوگئے تو اُنھیں اسینے برباد کیا ہے۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے دن سب سے بُرے لوگ تم اُنہیں پاؤ گے جو دو منہ والے ہیں کہ اِنکے پاس کسیطرح[۴] اور اُنکے پاس کسیطرح آتے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] یعنے خدا کا دشمن اور کافر آپ ہو جاتا ہے ۱۲ [۲] یعنے جو بہت ہی سچا ہو اور صوفیہ کے اصطلاح میں صدیق مقام نبوت سے پہلے ایک مقام کا نام ہے ۱۲ [۳] یعنے حقارت اور عیب جوئی اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو کر کہا اور غمخواری نہ کی تو اس کا وبال اسیکے ذمہ ہے ۱۲۔ [۴] یعنے ہر جماعت سے بباعث خوشامد ایسی باتیں کرتا ہے کہ اُنکے موافق ہوں اور حقیقت کا خیال نہیں کرتا جیسیکہ منافقوں کا حال تھا ۱۲۔

(۲۹۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قتّات بہشت میں نہیں جائیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مُسلم کی روایت میں (قتّات کی جگہ نمّام ہے (اور دونوں کے معنے چُغل خور کے ہیں)۔

(۲۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سچ بولا کرو کیونکہ سچ بولنا بھلائی کی طرف پہنچاتا ہے اور بھلائی بہشت میں پہنچا دیتی ہے اور بعض آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ ہی بولنے کی کوشش کرتا ہے یہانتک کہ وہ اللہ کا دوست لکھدیا جاتا ہے اور تم اپنے تئیں جھوٹ بولنے سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ بولنا فسق و فجور کی طرف پہنچا دیتا ہے اور فسق و فجور دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں اور بعض آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی بولنے کی کوشش کرتا ہے یہانتک کہ اللہ کے نزدیک بڑا جھوٹا[۱] لکھدیا جاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مُسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضور نے فرمایا سچ بولنا بھلائی ہے اور بھلائی بہشت کی طرف پہنچا دیتی ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے اور گناہ دوزخ کیطرف پہنچا دیتا ہے۔

(۳۰۰) حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ وہ آدمی جھوٹا نہیں ہوتا جو دو آدمیوں کے بیچ میں صلح کرا دے اور اچھی باتیں کہے اور اچھی باتیں پہنچائے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۰۱) حضرت مقداد بن اسود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم (اپنے روبرو) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو اُنکے منہ میں خاک[۲] بھر دیا کرو۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے دفترِ اعمال میں ملاء اعلیٰ کے نزدیک اس کا نام جھوٹا لکھدیا جاتا ہے یا یہ کہ لوگ اپنی کتابوں وغیرہ میں اس کا نام کذاب لکھنے لگا کرتے ہیں اور مقصود یہ ہے کہ وہ اس بُرے نام سے سارے مخلوق میں مشہور ہوجاتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اُسکی وقعت نہیں رہتی ۱۲ [۲] یعنے جو مال لینے کی غرض سے تعریف کریں یا مبالغہ کریں بعضوں نے اس حدیث کے ظاہری معنے لئے ہیں کہ تھوڑی سی مٹی لیکر اُنکے منہ میں ڈالدے اور بعضوں نے کہا ہے تھوڑا مال دیدینا مقصود ہے اور مال چونکہ بہ نسبت اسباب کے حقیر ہوتا ہے اسلئے آپ نے اُسے مٹی فرمایا ۱۲ مرقات۔

(۲۰۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک آدمی کی تعریف کی آنحضور نے تین مرتبہ (اُس سے) فرمایا افسوس تمنے اپنے بھائی (مسلمان) کی گردن کاٹ دی (یا در کھو) جس شخص کو تم میں سے کسیکی ضرور ہی تعریف کرنی ہو اور یہ اُسے اچھا نیک گمان کرتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ یوں کہدے کہ میں فلانے کو ایسا گمان کرتا ہوں حالانکہ حقیقت حال اللہ جانتا ہے اور اللہ پر قطعی[۱] حکم نہ لگائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۰۳) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُسکا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں آپنے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی مسلمان کا ایسا ذکر کرو جو اُسے بُرا معلوم ہو کسینے پوچھا کہ جو بات میں کہوں اگر میرے بھائی میں وہی ہو آپنے فرمایا اگر اُسمیں تمہارے کہنے کے موافق وہ بات ہو تب ہی تو تمنے اُسکی غیبت[۲] کی ہے اور اگر اُسمیں تمہارے کہنے کے موافق نہیں ہے تو تمنے اُسپر (ناحق کا) بہتان باندھا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تمنے اپنے بھائی کی (اُسکے پیچھے) ایسی بات ذکر کی جو اُسمیں تھی تو تمنے غیبت کی اور جسوقت تم نے ایسی بات کہی جو اُسمیں نہیں تھی تو تمنے اُسپر بہتان باندھا۔

(۲۰۴) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنیکی اجازت چاہی آپنے صحابہ سے فرمایا کہ تم اُسے اجازت دیدو اور فرمایا کہ یہ اپنے لوگوں میں سب سے بُرا ہے اور جب وہ (آنکر) بیٹھ گیا تو آنحضرت اُسکے سامنے خوب کشادہ پیشانی سے پیش آئے اور اُس سے میٹھی باتیں کیں پھر جب وہ آدمی چلا گیا تو میں (یعنے) عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپنے تو[۳] اُسکے حق میں ایسا ایسا فرمایا تھا پھر اُسکے

---

[۱] یعنے کسیکو یقیناً یہ نہ کہدے کہ فلانا بلاشبہ ایسا ہی ہے بلکہ تعریف کرنیمیں بہت احتیاط کرے ۱۲ [۲] یعنے غیبت تو یہی ہے کہ کسیکا سچا عیب بھی پیٹھ پیچھے کہو اگر سچ نہ کہو تو پھر افترا اور بہتان ہے ۱۲ [۳] یہ شخص جو آنحضور کی خدمت میں آیا تھا عُیینہ بن حُصین تھا اور یہ اُسوقت پورا مومن نہیں ہوا چنانچہ بعد رحلت فرمانے حضور انور کے مرتد ہو گیا تھا بعد میں (دیکھو صفحہ ۹۰)

روبرو آپ خوب خوشی اور کشادہ پیشانی سے پیش آئے اور میٹھی باتیں کیں آنحضور نے فرمایا کہ تمنے مجھے فحش اور
بُری باتیں کرنے والا کب دیکھا تھا یاد رکھو کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرے مرتبہ کا وہ آدمی
ہوگا جسے لوگوں نے اُسکی بُرائی سے بچنے کیوجہ سے چھوڑ دیا ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جسے بُرا کہنے کی
وجہ سے چھوڑ دیا ہو ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔

(۳۰۵) حضرت ابو ہُریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری ساری اُمت
(کی خطائیں) معاف کر دیجاتی ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو (بے پروائی سے اپنے گناہوں کو) ظاہر کرنیوالی
ہیں اور ایک بے پروائی یہ ہے کہ آدمی نے رات کو کوئی عمل (بد) کر کے صبح کی حالانکہ اللہ نے اُسکی پردہ
پوشی کر دی تھی (لیکن) یہ خود ہی لوگوں سے کہتا ہے کہ اے فلانے مینے آجکی رات ایسا ایسا کام کیا تھا
اور باوجودیکہ رات بھر اسکے پروردگار نے اِسکی پردہ پوشی کی تھی اور صبح کرتے ہی اِسنے اسکا پردہ کھول دیا
یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔ اور حضرت ابو ہُریرہ کی حدیث (جس کا شروع یہ ہے) جس شخص کا اللہ پر ایمان ہو " یہ
ضیافت کے باب میں مذکور ہو چکی ہے ۔

دوسری فصل

(۳۰۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے جو شخص ناحق کا جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو اُسکے واسطے بہشت کے کنارہ پر ایک محل بنا دیا جائیگا اور جو
شخص حق پر ہو کر جھگڑا چھوڑ دے تو اُسکے واسطے بہشت کے بیچ میں محل بنا دیا جائیگا اور جو اپنی عادت
اچھی کرلے تو اُسکے واسطے بہشت کے اوپر محل بنا دیا جائیگا ۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا
ہے یہ حدیث حسن ہے اور اسیطرح شرح السنہ میں اور مصابیح میں کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ۔

(۳۰۷) حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے)
فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ زیادہ لوگوں کو بہشت میں کونسی چیز داخل کر دیگی (یاد رکھو وہ یہ دو چیزیں ہین)
اللہ سے ڈرنا اور خوش اخلاقی کیا تم جانتے ہو کہ زیادہ لوگوں کو دوزخ میں کونسی چیز داخل کریگی (وہ بھی دو

بقیہ صفحہ ۷۸ حضرت ابو بکر کے زمانہ میں اسے فیصلہ ہوگئی تب یہ دوبارہ مسلمان ہوا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاسق
کی غیبت جایز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جبکی فحش گوئی کا اندیشہ ہو اُسکے مدارات کرنی جایز ہے ۱۲ ۵۱ یہ قید اسلئے لگائی کہ
بعض جگہ جھوٹ بولنا جایز ہے جیسے کہ لڑائی میں لیکن بشرطیکہ اُسمیں عہد شکنی نہو ۱۲ ۵۲ یعنے اگرچہ حق بجانب اسکے
تھا لیکن یہ از راہ تواضع و خاکساری جھگڑا کو نپٹنے کے لئے خاموش ہو رہا تو اسکا یہ درجہ ہے ۱۲ ۔

دو چیزیں ہیں، ہنسنا اور شرمگاہ۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۰۸) حضرت بلال بن حارث کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعض آدمی ایک بات بھلائی کی بولتا ہے جسکی قدر یہ خود نہیں جانتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اُسکے باعث اسکیلئے اپنی رضامندی قیامت تک کیلئے لکھدیتا ہے اور بعض آدمی ایک ایسی بُرائی کی بات بولدیتا ہے کہ یہ اُسکی قدر کو نہیں جانتا حالانکہ اللہ تعالیٰ اُسکے باعث قیامت تک کیلئے اپنا غصہ اسپر لکھدیتا ہے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور امام مالک اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسیطرح نقل کی ہے۔

(۳۰۹) بھیز بن حکیم نے اپنے والد حکیم سے اُنھوں نے انکے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایسے آدمی کی خرابی ہو کہ جو بات کہتا ہو اور جھوٹ بولے تاکہ اُس سے لوگوں کو ہنسائے خرابی ہو اسکیلئے خرابی ہو اسکیلئے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے نقل کی ہے

(۳۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعضا بندہ کوئی بات کہتا ہے اور وہ فقط لوگوں کے ہنسانے ہی کے لئے کہتا ہے تو یہ بات اسے (دوزخ کی ایسی مسافت (اور گہرائی) میں ڈالیگی جو زمین و آسمان کے بیچ کی مسافت سے بھی زیادہ ہوگی اور بیشک آدمی جتنا اپنے پاؤں سے پھسلتا ہے وہ اپنی زبان سے اُس سے بھی زیادہ[۲] پھسل جاتا ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص (بُری باتوں سے) خاموش رہا اُسنے نجات پائی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۱۲) حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں (ایکروز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور مینے پوچھا کہ (دنیا اور آخرت میں) نجات کس چیز سے ہوسکتی ہے آپ نے فرمایا تم اپنی زبان کو

---

[۱] اس قید سے سمجھا جاتا ہو کہ اگر کوئی اپنے یاروں کے خوش کرنیکے لئے سچی بات کہے تو کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ مضمون لہذا بعض حدیثوں میں بھی آئیگا جنسے معلوم ہوتا ہے کہ سچی باتوں سے گاہ گاہ خوش طبعی کرنا مسنون ہے اور اسکی عادت اور پیشہ نہ ہونا چاہیئے ۱۲ [۲] یعنے پاؤں سے پھسلنا اسقدر ضرر نہیں دیتا جسقدر زبان سے جھوٹ وغیرہ بولکر پھسلنا ضرر دیتا ہے ۱۲۔

تو بویں رکھو اور اپنے مکان کو وسیع[1] سمجھو اور اپنے گناہ پر روتے رہو۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۳۱۳) حضرت ابو سعید نے یہ حدیث آنحضرت تک پہنچائی ہے کہ آپ فرماتے تھے جب اولاد آدم صبح کو اٹھتی ہے تو اسکے سارے اعضاء زبان کے روبرو عاجزی[2] کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے حق میں خدا سے ڈر کیونکہ ہم (بھی) تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہیگی تو ہم بھی سیدھے رہینگے اور اگر تو ٹیڑھی ہو جائیگی تو ہم ٹیڑھے ہو جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۳) حضرت علی بن حسین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی ایک یہ بھی ہے کہ جو چیز بیفائدہ ہو اسے چھوڑ دے۔ یہ حدیث امام مالک اور امام احمد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں علی بن حسین اور ابو ہریرہ دونوں سے نقل کی ہے۔

(۱۵۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابیوں میں سے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا تھا ایک اور آدمی نے (اُنکی طرف خطاب کر کے) کہا تمہیں بہشت مبارک ہو اُسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا خبر ہے شاید اسنے کوئی بیفائدہ بات کی ہو یا جس چیز سے اسکے یہاں کمی نہ آتی اُسمیں بخیلی کی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۳) حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مینے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ میرے حق میں آپکو کونسی بات کا زیادہ اندیشہ ہے آنحضور نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا کہ اس[3] کا (مجھے تم پر بہت اندیشہ ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۷۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اُس سے بدبو آنیکی وجہ سے (حفاظت کرنے والا) فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔ یہ

---

[1] یعنے اپنے گھر میں بیٹھکر عبادت میں مشغول رہو اور وہاں بیٹھنے سے تنگ دل نہو کیونکہ یہ فتنہ و فساد سے بچانیکا سبب ہے لہذا تم اسمیں بیٹھنے کو غنیمت سمجھو ۱۲ [2] اگرچہ اصل اور مدار تمام اعضاء کا دل ہے لیکن چونکہ زبان اُسکی طرف سے بیان کرنیوالی اور خلیفہ ہے لہذا اُس کا حکم بھی گویا وہ دل ہی کا حکم ہے جو دل سوچتا ہے زبان اُسے بیان کر دیتی ہے اور اعضاء اُس پر عمل کرتے ہیں ۱۲ [3] یعنے تمہارے حق میں اس کے شر سے بہت ڈرتا ہوں کیونکہ زیادہ تر گناہ زبان ہی سے سرزد ہوتے ہیں لہذا اس کی احتیاط رکھنا ۱۲۔

حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۳۱۸) اسد حضرمی کے بیٹے حضرت سفیان کہتے ہیں میںنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے بڑی بات خیانت کی یہ ہے کہ تم اپنے بھائی (مسلمان) سے کوئی ایسی بات کہو کہ وہ اُسمیں تمہیں سچا سمجھے اور تم اُس سے جھوٹ بولو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۱۹) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص دنیا میں دو روپیہ ہوتو قیامت کے دن اسکے دو زبانیں آگ کی ہونگی۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۲۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ طعنے دینے والا اور لعنت کرنیوالا اور فحش بکنے والا اور بیہودہ بکنے والا آدمی پورا ایماندار نہیں ہوتا یہ حدیث ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور بیہقی کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ نہ فحش اور بیہودہ بکنے والا پورا ایماندار ہوتا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۲۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کامل مومن بہت لعنت کرنیوالا نہیں ہوتا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مومن کو بہت لعنت کرنیوالا ہونا مناسب نہیں ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۲۲) حضرت سمرہ بن جندب کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم آپسمیں اللہ کی لعنت اور اسکے غصہ اور دوزخ کی ایک دوسرے کو بد دعا نہ دیا کرو۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (دوزخ کی) آگ کی بد دعا نہ دیا کرو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۳۲۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میںنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب بندہ کسی پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمانکی طرف چڑھجاتی ہے اور آسمانکے

۱؎ یعنے جھوٹ بولنا تو ہر حال میں اور ہر آدمی سے بُرا ہے لیکن خاصکر ایسے آدمی سے جو تمسے نیک اعتقاد رکھتا ہو اُس سے جھوٹ بولنا بہت ہی بُرا اور خیانت ہے ۱۲ ۲؎ دوروپہ اُسے کہتے ہیں کہ دو شخصوں میں عداوت ہے اور یہ ہر ایک کے پاس جاکر ایسی باتیں کرتا ہے کہ اُنمیں سے ہر ایک اسے اپنا دوست اور غمخوار سمجھتا ہے یعنے ہر ایک کے پاس جاکر دوسرے کو بُرا کہتا ہے اور اسکی محبت ظاہر کرتا ہے ۱۲ ۳؎ یعنے مطلق مومن کو بھی بہت لعنت کرنے والا ہونا مناسب نہیں ہے اور مومن کامل کا تو درجہ بہت ہی بڑا ہے ۱۲

دروازے اس (کے پہنچنے) سے پہلے ہی بند ہو جاتے ہیں پھر وہ زمین کیطرف اترتی ہے اور اس کے بھی دروازے اس (کے پہنچنے) سے پہلے ہی بند ہو جاتے ہیں پھر یہ دائیں بائیں (جگہ) لیتی پھرتی ہے اور جسوقت کوئی راستہ نہیں ملتا تو جسپر لعنت بھیجی گئی تھی اسکی طرف چلی جاتی ہے اگر وہ اس لایق ہوتا ہے (توخیر) ورنہ جسنے لعنت بھیجی تھی اسکی طرف پھر جاتی ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی چادر ہوا نے اڑادی تھی اسنے اس پر لعنت کی اسیوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے لعنت نکرو کیونکہ یہ تو محکوم ہے (یعنے اسے اسیطرح حکم ہے) اور یاد رکھو کہ جو شخص کسی ایسے کو لعنت کرے جو لعنت کے لائق نہو تو وہ لعنت اسی پر پھر آتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری صحابیوں میں سے کوئی کسیکی بات مجھہ تک نہ پہنچائے کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس سے صاف[ف ۱] ہی دل کی حالت میں چلا جاؤں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۶) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ صفیہ (کو چھوڑ دینے کے لئے ان) کا ایسا ایسا عیب یعنے کوتاہ قد ہونا آپکے لئے کافی ہے آپنے فرمایا واقعی تم نے اسوقت ایسی بات کہی ہے کہ اگر یہ دریا میں ملا دیجائے تو اسے بھی خراب[ف ۲] کر دے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس آدمی میں سخت کلامی ہوتی ہے وہ اسے عیب دار کر دیتی ہے اور جسمیں حیاء ہوتی ہے وہ اسے زینت دار کر دیتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

ف ۱ یعنے میری یہ آرزو ہے کہ میں دنیا سے اس حالت میں جاؤں کہ سب صحابہ سے راضی اور خوش ہوں اور اس میں اپنی امت کو تعلیم ہے کہ یہ کسیکو نہ چاہیئے کہ کسی امیر یا بزرگ کے سامنے کسیکی برائی کرے تاکہ باعث عداوت و کینہ ہو جائے ۱۲ ف ۲ یعنے باوجودیکہ دریا اسقدر بڑا ہوتا ہے لیکن جب یہ اسے خراب کر دے گی تو تو تمہارے اعمال کا کیا حال ہوگا اور اس سے معلوم ہوا کہ حقارت کی نظر سے کسیکا اس قدر عیب ظاہر کرنا کہ وہ کوتاہ قد ہے یہ بھی غیبت ہے ۱۲ مرقات ۱۲۔

(۳۲۸) حضرت خالد بن معدان نے حضرت معاذ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ پر عار دلائے یعنے ایسے گناہ پر جس سے توبہ کرلی ہو تو یہ عار دلانے والا اسے کیئے بغیر نہیں مریگا[۱]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند متصل نہیں کیونکہ خالد معاذ بن جبل سے نہیں ملے۔

(۳۲۹) حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم کسی (مسلمان) بھائی کے بلا میں پڑنے سے اپنی اُسپے خوشی نہ ظاہر کیا کرو (اگر ایسا کروگے) تو اللہ تعالیٰ اُسپر رحم کریگا اور تمہیں مبتلا کردیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۳۳۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں اس قدر مال ملنے کے عوض بھی کسی کی نقلیں[۲] نکالنے کو پسند نہیں کرتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے

(۳۳۱) حضرت جُندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک گنوار آیا اور اُسنے اپنی اونٹنی بٹھا کر اُس کا پانوں باندھ دیا پھر مسجد میں جاکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی جب سلام پھیر چکا تو اپنی اونٹنی کے پاس آنکر اُس کا پانوں کھولا پھر سوار ہوکر پکارکر یہ دعا پڑھی اللھم ارحمنی ومحمدا ولا تشرک فی رحمتنا احدا (ترجمہ) یاالٰہی مجھ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اور رحمت میں ہمارے اور کسیکو شریک نہ کر) اُسیوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے ناراض ہوکر[۳] (صحابہ سے) فرمایا تم کیا کہتے ہو کہ یہ گنوار زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ تمنے سُنا نہیں کہ یہ کیا کہتا تھا اُنہوں نے عرض ہاں (ہمنے بھی سُنا ہے)۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) آدمی کو جھوٹ بولنے کیلئے یہ کافی ہے" باب اعتصام کی پہلی فصل میں مذکور ہوچکی ہے۔

تیسری فصل

(۳۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی فاسق کی تعریف کرتا ہے تو پروردگار برتر بہت غصہ ہوتا ہے بلکہ اس تعریف کی

---

[۱] و اگر توبہ نہ کی ہو اور اس گناہ پر کرتا ہو تو اُسے نصیحت کی غرض سے عار دلانا جائز ہے تاکہ وہ اُس سے رُک جائے لیکن تحقیر و تکبر کے ارادہ سے نہو ۱۲ [۲] کسیکی نقل نکالنی خواہ قولی ہو یا فعلی حرام ہے اور غیبت محرمات میں داخل ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے ۱۲ [۳] یعنے چونکہ اُسنے رحمت واسعہ کو تنگ کیا اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسپر خفا ہوئے کہ دعا میں تنگی کرکے یہ نہ کہنا چاہیئے کہ یہ چیز ہمارے ہی لئے ہو اور کیلئے نہو بلکہ تمام مسلمانوں کو شامل کرنا چاہیئے ۱۲۔

وجہ سے عرش الٰہی) کانپ جاتا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۳۳) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن آدمی سوائے خیانت اور جھوٹ کے سب عادتوں پر[۱] پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث امام احمد نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں سعد بن ابی وقاص سے نقل کی ہے۔

(۳۳۴) حضرت صفوان بن سُلَیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مومن بھی بزدل ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں اور میں نے پوچھا کیا مومن بخیل بھی ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر میں نے پوچھا کیا مومن کذّاب (یعنے بہت ہی جھوٹا بھی) ہوتا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ روایت امام مالک نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

(۳۳۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان کبھی کبھی ایک آدمی کی صورت میں ہو کر لوگوں کے پاس آتا ہے اور اُنسے جھوٹی بات بیان کرتا ہے (جسکی وجہ سے) پھر لوگ جُدے جُدے ہو جاتے ہیں انہیں میں سے ایک آدمی کہتا ہے میں نے (یہ بات) ایک ایسے آدمی سے سُنی جسکی صورت میں پہچانتا ہوں اور نام نہیں جانتا وہ (اس طرح) بیان کرتا تھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۳۶) عمران بن حِطّان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت ابو ذر کی خدمت میں گیا تھا میں اُن سے مسجد میں ملا وہ تنہا ایک کالی کملی سے گوٹ مارے ہوئے بیٹھے تھے میں نے پوچھا اے ابو ذر یہ کیسی تنہائی ہے وہ کہنے لگے میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بُرے ہمنشین سے تنہائی بہتر[۲] ہے اور نیک آدمی کی صحبت تنہائی سے بہتر ہے اور نیکی کا سکھلانا چُپ رہنے سے بہتر ہے اور چُپ رہنا بُرائی سکھلانے سے بہتر ہے۔

(۳۳۷) حضرت عِمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کا ٹھہرنا

---

[۱] یعنے مومن کامل میں یہ دو خصلتیں نہیں ہوتیں بلکہ اُس میں اُن کے عوض اور دو خصلتیں ہوتی ہیں جو ایمان و تصدیق کے موافق ہیں یعنے سچائی اور امانت اور مقصود آنحضور کا اس سے یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان دو صفتوں کے ساتھ میں ہرگز متصف ہونا نہیں چاہیئے ۱۲ [۲] یعنے چونکہ اسوقت میرے وہ خاص دوست جنپر مجھے نیکی اور صلاحیت کا اعتماد ہے موجود نہیں ہیں اس لئے میں تنہا بیٹھا ہوں کیونکہ بُروں کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔

چپ رہنے کے باعث ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔

(۸۳۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں گیا (راوی کہتے ہیں) پھر ابوذر نے بہت لمبی حدیث ذکر کی یہانتک کہ یہ کہنے لگے میں نے آنحضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپنے فرمایا میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ اللہ سے ڈرنا تمہارے سب کاموں کو سنوار دیگا میں نے کہا کچھ اور نصیحت فرمائیے آپنے فرمایا تم قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ بزرگ برتر کا ذکر ضرور کرتے رہا کرنا کیونکہ یہ تمہارا ذکر آسمان میں تمہارا ذکر ہونیکا باعث[۱] ہوگا اور زمین میں تمہارے (باعث) نور ہوگا میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپنے فرمایا تم زیادہ تر خاموش رہا کرنا کیونکہ یہ خاموشی شیطان کیلئے دباعث دفع ہے اور تمہاری (اس کے باعث) امر دین پر مدد ہے میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپنے فرمایا تم اپنے تئیں زیادہ ہنسنے سے بچانا کیونکہ یہ دل کو مردہ[۲] کر دیتا ہے اور چہرہ کی رونق کھو دیتا ہے میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپنے فرمایا تم حق بات کہنا اگرچہ وہ (تمہیں یا اور لوگوں کو) کڑوی (معلوم) ہو میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپنے فرمایا تم اللہ (کے احکام ظاہر و بیان کرنے) میں کسی ملامت کرنیوالیکی ملامت سے نہ ڈرنا میں نے کہا کچھ اور فرمائیے آپنے فرمایا تم اپنے اندر کے عیبوں کو دیکھکر لوگوں (کے عیب ظاہر کرنے) سے رک جانا۔

(۸۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں ایسی دو خصلتیں نہ بتا دوں کہ دونوں (کرنیوالیکی) پشت پر بہت آسان ہوں اور میزان (عمل) میں بہت بھاری ہوں میں نے عرض کیا ہاں فرمائیے آپنے فرمایا زیادہ تر چپ رہنا اور خوش خلقی اور قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اِن دونوں جیسا ساری مخلوق نے (بھی کوئی) عمل نہیں کیا۔

(۸۴۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (میرے والد حضرت) ابوبکر کے پاس سے گذرے اور وہ اپنے کسی غلام پر لعنت کر رہے تھے آنحضور نے انکی طرف متوجہ ہوکر

---

[۱] یعنے اگر تم تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کروگے تو تمہیں رحمت و بھلائی کے ساتھ آسمان میں فرشتے یاد کرینگے بلکہ بموجب اس آیت کے فاذکرونی اذکرکم اللہ تعالیٰ بھی یاد کریگا اور وہ اس عالم سفلی میں باعث ظہور نور معرفت ہوگا ۱۲۔

[۲] یعنے زیادہ ہنسنے کیوجہ سے دل پر غفلت اور سختی آجاتی ہے جسکے سبب سے علم معرفت کا نور کہ جسمیں حیات دل ہے بجھ جاتا ہے لہذا دل مردہ کی مانند ہوتا ہے اور یہ بات ضرور ہے کہ جب دل مرتا ہے تو منہ بھی بے نور ہو جاتا ہے کیونکہ بدن کی تروتازگی حیات حسی و معنوی کے ساتھ ہے ۱۲۔

(تعجب سے) فرمایا کیا تم نے لعنت کرنیوالوں اور صدیقوں کو دیکھا ہے[۱] (یعنے ایسا آدمی جسمیں دونوں صفتیں جمع ہوں) پھر فرمایا قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی کہ اس طرح ہرگز نہیں ہوسکتا پھر اُسی روز ابوبکر نے اپنا ایک غلام آزاد کردیا بعد اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میں آئندہ ایسا نہیں کرونگا یہ پانچوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۳۴۱) حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس گئے وہ اپنی زبان کو گویا نکال ڈالنے کیلئے کھینچ رہے تھے حضرت عمر نے فرمایا کہ رہنے دو خدا تمہارے گناہ معاف کردیگا حضرت ابوبکر نے اُنسے فرمایا کہ اسنے مجھے بہت سی ہلاکت کی جگہوں میں ڈالا ہے یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۳۴۲) حضرت عُبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تُم اپنی جانوں (کے نفع) کیلئے میرے روبرو چھ باتوں کے ضامن اور متکفل ہوجاؤ میں تمہارے لئے بہشت (دلانے) کا ضامن ہوتا ہوں (اور وہ چھ باتیں یہ ہیں کہ) جسوقت کوئی بات کہو سچ بولو اور جب وعدہ کرلو تو اُسے پُورا کرو اور جب تمہارے پاس کوئی امانت رکھے تو تُم (وقت پر اُسے) ادا کردو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو[۲] اور (حرام و مکروہ کے کرنیسے) اپنے ہاتھوں کو روکا کرو

(۳۴۳) حضرت عبدالرحمٰن بن غَنَم اور اسماء بنت یزید دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ کے سب سے بہتر بندے وہ ہیں کہ جب اُنہیں لوگ دیکھیں تو خدا یاد آجائے[۳] اور اللہ کے سب سے بُرے بندے وہ ہیں جو چغل خوری کرنیکے لئے چلسوں میں جاتے ہیں (یعنے) دوستوں کے بیچ میں جُدائی کراتے ہیں (اور) اچھے لوگوں میں فتنہ فساد کرانا چاہتے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

---

[۱] مقصود آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تھا کہ صدیقیت اور لعانیت دونوں ایک آدمی میں جمع نہیں ہوتیں لہذا تمہارے ساتھ تو ہرگز جمع ہونی نہیں چاہئیں ۱۲ مرقات [۲] یعنے جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں ہے جیسے نامحرم اور ستر وغیرہ اُنہیں نہ دیکھو اگر کہیں نظر پڑجائے تو تم نیچے نگاہ کرلو ۱۲ [۳] یعنے وہ لوگ کہ تقرب الٰہی میں اس مرتبہ کو پُہنچ گئے ہیں کہ جسکے آثار اور انوار اُنکے احوال اور اطوار سے ظاہر ہیں کہ اگر اُن کے جمال پر نظر پڑتی ہے تو خدا تعالیٰ یاد آجاتا ہے ۱۲۔

(۳۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزے سے بھی تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے (تو اُنسے) فرمایا کہ تم دونوں وضو اور اپنی نمازیں لوٹا لو اور اپنا یہ روزہ پورا کرکے دوسرے دن اِسکے قضا کرنا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیوں کسو وجہ سے آپنے فرمایا تمنے فلاں آدمی کی غیبت[۱] کی تہی۔

(۳۴۵) حضرت ابو سعید اور حضرت جابر دونوں کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے کہ غیبت زنا سے زیادہ بری ہے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ غیبت زنا سے بری کسطرح زیادہ ہے آپنے فرمایا اس لئے کہ آدمی زنا کرتا ہے (اور کرکے) پہر توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی توبہ قبول کرلیتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخشدیتا ہے اور غیبت کرنیوالیکی بخشش نہیں ہوتی جبتک جسکی غیبت کی ہے وہ نہ بخشدے اور انس کی روایت میں یوں ہے کہ زنا کرنیوالیکی توبہ ہوسکتی ہے اور غیبت کرنے والیکی توبہ ہی نہیں ہوسکتی۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے کہ بیشک غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جسکی غیبت کی ہے اُسکے لئے استغفار کرے (یعنے اسطرح دعا[۲]) پڑہے اللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ (ترجمہ) یا الٰہی ہمیں سکو اور اُسے بخشدے۔ یہ حدیث بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کرکے کہا ہے کہ اسکی سند میں ضعف ہے۔

باب وعدہ کا بیان

پہلی فصل (۳۴۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے اور حضرت ابوبکر کے پاس علاء ابن حضرمی کے پاس سے مال آیا تو حضرت ابوبکر

---

[۱] یعنے اور غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے اکثر علماء اسطرف ہیں کہ آنحضور نے اسوقت انہیں دہمکانیکے لئے اعادۂ وضو و روزہ کیلئے فرما دیا تہا ورنہ غیبت سے وضو اور روزہ نہیں ٹوٹتا بہر تقدیر اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ غیبت کی برائی اس درجہ کی برائی ہے کہ بعد از وقوع غیبت احتیاطاً اور اتقاءً تازہ وضو کرلے تو بہتر ہے

[۲] یہ دعاء کرنا اسوقت پورا کام دیسکتا ہے کہ جسکی غیبت کی ہو اُسے اسکی خبر نہ پہونچی ہو و اگر پہونچ گئی ہو تو اول اس سے معاف کرانی چاہیے کیونکہ یہ حق العباد ہے بغیر اسکے معاف کئے معاف نہیں ہوگا۔

نے فرمایا جو شخص ایسا ہو کہ اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا آپ نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آجائے (ہم آپکی طرف سے ادا کردینگے) جابر کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح اور اسطرح اور اسطرح دینے کا وعدہ کیا تھا (راوی کہتے ہیں کہ) حضرت جابر نے تین مرتبہ ہاتھ پھیلا کر یہ کہا تھا جابر فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر نے ایک لپ بھر کر دی[۵۱] میں نے انہیں گنا تو وہ پانسو تھے پھر ابوبکر نے فرمایا کہ دو ایسے ہی اور لیلو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۸ س) حضرت ابو جُحَیْفَہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے[۵۲] دیکھا ہے آپ (کے بال) سفید تھے (یعنے آپ بوڑھے ہو گئے تھے) اور حسن بن علی آپ کے ہمشکل تھے آنحضور نے ہمیں تیرہ[۱۳] اونٹنیاں جوان دینے کے لئے فرمایا اور استنے ہم انہیں لینے کیلئے جاتے رہے آپکی وفات کی خبر ہمارے پاس پہنچ گئی اور آپ نے ہمیں تا ہنوز کچھ نہیں دیا حضرت ابوبکر خلیفہ ہوگئے تو انہوں نے فرمایا کہ جس کسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کر لیا ہو تو وہ ہمارے پاس آجائے (ہم آپکا وعدہ پورا کردینگے) اُسیوقت میں کھڑا ہوا اور میں نے اُنسے (سارا قصہ) بیان کیا انہوں نے ہمیں وہ اونٹنیاں دلادیں یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۹ س) ابو الحمساء کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے آپ سے کچھ خریدا تھا اور کچھ دام (میرے ذمہ) آپکے باقی رہگئے تھے میں نے آپ سے وعدہ کر لیا کہ یہ دام میں آپ کے پاس اسی جگہ لاؤنگا (آپ ٹھیرے رہیئے اتفاق سے) پھر میں بھول گیا اور تین دن کے بعد میرے یاد آیا میں لیکر گیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اُسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ تمنے مجھے بہت ہی مشقت میں ڈالا کہ میں اسی جگہہ تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۰ س) حضرت زید بن ارقم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جب کسی آدمی[۲]

---

[۵۱] اس سے معلوم ہوا کہ میت کیطرف سے اس کا قرض ادا کرنا یا اسکے وعدہ کو پورا کرنا اُسکے خلیفہ کیلئے مستحب ہے اور خلیفہ خواہ وارث ہو یا کوئی اجنبی ہو ۱۲ [۵۲] یہ ابو جُحَیْفَہ سب صحابہ میں چھوٹے ہیں یہ بالغ نہیں ہوئے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تھی لہذا اپنی صحبت آنحضور سے ثابت کرنیکیلئے یہ آپکا علیہ بتاتے ہیں کہ میں نے آپکو خوب دیکھا ہے ۱۲ [۵۳] اسماء الرجال کی کتابوں میں مذکور ہے کہ صواب ابو الحمساء کی جگہ ابو الحمساء بتقدیم میم ایسا تھے اسلئے علماء نے لکھا ہے کہ یہ غلطی صاحب مصابیح سے ہوئی تھی اور صاحب مشکوۃ

(۳۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزے سے بھی تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے (تو انسے) فرمایا کہ تم دونوں وضو اور اپنی نمازیں لوٹا لو اور اپنا یہ روزہ پورا کرکے دوسرے دن اسکے قضا کرنا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیوں کس وجہ سے آپنے فرمایا تمنے فلاں آدمی کی غیبت کی تھی۔[۱]

(۳۴۵) حضرت ابو سعید اور حضرت جابر دونوں کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غیبت زنا سے زیادہ بری ہے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ غیبت زنا سے بری کسطرح زیادہ ہے آپنے فرمایا اس لئے کہ آدمی زنا کرتا ہے (اور کرکے) پھر توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخشدیتا ہے اور غیبت کرنیوالیکی بخشش نہیں ہوتی جبتک جسکی غیبت کی ہے وہ نہ بخشدے اور انس کی روایت میں یوں ہے کہ زنا کرنیوالیکی توتوبہ ہوسکتی ہے اور غیبت کرنے والیکی توبہ ہی نہیں ہوسکتی۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۳۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جسکی غیبت کی ہے اسکے لئے استغفار کرے (یعنے اسطرح دعاء[۲] پڑھے) اللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ (ترجمہ) یا الٰہی ہمیں سبکو اور اسے بخشدے۔ یہ حدیث بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کرکے کہا ہے کہ اسکی سند میں ضعف ہے۔

باب وعدہ کا بیان

پہلی فصل (۳۴۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے اور حضرت ابو بکر کے پاس علاء بن حضرمی کے پاس سے مال آیا تو حضرت ابو بکر

---

[۱] یعنے اور غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے اکثر علماء اسطرف ہیں کہ آنحضور نے اسوقت انہیں دھمکانیکے لئے اعادۂ وضو و روزہ کیلئے فرمادیا تھا ورنہ غیبت سے وضو اور روزہ نہیں ٹوٹتا بہر تقدیر اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ غیبت کی برائی اس درجہ کی برائی ہے کہ بعد از وقوع غیبت احتیاطاً اور اتقاءً تازہ وضو کرلے تو بہتر ہے

[۲] یہ دعاء کرنا اسوقت پورا کام دیسکتا ہے کہ جسکی غیبت کی ہو اسے اسکی خبر نہ پہونچی ہو اگر پہونچ گئی ہو تو اول تو اس سے معاف کرانی چاہیے کیونکہ یہ حق العباد ہے بغیر اسکے معاف کیئے معاف نہیں ہوگا ۱۲

نے فرمایا جو شخص ایسا ہو کہ اُس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا آپنے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے (ہم آپکی طرف سے ادا کر دینگے) جابر کہتے ہیں مینے کہا کہ مجھسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح اور اسطرح اور اسطرح دینے کا وعدہ کیا تھا (راوی کہتے ہیں کہ) حضرت جابر نے تین مرتبہ ہاتھ پھیلا کر یہ کہا تھا جابر فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر نے ایک لپ بھر کر دی[۵۱] مینے اُنہیں گنا تو وہ پانسو تھے پھر ابوبکر نے فرمایا کہ دو ایسے ہی اور لیلو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۳۴۸) حضرت ابوجُحَیفہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے[۵۲] دیکھا ہے آپ (کے بال) سفید تھے (یعنے آپ بوڑھے ہو گئے تھے) اور حسن بن علی آپ کے ہمشکل تھے آنحضور نے ہمیں تیرہ[۵۳] اونٹنیاں جوان دینے کے لئے فرمایا اور اتنے ہم اُنہیں لینے کیلئے جاتے رہے آپکی وفات کی خبر ہمارے پاس پہنچ گئی اور آپنے ہمیں تا ہنوز کچھ نہیں دیا حضرت ابوبکر خلیفہ ہو گئے تو اُنہوں نے فرمایا کہ جس کسی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کر لیا ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے (ہم آپکا وعدہ پورا کر دینگے) اُسیوقت میں کھڑا ہوا اور مینے اُنسے (سارا قصہ) بیان کیا اُنہوں نے ہمیں وہ اونٹنیاں دلا دیں یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۴۹) ابوالحَمساء کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پہلے آپ سے کچھ خریدا تھا اور کچھ دام (میرے ذمہ) آپکے باقی رہگئے تھے مینے آپ سے وعدہ کر لیا کہ یہ دام میں آپ کے پاس اسی جگہ لاؤنگا (آپ ٹھیرے رہئیے اتفاق سے) پھر میں بھول گیا اور تین دن کے بعد میرے یاد آیا (میں لیکر گیا) تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اُسی جگہ (بیٹھے ہوئے) تھے۔ فرمایا کہ تمنے مجھے بہت ہی مشقت میں ڈالا کہ میں اسی جگہہ تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۵۰) حضرت زید بن ارقم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جب کسی آدمی

---

[۵۱] اس سے معلوم ہوا کہ میت کیطرف سے اُس کا قرض ادا کرنا یا اُسکے وعدہ کو پورا کرنا اُسکے خلیفہ کیلئے مستحب ہے اور خلیفہ خواہ وارث ہو یا کوئی اجنبی ہو ۱۲ [۵۲] یہ ابوجُحَیفہ سب صحابہ میں چھوٹے ہیں یہ بالغ نہیں ہوئے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تھی لیکن اپنی صحبت آنحضور سے ثابت کرنیکیلئے یہ آپکا حلیہ بتاتے ہیں کہ میں نے آپکو خوب دیکھا ہے ۱۲ [۵۳] اسماء الرجال کی کتابوں میں مذکور ہے کہ صواب ابوالحمساء کی جگہ ابوالحمساء تقدیم میم کیساتھ ہے اسلیئے علماء نے لکھا ہے کہ یہ غلطی صاحب مصابیح سے ہوئی تھی اور صاحب مشکوۃ

اپنے بھائی (مسلمان) سے کوئی وعدہ کرلیا اور اسکی نیت یہ تھی کہ اُسے پورا کریگا اور (کسی عذر کی وجہ سے) پورا نکرسکا اور نہ وعدہ کا وقت آیا تو اُسکے ذمہ کچھ گناہ نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۵۱) حضرت عبداللہ بن عامر کہتے ہیں ایکروز مجھے میری والدہ نے بلایا اور (اُسوقت) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے میری والدہ نے مجھسے فرمایا او ورے آ میں تجھے کچھ دونگی اُسیوقت آنحضرت نے اُنسے پوچھا کہ تمنے کیا چیز دینے کا ارادہ کرلیا ہے اُنہوں نے عرض کیا اسے کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے آپنے اُنسے فرمایا یادرکھو کہ اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ تمہارے ذمہ لکھدیا جاتا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۳۵۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی سے (ایک جگہ ملنے کا) وعدہ کرلیا پھر ایک اُن میں سے نماز کے وقت تک (وہاں) نہ آیا اور جو آگیا تھا وہ نماز پڑھنے چلا گیا تو اُسکے ذمہ کچھ گناہ[۲] نہیں۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے

باب خوش طبعی کرنیکا بیان

پہلی فصل (۳۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اسقدر خوش طبعی کیا کرتے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی (عُمیر) سے فرمایا کرتے اے عُمیر تمہارا لعل کیا ہوا۔ عُمیر نے اپنے کھیلنے کیلئے ایک لعل پالا تھا پھر وہ مرگیا تھا اسلئے آپ ہنسکر اُس سے پوچھا کرتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

دوسری فصل (۳۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ نے (آنحضور کی خدمت میں) عرض[۳] کیا کہ یارسول اللہ آپ ہمسے خوش طبعی کیا کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ میں (خوش طبعی میں بھی) سچ ہی بات کہا کرتا ہوں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

لے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسینے وعدہ وفائی کی نیت کرلی تھی اگرچہ وفا نکری تو گنہگار نہیں ہوتا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کسیکی نیت وعدہ وفائی کی نہ تھی تو اول ہی سے گنہگار ہوگا ۱۲ ۲ے اس سے معلوم ہوا کہ وعدہ کا پورا کرنا واجب شرعی نہیں ہے بلکہ خوش خلقی کیوجہ سے اُسکا پورا کرنا ضروری ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بلا عذر کے وعدہ کا خلاف کرنا حرام ہے اور وعدہ کا پورا کرنیکا حکم پہلی شریعتوں میں بھی تھا لمعات ۳ے شاید صحابہ کے دریافت کرنیکا باعث یہ تھا کہ آنحضور نے پہلے صحابہ کو مذاق کرنے سے منع فرمایا تھا اسلئے انہوں نے پوچھا کہ آپ تو مذاق کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ میں مذاق میں بھی سچ بات تو نہیں کرتا ہوں اور تم لوگوں سے ایسی احتیاط ہونی دشوار ہے ۱۲۔

(۳۵۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی آپ نے فرمایا میں تمہاری سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ دیدونگا وہ بولا کہ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کرونگا آپ نے فرمایا اونٹ[۵۱] کو بھی تو اونٹنی ہی جنا کرتی ہے (لہذا وہ بھی اونٹنی کا بچہ ہے)۔ یہ حدیث ترمذی نے اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۵۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے دو کانوں والے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے ایک بوڑھیا سے فرمایا کہ بہشت میں کوئی بڑھیا نہیں جائیگی وہ بولی کیوں ان سے کیا خطا ہوئی اور یہ بڑھیا قرآن شریف پڑھی ہوئی تھی آنحضور نے اس سے فرمایا کیا تم نے قرآن شریف میں یہ حکم نہیں پڑھا اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (ترجمہ) بیشک ہم بہشت کی عورتوں کو دوسری مرتبہ پیدا کرکے ان سبھو نکو کنواریاں کردینگے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے لفظوں کی طرح منقول ہے۔

(۳۵۸) حضرت انس ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی باہر کے رہنے والے کا نام زاہر بن حرام تھا اور وہ باہر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کچھ سوغات[۵۲] لایا کرتا تھا اور جسوقت جانیکا ارادہ کرتا تو آپ بھی اُسکیلئے سفر کا سامان کردیتے تھے پھر (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُس کے حق میں) فرمایا کہ زاہر ہمارا باہر کا گماشتہ ہے (کیونکہ وہ باہر سے ہمارے واسطے چیزیں لاتا ہے) اور ہم اُس کے لئے شہر کے گماشتہ ہیں (کیونکہ ہم اُسے شہر کی چیزیں دیدیتے ہیں) اور آپ کو اُس سے بہت ہی محبت تھی حالانکہ وہ بدشکل تھا پھر ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اُسکے پاس بازار میں) تشریف لیگئے وہ اپنا مال بیچ رہا تھا آنحضور نے (چپکے سے جاکر) پیچھے سے اُسکی کولی بھرلی (اور اُسکی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے)[۵۳] کہ وہ آپکو دیکھتا نہ تھا اس لئے اُسنے کہا یہ کون ہے مجھے چھوڑدے پھر زاہر نے کن انکھیوں سے دیکھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور جسوقت اُسکو

[۵۱] یعنے اگر تم ذرا تامل کرتے تو بات کو سمجھ لیتے غرضکہ اس فرمان عالی میں باوجود خوش طبعی ہونیکے اسطرف بھی اشارہ ہے کہ بات سُننے والیکو اُسمیں تامل کرلینا چاہیئے بغیر غور کئے کسیکی بات کو رد نکردے ۱۲ [۵۲] یعنے ایسی چیزیں جو باہر ہوتی ہیں مثل ساگ اور پھول وغیرہ ۱۲ [۵۳] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے بیٹھکر اپنے دونوں ہاتھ اُسکی بغلوں کے نیچے سے نکالکر آنکھوں پر رکھدیئے تاکہ زاہر پہچان نہ سکے ۱۲

پہچان لیا پھر تو اپنی پشت آپ کے سینہ مبارک سے خوب اچھی طرح رگڑنی شروع کر دی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مذاق کے طور پر لوگوں سے) فرمایا کہ کوئی اس غلام کو خریدتا ہے زاہر نے کہا یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی اسوقت تو آپ مجھے بہت ہی کم قیمت کا پائینگے آپ نے فرمایا (کہ دنیا کے اعتبار سے تم بڑے کم قیمت ہو) لیکن اللہ کے نزدیک تو تم کم قیمت نہیں ہو یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۵۹) حضرت عوف بن مالک اشجعی فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں گیا آپ (اسوقت) چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا آپ نے مجھے جواب دیا اور فرمایا کہ اندر آجاؤ میں نے (ہنسی سے) کہا یا رسول اللہ میں سارا ہی آجاؤں[۱] فرمایا ہاں تم سارے ہی آجاؤ پھر میں اندر چلا گیا۔ عثمان بن ابو العاتکہ (جو اس حدیث کے راویوں میں ہیں فرماتے ہیں کہ عوف بن مالک نے خیمہ (کا دروازہ) چھوٹا ہونیکی وجہ سے یہ کہا تھا کہ کیا میں سارا ہی اندر آجاؤں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۳۶۰) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکی اجازت مانگی اور اسوقت حضرت عائشہ کے زور سے بولنے کی آواز سنی اور جب اندر گئے تو انکے تمانچہ مارنیکے لئے انہیں پکڑا اور فرمایا یاد رکھنا کہ آئندہ میں تجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو زور سے بولتے ہوئے دیکھوں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو روکدیا چنانچہ حضرت ابو بکر غصہ ہوتے ہوئے باہر آگئے اور جسوقت یہ باہر آگئے تو آنحضور نے (حضرت عائشہ سے) فرمایا کہ تم نے مجھے دیکھا بھی کہ میں نے تمہیں اس شخص[۲] سے کسطرح چھڑا لیا عائشہ فرماتی ہیں پھر ابو بکر (غصہ کے مارے کئی روز تک (ہمارے یہاں) نہ آئے بعد میں (ایکروز) اجازت لیکر آئے تو (ہم) دونوں کو صلح سے بیٹھے ہوئے دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں مجھے اپنی صلح میں (بھی) شریک کرلو جیسے کہ تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شریک کر لیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ بہت اچھا) ہم نے کرلیا ہم نے کرلیا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۳۶۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھی بے تکلفی کے وقت صحابہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہنسی کر لیا کرتے تھے

[۲] آنحضور نے حضرت عائشہ صدیقہ سے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تمہیں تمہارے والد ابو بکر سے چھڑا لیا بلکہ خوش طبعی کیلئے یہ فرمایا کہ میں نے تمہیں اس آدمی سے چھڑا لیا ۱۲ انگ یعنی حضرت عائشہ پر خفا ہونیکی وجہ سے یا آنحضرت سے شرمندہ ہونیکے باعث سے ۱۲

فرماتے تھے کہ نہ تم اپنے بھائی (مسلمان) سے جھگڑا کرو اور نہ ایسا مذاق کیا کرو (جو باعث تکلیف ہو) اور نہ ایسا وعدہ کرو جو خلاف کرنا پڑے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

باب ایک دوسرے پر اترانے اور حمایت کرنے کا بیان

پہلی فصل

(۳۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب میں زیادہ کونسا آدمی عزت دار ہے آپ نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے صحابہ نے کہا کہ ہم آپ سے یہ بات نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا پھر سب آدمیوں سے زیادہ عزت دار یوسف ہیں اللہ کے نبی اللہ کے نبی کے بیٹے اللہ کے نبی کے پوتے اللہ کے دوست کے پڑپوتے[۱] انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ (بھی) نہیں پوچھتے آپ نے فرمایا پھر اب تم مجھ سے عرب کی ذاتوں پوچھتے ہو انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں جس وقت کہ وہ سمجھ بوجھ سے کام لیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شریف شریف کے بیٹے شریف کے پوتے شریف کے پڑپوتے حضرت یوسف ہیں حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت اسحاق کے پوتے اور حضرت ابراہیم کے پڑپوتے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۳۶۴) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ (جنگ) حنین کے دن ابوسفیان بن حارث آپ کی خچر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی باگ پکڑے ہوئے تھے اور جب آپ کو مشرکوں نے گھیر لیا تو آپ نیچے اتر پڑے اور یہ پڑھنے لگے **شعر** اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ✦ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (ترجمہ) میں وہ نبی ہوں جس نے کبھی کچھ جھوٹ نہیں بولا اور میں عبد المطلب کی اولاد میں ہوں) براء کہتے ہیں اُس دن آپ سے زیادہ بہادر قوی لوگوں نے

---

[۱] یعنے حضرت یوسف علیہ السلام میں طرح طرح کی خوبیاں جمع ہوگئی تھیں کہ خود بھی نبی ہیں اور انکی تین پشتوں تک بھی نبی ہیں اور انکے پردادا ایسے ہیں جنہیں خلیل اللہ کا لقب ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خالص دوست بنایا تھا ۱۲ [۲] اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شجاعت اور جوانمردی کی دلیل ہے کیونکہ اس جنگ میں عرب کے بہت سے قبیلے یعنے قبیلہ ہوازن و غطفان وغیرہ سب کے سب جمع تھے اور مسلمانوں کو شکست کی صورت ہوگئی تھی اور آنحضور اس وقت خچر پر سوار تھے اور کفار حملہ کرنا چاہتے تھے جب انہوں نے گھیر لیا تو آپ پیادہ پا ہوگئے اور دشمنوں کے لشکر کو قدرت الٰہی سے اُسی وقت بھگا دیا اور فخر کرنے سے اگرچہ آپ نے منع فرمایا ہے لیکن کافر دشمن سے فخر کرنا درست ہے

کسی کو بھی نہ دیکھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور (آپ سے) کہنے لگا اے مخلوق کے بہترین! اسی وقت آپ نے فرمایا کہ ایسے تو ابراہیم علیہ السلام تھے[1]۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۶۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم تعریف میں مجھ ایسا نہ بڑھانا کہ جیسے نصاریٰ نے مریم کے بیٹے کو بڑھادیا ہے بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا تم (بھی مجھے) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۶۷) حضرت عیاض بن حمار مجاشعی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی بھیجی ہے کہ تم خاکساری سے رہا کرو کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۳۶۸) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے واقعی لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے ان باپ دادوں پر جو مر گئے ہیں اترانے سے باز آئیں کیونکہ بیشک وہ لوگ دوزخ کے کوئلے ہیں یا (تو باز آجائیں ورنہ) بیشک یہ لوگ اللہ کے روبرو اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے جو ناک کے ذریعہ سے نجاست کو دھکیلتا ہوا لیجایا کرتا ہے بیشک اللہ نے تمسے جاہلیت کی بڑائی اور باپ دادوں پر اترانے کو کھو دیا ہے اب یا تو آدمی[2] مومن پرہیزگار ہوگا یا فاجر بدکار ہوگا (یاد رکھو) سب لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہوئے تھے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۶۹) حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھسے میرے والد نے فرمایا کہ میں بنی عامر کی جماعت کے ساتھ (بطور ایلچی کے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں گیا اور ہم سبھوں نے (وہاں جاکر آنحضور سے) عرض کیا کہ آپ ہمارے سردار ہیں آپنے فرمایا سردار تو اللہ ہی ہے پھر

---

[1] احادیث صحیحہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ آنحضور ساری مخلوق سے افضل ہیں پھر آپکا یہ فرمانا یا تو بطور خاکساری اور عاجزی کے تھا اور یا یہ کہ اسوقت تک آپکے پاس ساری اولاد آدم کی سردار ہونیکی وحی نہ آئی ہو ۱۲ [2] یعنے آدمی میں ان دو باتوں کے سوا تیسری نہیں ہوتی لہٰذا اگر وہ متقی ہے تو خود ہی عزیز ہوگا اسے باپ دادوں کے ساتھ فخر کرنیکی کیا حاجت ہے اور اگر کوئی فاجر گنہگار ہے تو وہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہے اسے تکبر و بڑائی کرنا فضول ہے ۱۲۔

ہمنے کہا کہ آپ ہمسے افضل اور ہم سب سے بڑے ہیں فرمایا (ہاں) یہ کہو یا اس سے بھی کم اور (ایسی بات سے بچتے رہو کہ) شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ کرلے[۲] - یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۰) حضرت حسن نے سمُرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسب مال (سے ہوتا) ہے اور بزرگی پرہیزگاری سے - یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۷۱) حضرت اُبَیّ بن کعب کہتے ہیں میںنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص (زمانہ) جاہلیت کے اترانے کی طرح اترائے تو تم اُس سے اُسکے باپ کا ہن[۳] کٹوایا کرو اور کنایہ سے نہ کہا کرو - یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۷۲) حضرت ابو عُقبہ کے بیٹے عبدالرحمٰن نے ابو عُقبہ سے روایت کی ہے اور یہ ابو عقبہ ابن فارس کے غُلام تھے وہ کہتے ہیں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جنگِ اُحد میں تھا میںنے ایک مُشرک آدمی کو مار کر (اُس سے یہ) کہا کہ لے تو مجھسے یہ ایک چوٹ لیلے اور میں پارسی غلام ہوں اُسیوقت آنحضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھکر فرمایا تمنے یہ کیوں نہ کہا کہ تو یہ چوٹ مجھسے لیتا جا اور میں انصاری غلام ہوں - یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۳) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی قوم کی ناحق مدد کرے تو وہ اُس اونٹ جیسا ہے جو کنوئیں میں گر جائے اور پھر دُم پکڑ کے کھینچا جائے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۴) حضرت واثلہ بن اَسقَعؓ کہتے ہیں میںنے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ حمایت کیا چیز ہے آپنے فرمایا (حمایت) یہ ہے کہ تم اپنی قوم کی ظُلم پر مدد کرو - یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۵) حضرت سُراقہ بن مالک بن جُعشُم کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سُنایا اور

---

[۱] یعنے میری تعریف میں ایسی چیز سے مبالغہ نکرو جو خدا تعالیٰ کے لائق ہو اور تعریف اس سے بھی کم کرو تو بہتر ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے ۱۲ [۲] یعنے اپنے خیال کے ایسے مُطیع نہ بنجاؤ کہ تمہیں شیطان اپنا وکیل سمجھکر جو چاہے تمہارے مُنہ سے نکلوادے ۱۲ [۳] ھن ہ کے زیر اور نون کے جزم سے بُری چیز کو کہتے ہیں یعنی کا نام نہ لے سکیں (وہ اسے مرد و عورت کے ستر پر بھی بولدیتے ہیں مقصود آنحضور کا یہ ہے کہ تم ستر کا نام صریح لے دیا کرو کنایہ سے نہ کہا کرو ۱۲۔

یہ فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ آدمی ہے جو اپنی قوم سے ظلم کو دفع کرتا ہے[۱] جبتک کہ گنہگار نہو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۷۶) حضرت جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں جو (لوگونکو) حمایت کیلئے بلائے اور نہ ہم میں سے وہ شخص ہے جو حمایت کے سبب سے جنگ کرے اور نہ ہم میں سے وہ شخص ہے جو حمایت پر مرے[۲]۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۳۷۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے[۳]۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۳۷۸) حضرت عُبادہ کثیر شامی فلسطین کے رہنے والے اپنے لوگوں کی ایک عورت سے جسے فسیلہ کہا کرتے تھے نقل کرتے ہیں وہ کہتی تھی میں نے اپنے والد سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا یعنی میں نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ بھی حمایت ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت کرے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ حمایت میں سے یہ ہے کہ اپنی قوم کی ظُلم پر مدد کرے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۷۹) حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ تمہارے نسب ایک دوسرے کو بُرا کہنے کے لئے نہیں ہیں تم سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ایسی ہو جیسے ایک صاع دوسرے صاع کے برابر ہوتا ہے کہ تُمہیں تم بھر نہیں سکتے کسیکو کسی پر سوائے دین اور پرہیزگاری کے اور کوئی فوقیت نہیں ہے آدمی کی بُرائی کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ زبان دراز فحش بکنے والا اور بخیل ہو۔ یہ حدیث امام احمد نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب بھلائی کرنے اور سلوک کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۳۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ

---

[۱] یعنے ظالم کو اپنے اوپر سے اسطرح دفع کرے کہ دفع کرنیں خود گنہگار نہو جائے مثلاً اگر زبان سے دفع کر سکتا ہو تو اُسے ہاتھ سے نہ دفع کرے ۱۲

[۲] حاصل یہ ہے کہ جو حمایت باطل پر اور بطریق ظلم ہو وہ شرع میں بالکل ناجائز ہے ۱۲ [۳] یعنے غلبۂ محبت کیوجہ سے اپنی محبوب چیز کے عیب کو نہ دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے اگر کچھ عیب دیکھتا ہے تو وہ بھی اُسکو اچھا معلوم ہوتا ہے اور اگر اُس سے کوئی فحش سنتا ہے تو اُسے اچھا جانتا ہے ۱۲

میرے سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے آپ نے فرمایا تمہاری والدہ اُسنے کہا پھر کون آپ نے فرمایا تمہاری والدہ اُسنے کہا پھر کون آپنے فرمایا تمہاری والدہ اُسنے پوچھا پھر کون آپنے فرمایا تمہارے والد اور ایک روایت میں یوں ہے آپنے فرمایا تمہاری والدہ (زیادہ مستحق ہے) پھر تمہاری والدہ پھر تمہاری والدہ پھر تمہارے والد پھر جو قریب[1] قریب ہوں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایکروز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی ناک خاک میں ملے پھر یوں کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کس کی آپنے فرمایا جو شخص اپنے والدین کو اُنکے بڑھاپے کے وقت میں دیکھے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (انکی خدمت کر کے) بہشت میں نجائے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۸۲) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اسماء فرماتی ہیں کہ قریش سے صلح کے زمانہ میں میری والدہ میرے پاس (مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں) آئیں اور وہ مشرکہ تھیں میں نے (آنحضرت سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ (دین اسلام سے) پھری ہوئی ہیں کیا میں اُن کے ساتھ سلوک کروں آپنے فرمایا ہاں تم اُن کے ساتھ سلوک[2] کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۸۳) حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ابو فلاں[3] کے گھر والے میرے دوست نہیں ہیں کیونکہ میرے دوست تو اللہ اور نیک مسلمان لوگ ہیں لیکن ان کا محبت رشتہ ہے اسلئے میں اُن کے ساتھ سلوک کرتا ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۳۸۴) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے ماؤں کی نافرمانی کرنے اور حبشی لڑکیوں کو گاڑنے اور بخل کرنے اور فقیری (پیشہ) کرنے کو تم پر حرام کر دیا ہے اور تمہاری خرافات اور زیادہ مانگنے اور (فضول) مال ضایع کرنے کو بُرا فرمایا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[1] یعنے بعد ماں باپ کے اور قرابتیوں میں قرب ترتیب معتبر ہے کہ جو زیادہ قریب ہے وہی احسان کا زیادہ مستحق ہے۔ اور جو دور کا رشتہ دار ہے اُسکا بعد میں درجہ ہے ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ اگر ماں باپ کافر بھی ہوں تب بھی اُن کے ساتھ سلوک واحسان کرنا چاہیئے اور اسی قیاس پر اور اقربا کا بھی حکم ہے ۱۲ لمعات [3] علماء نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانے کے نام کی تصریح کی تھی لیکن راوی نے بباعث فتنہ و فساد صراحۃً نام نہیں لیا بلکہ اشارہ کر دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کی فلاں سے مراد ابو لہب ہے اور بعضوں نے کہا ہے ابو سفیان اور بعضوں نے کہا کہ حکم بن عاص واللہ اعلم ۱۲ لمعات۔

تقدیر[1] الٰہی کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں پھیر سکتی اور عمر کو سوائے بھلائی کرنے کے اور کوئی چیز زیادہ نہیں کر سکتی اور بیشک آدمی گناہ کرنیکی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (جسوقت) میں بہشت میں گیا تو مینے وہاں پڑھنے کی آواز سنی مینے (فرشتوں سے) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا نعمان کا بیٹا حارثہ ہے (اور بیشک) بھلائی کرنیکی فضیلت اسیطرح ہوتی ہے بھلائی کرنیکی فضیلت اسیطرح ہوتی ہے اور وہ حارثہ اپنی والدہ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ احسان کیا کرتے تھے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ایک روایت میں اسکے بدلے کہ میں بہشت میں گیا یہ ہے آپ فرماتے تھے میں سوگیا تھا مینے اپنے تئیں بہشت میں دیکھا۔

(۳۹۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ والد کے راضی رکھنے میں اللہ کی رضامندی ہے۔ اور والد کے ناراض رکھنے میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۹۷) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی انکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی ہے اور میری والدہ اسے طلاق دینے کے لئے مجھے حکم کرتی ہیں اور ابو درداء نے اس سے فرمایا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بہشت کے بہت اچھے دروازہ (میں سے جانیکا سبب) والد[2] کی رضامندی ہے لہذا اگر تو چاہے تو اس دروازہ کی حفاظت کرلے ورنہ کھو دے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۹۸) بہز بن حکیم نے اپنے والد سے انہوں نے (اپنے والد یعنی) بہز کے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں مینے (آنحضورؐ سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ میں (اول) بھلائی کسکے ساتھ کروں آپنے

---

[1] تقدیریں دو قسم کی ہیں ایک معلق دوسری مبرم معلق یہ ہے کہ اسکے رد ہو نیکیلئے اللہ تعالیٰ نے دعا وغیرہ کو سبب کر دیا ہو اور یہ سبب کر دینا بھی تقدیر ہی ہے چنانچہ سب طبی دوا و نکا بھی حکم ہو دوسری تقدیر مبرم جو کسیطرح رد نہیں ہوسکتی ہو [2] اس حدیث سے حضرت ابو درداء نے والدہ کا حکم اسیطرح نکالا کہ آنحضور نے جب والد کے حق میں ایسا فرمایا تو والدہ کا حق بیٹے پر اس سے بھی زیادہ ہے چنانچہ اکثر حدیثوں میں آتا ہے لہذا اسکے لیئے یہ حکم بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اور یا والد سے مراد یہ ہے کہ جو جننے میں سبب ہو اور اسمیں والد اور والدہ دونوں ہیں ۱۲

فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ میں نے پوچھا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ میں نے پوچھا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنے والد کے ساتھ پھر جو قریب رشتہ دار ہوں[1] یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۹۹) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے میں ہی اللہ ہوں اور میں ہی رحمٰن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا اور میں نے ہی اُسے اپنے نام میں سے نکالا ہے[2] اب جو شخص اُسکی رعایت کریگا میں اُسکی رعایت کرونگا اور جو شخص اُسے دور کریگا میں اُسے اپنی رحمت سے دور کرونگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰۰) حضرت عبداللہ بن ابو اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جن لوگوں میں کوئی رشتہ توڑنے والا ہوتا ہے انپر رحمت الٰہی نازل نہیں ہوتی۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۰۱) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جن گناہوں کی وجہ سے اُسکے کرنیوالے کو اللہ تعالیٰ جلدی سے دنیا ہی میں عذاب دیدیتا ہے باوجودیکہ اُسنے اپنے لئے آخرت میں بھی ذخیرہ کر رکھا ہو اُنمیں زنا[3] اور رشتہ داری کے توڑنے سے زیادہ بڑا کوئی نہیں ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۰۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ احسان جتانیوالا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا بہشت میں نہیں جائینگے یہ حدیث نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

[1] یعنے بعد ماں باپ کے جو قریب ہوں انکے احسان کر جیسے بھائی اور بہن پھر چچا کے بعد رشتہ میں قریب ہو چچا اور ماموں اسی ترتیب پر چچا کی اور ماموں کی اولاد ۱۲ [2] یعنے جیسے مصدر سے صیغہ نکالا جاتا ہے مثلاً ضَرَبَ سے ضَرْبٌ اور آمَنَ سے آمد نکلا ہے ویسی رحمٰن سے رحم نکلا ہے ۱۲ [3] یعنے ان دو گناہوں پر دنیا میں بھی عذاب ہوتا ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا اگرچہ ایسے گناہ اور بھی ہیں لیکن یہ بہت ہی بڑے ہیں ۱۲۔

(۴۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنے رشتہ داروں کو معلوم کرو (یعنے اُنکے نام وغیرہ یاد رکھو) تاکہ تم اُنکے ساتھ سلوک کرو کیونکہ رشتہ داروں میں سلوک کرنا گھر والوں میں محبّت (ہونیکا باعث) ہے اور مال میں (اس سے) برکت ہوتی ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۰۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھسے بہت ہی بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہے (آپ یہ فرمائیے) کہ اب میری توبہ قبول ہوجائیگی یا نہیں آپ نے پوچھا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے وہ بولا نہیں آپ نے پوچھا کیا تمہاری خالہ ہے وہ بولا ہاں آپ نے فرمایا تو اُسکے ساتھ سلوک کرو[۱]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۵) حضرت ابو اُسید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں تھے ناگہاں قبیلہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آیا اور (آنحضور سے) کہنے لگا کہ یا رسول اللہ کیا میرا اپنے والدین کے ساتھ ابھی احسان وسلوک کرنا باقی ہے جو میں اب اُنکے مرنیکے بعد اُنکے ساتھ کروں آپنے فرمایا ہاں اُنکے لئے دعا کرنی اُنکے لیے استغفار پڑھنا اُنکے بعد اُنکی وصیت کو پورا کرنا اور جن لوگوں کے ساتھ اُنہیں کے وسیلہ سے سلوک کیا جاتا تہا اب بہی اُنکے ساتھ سلوک کرنا اور اُنکے دوستوں کی تعظیم کرنی (باقی ہے) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۰۶) حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موضع جعرانہ[۲] میں میںنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بانٹتے ہوئے دیکہا ہے کہ (اُسوقت) ناگہاں آپکی طرف ایک عورت[۳] آئی جب آپکے پاس پہنچگئی تو آپنے اُسکیلئے اپنی چادر مبارک بچہادی چنانچہ وہ اُسپر بیٹہ گئی پھر میںنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون عورت ہے انہوں نے کہا حضرت کی والدہ ہیں جنہوں نے آپکو دودہ پلایا تہا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے تاکہ تمہارا گناہ بخشا جائے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ بہی ماں کا حکم رکہتی ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ صلہ رحمی گناہ کا کفارہ ہوجاتی ہے اگرچہ گناہ کبیرہ بہی ہو ۱۲ [۲] جعرانہ مکہ معظمہ سے ایک منزل پر ایک جگہ کا نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین فتح ہونے کے بعد سو ۱۰ روز تک وہاں ٹہیرے رہے تہے اور مال غنیمت بہی وہیں تقسیم کردیا تہا ۱۲۔
[۳] یہ عورت حلیمہ دائی تہیں اور شروع میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے بہی دودہ پلایا تہا اور ان دونوں کے اسلام لانے میں اختلاف ہے ۱۲۔

تیسری فصل (۴۰۷) حضرت ابن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تین آدمی اکھٹے جا رہے تھے کہ انپر بارش بکثرت ہونے لگی وہ تینوں (بھیگنے کیوجہ سے) پہاڑ کی ایک غار میں جا گھسے اُسیوقت اس غار کے منہ پر پہاڑ کا ایک پتھر آپڑا اور انہیں وہیں بند کردیا پھر اُن میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم اپنے نیک عملوں کو دیکھو جو تمنے خاص خدا کیلئے کئے ہوں پھر انہیں وسیلہ بنا کر اللہ سے دعا مانگو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غار کے منہ کو کھولدے چنانچہ انمیں سے ایک نے یہ دُعا کی کہ یا الٰہی میں وہ ہوں کہ میرے ماں باپ بہت ہی بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں اُن سبھونکی (پرورش کیلئے بکریاں چرایا کرتا تھا اور جسوقت شام کو اُن کے پاس آتا تو میں اوّل دودہ دُہکر اپنے بچوں سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلایا کرتا تھا اور ایکروز میں میں بکریاں چرانے کیلئے گیا) وہ درخت (ہمارے گھر سے) بہت دور تھے مجھے آتے آتے (راستہ میں) شام ہو گئی اور مینے (گھر آنکر) اپنے ماں باپ کو سوتے ہوئے پایا اور جیسے میں ہمیشہ دودہ دوہا کرتا تھا ویسے ہی دُہکر دودہ اُنکے پاس لایا اور اُنکے سرہانے کھڑا رہا مینے انہیں (کچی نیند میں) جگانا بھی بُرا سمجھا اور یہ بھی بُرا سمجھا کہ اُن سے پہلے اپنے بچونکو پلادوں اور (اے بادشاہ حقیقی میرے) بچے[۱] (بھوک کے مارے) میرے قدموں میں روتے چلّاتے پھرتے تھے پھر میرا اور اُن کا ساری رات یہی حال رہا کہ والدین سوتے رہے اور میں دودہ لئے کھڑا رہا یہانتک کہ صبح ہو گئی اب (اے بادشاہ) اگر تم یہ جانو کہ مینے یہ کام فقط تمہاری ہی رضامندی کیلئے کیا تھا تو (اسکے وسیلہ سے) ہمارے اوپر سے اس پتھر کو اسقدر ہٹا دو کہ ہم آسمان تو دیکھہ لیں اُسیوقت اللہ تعالیٰ نے اُنکے اوپر سے اسقدر کھولدیا کہ اُنہوں نے آسمان کو دیکھلیا پھر دوسرے نے دُعا کی کہ یا الٰہی میں وہ ہوں کہ میرے چچا کے ایک بیٹی تھی اور مجھے اُس سے اسقدر زیادہ محبت تھی کہ جیسے مرد عورتوں سے بہت محبت رکھا کرتے ہیں مینے اُسے صحبت کرنیکے لئے بلایا اُسنے اُس وقت تک انکار کردیا جبتک کہ میں اُسے سو دینار لاکر نہ دیدوں چنانچہ مینے (بہت ہی) کوشش کرکے سو دینار جمع کئے پھر میں اُسے وہ دینار دیکر ملا اور جب میں اُسکے دونوں پانوں کے بیچ میں (جماع کرنیکیلئے) بیٹھ گیا تو وہ یہ بولی کہ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور (امانت کی) مُہر نہ کھول (یعنی میرا کنوارا پن نہ کھو) اُسیوقت میں اس خوف کیوجہ سے کھڑا ہو گیا یا الٰہی اگر تم یہ جانو کہ مینے یہ کام خاص تمہاری ہی

---

[۱] یعنے باوجود بچوں کے رونے کی مینے انہیں دودہ نہیں پلایا گویا ان لوگونکی شریعت میں ماں باپکا حق اولاد سے مقدم تھا یا یہ کہ برابر تھا لیکن اس شخص نے اُنکی تعظیم کے سبب سے مقدم کردیا تھا ۱۲

رضامندی کیلئے کیا تھا تو ہمارے اوپر سے اس پتھر کو ہٹا دو چنانچہ اللہ نے کچھ اور کھول دیا پھر تیسرے نے
دعاء کی کہ یا الٰہی مینے چاولوں کے ایک فرق[1] پر ایک مزدور کو مزدوری پر رکھا تھا جب اُسنے وہ کام پورا
کر دیا تو اُسنے کہا کہ مجھے میرا حق (یعنے مزدوری) دیجئے مینے اُس کا حق اُسکے سامنے کر دیا اُسنے وہ وہیں چھوڑا
اور مُنہ پھیر کے چلدیا پھر میں اُنہیں چاولوں کی ہمیشہ زراعت کرتا رہا یہاں تک کہ مینے اُنہیں چاولوں سے
بیل اور اُن کے چرانے والے جمع کر لئے پھر وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ پر ظلم نکر بلکہ
میرا حق مجھے دیدے مینے کہا کہ یہ سارے بیل اور اُنکے چرانے والے سب لیجا (کیونکہ یہ سب تیرا ہی حق
ہے) وہ بولا کہ تو اللہ سے ڈر اور مجھسے ہنسی مت کر مینے کہا کہ میں واقعی تجھسے ہنسی نہیں کرتا تو یہ بیل
اور اُنکے چرانے والے سب لیجا (یہ تیرا ہی حق ہے) چنانچہ وہ اُنہیں لیکر چلا گیا اب (اے بادشاہ)
اگر تم یہ بات جانو کہ مینے یہ کام فقط تمہاری ہی رضامندی کیلئے کیا تھا تو جتنا پتھر یہ باقی ہے سب ہٹا دے
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بالکل کھول دیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۰۸) جاہمہ کے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد
جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گئے اور آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں جہاد کیلئے جانا
چاہتا ہوں اور آپ کے پاس مشورہ لینے کو آیا ہوں آپنے پوچھا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے انہوں نے
کہا ہاں آپنے فرمایا تو تم اُنہیں کے پاس رہو کیونکہ بہشت اُنکے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ روایت امام احمد
اور نسائی نے نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۰۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک عورت میرے نکاح میں تھی اور میں اُسے
بہت ہی چاہتا تھا اور (میرے والد) حضرت عمر اُس سے ناخوش رہتے تھے اسلئے اُنہوں نے مجھسے
فرمایا کہ اسے طلاق دیدے مینے انکار کر دیا حضرت عمر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور آپ سے
یہ سارا قصہ ذکر کیا آنحضور نے مجھسے فرمایا کہ تم اُسے طلاق دیدو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے

---

[1] فرق رکے زبر اور جزم سے مدینہ منورہ میں ایک پیمانہ کا نام ہے جو سولہ رطل کا ہوتا ہے یعنے آٹھ سیر کے قریب اسمیں
کلا آتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سختی کی حالت میں نیک اعمال کے ساتھ وسیلہ پکڑنا مستحب ہے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے اس وسیلہ سے اُنکی دعائیں قبول کر لی تھیں علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مقام تعریف میں
انکا ذکر کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندے کے دعا اور مصیبت میں مبتلا ہو جبکہ صبر اسکی دعا مقبول ہو جاتی ہے اور یہ

(۴۱۰) حضرت ابو امامہ روایت کرتے ہیں ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا وہ دونوں تمہارے لئے جنت بھی ہیں[۱] اور دوزخ بھی ہیں۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس بندہ کے ماں باپ مر جائیں یا ان میں سے ایک مر جائے اور یہ اُنکی نافرمانی کرتا تھا پھر بعد اُنکے مرنیکے یہ ہمیشہ اُنکے لئے دعا اور استغفار کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیک آدمی لکھدیگا۔

(۴۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے صبح کو اپنے ماں باپ کے حق میں اللہ کی فرمانبرداری کی تو اسکے واسطے صبح ہی کو بہشت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اگر ایک (زندہ) ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور جس نے اپنے ماں باپ کے حق میں شام کو اللہ کی نافرمانی کی تو اُسکے واسطے دوزخ کے دروازے کھولدئے جاتے ہیں اور اگر ایک ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولدیا جاتا ہے ایک آدمی بولا اگرچہ ماں باپ اسپر ظلم کریں تو آپ نے (تین دفعہ) فرمایا اگرچہ وہ اسپر ظلم کریں اگرچہ وہ اسپر ظلم کریں اگرچہ وہ اُسپر ظلم کریں۔

(۴۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو نیک لڑکا اپنے ماں باپ کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے تو اللہ اسکے ہر رحمدہ دیکھنے کے بدلے ایک مقبول حج (کا ثواب) لکھدیتا ہے صحابہ نے پوچھا اگرچہ ایک دن میں سو مرتبہ دیکھے آپ نے فرمایا ہاں اللہ تو بہت بڑا[۲] اور پاک ہے۔

(۴۱۴) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب گناہوں میں سے جسقدر اللہ تعالیٰ چاہیگا بخشدیگا سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے کہ اُسکے کرنیوالے کو جلدی (یعنی) مرنے سے پہلے زندگی ہی میں سزا دیگا۔

---

[۱] یعنے اگر تم اُنکی خدمت کروگے اور اُنھیں راضی رکھوگے خوش رکھو گے تو وہ تمہارے بہشت میں جانے کے لئے سبب ہو جائینگے اور اگر اُنہیں ناراض رکھوگے تو تمہارے دوزخ میں جانے کے سبب ہو جائینگے ۱۲ یعنے اگر ماں باپ اپنے بیٹے سے ناراض مرے ہوں اور یہ اُنکے حق میں دعا کرتا رہے تو اللہ دعا کی برکت سے اُنہیں اس سے خوش کر دیگا غرضکہ اسکی دعا سے فائدہ ضرور ہوگا ۱۲

[۲] یعنے تمہارے خیال میں جو یہ ہے کہ ہر بار کے عوض حج مقبول کا ثواب کیونکر ہوگا لہذا یہ خیال نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اُسے اسقدر ثواب دینا کچھ مشکل نہیں ہے ۱۲

(۴۱۵) حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر ایسا ہے جیسا باپ کا بیٹے پر ہوتا ہے۔ یہ پانچوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب مخلوق (خدا) پر شفقت کرنے اور مہربانی کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۴۱۶) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نکرے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۱۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دیہقانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کیا آپ بچوں کو پیار کرتے ہیں اور ہم تو انہیں پیار نہیں کرتے آنحضرت نے فرمایا کہ میرے کیا اختیار میں ہے اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں سے رحم کو نکال لیا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۱۸) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اپنے ساتھ اپنی دو لڑکیوں کو لئے ہوئے آئی مجھسے اُسنے سوال کیا لیکن سے میرے پاس سے سوائے ایک کھجور اور کچھ نہیں ملا میں نے وہی کھجور اُسے دیدی وہ اُسنے اپنی بیٹیوں کو بانٹ دی اور اسمیں سے خود نہ کھائی پھر اُٹھکر باہر چلی گئی اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تھے آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپنے فرمایا جس کسیکو ایک یا دو بیٹیاں دیکر آزمایا جائے اور وہ اُنکے ساتھ اچھی طرح سے برتاؤ کرے تو یہ اُسکیلئے دوزخ کیطرف سے پردہ بنجائینگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۴۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں کو ملاکر فرماتے تھے جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کردے تو قیامت کے دن میں اور وہ اسطرح آئینگے[۲] یعنی دونوں اکٹھے ہونگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اُسے دھمکانا تھا اور اسطرف اشارہ کرنا تھا کہ دل میں نرمی و محبت اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اگر تیرے دل میں نہ ہو تو کوئی اسے پیدا نہیں کر سکتا ۱۲ [۲] یعنے جسطرح تم ان دو انگلیوں کو ملی ہوئی دیکھتے ہو قیامت کے دن اسیطرح ہم اور وہ بہشت میں یا محشر میں باہم ہونگے ۱۲

(۴۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا راہِ خدا میں کوشش کرنیوالے کے برابر ہے (راوی کہتے ہیں) اور میرے گمان میں آپنے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس نماز پڑھنے والے جیسا ہے جو تھکتے نہیں اور اس روزے رکھنے والے جیسا ہے جو رکھتے کبھی چھوڑتے نہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۴۲۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی دونوں کو اٹھا کر اور ان دونوں میں کچھ کشادگی کرکے فرمایا کہ میں اور یتیم کا کفیل خواہ وہ یتیم اسکا ہو یا کسی غیر کا ہو دونوں بہشت میں اس طرح (اکٹھے) ہونگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۲۲) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم مسلمانوں کو باہم مہربانی کرنے اور دوستی کرنے اور نرمی کرنے میں مثل ایک بدن کی دیکھو گے (جب ایک عضو میں درد ہوجاتا ہے تو بیداری اور بخار میں سارا بدن اسکی موافقت کرتا ہے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے

(۴۲۳) حضرت نعمان ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سارے مسلمان مثل ایک آدمی کی ہیں کہ اگر اسکی آنکھ دکھنے لگتی ہے تو اس کا بدن دکھنے لگتا ہے واگر سر درد کرتا ہے تو تب بھی سارا بدن دکھنے لگتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۲۴) حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے انگلیوں میں انگلیاں دیکر فرمایا کہ مسلمان[۵۳] مسلمانوں کے واسطے ایک عمارت کے حکم میں ہیں کہ بعض کو بعض سے مضبوطی رہتی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۲۵) حضرت ابو موسیٰ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپکے پاس جب کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو آپ (صحابہ سے) فرماتے کہ تم سفارش کرکے ثواب حاصل کیا کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو چاہتا ہے حکم کرا دیتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۵] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں انگلیوں کے درمیان قدرے کشادگی رکھی اس سے اسطرف اشارہ تھا کہ نبوت کا مرتبہ بلند ہے اور اسکے بعد ہی مروت کا مرتبہ ہے ۱۲ [۵۲] مقصود آنحضرت کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو یک تن ہونا چاہیئے کہ اگر ان میں سے ایک کو تکلیف ہوجائے تو رنج میں سارے شریک ہوں ۱۲ [۵۳] یعنے آپنے تمثیل بیان کرنیکے لئے انگلیوں میں انگلیاں دیں کہ مسلمانوں کو اسطرح ہونا چاہیئے کہ ایک دوسرے کا مددگار رہے لیکن مددگاری حق بات میں ہو کیونکہ حرام یا مکروہ میں ہوگی تو وجہ گناہ ہوگی ۱۲۔

(۴۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنے بھائی کی مدد کیا کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ایک آدمی بولا یا رسول اللہ مظلوم کی تو میں مدد کرونگا اور ظالم کی کس طرح مدد کروں آپ نے فرمایا اُسے ظلم سے روک دیا کرو تمہارا اُسکے ساتھ مدد کرنا یہی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۲۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسلمان مسلمان کا دینی بھائی ہے (لہٰذا) نہ وہ اُسپر ظلم کرے اور نہ دشمنوں کے قبضہ میں چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی حاجت (روائی) میں رہیگا اللہ تعالےٰ اُس کی حاجت روائی میں رہیگا اور جو شخص کسی مسلمان کی سختی دور کریگا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی سختیوں میں سے اُسکی ایک سختی کو دور کردیگا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی پردہ پوشی کریگا۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے (لہٰذا اُسے چاہیئے کہ نہ وہ اُسپر ظلم کرے اور نہ اُسکی مدد کرنی چھوڑے اور نہ اُسے ذلیل سمجھے اور آپ نے اپنے سینہ مبارک کیطرف اشارہ کرکے تین ۳ مرتبہ یہ فرمایا (یاد رکھو کہ) پرہیزگاری اسجگہ ہے اور آدمی کو بُرائی میں یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ہر مسلمان کا مسلمان پر اُس کا خون کرنا اور اُس کا مال لوٹنا اور اُسکی آبرو ریزی کرنی حرام ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۲۹) حضرت عیاض بن حمار کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہشتی لوگ تین ۳ قسم کے ہونگے ایک ۱ وہ حاکم جو منصف ہو لوگوں پر احسان کرتا ہو نیک کاموں کی اُسے توفیق ہو دوسرے ۲ وہ آدمی جو (سب ہی پر) مہربان ہو اپنے رشتہ داروں اور سب مسلمانوں پر نرم دل ہو تیسرے ۳ وہ عیالدار آدمی کہ (گناہوں سے) بچتا ہو اور (مانگنے سے) پرہیز کرتا ہو اور دوزخی لوگ پانچ قسم کے ہیں ایک ۱ تو وہ ضعیف جو بے عقل ہو وہ دینی ذلت جو (فقط اپنا پیٹ پالنے کی غرض سے) تمہارے خادم رہیں نہ وہ گھر بسانا چاہتے ہیں اور نہ مال چاہتے ہیں دوسرے ۲ وہ بددیانت جسکی حرص پوشیدہ نہ ہے (یعنے) اگرچہ تھوڑی چیز بھی ہو اُسمیں بھی بددیانتی کردے تیسرے ۳ وہ آدمی جو ہمیشہ صبح اور شام کو تمہارے گھر اور مال میں تمہیں دھوکا

ف یعنی جو امیروں کے دروازوں پر پھرتے ہیں لیکن منظور انہیں اپنا پیٹ بھرنا ہے خواہ کسی طرح ہاتھ آئے حرام وجہ سے یا حلال وجہ سے ہو ۱۲۔

ہی دیتا رہتا ہے (راوی کہتے ہیں پھر آنحضور نے بخیل اور جھوٹے اور بدخلق فحش گو کا ذکر کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے)

(۴۳۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جبتک آدمی اپنے بھائی (مسلمان) کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو اسوقت وہ (پورا) مومن نہیں ہوتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اللہ کی ایماندار نہیں ہوتا قسم ہے اللہ کی ایماندار نہیں ہوتا قسم ہے اللہ کی ایماندار نہیں ہوتا کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کون شخص (ایماندار) نہیں ہوتا آپ نے فرمایا جسکا ہمسایہ اسکی تکلیفوں سے امن میں نہ رہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۴۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسکا ہمسایہ اسکی برائیوں سے امن میں نہ رہے[۵۲] وہ بہشت میں نہیں جائیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۳۳) حضرت عائشہ اور ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام ہمسایہ کے حق میں مجھے ہمیشہ نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث کر دینگے[۵۳] یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۳۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت تم تین آدمی ہو تو دو ملکر تیسرے بغیر سرگوشی مت کیا کرو تاکہ اسے رنج نہ ہو یہانتک[۵۴] کہ تم بہت سے آدمی ملجاؤ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۳۵) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ دین خیرخواہی ہے ہمنے پوچھا کسکی خیرخواہی چاہیئے آپنے فرمایا اللہ کی اور اسکی کتاب (یعنے قرآن) کی اور اس کے

---

[۵۱] راوی نے بخیل اور کاذب نہیں کہا بلکہ بخل اور کذب کہا مقصود اس سے یہ ہے کہ آنحضرت کے بعینہ لفظ فرمائے ہوئے یاد نہیں ہیں بلکہ آپنے کچھ ایسا ذکر کیا تھا کہ جسکے معنے بخل اور کذب کے سمجھے جاتے تھے ۱۲ [۵۲] اسمیں مبالغہ ہے کہ جسکی برائیوں سے لوگونکو اطمینان نہو تو اسکی یہ سزا ہے کہ وہ بہشت میں نہیں جائیگا اب ظاہر ہے کہ جس سے لوگوں کو برائی اور تکلیف پہونچ جائے تو اس کا کیا حال ہوگا ۱۲ [۵۳] یعنے اللہ کی طرف سے یہ وحی لائینگے کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کا وارث ہوا کرے ۱۲ [۵۴] یعنے اگر بہت سے آدمی ملنے کے بعد میں دو آدمی علیحدہ سرگوشی کریں تو پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے ہاں جس وقت تین ہی آدمی ہوں اس وقت دو کو ملکے نہ کرنی چاہیئے کہ تیسرے کو رنج اور بدگمانی ہوگی کہ مجھسے یہ بات کیوں چھپائی ۱۲

رسوا کی اور مسلمان اماموں کی اور (علاوہ انکے) سب لوگوں کی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۳۶) حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے پڑھنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور سب مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۴۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابوالقاسم یعنی صادق المصدوق (صلی اللہ علیہ و) الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ سوائے بدبخت کے اور کسی سے رحمت نہیں چھینی جاتی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۳۸) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو لوگ رحم کرنے والے ہیں انپر رحمان رحم کرتا ہے (لہذا) جو شخص زمین پر ہے تم اسپر رحم کرو تمپر جو آسمان میں ہے وہ رحم کریگا یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۳۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نکرے اور لوگوں کو اچھی بات بتائے اور خود بری بات سے نہ باز آئے تو یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

(۴۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کسی جوان نے کسی بوڑھے کی خدمت اسکے بوڑھا ہونیکی وجہ سے کی تو اللہ تعالیٰ اسکے بڑھاپے کے وقت بھی کوئی ایسا آدمی ضرور مقرر کردیگا جو اسکی خدمت کرے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۴۴۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنی اور حافظ قرآن کی تعظیم کرنی کہ نہ وہ اسمیں زیادہ غلو کرتا ہوا اور نہ اس سے (ایسا) دور رہتا ہوا اور حاکم منصف کی تعظیم کرنی یہ سب اللہ کی تعظیم میں داخل ہیں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

---

۵۱ بدبخت کم ادیا تو کافر ہے اور یا فاسق ہے ۱۲ ۵۲ یعنے عام لوگوں پر خواہ نیک ہوں خواہ بد ہوں اور بدوں پر رحم کرنا یہ ہے کہ انہیں بدی سے روک دے ۱۲ ۵۳ یعنے باعتبار لفظ کے یا معنے کے حد سے نہ گذرے جیسا کہ بعضے فکّی اور ریاکار لوگ الفاظ کے نکالنے میں مبالغہ کیا کرتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ غلو کرنیوالے سے مراد وہ ہے جو بہت ہی جلد پڑھے کہ معانی سمجھ میں نہ آئیں اور دور رہنے والا وہ ہے جو تلاوت قرآن شریف سے اور اسپر عمل کرنے سے اعراض کرے ۱۲۔

(۴۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جسمیں کوئی یتیم ہو (اور اُس گھر والے) اُسپر احسان کرتے ہوں اور مسلمانوں کے گھروں میں سب میں بُرا گھر وہ ہے جسمیں کوئی یتیم ہو (اور اس گھر والے) اُسکے ساتھ برائی کریں - یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۴۴۳) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فقط اللہ ہی واسطے پھیر اتھا تو اُسے ہر بال کے عوض جسپر اس کا ہاتھ پھرا تھا نیکیاں ملینگی اور جس شخص نے کسی یتیم بچی یا بچے پر جو اسکی پرورش میں تھا احسان کیا تو میں اور وہ بہشت میں اسطرح ہونگے (اور یہ فرما کر) آپنے اپنی دو انگلیاں ملائیں - یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے -

(۴۴۴) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی یتیم کو کھانے پلانے کیلئے بٹھالیا تو اللہ تعالی نے بیشک اسکیلئے بہشت واجب کر دی ہاں اگر یہ کوئی ایسا گناہ کرے جو بخشا نجائے[۱] اور جسنے تین بیٹیوں کی یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کی پھر انہیں ادب سکھلایا اور انپر نرمی کرتا رہا یہانتک کہ اللہ نے انہیں بے پروا (یعنے جوان) کر دیا تو اسکیلئے بھی اللہ نے بہشت واجب کر دی ایک آدمی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یا دو لڑکیاں ہوں آپنے فرمایا یا دو لڑکیاں یہانتک کہ اگر صحابہ ایک کے لئے کہتے تو آپ بھی ایک ہی کیلئے (یہ حکم) فرما دیتے (پھر فرمایا کہ جس شخص کی اللہ تعالی دونوں پیاریاں لیلے تو اسکیلئے بہشت واجب ہے کسی صحابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ دو پیاریاں اسکی کیا ہیں آپنے فرمایا اُسکی دونوں آنکھیں - یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہیں -

(۴۴۵) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب[۲] سکھانا ایک صاع صدقہ کرنیسے بہتر ہے - یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ

۵[۱] اگر یتیم کو پڑھانے یا ادب دینے کیلئے تنبیہ کیجائے یا مارا جائے تو یہ احسان ہی میں داخل ہو ۱۲ ۵[۲] یعنے جیسے شرک یا بندوں کے حقوق کہ انکا گناہ بغیر توبہ یا ادائیگی حق کے معاف نہیں ہوتا خلاصہ یہ ہو کہ سوا شرک کے اللہ تعالی کے جو گناہ کیے ہیں سب بخشدیئے جاتے ہیں ۱۲ ۵[۳] مقصود امام ترمذی کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اسبات پر تمام علما متفق ہیں کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اور یہاں ادب سے مراد ادب شرعی ہے ادب دنیاوی مراد نہیں ہے ۱۲ -

حدیث غریب ہے اور (اس حدیث کی سند میں) ناصح راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

(۴۶۶) ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے باپ بیٹے کو اچھے ادب سکھانے سے زیادہ کوئی افضل چیز نہیں دے سکتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرسل ہے۔

(۴۶۷) حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں اور کالے رخساروں والی عورت قیامت کے دن مثل ان دو کی ہونگی اور یزید بن زریع نے (یہ کہکر بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی سے) اشارہ کیا کہ اسطرح ہونگے اور (وہ) وہ عورت ہے جو مالدار اچھے جمال والی رانڈ ہوگئی لیکن اسنے اپنے یتیم بچوں کو پرورش کرنے کیلئے اپنے تئیں روکے رکھا[1] یہانتک (کہ وہ) (جوان ہوکر) جدے ہوگئے یا مر گئے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کسی کے کوئی بیٹی یا بہن تھی کہ نہ اسنے اسے زندہ کو قبر میں گاڑا اور نہ اسے ذلیل رکھا اور نہ اپنے بچے یعنے لڑکے کو اسپر ترجیح دی تو اسے اللہ تعالیٰ بہشت میں پہنچا دیگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۶۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص کسی کے سامنے اسکے بھائی مسلمان کی غیبت کرے اور یہ اسکی مدد کرنے پر قادر ہو اور مدد کردے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسکی مدد کریگا اور جسنے مدد نہ کی حالانکہ وہ مدد کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسکی مدد نکریگا۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۴۷۰) حضرت اسماء بنت یزید کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کے پیٹھ پیچھے گوشت[2] کھانے سے کسیکو منع کردے تو اللہ تعالیٰ پر اسے دوزخ کی

[1] یعنے نکاح نکیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر طلاق دی ہوئی یا رانڈ عورتیں نکاح نکریں اور صلاح و عفت کیساتھ صبر اختیار کریں اور زیب و زینت نہ کیا کریں یا اپنے یتیم بچوں کی پرورش میں مشغول رہیں تو یہ بہت ہی بڑی فضیلت رکھتی ہیں کیونکہ ایسی عورتیں بفضل خدا بہشتی ہونگی ۱۲

[2] گوشت کھانے سے یہاں مراد غیبت ہے چنانچہ غیبت کرنیکو اپنے بھائی مردہ کا گوشت کھانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی فرماتا ہے ۱۲

آگ سے بچادینا ضروری ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۵۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو مسلمان آدمی کسی اپنے بھائی (مسلمان) کو آبروریزی سے بچائے تو اللہ تعالیٰ پر ضروری ہے کہ اُسے قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (ترجمہ) اور ہم پر مسلمانوں کی مدد کرنی ضروری ہے۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۴۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مسلمان آدمی کسی مسلمان آدمی کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اُسکی ہتک حرمت ہوتی ہو یا اُسکی آبرو میں فرق آتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ رسوا کریگا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو اور جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان آدمی کی ایسی مدد کی ہو جہاں اُسکی آبرو میں فرق آتا تھا یا ہتک حرمت ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ اُسکی ایسی جگہ مدد کریگا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۵۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی کا عیب دیکھکر اُسے چھپالے تو وہ اُس آدمی جیسا ہوگا[۱] جیسے کسی نے زندہ گڑی ہوئی لڑکی کو زندہ کردیا ہو۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اُسے صحیح بھی کہا ہے۔

(۴۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے ہر آدمی اپنے بھائی کا آئینہ[۲] ہے لہذا اگر کوئی اُسمیں برائی دیکھے تو اُسے اُس سے رفع کردینی چاہیئے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے اُسے ضعیف کہا ہے اور ترمذی اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ مومن مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی (بھی) ہے کہ اُسکی تکلیف کو اُس سے دفع کردیتا ہے اور اُسکی پیٹھ پیچھے اُس (کے حق) کا خیال رکھتا ہے۔

۱؎ ان دونوں میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جسکے عیب یا برائی پر کوئی مطلع ہو جاتا ہے تو وہ حیاء و شرم کی وجہ سے کبھی اپنے تئیں مرجانے کو پسند کیا کرتا ہے کہ اگر میں مرجاتا تو بہتر تھا تاکہ یہ میرا عیب اسپر ظاہر نہوتا تو یہ شخص گویا مردہ ہی کے حکم میں ہوتا ہے جیسے کوئی زندہ لڑکی قبر میں گاڑ دی جائے تو وہ بھی قبر میں مرنیکے قریب ہو جاتی ہے جب کسی نے اُسکی پردہ پوشی کردی تو گویا اُس سے اُسکی شرمندگی رفع کردی کہ جس سے وہ بمنزلہ مردہ کے تھا گویا اُسنے اسے زندہ کرکے قبر سے نکالدیا ۱۲ ۲؎ یعنی جیسے چہرہ کی برائی کو آئینہ بتلا دیتا ہے ویسے ہی ہر مسلمان کو چاہیئے کہ مسلمان کے عیب کو اُسپر ظاہر کردے تاکہ وہ اوروں کے روبرو ذلیل نہو اور دوسروں سے نہ بیان کرے ۱۲

(۴۵۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی مسلمان کو منافق (کی تکلیفوں) سے بچائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ (اسکے پاس) ایک فرشتہ کو بھیجدیگا تاکہ وہ دوزخ کی آگ سے اسکے گوشت کو (جلنے سے) بچائے اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی چیز سے مارے جسکی وجہ سے اسکی اہانت منظور ہو تو اسے اللہ تعالیٰ دوزخ کے پل پر قید کر دیگا یہانتک جو کچھ اسنے (مارا یا) کہا تھا اس کی سزا بھگت لے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۵۶) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب سے بہتر دوست اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے دوستوں سے اچھی طرح رہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے اچھے ہمسائے وہ ہیں جو اپنے ہمسائیوں سے اچھی طرح رہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۵۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (کہ) یا رسول اللہ میں اپنے تئیں نیک کار ہونے یا بدکار ہونے کو کسطرح جان سکتا ہوں آپنے فرمایا جب تم اپنے ہمسایوں کو اپنے حق میں اچھا کہتے ہوئے سنو تو تم اچھے ہو[1] اور جسوقت تم انہیں اپنے حق میں برا کہتے ہوئے سنو تو تم برے ہو۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۵۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم ہر آدمی کو اسکے مرتبہ پر رکھا کرو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۴۵۹) ابو قراد کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز وضو کیا اور آپکے صحابیوں نے آپکے وضو کا پانی (اپنے ہاتھ پاؤں پر) ملنا شروع کیا آنحضور نے انسے فرمایا کہ تمہیں اس کرنے پر کسنے ابھارا وہ بولے کہ اللہ اور اسکے رسول کی محبت نے آپنے اسیوقت فرمایا[2] کہ جسے اللہ اور اسکے رسول کی محبت پسند آئے یا یہ پسند آئے کہ اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیئے کہ جب بات کہے سچ کہے اور جب کوئی اسکے پاس امانت رکھے تو اسے (وقت پر) ادا کر دے

---

[1] لیکن یہ حکم اسوقت ہے کہ ہمسائے اہل حق اور منصف ہوں نہ اس سے بہت محبت رکھتے ہوں اور نہ دشمنی ۱۲ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے فرمانے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی محبت کا دعویٰ فقط ایسی باتوں سے کہ جنکا کرنا کچھ مشکل نہیں ہے پورا نہیں ہو سکتا بلکہ اسکے لیے لازم ہیں یہ ضرور ہے کہ معاملات دنیوی میں مبتلا ہو کر انہیں پورا نکلے اور بندوں کے حقوق اگر اسکے قبضے میں آجائیں تو انہیں وقت ہی پر ادا کر دے اور کسی میں بھی تاخیر نہ ہو ۱۲ لمعات

اور جسکی ہمسائگی میں رہتا ہے اپنے اس ہمسایہ کے ساتھ احسان کرتا ہے۔

(۴۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (پورا) مسلمان وہ نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا ہمسایہ اسکے پہلو میں بھوکا رہے۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۴۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ فلانی عورت کا لوگ ایسا ذکر کرتے ہیں کہ نماز اور روزہ اور صدقہ خیرات بہت کچھ کرتی ہے سوائے اسبات کے کہ وہ اپنے ہمسایہ کو زبانی تکلیف (بھی) دیتی ہے آپنے فرمایا وہ دوزخ میں جائیگی وہ بولا کہ یا رسول اللہ اور فلانی عورت کا لوگ ایسا ذکر کرتے ہیں کہ وہ روزے اور للہ خیرات اور نماز کچھ کم کرتی ہے اور بیشک وہ پنیر کے چند ٹکڑے خیرات کر دیتی ہے اور اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے تکلیف بالکل نہیں دیتی آپنے فرمایا یہ بہشت میں جائیگی۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (آنکر) کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا میں تمھیں یہ نہ بتا دوں کہ تم میں کون آدمی اچھا ہے اور کون برا ہے راوی کہتے ہیں سب لوگ خاموش رہے[1] (کوئی نہ بولا) پھر آپنے تین مرتبہ یہی فرمایا تب ایک آدمی بولا کہ ہاں یا رسول اللہ (فرمائیے) ہم میں کونسا آدمی اچھا ہے اور کونسا برا ہے آپنے فرمایا تم سب میں اچھا وہ شخص ہے جسکی بھلائی کی لوگ امید کریں اور اسکے برائی سے مطمئن ہوں اور تم سب میں برا وہ ہے جس سے بھلائی کی امید نہو اور اسکی برائی سے کسیکو اطمینان نہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہیکہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴۶۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے تمھارے اندر رزق بانٹ دیا ہے ویسے ہی تمھارے اندر اخلاق (بھی) بانٹ دئیے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ دنیا (ہر شخص کو) دیدیتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے (اسے بھی) اور جس سے محبت نہیں رکھتا ہے (اسے بھی) اور دین صرف اسی شخص کو دیتا ہے کہ جس سے محبت رکھتا ہے لہذا جس شخص کو اللہ نے دین دیا ہے بیشک اسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا ہے قسم ہے اس ذات کی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بندہ

[1] یعنے سب اسلئے خاموش ہو گئے کہ اگر ہم کسیکو متعین کرکے بتادینگے تو اسکی ذلت و فضیحت ہوگی

بندہ دل [۱] اور زبان سے مسلمان نہیں ہوتا اتنے تو (پورا) مسلمان ہی نہیں ہوتا اور جبتک کہ اُس کا ہمسایہ اُسکی برائیوں (اور تکلیفوں) سے امن میں نہیں ہوتا اتنے وہ (پورا) مومن نہیں ہوتا۔

(۴۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مومن محل الفت [۲] ہوتا ہے اور ایسے شخص میں بھلائی نہیں ہوتی جو کسی سے محبت نکرے اور نہ کوئی اُس سے محبت کرے۔ یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے (اپنے مؤطا میں) اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۶۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی میرے اُمتی کی کوئی حاجت روائی کردی اور اُس سے وہ اُسے خوش کرنا چاہتا تھا تو گویا اُسنے مجھے خوش کردیا اور جسنے مجھے خوش کردیا اُسنے اللہ کو خوش کردیا اور جسنے اللہ کو خوش کردیا اللہ اُسے بہشت میں داخل کردیگا۔

(۴۶۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسنے کسی مظلوم کی فریاد رسی کی اللہ تعالیٰ نے اُسکے واسطے تہتر بخششیں لکھ دیں جنمیں ایک بخشش ایسی ہے جس سے اسکے سارے کاموں کی صلاحیت ہوجاتی ہے اور بہتر (کے بدلے) قیامت کے دن اس کے لیئے درجات ہونگی۔

(۴۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی اور عبداللہ دونوں کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ [۳] ہے اور اللہ کو ساری مخلوق سے زیادہ وہ آدمی پیارا ہے جو اُس کے باقی کنبے پر (یعنے بھائی مسلمانوں) پر احسان کرے۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

---

[۱] دل سے مسلمان ہوتا یہ ہے کہ اُسے عقائد باطلہ سے پاک کرے اور زبان سے مسلمان ہوتا یہ ہے کہ فحش گفتگو سے جسمیں کوئی فائدہ نہو اُس سے باز رہے ۱۲ طیبی [۲] یعنی الفت کا منشاء ہوتا ہے کہ وہ اوروں سے محبت کیا کرتا ہے اور اُس سے محبت کیا کرتے ہیں مقصود حدیث یہ ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں نہایت ہی محبت سے رہنا چاہیئے کیونکہ یہ تو منشاء محبت میں ۱۲ [۳] یہاں حدیث میں لفظ عیال کا ہے اور آدمی کی عیال وہ لوگ ہیں جنکی یہ پرورش کرے اور کھانے کو دیتا اور ہر طرح کا خرچ اٹھاتا ہو اور چونکہ در حقیقت اللہ تعالیٰ پرورش کرتا ہے لہذا یہ نسبت اللہ تعالیٰ کے حقیقی معنے میں اور یہ نسبت اوروں کے مجازی ۱۲

(۴۶۸) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے دو جھگڑنے والے[۱] دو ہمسائے ہونگے۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۴۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی سخت دلی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آنحضور نے اس شخص سے فرمایا کہ تم یتیم بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۴۷۰) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بہتر صدقہ کرنا نہ بتادوں (یاد رکھو تمہارا صدقہ) تمہاری ایسی بیٹی پر جو پھر کر[۲] تمہارے گھر آن پڑی ہو اور اسکا کمانیوالا سوائے تمہارے اور کوئی نہو (سب صدقوں سے بہتر ہے)۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب اللہ سے محبت کرنے اور اسکے باعث (اوروں) سے محبت کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۴۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (روز اول میں) سب روحیں لشکر کی طرح جمع تھیں[۳] اور بعد (بدنوں میں) (آنیکے) جنمیں سے انمیں جان پہچان تھی انہوں نے آپسمیں محبت کی اور جو انجان تھیں وہ مختلف ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کی ہے۔

(۴۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب

---

[۱] یعنے جو لوگ ایسے ہیں کہ ایکنے دوسرے کے حقوق پوری طور سے ادا نہیں کئے اور اسی کی وجہ سے دونو پر گناہ لازم آگیا ہے۔ تو انمیں اول یہ دو شخص جھگڑینگے جو دنیا میں ایک دوسرے کے ہمسایہ تھے اور اول ایسے مقدمات میں انھیں کا فیصلہ کیا جائے گا ۱۲ [۲] یعنے یا تو رانڈ ہو گئی ہو اور یا اسکے خاوند نے طلاق دیدی ہو اور نہ اس کے بیٹا ہو کہ وہ اس کی خدمت کرے اور نہ اس کا کوئی اور خبر گیراں ہو ناچار وہ تمہارے گھر آن پڑی ہو تو اس پر خرچ کرنیکا بہت ہی ثواب ہوگا ۱۲ [۳] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روح ایک شئے قائم بالذات ہے عرض نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ روحیں بدنوں سے پہلے موجود تھیں لیکن اتنی بات سے انکا قدیم ہونا لازم نہیں آتا ۱۲ مختصر لمعات۔

اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو پکار کر فرماتا ہے کہ میں فلانے سے محبت رکھتا ہوں لہذا تو بھی محبت
رکھ آنحضور نے فرمایا چنانچہ جبرئیل بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر وہ آسمان میں پکار کے کہتے ہیں کہ فلانے بندہ سے
اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے لہذا تم سب اس سے محبت رکھو چنانچہ آسمان والے (بھی) اس سے محبت رکھنے لگتے
ہیں پھر بھی قبولیت زمین (والوں کے دلوں میں) رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بغض رکھتا ہے
تو جبرئیل کو پکار کر فرما دیتا ہے کہ میں فلانے بندہ سے بغض رکھتا ہوں لہذا اس سے تو بھی بغض رکھ آنحضور نے
فرمایا کہ جبرئیل بھی اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں پکارتے ہیں کہ فلانے بندہ سے اللہ تعالیٰ
بغض رکھتا ہے لہذا تم سب اس سے بغض رکھو چنانچہ وہ بھی سب اس سے بغض رکھنے لگتے ہیں پھر یہ بغض زمین
(والوں کے دلوں) میں اتار دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہے کہ قیامت
کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میری بزرگی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھنے والے کہاں
ہیں آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دونگا جو ایسا دن ہے کہ سوائے میری ذات کے سایہ کے ایسی چیز کا
سایہ نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک
آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملنے کو جاتا تھا اسکے راستہ پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ منتظر بٹھا دیا
فرشتہ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں جانا چاہتا ہے وہ بولا میں اسی بستی میں اپنے بھائی سے ملنے جانا چاہتا
ہوں اس نے پوچھا کیا اس کا تیرے ذمہ کوئی حق ہے کہ تو اسے دینے جاتا ہے وہ بولا نہیں فقط اتنی بات ہے
کہ میں اس سے للہ محبت رکھتا ہوں، فرشتہ نے کہا میں اللہ کا بھیجا ہوا تیرے پاس یہ بات سنانے کیلئے
آیا ہوں کہ جیسے تو اللہ کیلئے اس سے محبت رکھتا ہے ویسے ہی اللہ تجھسے محبت رکھتا ہے۔ یہ حدیث مسلم
نے نقل کی ہے۔

(۴۷۵) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا

ف۱ یعنی جب کسی بندہ کیواسطے اپنی محبت ظاہر کرنی چاہتا ہے تو اس طرح سبھوں کو ظاہر کر دیتا ہے ۱۲ ف۲
اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اولیاء کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے اور وہ انسے کلام کرتے ہیں اور ظاہر یوں معلوم
ہوتا ہے کہ یہ پہلی امتوں کا خاصہ تھا کیونکہ اب نبوت ختم ہو چکی ہے ۱۲

رسول اللہ آپ ایسے آدمی کی بابت کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم (یعنے علماء وغیرہ) سے محبت رکھتا ہے اور اُنکے مرتبہ کو نہیں پہنچتا آنحضور نے فرمایا کہ آدمی جس سے محبت رکھے (قیامت کے دن) اُسیکے ساتھ ہوگا[1]۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ قیامت کب آئیگی آپنے فرمایا تیرا ناس[2] ہو جائے تو نے اُسکیلئے کیا تیار کر رکھا ہے وہ بولا مینے اُسکیلیے اور تو کچھ نہیں تیار کیا فقط اتنا ہے کہ میں اللہ اور اُسکے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپنے فرمایا تو جس سے محبت رکھتا ہے (قیامت کے دن) اُسیکے ساتھ ہوگا حضرت انس فرماتے ہیں کہ مینے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو کسی چیز سے ایسا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جیسے انہیں اس سے خوش ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۷۷) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نیک آدمی اور بد آدمی کے پاس بیٹھنے والیکی مثال مشک رکھنے والے اور بھٹی پھونکنے والے جیسی ہے کہ یہ مشک رکھنے والا یا تو تمہیں کچھ خود ہی دیدیگا اور یا اُس سے تم خرید لیلوگے ورنہ اُسکی اچھی عمدہ خوشبو تو تمہیں ضرور ہی آجائیگی اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دیگا اور یا تم اُس سے بدبو سونگھو گے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۷۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے میری محبت ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہو جو میری رضامندی کیلئے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میرے ہی لئے آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور میری ہی وجہ سے آپس میں خرچ کرتے ہیں یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو قیامت کے دن اُنکے واسطے نور کے ایسے ممبر ہونگے کہ جنپر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرینگے حضرت عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے لوگ ہیں کہ نہ وہ

---

[1] اس میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو علماء اور صلحاء سے محبت رکھتے ہیں امید ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگ انہیں کے زمرہ میں اُٹھینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ انہیں کے ساتھ ہونگے ۱۲ [2] حدیث میں یہاں لفظ ویلک ہے جسکے معنے ہلاکت کے ہیں لیکن یہ محاورہ کا ہے اس سے بددعا مقصود نہیں ہوتی ۱۲

انبیاء نہ ہونگے اور نہ وہ شہداء ہیں لیکن قیامت کے دن جو مرتبہ انکو اللہ کیطرف سے ملیگا اسپر انبیاء اور شہداء رشک کرینگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمیں بتا دیجئے کہ وہ کون لوگ ہیں آپنے فرمایا وہ لوگ ہیں جو کلام اللہ کیوجہ سے آپسمیں محبت رکھتے ہیں نہ آپس کی کسی رشتہ داری اور مال لینے دینے کیوجہ سے قسم ہے اللہ کی ان لوگوں کے منہ نورانی ہونگے اور یہ نور ہی پر کھڑے ہونگے اور جب اور لوگ ڈرینگے تو یہ کسی بات سے نہیں ڈرینگے اور جسوقت اور لوگ غمگین ہونگے تو یہ کسی بات کا غم نہیں کرینگے اور آنحضور نے (استدلالاً) یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاہُمْ یَحْزَنُوْنَ (ترجمہ) یاد رکھو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کسی بات کا خوف ہوگا اور نہ وہ کسی بات سے غمگین ہونگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ کے موافق مع کچھ زیادتی ہونگے۔ بومالک سے نقل کی ہے اور اسیطرح شعب الایمان میں (نقل کی) ہے۔

(۴۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر سے پوچھا کہ اے ابو ذر ایمان کا کونسا دستہ زیادہ مضبوط ہے وہ بولے کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں آپنے فرمایا کہ اللہ کے واسطے دوستی رکھنی اور اللہ کے واسطے محبت رکھنی اور اللہ کے واسطے (کسی سے) بغض رکھنا (ایمان کے دستہ کو بہت ہی مضبوط کر دیتا ہے)۔ یہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی مسلمان اپنے بھائی (مسلمان) کی عیادت کیلئے جاتا ہے یا اس سے ملاقات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری زندگانی (بھی) اچھی ہوگئی اور تیرا چلنا (بھی) اچھا ہوگیا اور تونے بہشت میں ایک بڑی عمدہ اپنی جگہ بنالی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

ف۱ یہاں پر رشک کے اصلی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ انبیاء اور شہداء بھی اسے اچھا جانینگے اور اسکی تعریف کرینگے اور وجہ ان معنے لینے کی یہ ہے کہ انبیاء پر کسی غیر انبیاء کو فوقیت نہیں ہوسکتی ۱۲ ف۲ یعنی آپسمیں انکی محبت کا باعث فقط قرآن شریف یعنے دین اسلام ہے کوئی اور غرض نہیں ہے یا یہ معنے ہیں کہ قرآن شریف چونکہ آپسمیں محبت رکھنے کا مسلمانوں کو حکم کرتا ہے لہذا گویا محبت کا باعث یہی ہے ۱۲ ف۳ حدیث میں یہاں لفظ عروہ ہے جو عروۃ کی جمع ہے اور عروہ ڈول کی رسی کو کہتے ہیں یعنی جسمیں رسی بندھی رہتی ہے جسکا اور نیز نقل کھینچکر لیجاتا ہے گویا اسیطرح اللہ واسطے محبت کرنی بھی گویا ایمان کا گویا اور دستہ ہے ۱۲ مرقات۔

(۴۸۱) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جسوقت کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) سے محبت رکھے تو اسے بتا دینا[۱] چاہیئے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا اور آپکے پاس (اور بہت سے) لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو لوگ آپکے پاس بیٹھے تھے انمیں سے ایک نے کہا کہ میں اللہ اس سے محبت رکھتا ہوں آنحضور نے پوچھا کیا تمنے اسے خبر (بھی) کر دی ہے وہ بولا نہیں آپنے فرمایا تم جاؤ اور اُسے خبر کر دو چنانچہ وہ اُسکے پاس گیا اور اسے خبر کر دی اُسنے (جواب میں) کہا تجھسے خدا کرے وہ محبت کرے جسکی وجہ سے تو نے مجھسے محبت کی ہے پھر وہ واپس آگیا آپنے اُسکے جواب کو پوچھا تو جو کچھ اُسنے کہا تھا اسنے آپ کو بتا دیا آنحضور نے فرمایا کہ تم جس سے محبت رکھو گے اُسیکے ساتھ ہوگے اور تمہیں تمہاری نیت کا ثواب ملیگا یہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا قیامت کے دن اُسیکے ساتھ ہوگا اور جو اُسنے کمایا ہے وُہی اُسے ملیگا۔

(۴۸۳) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آنحضور (مجھسے) فرماتے تھے کہ سوائے مسلمان کے تم کسیکے ساتھ نہ رہا کرو اور تمہارا کھانا سوائے پرہیزگار[۲] کے اور کوئی نہ کھائے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۸۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (اکثر) آدمی اپنے دوست کے دین[۳] پر ہوتا ہے لہذا (جب کوئی کسی سے محبت کرے تو) ہر ایک کو غور کر لینا چاہیئے کہ وہ کس سے (محبت اور) دوستی کرتا ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور نووی نے کہا ہے کہ اسکی سند صحیح ہے۔

---

[۱] کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو اسے بھی محبت ہو جائیگی اور ہر ایک حقوق محبت ادا کریگا اور ہر ایک دوسرے کا خیرخواہ اور درد علاوہ رہیگا ۱۲ اسید [۲] یعنے تمہارا کھانا حلال طریقہ کا ہونا چاہیئے کہ وہ متقیوں کے کھانے قابل ہو اور یہ بھی معنے ہیں کہ تم اپنا کھانا متقیوں ہی کو کھلانا کہ اسکے کھانے سے اُنمیں قوتِ عبادت بڑھیگی اور وہ عبادت کریں تو تمہیں بھی ثواب ہو اور بدکاروں کو نہ کھلانا کہ اُنمیں قوت گناہ بڑھیگی ۱۲ [۳] علماء نے کہا ہے چونکہ انسان کی طبیعت تشبہ اور اقتدا پر پیدا کیگئی ہے اسلئے ایک کا دوسرے پر ضرور ہی اثر ہو جاتا ہے ۱۲

(۴۸۵) حضرت یزید بن نعامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص کسیکو بھائی بنائے تو اس سے اُس کا نام اور اُسکے باپ کا نام اور یہ کہ وہ کس خاندان کا ہے سب پوچھلے کیونکہ اس سے اور بھی زیادہ محبت ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۴۸۶) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایکروز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ پیارا (اور پسندیدہ) کونسا عمل ہے ایک نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ ہے اور ایک نے کہا جہاد ہے (پھر) آنحضور نے فرمایا یاد رکھو سب سے زیادہ پیارا عمل اللہ کے نزدیک اللہ کے واسطے محبت رکھنی اور اللہ کے واسطے بغض رکھنا ہے۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور ابو داؤد نے اخیر ہی جملہ نقل کیا ہے۔[۱]

(۴۸۷) حضرت ابو امامہ رضی اللہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس بندہ نے کسی بندہ سے اللہ واسطے محبت رکھی تو پروردگار بزرگ و برتر اُسکی ضرور ہی تعظیم کریگا۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی۔

(۴۸۸) حضرت یزید کی بیٹی اسمار سے روایت کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کیا میں تمہیں سب سے بہتر لوگ نہ بتا دوں صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ (فرمائیے) آپ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں لوگ دیکھیں تو اللہ یاد آجائے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر دو بندے اللہ بزرگ و برتر کے سبب سے آپس میں محبت رکھیں حالانکہ ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دیگا[۲] (پھر ہر ایک سے) فرمائیگا یہ وہی شخص ہے جس سے تو میرے سبب سے محبت رکھتا تھا۔

(۴۹۰) حضرت ابو رزین سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس امر دین کی اصل نہ بتا دوں جسکے باعث تمہیں دنیا اور آخرت کی بھلائی ملجائے (وہ یہ کہ تم ہمیشہ

---

[۱] یعنے یہی جملہ نقل کیا ہے کہ سب سے اچھا عمل اللہ کیلئے محبت اور بغض رکھنا ہے اور پہلے جو سوال و جواب مذکور ہوا ہے وہ نقل نہیں کیا ۱۲۔ [۲] یعنے ایک کو دوسرے کی سفارش کے لئے یا یہ کہ دونوں کو ساتھ بہشت میں داخل کرنیکے لئے اور فرمائیگا یعنے فرشتوں کی زبانی یا بلا واسطہ یہی فرمائے گا ۱۲

ذاکروں کو کے پاس بیٹھا کرو اور جسوقت تنہا ہو تو جسقدر تم سے ہو سکے یاد الہی میں زبان ہلاتے رہا کرو اور اللہ ہی کے لیئے کسی سے محبت رکھو اور اللہ ہی کیلئے کسی سے بغض رکھو اے ابو رزین کیا تم جانتے ہو کہ جسوقت کوئی آدمی اپنے گھر سے اپنے بھائی (مسلمان) کی ملاقات کرنیکے لیئے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اُسکے پیچھے پیچھے چلتے ہیں سب کے سب اُسکے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار بیشک اسنے تیرے ہی وجہ سے ملاپ کیا ہے لہذا تو اسے (اپنی رحمت میں) ملالے (اے ابو رزین) اگر تم میں اس بات کی طاقت ہو کہ تم اپنا بدن اس کام میں لگا سکو تو اسے ضرور کرو۔

(۴۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آنحضور نے فرمایا کہ بہشت میں یاقوت کے ستون ہونگے اُنکے اوپر زمرد کے بالاخانے بنے ہوئے ہونگے اُن بالاخانوں کے دروازے کُھلے ہوئے ہونگے وہ بالاخانے ایسے چمکینگے جیسے بہت روشن ستارہ چمکتا ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اُنمیں کون لوگ رہینگے آپ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے لئے آپسمیں محبت رکھتے ہیں اور اللہ ہی کیلئے آپسمیں ہمنشینی کرتے ہیں اور اللہ ہی کے لیئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب آپسمیں کنارہ کشی کرنے اور دوستی چھوڑنے اور (دوسروں کے) عیبوں کے ڈھونڈنے کے ممنوع ہونیکا بیان

پہلی فصل (۴۹۲) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی آدمی کیلئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کو تین[۱] دن[۲] چھوڑے رکھے کہ (اگر کہیں) دونوں ملجائیں تو وہ اس سے منہ پھیرتا ہے اور یہ اُس سے منہ پھیرتا ہے اور ان دونوں میں اچھا[۳] وہ آدمی ہے جو پہلے سلام علیک کرلے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] اس تین دن کے قید سے سمجھ میں آتا ہے کہ تین دن تک ترک ملاقات حرام نہیں ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ لوگوں کی طبیعتوں میں چونکہ حمیت اور غصہ بیٹھا ہوا ہے اس لیئے اس قدر معاف کردی گئی ۱۲۔ [۲] اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ ترک ملاقات کا گناہ سلام علیک سے جاتا رہتا ہے اور اس سے کم کافی نہیں ہو سکتا لہذا سلام علیک ضرور کرلینی چاہیئے تاکہ حق مسلمانی ہاتھ سے نہ جائے ۱۲۔

(۴۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنے تئیں بدگمانی سے بچایا کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے[۱] اور نہ تم ایک دوسرے کے عیب ڈھونڈا کرو اور نہ جاسوسی بنا کرو اور نہ بیع میں نرخ بڑھایا کرو اور نہ آپس میں بغض رکھا کرو اور نہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی کیا کرو اور تم سب اللہ کے بندے (آپس میں) بھائی بنے رہو اور ایک روایت میں یوں ہے اور نہ تم حرص کیا کرو۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پیر اور جمعرات کے دن[۲] بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر ایک بندے کیلئے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو بخشش کردی جاتی ہے سوائے اس آدمی کے کہ اسکے اور اسکے بھائی (مسلمان) کے درمیان کچھ دشمنی ہو۔ اور ان دونوں کے حق میں) کہدیا جاتا ہے کہ انہیں (ایسے ہی) چھوڑے رکھو یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کرلیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۹۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ہفتہ[۳] میں لوگوں کے عمل دو مرتبے اللہ کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں (یعنی) پیر کے دن اور جمعرات کے دن اور ہر مسلمان بندہ کی مغفرت کردیجاتی ہے سوائے اس بندے کے کہ اسکے اور اسکے بھائی (مسلمان) کے درمیان دشمنی ہو انکی بابت کہدیا جاتا ہے کہ جبتک یہ دونوں دشمنی سے باز نہ آئیں انہیں چھوڑے رکھو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۴۹۶) عقبہ بن ابو معیط کی بیٹی ام کلثوم کہتی ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہو جھوٹا وہ شخص نہیں ہوتا جو لوگوں میں صلح کرادے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات پہنچائے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم نے یہ زیادہ بیان کیا ہے ام کلثوم کہتی ہیں میں نے آنحضور یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں سنا کہ کسی بات میں لوگوں کو جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوں سوائے جنگ کے[۴] اور لوگوں

۱؎ اسلئے کہ جب کوئی کسی پر بدگمانی کرلیتا ہے تو بغیر اسکے موافق اُس پر حکم کرلیتا ہے کہ ضرور ایسا ایسا ہوگا اور چونکہ وہ درحقیقت ایسا نہیں ہوتا لہٰذا اس کا حکم جھوٹا ہوجاتا ہے ۱۲ ۲؎ یعنے ان دونوں دنوں میں چونکہ نزول رحمت اور باعث مغفرت زیادہ ہوتا ہے اسلئے بہشت کے بالاخانے اور درجے کھول دیئے جاتے ہیں ۱۲ ۳؎ حدیث میں بجائے لفظ جمعہ کا ہے چونکہ ہفتہ جمعہ پر تمام ہوتا ہے اسلئے عرب ہر ہفتہ کا اطلاق جمعہ ہی پر کردیتے ہیں ۱۲ ۴؎ یعنے جنگ میں کوئی ایسی باتیں کہے جس سے مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو اور مسلمانوں کے لوگوں کے دل قوی ہوں اور دشمن فریب میں آجائے اگرچہ بات جو کہی ہے درحقیقت خلاف ہی ہو ۱۲۔

میں صلح کرانیکے اور (صلح ہی کے لئے) مرد کی اُسکی بیوی سے اور بیوی کی اُسکے خاوند سے بات کہنے کے اور حضرت جابر کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) کہ شیطان بیشک نا اُمید ہو گیا ہے" وسوسہ کے باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۴۹۷) یزید کی بیٹی حضرت اسماؓ کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جھوٹ بولنا کسی جگہ درست نہیں ہے ہاں تین موقعوں (ایک تو) مرد کا جھوٹ بولنا اپنی بیوی سے اُسے راضی کرنیکیلئے اور (دوسرے) جہاد میں جھوٹ بولنا اور (تیسرے) لوگوں کے درمیان صلح کرانیکیلئے جھوٹ بولنا (یہ درست ہیں) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۹۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ (اپنے بھائی) مسلمان کو تین[۱] دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ بلکہ جس وقت اُس سے ملے تو اُسے تین[۲] مرتبہ سلام علیک کرے اگر وہ ہر مرتبہ اُسے جواب نہ دیگا تو وہ گناہ لیکر پھریگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسی مسلمان کیلئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی (مسلمان) کو تین[۳] دن سے زیادہ[۵] چھوڑے رکھے اور جس شخص نے تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھا اور مرگیا تو وہ دوزخ میں جائیگا یہ حدیث امام احمدؒ اور ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۵۰۰) حضرت ابو خراش سُلمی سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جس شخص نے اپنے بھائی (مسلمان) کو ایک سال چھوڑے رکھا تو وہ مثل[۳] خون کرنیکی (گنہگار) ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۰۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کے لئے کسی مسلمان کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھنا درست نہیں ہے اگر اسپر تین[۳] دن گذر گئے تو اُسے چاہیئے کہ اُس سے ملاقات کرے اور سلام علیک کرے اگر اُسنے اُسے سلام کا جواب دیدیا تو ثواب[۴] میں دونوں شریک

---

[۱] یعنے جسنے سلام کا جواب نہیں دیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جسنے سلام علیک کرلی وہ ترک ملاقات کے گناہ سے نکل گیا اور جسنے جواب بھی نہیں دیا اسکا گناہ بلکہ اُس دوسرے کا بھی گناہ اسکی گردن پر رہا ۱۲ [۲] یعنے اگرچہ ایکساعت ہی ہو اور پھر وہ بلا توبہ کئے مر جائیگا تو یہ دوزخ میں جائیگا ۱۲ [۳] یعنے ترک ملاقات کا گناہ اور خون کرنیکا گناہ دونوں قریب قریب ہیں ۱۲ [۴] یعنے ثواب ملجانے میں دونوں شریک ہوگئے پہلا تو اس لئے کہ اُسنے غصہ کو چھوڑکر اول سلام علیک کی اور دوسرا اسلئے کہ اُسنے سلام علیک قبول کرکے اُسکا جواب دیدیا ۱۲۔

جو مُنہ سے لگتے اور یا گر اُس نے سلام کا جواب دیا تو وہ گناہ لیکر پھرا اور یہ سلام کرنیوالا ترک ملاقات کے گناہ سے نکل گیا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۰۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا میں تمہیں روزے اور صدقہ اور نماز سے درجہ میں بڑھی ہوئی کوئی چیز نہ بتادوں ابودرداء کہتے ہیں ہمنے کہا ہاں فرمایئے آپنے فرمایا کہ وہ آپسمیں صلح کرانی ہے اور آپسمیں فساد کرنا یہ مونڈنے والا (یعنے نیکیوں کو کھو دینے والا) ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

(۵۰۳) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تمسے پہلی اُمتوں کی بیماریاں (یعنے) حسد اور بغض تمہاری طرف چلی آئی ہیں دیا د رکھو کہ) وہ مونڈنے والی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہیں بلکہ وہ دین کو مونڈ[۱] دیتی ہیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۰۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ تم اپنے تئیں حسد سے بچانا کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تم اپنے تئیں آپسمیں بُرائی ڈالنے سے بچاتے رہنا کیونکہ یہ دین کو برباد کردینے والی ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۵۰۶) حضرت ابوصرمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسیکو ضرر دے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرر دیگا اور جو شخص کسی پر مشقت ڈالے اللہ تعالیٰ اُسپر مشقت ڈالیگا۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۰۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص کسی مسلمان کو ضرر دے یا اسکے ساتھ مکر کرے تو وہ ملعون[۲] ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

---

[۱] یعنے جیسے اُسترہ بالوں کو جڑ سے مونڈ دیتا ہے اسیطرح آپسمیں فساد کرنا بھی دین کو جڑ سے کھو دیتا ہے مقصود آنحضور کا اس سے رفع فساد اور صلح کروانے پر رغبت دلانی ہے اور آپسمیں فساد ڈالنے سے نفرت دلانی ہے ۱۲ [۲] یعنے ایسا شخص رحمت الٰہی اور قربِ درگاہ سے بہت دور ڈالدیا جاتا ہے جو ظاہر و باطن میں لوگوں کو ضرر پہنچائے ۱۲

(۵۰۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا اے اُن لوگوں کی جماعت جو زبانی مسلمان ہیں اور اُنکے دل تک ابھی ایمان نہیں پہنچا ہے تم پکے مسلمانوں کو تکلیف مت دیا کرو اور نہ اُنہیں عار دلایا کرو اور نہ اُنکے عیبوں کے پیچھے پڑا کرو اسلیئے کہ جو شخص کسی اپنے بھائی مسلمان کے عیب کے پیچھے پڑیگا تو اللہ تعالیٰ اُسکے عیب کے پیچھے پڑیگا[۱] اور جس شخص کے عیب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑیگا تو وہ اُسے ذلیل کردیگا اگرچہ وہ شخص (لوگوں سے چُھپا ہوا) اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۵۰۹) حضرت سعید بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مسلمان کی آبرو ریزی میں ناحق زبان درازی کرنی سب سے بڑا[۲] سود ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے

(۵۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جنکے ناخن تانبے کے تھے وہ اُن سے اپنے مونہوں اور سینوں کو نوچتے تھے میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں اُنہوں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں[۳] اور اُنکی آبرو ریزی میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۱۱) حضرت مستورد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جس شخص نے کسی مسلمان آدمی (کی غیبت کرنے) کے سبب سے ایک لقمہ کھالیا تو بیشک اللہ تعالیٰ اُسے اُسیقدر دوزخ کی آگ کھلائیگا اور جو شخص کسی مسلمان آدمی (کی اہانت کرنے) کے سبب سے کسیکو کوئی کپڑا پہنائے تو بیشک اللہ تعالیٰ اُسے اُسیقدر دوزخ کی آگ کا کپڑا پہنائیگا اور جو شخص کسیکے سُنانے یا دکھلانے[۴] کیلئے کسی جگہ کھڑا ہو گا تو بیشک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی (برائیاں) سُنانے اور دکھلانے کے لئے کھڑا ہو گا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۵۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نیک گمان عبادات حسنہ سے ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۱۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ راستہ میں ایک تیہم حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہوگیا

---

[۱] یعنے آخرت میں اللہ تعالیٰ اسکے عیبوں کو ظاہر کردیگا لہذا اس سے بچنا چاہیئے [۲] یعنے بہ نسبت اور سود کے تو کمر حرمت اور گناہ میں یہ سب سے بڑا سود ہے اور ناحق کی قید اسلیئے ہے کہ بعض اوقات آبرو ریزی میں زبان درازی کرنی مباح بھی ہوتی ہے جبکہ کسیکا کوئی حق نہ دیتا ہو تو اُسے ظالم کہہ سکتا ہے ۱۲ لمعات [۳] یعنی اُنکی غیبت کرتے اور برا کہتے تھے اور اسکے سبب سے اُنکی آبرو ریزی کرتے تھے [۴] یعنی اپنی تعریف کرنے اور خوبیاں دکھانے کیلئے کھڑا ہوتا تا کہ لوگ اُسے بڑا آدمی سمجھکر اُسکے معتقد ہوں تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کریگا ۱۲

تھا اور حضرت زینبؓ کے پاس سواری زیادہ تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ فرمایا کہ تم انہیں ایک اونٹ دیدو وہ (تعجب سے) بولیں کیا میں اس یہودیہؓ کو دیدوں آنحضور (یہ سنکر بہت) ناراض ہوئے اور ماہ ذی الحجہ اور محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک انہیں چھوڑے رکھا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔ اور حضرت معاذ بن انس کی حدیث "جس کا شروع یہ ہے کہ جس شخص نے مومن کی حمایت کی" شفقت و رحمت کے باب میں مذکور ہو چکی ہے

تیسری فصل (۵۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عیسیٰ بن مریم نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے اس سے فرمایا کہ تو نے چوری کی ہے وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے (میں نے) ہرگز (چوری) نہیں (کی) حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ کی (قسم کھانے کی وجہ سے تیری بات کی) تصدیق کرتا ہوں اور اپنے تئیں جھٹلاتا ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (بعضا) فقر کفر ہونے کے قریب ہو جاتا ہے اور (بعضا) حسد تقدیر پر غالب آنے کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۵۱۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی اپنے بھائی (مسلمان) سے عذرخواہی کرے اور وہ اسے معذور نہ سمجھے یا اس کا عذر قبول نہ کرے تو اسے صاحب مکس کے برابر گناہ ہوگا۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں اور کہا ہے کہ مکاس عشر لینے والے کو کہتے ہیں۔ (اور یہ لوگ بہت ظلم کرتے ہیں)

باب بچنے اور کاموں میں دیر کرنے کا بیان

پہلی فصل (۵۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۵؎ حضرت صفیہ حیی بن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں جو بنی اسرائیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا حضرت صفیہ اول ابن ابی الحقیق کے نکاح میں رہیں جب وہ جنگ خیبر میں مارا گیا اور یہ پکڑی ہوئی آئیں تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے نکاح کر لیا تھا ازواج مطہرات انسے کچھ کنارہ کشی سے رہتی تھیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جرو توبیخ کے لئے تین دن سے زیادہ بھی ترک ملاقات کرنی جائز ہے ۱۲ ۵؎ یعنے اگرچہ غالب نہیں آسکتا لیکن بالفرض اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آتی اور اسے بدلدیتی تو وہ حسد ہوتا اور بعضوں نے یہ معنے بھی کہے ہیں۔ حاسد کا گمان یہ ہوتا ہے کہ حسد عنقریب تقدیر کو بدلدیگا ۱۲ منہ

فرماتے تھے کہ مسلمان کو ایک سوراخ میں سے کوئی (سانپ اور بچھو وغیرہ) دو مرتبہ نہیں کاٹ سکتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۱۸) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) عبد القیس کے سردار اشج سے فرمایا تھا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ بھی پسند کرتا ہے۔ ایک بردباری دوسرے (کام کرنے میں) دیر کرنی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۵۱۹) حضرت سہل بن سعد ساعدی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (کاموں میں) دیر کرنی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جلدی کرنی شیطان کی طرف سے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بعض محدثین نے (اس حدیث کے) راوی عبدالمہیمن بن عباس کے حق میں باعتبار انکے حافظ کے گفتگو کی ہے (کہ انکا حافظہ اچھا نہ تھا)۔

(۵۲۰) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بردبار لغزش ہی والا ہوتا ہے اور حکیم تجربہ ہی والا ہوتا ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۲۱) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے وصیت کیجئے آپ نے فرمایا تم ہر کام کا انجام سوچ کر اسے شروع کیا کرو اگر اسکے انجام میں بھلائی دیکھو تو کر لیا کرو اگر کچھ گمراہی کا اندیشہ ہو تو اس سے رک جایا کرو۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۵۲۲) مصعب بن سعد اپنے والد سعد سے نقل کی ہے اعمش (اس حدیث کے) راوی فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے منقول ہوئی وہی سمجھتا ہوں (کہ آنحضور نے) فرمایا ہے سوائے عمل آخرت کے ہر کام میں ڈھیل کرنی بہتر ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۲۳) حضرت عبداللہ بن سرجس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نیک چلن امر (ہر کام میں) ڈھیل کرنی اور میانہ روی کرنی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے

لے یعنے مسلمانوں کو اپنے ہر کام میں ہشیار رہنا چاہیئے خاصکر امر دین میں کہ اگر ایک جگہ سے کوئی تکلیف وغیرہ پہنچ جائے تو پھر اسکے پاس ہی نہ جائے ۱۲ لے یعنے جو شخص گناہ میں پھنسا ہو اور خلاف شرعیہ اس سے کئے ہوں تو وہ جب اسباب کو پسند کریگا کہ لوگ اسکی باتیں چھپائیں اور معاف کریں اور معافی کی خود بھی عادت کر کے بردباری اختیار کریگا ۱۲ سے یعنے جو کام تم شروع کرنا چاہو تو پہلے اسکا انجام سوچ لو تب شروع کرو ۱۲۔

یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۲۴) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو کہ نیک عادت[۱] اور نیک چلنی اور میانہ روی (ہمیشہ) ہر ایک نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۲۵) حضرت جابر بن عبداللہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جس وقت کوئی شخص کوئی بات (پوشیدہ کرنے کے قابل) کہے اور پھر چلا جائے تو وہ امانت ہے (تم بھی کسی سے نہ ذکر کرو) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۲۶) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم بن تیہانؓ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے وہ بولے نہیں آپ نے فرمایا کہ جس وقت ہمارے پاس غلام آئیں تو تم ہمارے پاس آ جانا تاکہ کوئی شخص دو غلاموں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اسی وقت آپ کے پاس ابوالہیثم بھی آگئے آنحضورؐ نے اُن سے فرمایا تم ان دونوں میں سے چھانٹ لو اُنہوں نے کہا یا نبی اللہ میرے لیئے تو آپ ہی چھانٹ دیجیے آپ نے فرمایا (چونکہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار (کی طرح) ہوتا ہے (پس میرے مشورہ یہ ہے کہ) تم یہ غلام لیلو کیونکہ میں نے خود اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (لہذا یہ مسلمان ہے تمہیں فائدہ دیگا) اور تم اسکے حق میں احسان کرنیکی بھی وصیت قبول کر لو (یعنے اسکے ساتھ احسان کرتے رہنا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۲۷) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجلسوں کی باتیں امانت سے رکھنی چاہئیں ہاں تین مجلسوں کی (تین باتیں) ایک حرام خونریزی دوسرے زناکاری تیسرے ناحق کسی کا مال لوٹنا (انکا قاضی کے روبرو چھپانا گناہ ہے)۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔ اور حضرت ابوسعید کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ سب سے بڑی امانت) مباشرت کے باب کی پہلی فصل میں مذکور ہو چکی ہے۔

تیسری فصل

(۵۲۸) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں

---

[۱] نیک عادت اور نیک چلنی میں یہ فرق ہے کہ نیک عادت احوال باطنہ سے تعلق رکھتی ہے اور نیک چلنی احوال ظاہرہ اور تزکیہ نفوس طریقت میں ایسی ہی ہے جیسے شریعت میں ایمان اور اسلام ہے اور ان دونوں کا جمع ہونا نورٌ علیٰ نور ہے اور اسی سے حقیقت تمام ہوتی ہے ۱۲ (باطن) بہ نسبت مجلس والوں کے جنہوں نے وہ بات سنی ہو اسکا حکم امانت جیسا ہے لہذا انہیں چاہیئے کہ اسکی حفاظت کریں اور خیانت کر کے اسکی شہرت نہ دیں ۱۲ یعنے اگر تین باتوں سے کسی کا ارادہ کرتے ہوئے دیکھے یا سنے تو چاہیئے کہ انکو ضرور پہنچا دے تاکہ وہ بچ جائیں یا انکا انتظام کرلیں ۱۲

آپ فرماتے تھے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کر لیا تو اس سے فرمایا کھڑی ہو وہ کھڑی ہو گئی پھر اس سے فرمایا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی پھر اس سے فرمایا آگے بڑھ وہ آگے بڑھ گئی پھر فرمایا کہ بیٹھ وہ بیٹھ گئی پھر اس سے فرمایا کہ میں نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی کہ وہ تجھ سے بہتر ہو اور نہ تجھ سے کوئی افضل ہے اور نہ کوئی تجھ سے اچھی ہے تیری ہی وجہ سے میں مواخذہ کرونگا اور تیری ہی وجہ سے میں بخشش کرونگا اور تیری ہی وجہ سے مجھے مخلوق پہچانیگی اور تیری ہی وجہ سے میں غصہ ہونگا اور تیری ہی وجہ سے ثواب ہوگا اور تجھ ہی پر عذاب ہوگا۔ اس حدیث میں بعضے علما نے کچھ گفتگو کی ہے۔

(۵۲۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک آدمی نمازی اور روزہ دار اور زکوٰۃ دینے والا اور حج اور عمرہ کرنے والا ہوتا ہے (راوی کہتے ہیں) یہانتک کہ آنحضور نے بھلائی کی تمام قسمیں ذکر کر دیں اور فرمایا لیکن قیامت کے دن اسے اسکی عقل ہی کے موافق ثواب دیا جائیگا۔

(۵۳۰) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ اے ابوذر (ہر کام کی) تدبیر (سوچنے) کی برابر کوئی عقل نہیں اور (سوال سے) رکنے کی برابر کوئی پرہیز گاری نہیں ہے اور خوش خلقی کی برابر اور کوئی فضیلت نہیں ہے۔

(۵۳۱) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خرچ کرنے میں میانہ روی کرنی نصف زندگانی (کا سرمایہ) ہے اور لوگوں سے دوستی کرنی نصف عقل ہے اور اچھی طرح سوال کرنا نصف علم ہے۔ یہ چاروں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب مہربانی کرنے اور حیا کرنے اور خوش خلقی کرنے کا بیان۔ پہلی فصل

(۵۳۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سلہ ظاہر حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عقل مجسم پیدا کی گئی ہے جیسے موت بھی مینڈھے کی صورت کر کے بہشت و دوزخ کے درمیان ذبح کر دی جائیگی ۱۲ مرقات سلہ وجہ اسکی یہ ہے کہ اس نے عقل ہی کی وجہ سے ہر کام کو موقعہ مناسب پر کیا ہے کیونکہ عقلمند بسا اوقات ایک رکعت ایسی پڑھ لیتا ہے کہ وہ ایک ہی رکعت ہزار رکعتوں کے برابر ثواب میں ہو جاتی ہے کہ اگر اور وقت میں ہزار رکعتیں پڑھتا تب اتنا ثواب ملتا ۱۲ اسید سلہ اصل میں تدبیر معنے ہر کام کے انجام کو دیکھنے کے ہیں مطلب اس جملہ کا یہ ہے کہ جس عقل میں یہ صفت ہو کہ وہ کام کے انجام کو دیکھے تو وہ سب عقلوں سے بہتر ہے ۱۲۔

فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے[1] وہ مہربانی کرنیکو پسند کرتا ہے اور مہربانی کرنیکی وجہ سے اسقدر دیتا ہے کہ سختی پر اور اسکے سوا اور چیز پر اتنا نہیں دیتا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم اپنے اوپر نرمی کرنی لازم رکھنا اور اپنے تئیں سختی اور بیحیائی سے بچانا کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسکو زینت دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں سے یہ نکل جاتی ہے اُس ہی کو عیب دار کر دیتی ہے۔

(۵۳۳) حضرت جریر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص نرمی (اور مہربانی کرنے) سے محروم رہتا ہے وہ تمام بھلائی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۳۴) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیا (کے چھوڑنے) کے لئے نصیحت کر رہا تھا آنحضور نے (اُس سے) فرمایا کہ اسے چھوڑ کیونکہ حیا تو ایمان کا جزو ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۳۵) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حیا (والے سے) بھلائی ہوتی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حیا کی سب قسمیں بہتر ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۳۶) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کچھ پہلے انبیاء کا کلام جو لوگوں کو ملا ہے[2] (وہ یہ مصرع ہے) اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ہے (ترجمہ) جب تجھے حیا نہ رہے تو تو جو چاہے کر۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۳۷) حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کو پوچھا آپ نے فرمایا نیکی خوش خلقی ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور اسپر لوگوں کے مطلع ہونے کو تم برا سمجھو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنی اپنے بندوں پر آسانی چاہتا ہے سختی یا دشواری نہیں چاہتا اور ایسے کاموں کی تکلیف نہیں دیتا جو انسے ہو نہ سکیں اور مہربانی کرنیکو پسند کرتا ہے یعنے بندوں کے آپس میں مہربانی کرنے سے راضی اور خوش ہوتا ہے ۱۲ [2] یعنے یہ کہہ رہا تھا کہ زیادہ حیا نہ کرنی چاہیئے کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی رزق اور علم سے رک جاتا ہے چنانچہ یہ مضمون ایک روایت میں بھی آیا ہے آنحضور نے اُس سے منع فرما دیا کہ یہ سمجھانا اچھا نہیں ہے ۱۲ [3] یعنے بغیر تغیر و تبدل کے جو لوگوں کو پہونچا ہے اور اُسکا حکم تا ہنوز باقی ہے وہ یہ مصرع ہے اور مقصود اس مصرع سے خبر ہے یعنے جب کسی کی حیا جاتی رہتی ہے تو وہ جو چاہے کیا کرتا ہے یا یہ کہ امر کا صیغہ ڈرانے کیلئے فرمایا ۱۲ [4] یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جسکا سینہ خدا تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھولدیا ہو اور اُس مسئلہ میں انکار شارع نہ ہو اور علماء کے اقوال مختلف ہوں۔

(۵۳۸) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے نزدیک تم میں پیارا وہ آدمی ہے جو تم سب میں خوش اخلاق ہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۳۹) حضرت عبداللہ بن عمرو ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سب میں بہتر وہ آدمی ہے جو تم سب میں خوش اخلاق ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۵۴۰) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو (اللہ کی طرف سے) کچھ نرمی کا حصہ دیدیا گیا ہو تو (گویا) اُسے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا حصہ دیدیا گیا اور جو شخص اس نرمی کے حصہ سے محروم رہا تو وہ (گویا) دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم رہا۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۵۴۱) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (بُرے کاموں سے) شرم رکھنی ایمان کا جزو ہے اور ایمان (دار آدمی) بہشت میں جائیگا اور فحش بکنا (یعنے بیحیائی) ظلم کا جزو ہے اور ظلم (کرنیوالا) دوزخ میں جائیگا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۴۲) قبیلہ مزینہ کا ایک آدمی کہتا ہے کہ صحابہ نے (انحضور سے) پوچھا یا رسول اللہ انسان کو جسقدر چیزیں ملی ہیں اُنمیں سب سے بہتر کیا چیز ہے انحضور نے فرمایا خوش خلقی۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور شرح السنہ میں اسامہ بن شریک سے نقل کی ہے۔

(۵۴۳) حضرت حارثہ بن وہب کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت میں جواظ اور جعظری نہیں جائینگے راوی کہتے ہیں کہ جواظ سخت عادت کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور جامع الاصول والے نے اپنی کتاب میں حضرت حارثہ سے نقل کی ہے اور اسیطرح حارثہ سے شرح السنہ میں نقل کی ہے اس طرح کہ انحضور نے فرمایا کہ جواظ جعظری بہشت میں نہیں جائیگا لوگ جعظری (بھی) سخت عادت ہی کو کہتے ہیں اور مصابیح کے نسخوں میں عکرمہ بن وہب سے منقول ہے اور اسکے الفاظ یوں ہیں راوی کہتے ہیں اور جواظ وہ

سلہ یعنے اللہ کی اطاعت اور بندوں کے حقوق پورے طور سے ادا کرتا ہو ۱۲ سلہ یعنے جو جواظ کے معنے ہیں وہی جعظری کے معنے ہیں۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جواظ اور جعظری دونوں کے معنے ایک ہی ہیں اور بعض روایتوں سے دونوں کے معنوں میں فرق معلوم ہوتا ہے حاصل یہ کہ یہ دونوں لفظ معنوں میں قریب قریب ہیں ۱۲۔

شخص ہے جو مال جمع کرے اور اَور کو نہ دے اور جعظری سخت عادت (والے آدمی) کو کہتے ہیں ۔

(۵۳۹) حضرت ابو درداء نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن سب سے بھاری چیز جو مومن کی ترازو میں رکھی جائیگی وہ خوش خلقی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ فحش بیہودہ بکنے والے سے دشمنی رکھتا ہے ۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے سا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو داؤد نے پہلا ہی جملہ نقل کیا ہے ۔

(۵۴۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کامل مومن خوش خلقی کی وجہ سے رات کو نماز پڑھنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے ۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے ۔

(۵۴۶) حضرت ابو ذر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم جہاں رہو اللہ سے ڈرتے رہنا اور گناہ کے بعد میں نیکی (ضرور) کر لینا تاکہ یہ اُس گناہ کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے معاملہ کرنا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے ۔

(۵۴۷) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتا دوں کہ (جسکا) آگ پر (جلنا) حرام ہو اور ایسا شخص کہ اُسپر آگ (جلنی) حرام ہو (یاد رکھو) ہر ایک ایسے آدمی پر جو نرم طبیعت ہو لوگوں سے ملنے جلنے والا ہو[سلہ] نرم عادت ہو اُسپر آگ حرام ہے ۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ۔

(۵۴۸) حضرت ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مومن بھولا بھالا ہوتا ہے اور فاجر سیانا بخیل ہوتا ہے ۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے ۔

سلہ دوسرا جملہ اسکے مقابلہ میں لانے سے معلوم ہوا کہ بد خلقی میزان اعمال میں بہت ہی ہلکی ہوگی ۱۲ ۔

سلہ سہل جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ حسن خلق کا ادنٰے درجہ یہ ہے کہ لوگوں کی تکلیف برداشت کرے اور اُن سے بدلہ نہ لے بلکہ ظالم سے بھی درگزر کرکے اُسکے لیئے استغفار کرے اور اسکے عوض اُسپر نرمی کرے غصہ بالکل نہ ہو ۱۲ سلہ یعنی باوجود ملے جلے رہنے کے لوگوں سے نرمی اور خوش اخلاقی کے ساتھ رہے ۱۲ ۔

(۵۴۹) حضرت مکحول کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان نرم دل اور نرم عادت مثل[1] اونٹ مہار دار کے ہوتے ہیں کہ اگر اسے کھینچو تو کھنچ آئے اور اگر بٹھلاؤ تو پتھر پر بھی بیٹھ جائے۔ یہ حدیث ترمذی نے ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

(۵۵۰) حضرت ابن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ وہ مسلمان جو لوگوں کے ملتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اس[2] سے بہتر ہے جو لوگوں سے نہ ملے اور نہ ان کی تکلیفوں پر صبر کرے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۵۱) حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنا غصہ جاری کر دینے پر قادر ہو کر اسے روک لے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے روبرو اسے بلائیگا اور یہ اختیار[3] دیدیگا کہ حوروں میں سے جون سی چاہے پسند کر لے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں سوید بن وہب سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی اولاد میں ایک آدمی سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کی ہے کہ آنحضور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اسکے دل کو امن و ایمان سے بھر دیگا اور حضرت سوید کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) جسنے خوبصورتی کے کپڑے پہننے چھوڑ دئیے "کتاب اللباس" میں گذر چکی ہے۔

تیسری فصل

(۵۵۲) حضرت زید بن طلحہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر دین میں ایک عمدہ صفت ہوا کرتی ہے اور اسلام میں عمدہ صفت حیا ہے۔ یہ حدیث امام مالک نے ارسال کی طور پر نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے حضرت انس اور حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے۔

(۵۵۳) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں جب انمیں سے ایک اُٹھا دیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھ جاتا ہے اور حضرت ابن عباس کی

---

[1] یعنے مومن احکام شرع میں اونٹ مہار دار کیطرح چلتا ہے اپنا کچھ اختیار نہیں رکھتا اور تکلیفوں کو برداشت کیا کرتا ہو ۱۲ [2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے ملے رہنا گوشہ نشینی سے بہتر ہے اور بہت سی روایتیں ایسی بھی آئی ہیں جن سے تنہا رہنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اسلئے تحقیق بات یہ ہے کہ باعتبار اختلاف زمانوں کے اور مکانوں کے اور لوگوں کی وجہ سے مختلف حکم ہیں کبھی تنہا رہنا افضل ہوتا ہے اور کبھی لوگوں سے ملے رہنا افضل ہوتا ہے ۱۲ [3] یعنے لوگوں میں اسکی شہرت دیگا اور سب کے سامنے اسکی تعریف کر کے فخر کریگا اور اختیار دینے سے اشارہ ہے کہ اسے بڑا مرتبہ دیکر جنت میں داخل کر دیگا ۱۲

روایت میں یوں ہے کہ جب ان میں سے ایک دور کیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اسکے پیچھے چلا جاتا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۵۵۴) حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں نے (یمن جانیکے لیے اپنا پاؤں رکاب میں کہا تو سب سے آخری وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کی اور فرمایا اے معاذ تم لوگوں کے لیے اپنی عادت اچھی کرنا (تیز نہ کرنا)۔ یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۵۵۵) حضرت امام مالک کو یہ بات پہونچی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں اچھی عادتوں کو پورا کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ یہ حدیث امام مالک نے مؤطا میں نقل کی ہے اور حضرت امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کی ہے۔

(۵۵۶) حضرت امام محمد باقر کے بیٹے جعفر نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ پڑھتے الحمد للہ الذی حسّن خلقی وخُلقی وزان منّی ما شان من غیری (ترجمہ) سب تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے میری خلقت اور عادت اچھی بنائی اور میری وہ چیزیں زینت دار بنائیں جو میرے سوا اوروں کی عیب دار بنائیں۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

(۵۵۷) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اللّٰھم احسنت خلقی فاحسن خلقی (ترجمہ) یا الٰہی تو نے میری پیدائش اچھی بنائی ہے میری عادت بھی اچھی رکھ۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۵۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کیا میں تمہیں تم سب سے بہتر لوگ نہ بتادوں انہوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (فرمائیے) آپ نے فرمایا تم میں بہتر

سلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا اور بھیجتے وقت بہت سی نصیحتیں کی تھیں اور انکو سوار کرکے تھوڑی دور تک پہنچانے کے لیے آپ پیادہ پا تشریف لے گئے اسی وقت یہ بھی نصیحت کی تھی جیسے حضرت معاذ بیان کرتے ہیں ۱۲ سلہ یعنے بعضے آدمیوں میں بعض چیزیں ناقص بنائی ہیں کسی کے ایک ہاتھ نہیں کسی کے ایک پاؤں نہیں علی ہذا القیاس اور مجھے ان عیبوں سے صحیح و سالم رکھا ۱۲۔

فرمایا تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنکی عمریں[1] زیادہ ہوں اور عادتیں اچھی ہوں۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل مسلمان وہ ہے جو سب لوگوں میں زیادہ خوش اخلاق ہو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر کو بُرا کہنے لگا اور اُسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (بھی) وہیں بیٹھے ہوئے تعجب[2] سے مسکرا رہے تھے جب اُس آدمی نے بہت ہی زیادتی کی تو حضرت ابوبکر نے اُسکی بعضی باتوں کا جواب[3] دیدیا اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو کر کھڑے ہو گئے (یعنے وہاں سے چل دیئے) حضرت ابوبکر آپکے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مجھے بُرا کہتا رہا تو آپ بیٹھے رہے اور جب مینے اُسکی بعضی باتوں کا جواب دیدیا تو آپ غصہ ہو کر اٹھہ کھڑے ہوئے آپنے فرمایا (کہ جسوقت تک تمنے اُسے جواب نہیں دیا تھا تو) تمہارے ساتھہ فرشتہ تھا وہ اُسے جواب دے رہا تھا اور جسوقت تمنے اُسے جواب دیدیا تو شیطان بیچ میں آن پڑا پھر فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہیں وہ سب کی سب حق ہیں (ایک تو یہ کہ) جس بندہ پر کوئی ظلم کرے اور وہ اس سے اللہ بزرگ و برتر کی رضامندی کیلئے چشم پوشی کر جائے تو اللہ تعالیٰ اِسکے سبب سے اُسکی مدد ضرور ہی زیادہ کریگا اور (دوسری یہ کہ) جس شخص نے بخشش کا دروازہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھہ سلوک کرنیکے ارادہ سے کھولا تو اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس کا مال ضرور ہی زیادہ کریگا اور جس شخص نے سوال کرنیکا دروازہ فقط اپنا مال بڑھانے کے ارادہ سے کھولا تو اللہ تعالیٰ اِسکے باعث اسکے ہاں ضرور ہی کمی کر دیگا۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جس گھر والوں کے ساتھہ مہربانی کرنا چاہتا ہے تو انہیں اسکے باعث نفع دیدیتا ہے اور جنہیں اس سے محروم کرنا چاہتا ہے تو اُنہیں اسکے باعث تکلیف دیدیتا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب غصہ اور تکبر کرنے کا بیان

[1] اس سے معلوم ہوا کہ عمر دراز مسلمان کو مبارک ہے اور حقیقت میں عمر درازی وہی ہے جو کار خیر میں مشغول رہے ورنہ بوجہ زیادتی گناہوں کے اور زیادہ سزا ملیگی ۱۲ [2] یعنے اُس شخص کی بیحیائی اور بُرا کہنے کے سبب سے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تعجب کرتے تھے یا حضرت ابوبکر کے صبر کرنیکی وجہ سے تعجب کرتے تھے ۱۲ [3] یعنے اُسکے مقابلہ میں کچھ حضرت ابوبکر نے بھی بُرا کہا ۱۲۔

پہلی فصل

(۵۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا تم غصہ نہ ہوا کرنا اُسنے تین مرتبہ مکرر سکرر پوچھا آپنے یہی فرمایا[1] کہ تم غصہ نہ ہوا کرنا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۶۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پچھاڑنے کی وجہ سے کوئی پہلوان نہیں ہوتا پہلوان وہی ہے جو غصہ کیوقت اپنے تئیں قابو میں رکھے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۶۶) حضرت حارثہ بن وہب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ) فرمایا کیا میں تمہیں بہشتی آدمی نہ بتادوں (یاد رکھو) وہ ضعیف آدمی جسے لوگوں نے بھی ضعیف[2] وحقیر سمجھ رکھا ہو اگر وہ اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے پوری کردے اور کیا میں تمہیں دوزخی آدمی نہ بتادوں (یاد رکھو) ہر بدعادت جھگڑالو بخیل تکبر کرنیوالا دوزخی ہے۔

(۵۶۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دوزخ میں ایسا کوئی آدمی نہیں جائیگا جسکے دلمیں رائی کے دانہ کی برابر ایمان ہو اور بہشت میں ایسا کوئی آدمی نہیں جائیگا جسکے دلمیں رائی کے دانہ کی برابر تکبر ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۶۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت میں ایسا کوئی شخص نہیں جائیگا جسکے دلمیں ایک ذرہ کی برابر تکبر ہو اُسیوقت ایک آدمی[3] نے پوچھا کہ ہر آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اُس کا کپڑا اچھا ہو اور اُسکا جوتہ اچھا ہو (تو اب تکبر سے کون خالی ہوگا) آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے تکبر (یہ نہیں ہے جو تم سمجھے بلکہ تکبر) حق کو باطل سمجھنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تھی کہ ہر سائل کو اسکے موافق جواب دیتے تھے اور ہر ایک کے درد کا اسکے مناسب علاج کرتے تھے چنانچہ آپنے اس شخص کے حق میں غصہ سے رکنا ہی مناسب سمجھا اور ہر مرتبہ یہی فرماتے رہے ۱۲ [2] یہاں ضعیف سے مراد وہ ہے جو نہایت خاکساری اور عاجزی سے رہتا ہو اور متکبر بالکل نہ ہو خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ بہشت کے اکثر لوگ اسی قسم کے ہونگے اور دوزخی اکثر اُس قسم کے جو آگے مذکور ہیں ۱۲ [3] یعنے آنحضور سے سوال کیا شاید اس شخص کے سوال کرنیکی وجہ یہ ہے جو طیبی نے لکھی ہے کہ جب اس آدمی نے تکبر کرنیوالوں کی عادت یہ دیکھی کہ وہ بہت عمدہ قابل فخر کپڑے وغیرہ پہنتے ہیں تو یہ سمجھا کہ متکبرین کپڑوں ہی سے ہوتے ہیں اسلیے اُسنے پوچھا ۱۲ مرقات۔

(۵۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین آدمی ہیں جنسے قیامت کے دن اللہ گفتگو نہیں کریگا اور نہ انکی تعریف کریگا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ نہ انکی طرف (نظر رحمت سے) دیکھیگا بلکہ انکے لیئے بہت تکلیف دینے والا عذاب ہوگا (وہ تین آدمی یہ ہیں) ایک زانی بڈھا[۱] دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے تنگدست تکبر کرنیوالا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بڑائی میری چادر ہے[۲] اور بزرگی میرا تہبند ہے اب جو شخص ان دونوں میں سے ایک بھی مجھ سے چھینیگا تو میں اُسے دوزخ میں داخل کرونگا اور ایک روایت میں یوں ہے میں اُسے دوزخ میں ڈال دونگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۵۷۰) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بعضا آدمی (بڑائی کے مارے) ہمیشہ اپنے تئیں کھینچتا رہتا ہے یہانتک کہ وہ ظالموں میں لکھدیا جاتا ہے اور جو تکلیف (دنیا و آخرت میں) جو انہیں پہنچتی ہے وہی اُسے پہنچتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۷۱) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے شعیب اپنے دادا سے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ تکبر کرنیوالے لوگ قیامت کے دن آدمیوں کی صورت[۳] میں چیونٹیوں کی مانند اُٹھائے جائینگے ہر طرف سے حقارت و ذلت انہیں ڈھانک لیگی وہ ایک قید خانہ کیطرف دوزخ میں (جانیکیلیئے) ہانک دیئے جائینگے جسکا نام بولس ہے (وہاں) سب آگوں سے بڑھیا آگ انہیں گھیر لیگی (پھر وہاں) انہیں دوزخیوں کا نچوڑ جسکا نام طینۃ الخبال[۴] ہے) پلایا جائیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے باوجود اس کے کہ بڑھاپے میں شہوت کم ہو جاتی ہے لیکن وہ پھر بھی ایسے قبیح فعل کا مرتکب ہو تو یہ اس کے حق میں نہایت ہی برا ہے ایسے ہی جو بادشاہ ہو کر جھوٹ بولے کیونکہ اُسے کوئی ضرورت جھوٹ بولنے کی نہیں ہے ۱۲ [۲] یعنے یہ دونوں صفت میرے لیئے ایسی ہیں جیسے دو کپڑے پہنے رہتا ہے کہ پہنے ہوئے کپڑے انکو کوئی نہیں لے سکتا لہٰذا ان دونوں صفتوں میں بھی اور کسی تیسرے کو ہرگز شریک نہ ہونا چاہیئے ۱۲ [۳] یعنے انکی صورتیں آدمیوں کی سی ہونگی اور بدن چیونٹیوں جیسے ہونگے ۱۲ [۴] طینۃ الخبال یعنے دوزخیوں کا خون اور کچ لہو اور پیپ جو اُن کے بدن سے بہے گی وہ اُن بولس کے رہنے والوں کو پلائی جائیگی ۱۲۔

کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کر لیتا ہے۔

(۵۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے تھے کہ تین چیزیں نجات دینے والی اور تین چیزیں برباد کر دینے والی ہیں اور جو نجات دینے والی ہیں وہ یہ ہیں کہ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور غصہ[۱] اور خوشی میں حق بات کہنی اور تنگدستی اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنی اور جو برباد کرنے والی ہیں وہ یہ ہیں اول خواہش نفس کی جسکی پیروی کیجائے دوسرے بخل جسکی موافقت کیجائے تیسرے آدمی کا اپنے تئیں اچھا سمجھنا اور یہی سب سے بڑا ہے۔ یہ پانچوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب ظلم کرنے کا بیان

پہلی فصل (۵۸۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ظلم (کے سبب سے) قیامت کے دن بہت سے اندھیرے ہونگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۳) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے یہانتک کہ جسوقت اُسے پکڑ لیتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں پھر آنحضرت نے (استدلالاً یہ آیت) پڑھی وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القریٰ وھی ظالمۃ " (ترجمہ) اور تیرے پروردگار کی پکڑ ایسی ہی ہے جسوقت کسی ظالم (بستی والوں) کو پکڑتا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر[۲] سے گذرے تو صحابہ سے فرمایا ایسے لوگوں کے مکانوں میں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم توڑا ہے ہرگز نجاؤ ہاں اگر اس ڈر سے روتے ہوئے جاؤ کہ کہیں جو کچھ انہیں مصیبت پہنچی تمہیں نہ پہنچ جائے (تو خیر) پھر آپ اپنا منھ ڈھانک کر جلد جلد چلے یہانتک کہ اُس جگہ سے نکل گئے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے ذمہ اپنے مسلمان بھائی کی آبرو ریزی (وغیرہ) کا یا اور کچھ حق ہو اُسے چاہئے کہ اس دن (کے آنے) سے

---

[۱] یعنے کسی سے راضی ہو خواہ ناراض ہو سوائے سچی اور واقعی بات کے اور نہ کہنا ۱۲ [۲] یہ مقام مدینہ سے تبوک کے راستے میں واقع ہے اور یہ وہ جگہہ ہے جہاں قوم ثمود اور قوم صالح رہتی تھی یہ واقعہ جنگ تبوک میں جاتے وقت کا ہے ۱۲

پہلے اس سے معاف کرالے کیونکہ جب (ف۱) نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا اگر اسکے پاس نیکیاں ہونگی تو اس شخص کے حق کے بدلے اس سے نیکیاں لیلی جاوینگی اور اگر اسکی نیکیاں نہ ہونگی تو اس کے (لین دار) ساتھی کی برائیاں لیکر اس پر لادی جاوینگی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے صحابہ بولے ہم میں مفلس وہ ہے جسکے پاس نہ درہم ہو اور نہ کچھ سامان ہو آپ نے فرمایا (نہیں) بیشک میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لیکے حاضر ہوگا اور اس حال میں آویگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسیکو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھالیا ہوگا اور کسی کا ناحق خون کیا ہوگا اور کسی کو ناحق مارا ہوگا پھر اسکی نیکیاں ان (سب) کو دیدیجاوینگی (ف۲) اور اگر انکے ذمہ کے حق ادا ہو نیسے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہو جائینگی تو ان لوگونکی خطائیں لیکر اس پر ڈالدیجائینگی پھر اسے آگ میں ڈالدیا جاویگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۸۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن تم سب حق والوں کے حق ادا کئے جاینگے یہانتک کہ سینگوں والی بکری (ف۳) سے سینگ ٹوٹی بکری کو بدلا دلایا جائیگا (جبکہ اسنے دنیا میں اسے مارا ہوگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور حضرت جابر کی حدیث (جس کا سرا یہ ہے) ظلم سے بچتے رہا کرو" خرچ کرنیکے باب میں ذکر ہو چکی۔

دوسری فصل

(۵۸۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم (ف۴) نادان دوسروں کی بات پر چلنے والے نہ ہو جاؤ کہ یہ کہنے لگو اگر لوگ بھلائی کرینگے تو ہم بھی بھلائی کرینگے اور (اگر لوگ ظلم کرینگے تو ہم بھی ظلم کرینگے ولیکن تم اپنے تئیں اسپر قایم رکھو کہ اگر لوگ بھلائی کریں تو تم بھی بھلائی کرو اور اگر وہ برائی کریں تو تم ظلم نکرو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

ف۱ کیونکہ اگر درہم و دینار ہو تو شاید کوئی درہم و دینار لیکر بخشدے جب وہاں کچھ نہو گا تو ناچار نیکیاں دینی پڑینگی اسواسطے انسان کو لازم ہے کہ ان کے آنے سے پہلے لوگوں سے معاف کرالے ۱۲ ف۲ حقیقی مفلس یہ ہوا کیونکہ مفلس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی تونگر محتاج ہو جائے اور اس سے بڑھکر کوئی تونگر نہیں جسکے پاس روزہ نماز زکوٰۃ وغیرہ جیسا مال ہو اور اسکے جاتے رہنے سے زیادہ کوئی مفلسی نہیں ہو سکتا ۱۲ ف۳ سینگوں والی بکری کے سینگ توڑدیئے جاوینگے اور سینگوں والی کو سینگ دیدیئے جاویں تاکہ وہ اپنا بدلہ لیلے ۱۲۔

(۵۸۹) حضرت معاویہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ کو لکھا تھا آپ مجھے ایک خط لکھیے اور اسمیں مجھے (کچھ) نصیحت کریئے (مگر) مختصر ہو حضرت عائشہ نے (اس مضمون کا خط لکھا السلام علیک اما بعد واضح ہو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی لوگوں کی خفگی میں خدا کی رضامندی تلاش کریگا اللہ لوگوں کی محنت سے اُسے بچا لیگا اور جو کوئی خدا کی خفگی میں لوگوں کا راضی کرنا چاہے[۵۱] گا اُسے خدا لوگوں کے سپرد کر دیگا اور باقی تم پر سلام ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۵۹۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ[۵۲] نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں پر یہ شاق گذرا اور بولے یا رسول اللہ ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اس سے یہ مراد نہیں ہے اس سے تو صرف شرک مراد ہے کیا تم نے لقمان کی بات جو اُسنے اپنے بیٹے سے کہی تھی نہیں سُنی یا بنیّ لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (ترجمہ اے میرے ننھے سے بچے خدا کے ساتھ شرک نکرو واقعی شرک بہت بڑا ظلم ہے) ایک روایت میں یہ ہے (کہ آپنے فرمایا) جیسے تم گمان کرتے ہو یہ اسطرح نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد وہ بات ہے جو کہ لقمن نے اپنے بیٹے سے کہی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۹۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سب سے بُرے مرتبہ والا وہ بندہ ہوگا جسنے غیر کی دنیا کیواسطے اپنی آخرت کھو دی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نامۂ اعمال تین طرح کے ہونگے ایک نامۂ اعمال ایسا ہوگا کہ جو کچھ اُسمیں لکھا ہوگا اُسے خدا نہیں بخشیگا اور وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک مقرر کرنا ہے (جو ہرگز معاف نہوگا) اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے انّ اللہ لا یغفر ان یشرک بہ (ترجمہ خدا اپنے ساتھ شرک کرنیکو نہیں بخشیگا) اور ایک نامۂ اعمال ایسا ہوگا کہ اُسے خدا یونہی نہیں چھوڑیگا اسمیں بندوں کے باہمی ظلم ہونگے انکا ایک دوسرے سے بدلہ ضرور لیگا یا خدا انہیں سے معاف کرادیگا

[۵۱] یعنے لوگوں کے راضی کرنیکو کوئی کام خلاف خدا و رسول کریگا اسے خدا ونکریم بندوں کے سپرد کر کے ہلاک کرادیگا۔

[۵۲] ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی ملونی نہ کی ان کیلئے بہتری ہے صحابہ نے جانا اسکا مطلب یہ ہے کہ جسنے کچھ ظلم کیا وہ مومن نہیں ہے اس لئے انہیں بڑا رنج ہوا ابھر حضور انور سے پوچھا تو آپنے فرمایا ظلم سے شرک مراد ہے ۱۲۔

اور ایک نامۂ اعمال ایسا ہو گا جسکی خُدا پرواہ نہیں کریگا کہ اسمیں بندوں کے اپنے اور خُدا کے درمیان ظلم ہو گا[۵] اِس کا خدا کو اختیار ہے چاہے اُسے عذاب دے اور چاہے معاف کر دے۔

(۵۹۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تُم اپنے تئیں مظلوم کی بددعا سے بچاتے رہنا کیونکہ وہ (بددعا کرتے وقت) خدا سے اپنا حق مانگتا ہے اور بیشک خُدا کسی حقدار کا حق نہیں روکتا۔

(۵۹۴) حضرت اوس بن شرحبیل سے روایت ہے انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو کوئی ظالم کے ساتھ اُسکی مدد کو چلا گیا حالانکہ اُسے معلوم ہو کہ یہ ظالم ہے تو وہ (دائرہ) اسلام سے باہر نکل گیا۔

(۵۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سُنا کہ بیشک ظالم اپنی جان کے سوا کسی چیز کو ضرر نہیں پہنچا سکتا ابو ہریرہ بولے نہیں بلکہ خُدا کی قسم حُبارٰی بھی ظالم کے ظلم کی وجہ سے اپنے گھونسلے میں (پیاسا) سوکھ کر مر جاتا ہے[۵]۔ یہ چاروں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب بھلی باتوں کے حکم کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۵۹۶) حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم میں سے کوئی بُری بات دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر اسکی طاقت نہ رکھے تو زبان سے[۵] بدلدے اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (بُرا سمجھے) اور یہ (پیچھے کا) بہت ضعیف الایمان کا درجہ ہے یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۵] یعنے اُس میں ایسے گناہوں گے جو بندوں نے خداوندکریم کے کئے ہونگے اُن کا اُسے اختیار ہے چاہے بخشدے چاہے اُنکے بدلے عذاب دے ۱۲ [۵] اُس شخص کی مُراد یہ تھی کہ ظالم کو ظلم کی برائی آخرت میں اپنے ہی تئیں پہنچیگی ابو ہریرہ یہ سمجھ گئے کہ اسنے عموماً کہا ہے اسواسطے انہوں نے جواب دیا یہ بات نہیں ہے بلکہ ظالم کے ظلم کی برائی سے مینہ رُک جاتا ہے اور سننے تنیھے سے جانور گھونسلوں میں ہلاک ہو جاتے ہیں ۱۲ [۵] یعنے اُس کی زبان سے برائی بیان کرے ۱۲۔

(۵۹۷) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حدود خدا میں سستی کرنیوالوں اور اسمیں پڑے ہوئے لوگوں کی مثال اُن لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی پر قرعہ[۱] ڈالا پھر کچھ لوگ اُنمیں سے کشتی کے نیچے کے درجے میں اور کچھ اوپر کے درجے میں ہو گئے پھر نیچے والا پانی کیواسطے اوپر والوں کے پاس گیا اور انہیں اس سے تکلیف پہنچی انھوں نے اُسے اوپر آنے سے منع کیا تو نیچے والوں نے ایک بسولا لیکر کشتی کے نیچے سوراخ کرنا شروع کر دیا پھر اوپر والوں نے آکے کہا تجھے کیا ہوا وہ بولا تمہیں میری وجہ سے ایذا پہنچی تو بغیر پانی بغیر گزارا نہیں ہو سکتا (اسوجہ سے میں یہ کر رہا ہوں) اب یہ لوگ اگر اُس کا ہاتھ پکڑ لینگے تو اسے اور اپنی جانوں کو چھڑا لینگے اور اگر اُسے یونہی چھوڑ دینگے تو اُسے اور اپنے تئیں ہلاک کر دینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۹۸) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک آدمی حاضر کیا جائیگا اور آگ میں ڈال دیا جائیگا پھر جلدی سے اُسکی انتڑیاں آگ میں نکل پڑینگی اور وہ انہیں اسطرح گھمائیگا جیسے کہ پن چکی کا گدھا اپنی چکی کو گھماتا ہے پھر سب دوزخی اُسکے پاس جمع ہو کر کہینگے اے فلانے تیرا کیا حال ہے کیا تو ہمیں بھلی باتوں کا حکم نہیں کرتا تھا اور کیا بری باتوں سے نہیں منع کرتا تھا وہ کہیگا میں تمہیں اچھی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تمہیں بری باتوں سے منع کرتا تھا اور خود وہ کام کیا کرتا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۵۹۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے یا تو تم بھلی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرو اور بری باتوں سے لوگوں کو روکو ورنہ عنقریب خداوند کریم اپنے پاس سے تم پر عذاب بھیجدیگا پھر تم اُس سے دعا مانگوگے اور قبول نہ ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۰۰) حضرت عرس بن عمیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا ہے جس زمین پر کوئی گناہ کیا جاتا ہے جو کوئی وہاں موجود ہو اور اُسے بُرا سمجھے وہ ایسا ہے جیسے کہ وہاں سے

---

[۱] یعنے یہ قرعہ ڈالا کہ اوپر کے درجہ میں کون بیٹھے اور نیچے کے درجہ میں کون بیٹھے قرعہ نکلنے کے بعد کچھ لوگ اوپر کے درجے میں اور کچھ نیچے کے درجے میں بیٹھ گئے اور پانی دونوں درجوں والوں کا اوپر کے درجہ میں تھا اوپر والوں کو انکا آنا جانا برا معلوم ہوا اسوجہ سے نیچے والوں نے اوپر جانا چھوڑ دیا اور نیچے کیطرف کشتی میں سوراخ کرنے لگے یہ گنہگاروں اور گناہ سے روکنے

وہ والوں کی مثال ہے ۱۲

غائب تھا اور جو کوئی اسوقت غائب ہو اور انکو اچھا جانے وہ ایسا ہے جیسے کہ اُس گناہ میں[۱] حاضر تھا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۰۱) حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم (ترجمہ اے ایمان والو تم اپنی جانوں کی حفاظت کرو جسوقت تم خود ہدایت پر ہو گے تو کسی گمراہ کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچائیگی) (اور اس آیت[۲] کو عام سمجھکر اچھی باتوں کا حکم نہیں کرتے اور بُری باتوں سے منع نہیں کرتے ہو) بیشک میں نے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے بیشک لوگ جسوقت بُری بات دیکھیں اور اُسے نہ بدلیں (یعنے لوگو نکو منع نہ کریں) تو قریب ہے کہ خدا انہیں اپنے عذاب میں پکڑ لے یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ ،، ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے اور ابو داؤد کی روایت میں یہ ہے کہ جس وقت لوگ ظالم کو (ظلم کرتے) دیکھیں اور اُسکے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ خدا انہیں اپنے عذاب میں پکڑے اور ابو داؤد کی دوسری روایت میں یہ ہے جس قوم میں گناہ کے کام کئے جاتے ہیں اور لوگ اُنکے بدلنے پر قادر ہوں اور پھر بھی نہ بدلیں تو قریب ہے کہ خدا انہیں عذاب میں پکڑے اور ابو داؤد ہی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جس قوم میں گناہ کے کام کئے جاتے ہیں اور یہ (منع کرنیوالے) بُرے کام کرنیوالوں سے زیادہ ہوں (اور پھر بھی منع نکریں تو خدا انہیں عذاب میں پکڑ لیگا)

(۶۰۲) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی آدمی کسی قوم میں ہو اور اُنمیں گناہوں کے کام کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے بدلنے پر قادر ہوں اور وہ نہ بدلیں تو[۳] انہیں مرنے سے پہلے خداوند کریم عذاب جیسے عذاب میں مبتلا کر دیگا۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جو کوئی دوسرے کو گناہ کرتے دیکھکر گناہ کو بُرا سمجھے وہ اُسکے وبال سے بچا رہیگا خواہ وہاں موجود ہی کیوں نہو اور جو اُسے اچھا سمجھیگا وہ بھی اُسکے گناہ میں شریک رہیگا اگرچہ وہاں موجود نہو ۱۲ [۲] یعنے تمنے اس آیت کا یہ مطلب سمجھ لیا ہے کہ لوگونکو خود اچھا ہونا لازم ہے دوسرونکو چاہے نصیحت کریں یا نہ کریں حالانکہ تمہارا یہ خیال محض غلط ہے اس آیت کا حکم تو اُسوقت ہے جب چپ لوگ ضعیف اور دبے ہوئے ہوں اور بڑے زبردست ہوں اور انکو بُروں سے تکلیف پہنچنے کا ڈر ہو تو خاموشی کرنی کچھ ضرر نہیں دیگی [۳] یعنے باوجودیکہ اُس سے بُرا کام چھڑانے پر قادر ہوں اور پھر بھی نہ چھڑائیں

(۶۰۳) حضرت ابو ثعلبہ خشنی سے اللہ برتر کے اس قول علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم کی تفسیر میں منقول ہے فرماتے تھے یاد رکھو بخدا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی بابت دریافت کیا تھا آپنے فرمایا (اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم لوگو نکو بھلی باتو نکا حکم نکرو اور بُری باتوں سے منع نکرو) بلکہ تم اچھی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرتے رہو بُری باتوں سے لوگو نکو منع کرتے رہو یہانتک کہ جب تم ایسا بخل دیکھو کہ لوگ اسکی فرمانبرداری کرتے ہوں اور ایسی خواہش نفس دیکھو جسکی لوگ پیروی کرتے ہوں اور لوگ دنیا کو پسند کرتے ہوں اور سارے عقلمند اپنی عقل کو اچھا سمجھتے ہوں (یعنے بالکل نکما زمانہ ہو) اور تو کوئی ایسا کام دیکھے کہ اُس سے تو بچ نہیں سکتا (اگر تو انمیں رہے) اس حال میں تو اپنے نفس کو نگاہ رکھ اور عام لوگوں کے حکم کرنے[1] یا ذرا نیکی کرنے ... یاد رکھو بیشک تمہارے بعد ایسے دن ہونگے جنمیں صبر کرنا لازم ہے جو کوئی انمیں صبر کریگا گویا کہ اسنے (اس کام کرنیوالے نیکی کیلئے) انگارہ ہاتھ میں اُٹھالیا اُسکے لئے پچاس آدمیوں کا اجر ہے جو اس جیسا عمل کرتے ہوں صحابہ بولے یارسول اللہ اُسے اُسی قوم کے پچاس آدمیو نکا اجر ملیگا (یا اور لوگو نکا) آپ نے فرمایا اُسے تم میں کے پچاس[2] آدمیو نکا اجر ملیگا) یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۰۴) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد میں خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو قیامت قائم ہونے تک ہوگی مگر سب ذکر کر دیں اُسے یاد رکھا جسے یاد رہا اور بھول گیا جو کوئی بھول گیا اور آپکی فرمائی ہوئی باتو نمیں یہ بات بھی تھی کہ دنیا واقعی شیریں اور سبز ہے اور خدا تمہیں دنیا میں خلیفہ بنانیوالا[3] ہے اور یہ دیکھنے والا ہے کہ تم کیسے کام کرتے ہو یاد رکھو تم دنیا سے بچتے رہنا اور عورتوں (کے شر) سے بچتے رہنا اور ذکر کیا کہ قیامت کے دن ہر ایک عہد شکنی کرنیوالے کیلئے اُسکی عہد شکنی کرنیکے موافق جھنڈا ہوگا اور عام لوگوں (کے شارع سے بدون مشورہ خاص لوگوں کے امیر بنجانے والے) سے بڑا کوئی عہد شکن نہیں ہے اُس کا جھنڈا اُس کے سُرین کے پاس گاڑا جاویگا

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جبوقت بہت ہی ضعیف زمانہ ہو خاموشی اختیار کرنیکا حکم اسوقت ہے ۱۲ [2] باوجودیکہ تم میری صحبت اور مجھ سے علم حاصل کرنیکا شرف رکھتے ہو مگر ایسے شخص کو تم جیسے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملیگا ۱۲ [3] یعنے تمہیں اس کا مالک کرنیوالا ہے اور پھر تمہارا امتحان لیگا کہ تم پھر کیسے عمل کرتے ہو تو خدا کیواسطے کہیں دنیا کے جھگڑوں میں نہ پھنس جانا ۱۲ [4] یعنے جو کوئی عام لوگوں کے مشورہ سے امیر بنجاوے اور خاص لوگوں کا مشورہ نہ لیا گیا ہو تو وہ امیر بھی عہد شکنی کرنیوالوں میں داخل ہے ۱۲۔

آپ نے فرمایا لوگوں کی دہشت سے کہیں تم حق بات کہنے سے نہ رک جانا جبکہ تم اُسے جانتے ہو اور ایک روایت میں ہے
اگر بُری بات دیکھے تو اُسے مٹا دے پھر ابو سعید رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے بُری بات دیکھی اور لوگوں کی دہشت نے
ہمیں اسمیں گفتگو کرنے سے روکدیا پھر آپنے فرمایا یاد رکھو آدم کی اولاد کئے مرتبوں پر پیدا ہوئی ہے بعضے مسلمان
پیدا ہوتے ہیں اور مسلمان ہی زندہ رہتے ہیں اور مسلمان ہی مرتے ہیں اور بعضے کافر پیدا ہوتے ہیں اور حالت کفر میں
میں زندہ رہتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں اور بعضے مسلمان پیدا ہوتے ہیں اور مسلمان ہی زندہ رہتے ہیں اور کافر
مرتے ہیں اور بعضے کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر ہی زندہ رہتے ہیں اور مسلمان مرتے ہیں ابو سعید کہتے ہیں پھر آپنے
غصہ کا ذکر کیا اور فرمایا بعضے وہ لوگ ہیں جنھیں غصہ جلدی سے آجاتا اور جلدی سے چلا جاتا ہے ان دونوں عادتوں
میں سے ایک دوسری کا بدلہ ہے اور بعضے انمیں سے وہ ہیں جنھیں دیر میں غصہ آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے ان دونوں
عادتوں میں سے بھی ایک دوسری کا بدلہ ہے اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنھیں دیر میں غصہ آئے اور جلدی سے چلا جائے
اور بُرے وہ لوگ ہیں جنھیں جلدی غصہ آجائے اور دیر میں جائے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ غصہ سے بچتے رہا کرو کیونکہ
وہ اولاد آدم کے دل پر ایک انگارہ (کیطرح) ہوتا ہے کیا تم اس شخص کی رگوں کے پھولنے اور اُسکی آنکھوں کے سُرخ ہونیکو
نہیں دیکھتے جسے اس (غصہ) میں سے کچھ (غصہ آتا) معلوم ہو تو چاہیئے کہ لیٹ جائے اور اپنے تئیں زمین سے
لگا دے فرماتے ہیں پھر حضور والا نے قرض کا ذکر کرکے فرمایا بعضے تم میں قرض ادا کرنے میں اچھے ہوتے ہیں اور جب انکا کسی پر
قرض ہو تو مانگنے میں بُرے ہوتے ہیں ان دونوں عادتوں میں سے ایک دوسری کا بدلہ (ہو جاتی) ہے اور بعضے انمیں
سے ایسے ہوتے ہیں جو قرض ادا کرنے میں بُرے ہوتے ہیں اور جو انکا کسی پر قرض ہو تو اچھی طرح مانگتے ہیں ان
دونوں عادتوں میں سے ایک دوسرے کا بدلہ ہے اور تم میں اچھے وہ لوگ ہیں کہ جب انپر قرض ہو تو اچھی طرح ادا کریں
اور اگر ان کا کسی پر قرض ہو تو اچھی طرح طلب کریں اور تم میں بُرے وہ لوگ ہیں کہ اگر انکے ذمہ قرض ہو تو بُری طرح
ادا کریں اور اگر ان کا کسی پر قرض ہو تو بُری طرح طلب کریں (حضور انور عرصہ تک یہ بیان کرتے رہے) ایہا انتف

ف۱ اس سے حجاج وغیرہ کی بُری باتیں مراد ہیں جنکے بیان کرنے سے ابو سعید قاصر تھے ۱۲ ف۲ آنحضور نے چار قسمیں بیان کیں حالانکہ بلحاظ
قیاس عقلی دو قسمیں اور نکلتی ہیں ایک وہ جو مسلمان پیدا ہو اور کافر زندہ رہے اور مسلمان مرے دوسرے وہ کہ کافر پیدا ہو اور حالت
زندگی میں مسلمان رہے پھر کافر ہی ہو کر مرے شاید حضور انور نے صرف ابتدا و انتہا کا خیال کیا ہوگا ۱۲ ف۳ یعنے بُری اور اچھی عادت
ایک دوسری کا بدلہ ہو جاتی ہیں نہ کچھ بُرائی کا وبال اسکے ذمہ رہتا ہے نہ نیکی کا کچھ ثواب ملیگا ۱۲ ف۴ جولان کی حرارت کا صریح نشان ہے
ف۵ یعنے تقاضہ کرنے میں قرضدار و نکو طرح طرح کی تکلیف پہنچاتے ہیں ۱۲

کہ جب سورج کھجوروں کے درختوں کی چوٹی اور دیواروں کے کناروں پر پہنچگیا (یعنے عصر کا وقت ہو گیا) تو فرمایا یاد رکھو بہ نسبت گزرے ہوئے زمانہ کے اب دنیا کا زمانہ صرف اتنا باقی رہگیا ہے جتنا کہ تمہارا آج کا دن بہ نسبت گزرے ہوئے وقت کے اسوقت باقی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۰۵) سعید بن فیروز) ابو البختری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگ اسوقت تک ہرگز ہلاک نہ ہونگے جبتک اُنکے گناہ بکثرت نہ ہونگے[۱]۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۰۶) عدی بن عدی کندی کہتے ہیں ہمارے آزاد کئے ہوئے غلام نے ہمسے حدیث بیان کی کہ اُسنے میرے دادا سے سُنا وہ کہتے تھے یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اللہ بر تر عام لوگونکو بعضے[۲] لوگوں کے عملوں پر عذاب نہیں کرتا یہانتک کہ اکثر لوگ اپنے درمیان بُرے کام (کرنیوالوں) کو دیکھیں اور اُنہیں [illegible] پر قدرت ہو اور پھر بھی [illegible] ہیں جب لوگ اسطرح کرینگے تو اللہ عام اور خاص لوگوں (سب) کو عذاب کریگا۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۶۰۷) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بنی اسرائیل گناہوں میں گرفتار ہو گئے تو اُنکے عالموں نے اُنہیں منع کیا اور وہ باز نہ آئے پھر عالم اُنکی مجلسوں میں اُنکے ساتھ[۳] بیٹھے رہے اور اُنکے ساتھ کھاتے پیتے رہے پھر اللہ نے اُنکے ایک دوسرے کے دل ملا دیئے[۴] اور حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی اُنپر لعنت کی اور یہ اُنکی نافرمانی اور زیادتی کرنیکے سبب سے ہوا عبد اللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے تم ہرگز نجات نپاؤگے جبتک کہ اُنہیں منع نکرو یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بخدا تم بھلی باتوں (کے کرنے) کا حکم کرو اور بُری باتوں سے منع کرو اور ظالم کے ہاتھ پکڑو اور اُسے روک کر حق بات کیطرف مائل کرو اور اُسے حق بات پر ساکن (یعنے حق بات چھوڑنے نہ دو) ورنہ خدا وند کریم تم میں سے بعضوں کے دل بعضوں سے ملا دیگا پھر

[۱] یعنے جسوقت لوگ بہت گناہ کرنے لگیں گے تو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہونگے ۱۲ [۲] یعنے تھوڑے لوگوں کے گناہ پر سب کو نہیں پکڑیگا ۱۲ [۳] یعنے اُنسے علیحدگی اختیار نکی جو کہ عالموں پر لازم ہے کیونکہ عالموں کو بُرے لوگوں سے الگ رہنا اور صرف نصیحت کرنی فرض ہے ۱۲ [۴] یعنے اُنکی بُرائی کا کچھ اثر عالموں پر بھی پڑ گیا ۱۲۔

پھر تم پر بھی لعنت کریگا جیسے اُنپر لعنت کی۔

(۶۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اُس رات (یعنے شب معراج) میں نے کتنے آدمیوں کو دیکھا کہ انکے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں جبرئیل بولے یہ لوگ آپکی اُمت کے واعظ ہیں جو لوگوں کو بھلی باتوں کا حکم کرتے تھے اور اپنی جانوں کو بھول جاتے (یعنے خود عمل نکرتے) تھے یہ حدیث (مصابیح والے نے) شرح سنت میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ایک روایت میں ہے جبرئیل بولے یہ آپکی وہ اُمتی ہیں جو اچھی باتیں کہتے اور خود نہیں کرتے تھے اور خدا کی کتاب پڑھتے تھے اور اُس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔

(۶۰۹) حضرت عمار بن یاسر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر) آسمان سے روٹی اور گوشت[۱] کا دسترخوان اُتارا گیا تھا اور یہ حکم دیا گیا تھا کہ خیانت نکرنا اور نہ کل کے واسطے ذخیرہ کرنا پھر اُن لوگوں نے خیانت کی اور ذخیرہ کرنے لگے اور کل کے واسطے اُٹھا رکھا پھر اُنکی صورتیں بندروں اور سوروں کی سی ہو گئیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۶۱۰) حضرت عمر بن الخطاب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اخیر زمانہ میں میری اُمت کو اپنے بادشاہ کیطرف سے سختیاں پہنچینگی اور اُس[۲] (آدمی کے علاوہ جسنے دین خدا کے اسور سیکھے اور اُسکی ترقی کے لئے اپنی زبان اور ہاتھ اور دل سے اُسنے جہاد کیا کوئی آدمی نجات[۳] نہیں پائیگا یہ وہ شخص ہے کہ اُسے کمال پہلے پہنچا اور ایک وہ آدمی ہے جسنے خدا کا دین پہچانا اور اُسکی تصدیق کی اور ایک وہ شخص ہے جسنے خدا کا دین سیکھا اور خاموشی اختیار کی پھر جسے اچھا کام کرتے

---

[۱] حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے کہنے سے دُعا کی تھی کہ یا الٰہی ہمارے واسطے آسمانی دسترخوان اُتار دے تاکہ ہم روز مرہ تیری دی ہوئی روزی کھالیا کریں حضرت عیسیٰ کی دعا جناب الٰہی میں مقبول ہوئی مگر یہ ہدایت کر دیگئی کہ اسمیں نہ خیانت کرنا اور نہ بچا کر دوسرے دن کیواسطے اُٹھانا لیکن اُس قوم نے یہ بات نہیں مانی اور انجام کار خود مسخ ہو گئے ۱۲۔

[۲] یعنی جو کوئی دینی رسم سیکھے اور بڑے کاموں کو زبان سے بُرا کہے اور دل سے بُرا سمجھے اور بس چلے تو ہاتھ سے رد کردے ۱۲ [۳] تمام لوگ اُس عذاب میں گرفتار رہوں گے مگر ایسے لوگوں کو کچھ ضرر نہیں پہنچے گا ۱۲۔

دیکھتا ہے اُس سے غضب کرتا ہے اور جیسے بُرے کام کرتے دیکھتا ہے اُس سے دشمنی رکھتا ہے یہ شخص اپنی اُن اعلیٰ باتوں کے پوشیدہ رہنے پر نجات پائیگا۔

(۶۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ فلاں فلاں شہر معہ بستی والوں کے اُلٹ دو۔ جبرئیل بولے اے پروردگار ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جسنے ایک پل بھر تیری نافرمانی نہیں کی حضور فرماتے ہیں اللہ برتر نے جواب دیا اُس بستی کو معہ اُس شخص اور سارے آدمیوں کے پلٹ دے کیونکہ اس کا چہرہ میرے لیے ایک گھڑی بھی کبھی متغیر نہیں ہوا۔

(۶۱۲) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ بزرگ و برتر قیامت کے دن بندہ سے بطور سوال فرماویگا تجھے کیا ہو گیا تھا جب تو بُری بات دیکھتا تھا تو اُسے بُرا نہیں سمجھتا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اُسے اُسکی حجت سکھلادی جاویگی وہ کہیگا اے پروردگار میں لوگوں سے ڈرتا اور تجھ سے اُمید رکھتا تھا یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۶۱۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے بیشک قیامت کے دن بھلے اور بُرے عمل بصورت آدمی بنائے جائینگے اور لوگوں کے واسطے کھڑے کئے جائینگے اچھے عمل تو اپنے کرنیوالوں کو خوشخبری سُنائینگے اور بھلائی کا اُن سے وعدہ کرینگے اور بُرے عمل کہینگے ہمسے الگ رہو الگ رہو اور وہ لوگ اُسکے ساتھ لپٹے رہنے کے علاوہ جُدا ہونیکی کچھ طاقت نہ رکھینگے یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

کتاب دل کو نرم کرنیوالی باتوں کے بیان میں

پہلی فصل (۶۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں ہیں کہ انہیں بہت سے آدمی فریب کہائے ہوئے ہیں ایک تندرستی دوسرے فارغ البالی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

ہلاک ہونے سے تو کسی جرم میں ہلاک کرتا ہے ۱۲ ۵۲ مُراد یہ ہے کہ لوگوں کے بُرے کام دیکھکر اُس کا مُنہ میرے ڈر سے کبھی تیرہ نہ ہوا ۱۲ ۵۳ یعنے پھر خداوند کریم ہی کیطرف سے جواب نہیں ہو جاویگا تو وہ جواب دیگا ۱۲ ۵۴ کیونکہ جیسے جیسے عمل اچھے یا بُرے کئے ہونگے وہ ہرگز اُنسے جدا نہ ہوسکیگا ۱۲-

(۶۱۴) مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بخدا آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال صرف ایسی ہے جیسے کوئی تم میں سے دریا میں اپنی انگلی ڈالدے پھر اُسے دیکھے کہ وہ انگلی کیا چیز[۱] لیکے پلٹتی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کان کٹے بکری کے مرے ہوئے بچے کے پاس سے نکلے تو فرمایا تم میں سے کونسا آدمی یہ چاہتا ہے کہ اُسے یہ مرا ہوا بچہ بکری کا ایک درہم کے بدلے ہی ملجاوے وہ بولے ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہمیں کسی ذرا سی[۲] چیز کے بدلے ہی ملجاوے آپنے فرمایا خدا کی قسم جیسے تمہارے نزدیک یہ ذلیل ہے خدا کے نزدیک دنیا اس سے زیادہ ذلیل ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۶۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایماندار[۳] کیواسطے قید خانہ اور کافر کے واسطے بہشت ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۱۷) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ کسی مومن کی نیکی کا اجر ضایع نہیں کرتا دنیا میں بھی اُسکے بدلے کچھ دیا جاتا ہے اور آخرت میں اُسے اسکی جزا ملیگی لیکن کافر کو اُن نیک عملوں کے بدلے جو دنیا میں وہ خدا کیواسطے کرتا ہے رزق دیا جاتا ہے جب وہ آخرت میں پہنچیگا تو اُسکی کوئی نیکی نہو گی جسکی[۴] اُسے جزا دیجاوے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ خواہشوں سے ڈھنکی ہوئی ہے اور جنت تکلیفوں سے ڈھنکی ہوئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے مگر مسلم کے نزدیک حجبت کے بدلے حفت ہے (یعنے ڈھنکی ہوئی ہے کی بجائے گھری ہوئی لکھا ہے)

(۶۱۹) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار اور درہم اور چاندی کے بندے ہلاک ہوں کہ انہیں اگر کچھ دیا جاوے تو راضی ہیں اور اگر نہ دیا جاوے تو ناراض ہیں وہ ہلاک ہوں اور سرنگوں ہوں اور جب اُنکے کانٹا چبھے تو کوئی نہ نکالے اور اُس بندہ کو جو راہ خدا میں اپنے گھوڑے

---

[۱] جتنا پانی دریا میں سے انگلی پر لگ آئے دنیا آخرت کے مقابلہ میں اتنی بھی نہیں ہے ۱۲ [۲] ہم اسے حقیر چیز کے بدلے بھی لینا پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ مردار اور بیکار ہے ۱۲ [۳] خواہ مسلمان دنیا میں کیسا ہی آرام سے ہو مگر جو آرام اُسے جنت میں ملیگا اُسکے مقابلہ میں دنیا قید خانہ ہی ہے اور کافر اگرچہ دنیا میں کیسی تکلیف میں ہو مگر دوزخ کی تکلیف کے مقابلہ میں یہ تکلیف جنت کے برابر ہے ۱۲ [۴] اسکے سارے بھلے کاموں کی جزا دنیا ہی میں ملجاتی ہے ۱۲ [۵] جو کوئی خواہشوں اور لذتوں میں رہیگا وہ دوزخ میں جائیگا اور جو سختیاں سہیگا وہ جنت میں جائیگا ۱۲

کی باگ پکڑے ہوئے ہو اور اُس کے سر کے بال بکھرے ہوئے اور پیر خاک آلودہ ہوں مبارکباد دی ہو جیو کہ اگر وہ لشکر کی
حفاظت میں ہوتا ہے تو اچھی طرح حفاظت میں رہتا ہے اور اگر لشکر کے بیچ میں ہوتا ہے تو بیچ میں رہتا ہے
اگر کہیں جانیکی اجازت مانگتا ہے[۱] تو کوئی اُسے آنے نہیں دیتا اور اگر سفارش کرتا ہے تو کوئی اُسکی سفارش قبول نہیں کرتا
یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۲۰) حضرت ابو سعید خدری نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جس
چیز کا میں اپنے پیچھے تم پر خوف کرتا ہوں وہ وہ ہے جو کہ دُنیا کی تازگی و زینت تمہیں نصیب ہو گی ایک شخص بولا
یارسول اللہ کیا بھلائی برائی کو لاتی ہے آپ خاموش ہو رہے یہانتک کہ ہمنے جانا کہ آپ پر وحی اُتر رہی ہے ابو سعید
کہتے ہیں پھر آپنے اپنا پسینہ پونچھا اور فرمایا سائل کہاں ہے گویا آپ نے اسکی تعریف کی پھر فرمایا واقعی بھلائی
بُرائی کو نہیں لاتی اور بیشک ان چیزوں میں سے جو موسم بہار میں اُگتی ہیں بعض وہ چیزیں ہیں جو کھانیوالے کو
مار ڈالتی یا قریب ہلاکت کر دیتی ہیں [illegible] سبزی [illegible] گھانس کھانیوالا یہانتک کھائے کہ اُسکی کوکیں
تن جائیں پھر دھوپ کی طرف سامنے بیٹھے[۲] اور [illegible] پھینکدے [illegible] پیشاب کیا پھر دوبارہ آ کے
کھایا [illegible] سبز شیریں ہے جو کوئی اسکو اسکے حق سے لے [illegible] حق کی جگہ میں رکھے
وہ [illegible] اس شخص کی طرح ہو گا جو کھاتا ہے اور
اسکا پیٹ نہیں [illegible] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۲۱)[۳] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں تم پر فقیری
(آنے) سے نہیں [illegible] تم پر دنیا [illegible] خوف ہے جیسے کہ ان لوگوں پر فراخ ہوئی تھی
جو تم سے پہلے تھے پھر تم بھی اُسکی رغبت کرنے لگو جیسے انہوں نے رغبت کی تھی پھر دُنیا بھی تمہیں ہلاک کر دے
جیسے انہیں ہلاک کر دیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
دُعا کی یا الٰہی اولاد محمدؐ کی روزی بقدر قوت[۴] (لا یموت) کر دے اور ایک روایت میں ہے بقدر کھانے پینے

---

۱ یعنی لوگوں کی نظر میں ایسا حقیر ہوتا ہے کہ کوئی اسے اپنے پاس آنے نہیں دیتا اور کوئی اسکی بات بھی نہیں سنتا ۱۲ ۲ وہ نہیں ہلاک ہو گا
اس شخص کی مثال ہو جو کبھی گناہ کر لیتا ہو تو فوراً نادم ہو کر توبہ کر لیتا ہو ۱۲ ۳ مجھے اسکا کچھ ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد فقیر ہو جاؤ گے بلکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں دنیا
تمہیں بقدر نہ ملے اور تم پہلوں کی طرح اُسکی محبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاؤ ۱۲ ۴ یعنی اسقدر کھانیکو دیدے جس سے آدمی زندہ رہے بھوک کے مارے مرے نہیں ۱۲

کے ذکر دے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان ہوگیا اور اُسے کہانے پہنے کے موافق رزق دیا گیا اور اُسنے خدا کے دیئے ہوئے پر قناعت کی اُسنے عذاب خدا سے نجات پالی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کہتا ہے میرا مال ہے میرا مال ہے بیشک جو کچھ اُسکے پاس مال ہے وہ تین قسم کا ہے ایک جو کہا لیا تمام کردیا دوسرے[۱] جو کچھ پہن کے پرانہ کردیا تیسرے کسی[۲] کو کوئی چیز دیدی ہو اور آخرت کے لئے جمع کردی اور اسکے علاوہ جو کچھ ہے وہ جانا رہنے والا اور بندہ اُسنے لوگوں کے واسطے چھوڑ جانیوالا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۲۵) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین چیزیں مُردے کے ساتھ جاتی ہیں پھر دو چلی آتی ہیں اور ایک اُسکے ساتھ رہتی ہے اُسکے ساتھ اُسکے گھر والے اور اُسکا مال اور عمل جاتا ہے پھر گھر والے اور مال تو چلے آتے ہیں اور اُسکا عمل ساتھ رہتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۲۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں ایسا کون ہے جسے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو وہ بولے یا رسول اللہ ہم میں ایسا کوئی نہیں ہے جسے اپنے وارث کا مال[۳] اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو آپنے فرمایا ہر شخص کا مال وہی ہے جو وہ آگے بھیجدے اور وارث کا مال وہ ہے جو وہ پیچھے چھوڑ جائے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۲۷) مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر پڑھ رہے تھے (ترجمہ مال کی بہتایت نے تمہیں آخرت سے غافل کردیا) آنحضور نے اِس کے بیان میں فرمایا آدم زاد کہتا ہے میرا مال ہے میرا مال ہے پھر فرمایا اے آدم زاد تیرا مال وہی ہے جو چیز تونے کہا کر خرچ کردی یا پہن کے پہاڑ دی یا صدقہ کرکے اپنی آخرت کے واسطے چھوڑ دی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۶۲۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تونگری مال کی کثرت سے[۴] نہیں

---

[۱] انہیں بہی کہانا اور پہننا دنیا ہی کیلئے ہے اور خدا کیواسطے دنیا ہمیشہ کے گہر کیواسطے جمع کرنیکو ہے ۱۲ [۲] کیونکہ آدمی کو اپنے مال کا ہر طرح خرچ کرنے اور تصرف کرنیکا اختیار ہوتا ہے چاہے باپ یا بیٹیا ہی کیوں نہو کچھ اختیار نہیں ہوتا ۱۲ [۳] کیونکہ آدمی کتنا ہی مالدار ہو دس تونگر نہو اسے تونگر نہیں کہتے سعدی شیرازی گلستاں میں فرماتے ہیں تونگری بدل ست نہ بمال۔ بزرگی بعقل ست نہ بسال ۱۲

ہوتی اصل تونگری دل کی تونگری ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۶۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو مجھ سے یہ چند کلمے حاصل کرے پھر اُن پر عمل کرے یا ایسے لوگوں کو سکھا دے جو اُن پر عمل کریں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنکر بتائیں[۱] کہ حرام چیزوں سے تو بچارہ پھر تو بڑا عابد ہو جاویگا اور[۲] جو کچھ خدا نے تیری قسمت کا تجھے دیا ہو اُس پر راضی رہ پھر تو سب سے زیادہ تونگر ہو جاویگا اور اپنے[۳] پڑوسی کیساتھ احسان کر اس سے تو مسلمان (کامل ہو جاویگا اور[۴] لوگوں کے واسطے وہی بات پسند کر جو تو اپنے واسطے پسند کرتا ہو پھر تو (سچا) مسلمان ہو جاویگا اور زیادہ[۵] نہ ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ برتر ارشاد فرماتا ہے کہ اے آدم زاد تو میری عبادت کیواسطے اپنا دل فارغ کرلے[۲] میں تیرے سینے کو تونگری سے بھردونگا اور تیری فقیری دور کردونگا اور اگر تو یہ نکریگا تو میں تیرے ہاتھ کو دُنیا کے دھندوں سے بھردونگا اور تیری احتیاج پوری نہیں کرونگا۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کی عبادت اور مشقت کا اور دوسرے آدمی کی پرہیزگاری کا ذکر کیا گیا آنحضرت نے فرمایا اسے (یعنے زیادہ عبادت کو) تم پرہیزگاری یعنے تقوے کے برابر نہ سمجھو (پرہیزگاری اُس عبادت سے[۳] بدرجہا افضل ہے جسکے ساتھ تقوی نہو) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۲) حضرت عمرو بن میمون اودی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ ان پانچ (حالتوں) کو پانچ (حالتوں سے پہلے) غنیمت گنا ایک جوانی کو اپنی بڑھاپے سے پہلے اور اپنی تندرستی کو بیماری سے پہلے اور اپنی تونگری کو فقیری سے پہلے اور فارغ البالی کو شغلوں سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک ایسی تونگری کا جو گنہگار بنانیوالی ہو یا ایسی غریبی کا جو خدا کو بھلا دینے والی ہو یا ایسی بیماری کا جو بدن کی

---

[۱] جیسے کہ اکثر لوگ انگلیوں پر گنکر باتیں بتاتے ہیں ۱۲ [۲] یعنے میری عبادت میں دل لگائے رکھ ۱۲ [۳] کیونکہ اگر تقوی نہو گا تو محض عبادت نماز روزہ کچھ کام نہ آئیگا کیونکہ تقوی جزو ایمان ہے ۱۲

بگاڑنیوالی ہو یا ایسے بڑھاپے کا جو بے عقل کر دینے والا ہو یا ناگہاں آجانیوالی موت یا دجّال کا انتظار کرتا ہے[1] (حالانکہ یہ سب بُری چیزیں ہیں) اور دجّال چھپی ہوئی شر ہے جسکا لوگ انتظار کرتے ہیں یا قیامت کا (انتظار کرتے ہیں) حالانکہ قیامت بہت سخت اور کڑوی ہے یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۴) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو کہ دُنیا پر لعنت کیگئی ہے خدا کے ذکر اور خُدا کے دوستوں اور عالم اور علم سیکھنے والے کے علاوہ جو کچھ دُنیا میں ہے[2] سب پر پھٹکار ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۳۵) حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خُدا کے نزدیک مچھر کے پَر برابر بھی دنیا (کی حقیقت) ہوتی تو اُس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۳۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا کا سامان اختیار نہ کرنا کہ کہیں تم دُنیا (کی محبت) میں نہ مبتلا ہو جاؤ یہ حدیث ترمذی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۷) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جسنے اپنی دنیا (یعنی امور دنیا) سے محبت کی اُسنے اپنی آخرت خراب کر دی اور جو کوئی آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دُنیا کو خراب کر دیتا ہے لہٰذا تم باقی کو فانی پر اختیار کیا کرو[3] یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۸) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ دینار اور درہم کے بندے[4] پر لعنت کیگئی ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۳۹) حضرت کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنے ہر ایک تم میں سے ایسی باتوں کا منتظر ہے جو اسکے حق میں مضر ہیں کوئی تونگری کا منتظر ہے جو گنہگاری کا سبب ہے کوئی مفلسی کی خواہش کرتا ہے حالانکہ زیادہ مفلسی خدا کو بھلا دیتی ہے کوئی بیماری یا بڑھاپے کا انتظار کرتا ہے جو کہ بدن بگاڑنے اور عقل کھونے والے ہیں اور ایسی ہی ناگہانی موت اور دجّال اور قیامت کا انتظار کرنا بُرا ہے ۱۲ [2] یعنے دنیا کی ساری چیز دنیز پھٹکار ہے صرف خدا کا ذکر اور خدا کے دوست اور علماء اور طالبعلم اس سے مستثنیٰ ہیں اور طالبعلم سے علم کی باتیں سیکھنے والے لوگ مراد ہیں ۱۲ [3] یعنے دنیا فنا ہونیوالی اور آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنیوالی ہیں لہٰذا تم آخرت پر دُنیا کو پسند نکیا کرو ۱۲ [4] یعنے جو کوئی درہم و دینار کی محبت میں گرفتار ہے وہ خدا کی رحمت سے دور رہے ۱۲

نے فرمایا جو دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں وہ اُن بکریوں میں آدمی سے زیادہ خرابی کرنیوالے نہیں ہیں جو کہ مال و جاہ پر حرص[۵] کر کے اپنے دین میں خرابی کرتا ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۶۴۰) حضرت خبابؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مومن جو کچھ خرچ کریگا اُس کا اُسے اجر ملیگا مگر خاک میں خرچ کرنیکا کچھ اجر نہ ملیگا (یعنے مکان بنانے میں کچھ ثواب نہیں ہوگا) یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب (جگہ) خرچ کرنا راہ خدا میں خرچ کرنا ہے رہا مکان بنانا اسمیں کچھ بہتری[۵] نہیں ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۴۲) حضرت انسؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے تو ہم بھی آپکے ہمراہ تھے آپنے ایک اونچا گنبد دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے آپکے صحابیوں نے فرمایا یہ فلانے انصاری آدمی کا گنبد ہے آپ چُپ ہو رہے اور اُسے اپنے دل میں رہنے دیا یہاں تک جب اُس کا مالک آیا تو اُسنے اور لوگوں کے سامنے آپکو سلام کیا آپنے اُسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا آپنے کئی دفعہ اسیطرح کیا یہانتک کہ اُس شخص نے آپکی ناراضگی اور اپنے طرف سے آپ کا مُنہ پھیر لینا پہچان لیا اور اپنے دوستوں سے اسکی شکایت کی اور کہا بخدا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ناراض معلوم ہوتے ہیں نہ معلوم اسکی کیا وجہ ہے لوگوں نے کہا حضور انور باہر تشریف لیگئے تھے تو تیرا گنبد دیکھا تھا (شاید اس وجہ سے ناراض ہوں) اُس نے جاکے وہ گنبد ڈھا دیا اور زمین کے برابر کردیا ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لیگئے تو تشریف لیگئے آپنے وہ گنبد نہ دیکھا کہا وہ گنبد کیا ہوا اصحابؓ نے عرض کیا ہمسے اُس گنبد والے نے آپکے مُنہ پھیر لینے کی شکایت کی تہی ہمنے اُسسے سبب بیان کیا تو اُسنے اسے ڈھا دیا بعد ازاں آپنے فرمایا یاد رکھو بیشک ہر عمارت اپنے بنانیوالے کے حق میں وبال ہے مگر جو بیفائدہ نہو اور اُسکی از حد ضرورت ہووے (وہ وبال نہیں ہے) یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۴۳) حضرت ابو ہاشم بن عتبہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تہی (یعنے یہ) کہا تہا تجھے مال جمع کرنیکیلئے صرف[۵] ایک خدمتگار اور راہ خدا میں جانیکو ایک سواری کافی ہے۔ یہ حدیث امام احمد

---

[۵] یعنے اتنے بھوکے بھیڑیوں سے بکریوں کے ریوڑ میں خرابی نہیں آتی جتنی کہ مال و جاہ پر حرص کرنیوالے آدمی کے دین میں حرص سے خرابی آتی ہے ۱۲ [۵] یعنے جو ضرورت سے زیادہ ہو مگر بقدر ضرورت مکان بنانے میں کچھ حرج نہیں ہے ۱۲ [۵] یعنے ایک خدمتگار خدمت کرنیکو اور سواری راہ خدا میں یعنے جہاد یا حج یا علم پڑھنے جانیکو جسکے پاس ہو اُسے اتنا ہی مال جمع کرنا کافی ہے زیادہ بیکار ہے ۱۲

اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ابو ہاشم بن عُتبہ سے منقول ہے تے کے بدلے دال (یعنے عُتبہ کے بدلے عُتبَد) ہے اور یہ غلط ہے۔

(۶۴۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم زاد کا ان تین چیزوں کے سوا اور کچھ حق نہیں ہے ایک گھر جسمیں رہتا ہو دوسرے کپڑا جس سے اپنا ستر ڈھانکے تیسرے خشک روٹی اور پانی (جس سے بھوک پیاس روکے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۴۵) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے آکے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ جب میں وہ عمل کروں تو خدا مجھسے محبت کرنے لگے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں آپنے فرمایا دُنیا سے الگ ہو جا خدا تجھے چاہنے لگیگا اور لوگوں کے مال وجاہ کی خواہش نکر لوگ تجھسے محبت[۱] کرنے لگینگے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۴۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر سو گئے تھے اور آپکے بدن مبارک پر نشان پڑ گئے تھے ابن مسعود نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم آپکے لئے بچھونا بچھا دیں اور آپکے لئے (عمدہ سامان) تیار کر دیں تو کیا اچھا ہو۔ آپنے فرمایا مجھے دُنیا سے کچھ غرض نہیں ہے میری اور دُنیا کی مثال صرف اُس سوار جیسی ہے جو درخت کے نیچے سایہ میں ٹھہر کر چلا گیا اور اُس درخت کو چھوڑ دیا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۴۷) ابو امامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا میرے دوستوں میں سب سے زیادہ رشک کے قابل میرے نزدیک وہ ایماندار شخص ہے جو سبک[۲] دوش ہے اور نماز کیطرف اسکو نصیب والا ہو (یعنے) اپنے پروردگار کی عبادت اچھی کرتا ہو اور پوشیدگی میں (بھی) اُسکی فرمانبرداری کرتا ہو اور لوگوں میں وہ گمنام ہو کوئی اُسکی طرف انگلی سے اشارہ نکرتا ہو اور اُس کا

حاشیہ ۱ خلاصہ یہ کہ دُنیا کے جاہ وجلال پر خیال نہ کر خدا اور تمام لوگ تجھ سے مُحبت کرنے لگیں گے ۱۲۔

ح ۲ ایسے ہی ہمیں دُنیا سے تعلق رکھنا چاہیئے کہ دُنیا کو درخت کا سایہ تصور کرکے تھوڑی دیر آرام لے لیں اُسے قیامگاہ نہ تصور کریں کیونکہ آخر میں اُسے چھوڑنا ہے اور ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے ۱۲ ح ۳ یعنے جو اہل وعیال اور دُنیا سے خشک اور ہلکا ہو اور نماز اچھی طرح پڑھتا ہو وہ شخص پکا ایماندار ہے اور وہ اس قابل ہے کہ لوگ اُس سے رشک کریں اور مراد رشک سے یہ ہے کہ لوگ اُسکے اچھے کام دیکھکر یہ خواہش کریں کہ ہم بھی ایسے ہو جاویں یہ مقصود نہیں ہے کہ لوگ اُس سے حسد کریں اور یہ چاہیں کہ یہ بات اسکی جاتی رہے ۱۲۔

رزق بقدر ضرورت ہوا اور اُسپر صبر کرے پہر آپ نے اپنے ہاتھ سے[1] چٹکی بجاکر فرمایا اُسے موت جلد آتی ہے اور اُسکی روںنیوالی عورتیں کم ہوتی ہیں اُس کے وارث بہی کم ہوتے ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۶۴۸) حضرت ابو امامہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار نے مجہہ سے یہ ظاہر کیا کہ تیرے لیئے مکہ کے کنکر سونے کے ہوجاویں مینے عرض کیا کہ اے پروردگار نہیں (میں نہیں چاہتا) لیکن میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں ایک دن پیٹ بہر کر کہالوں اور ایک دن بہوکا رہوں تاکہ جسوقت بہوکا ہوں تو تیرے آگے عاجزی وزاری کروں اور تجہے یاد کروں اور جسوقت میرا پیٹ بہر جائے تو تیری تعریف اور تیرا شکر (ادا) کروں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۶۴۹) عبید اللہ بن محصن کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے اپنی جہونپڑے سے مکان میں[2] صبح کو امن وامان اور اپنے جسم کی عافیت سے اُٹھے اور اُسکے پاس اُسدن کی خوراک ہو گویا کہ اُسکے پاس ساری دُنیا جمع ہوگئی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۵۰) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے کہ آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے[3] زیادہ بُرا نہیں بہرا آدم زاد کو چند لقمہ جو اُسکی پیٹہہ کو سیدہا رکہیں کافی ہیں پہر اگر اُسے پیٹ بہرنا ضرور ہو تو تہائی پیٹ کہانے سے اور تہائی پانی سے بہرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکہے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۶۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ڈکاریں لیتے سُنا تو فرمایا اپنی ڈکاریں کم کر کیونکہ قیامت کے دن وہ شخص سب سے زیادہ بہوکا ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ[4] بہرتا ہوگا یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے اور اسی طرح ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۶۶۲) حضرت کعب بن عیاض فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے بیشک ہر ایک امت کیواسطے آزمایش ہے اور میری امت کی آزمایش مال[5] ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

---

[1] یعنے چٹکی بجاکے یہ جتایا کہ اُسے ایسے جلد چٹکی بجاتے ہیں موت آجاتی ہے ۱۲ [2] اس سے گذارے کے لایق چہوٹا سامکان مراد ہے اور یہ لفظ سرب کا ترجمہ ہے اسکے معنے یہ بہی ہوسکتے ہیں کہ جو کوئی اپنے بال بچوں میں امن وامان کے ساتہہ صبح کو اُٹھے ۱۲ [3] یعنے آدمی جو برتن کسی چیز سے بہرتا ہے اُنمیں پیٹ سے زیادہ کوئی بُرا نہیں ہے جیسے آدمی کہانے سے بہرتا ہے ۱۲ [4] چونکہ ڈکاریں اکثر پیٹ بہر لینے کے بعد آتی ہیں اس خیال سے آپ اس سے فرمایا کہ زیادہ پیٹ بہر کر نہ کہا کیونکہ زیادہ کہانیوالا قیامت کے دن بہوکا ہوگا ۱۲ [5] یعنے میری اُمت کو مال دیکر آزمایا

(۶۶۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن آدم کی اولاد اس طرح لائی جاویگی جیسے کہ بکری کا بچہ ہوتا ہی اور وہ خداوند کریم کے سامنے کھڑے کئے جاوینگے اُن سے خدا تعالیٰ پوچھیگا میں نے تمہیں (صحت وغیرہ) عطا کی تھی اور سامان دیا تھا اور طرح طرح کی نعمتیں دی تہیں پھر تم نے (اُنکے شکر میں) کیا کام کیا وہ کہینگے اے پروردگار میں نے اُسے جمع کیا اور بڑہایا اور جسقدر تھا اُس سے بہت زیادہ میں چھوڑ آیا تو مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیجدے میں وہ سارا مال تیرے پاس لے آؤنگا پھر خدا تعالیٰ فرماویگا مجھے دکھلا تو کیا لایا ہے وہ کہے گا اے پروردگار میں نے مال کو جمع کیا اور اسی بڑہایا اور جسقدر تھا اُس سے بہت زیادہ چھوڑ آیا تو مجھے دوبارہ بھیجدے میں وہ سارا مال تیرے پاس لے آؤنگا۔ بار بار یہی سوال وجواب ہوگا جسوقت (یہ ظاہر ہوگا) کہ اُس بندہ نے کوئی نیک عمل آگے نہیں بھیجا تو اسے جہنم میں بھیجدیا جاویگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہو اور اسے ضعیف کہا ہے

(۶۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس نعمت کا سوال کیا جاویگا وہ یہ ہے کہ اُس سے پوچھا جاویگا کیا[۱] میں نے تیرے بدن کو تندرستی نہیں عطا کی تھی اور کیا میں نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۶۵) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کے قدم اُسوقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹینگے جبتک پانچ باتوں کا نہ سوال کرلیا جاویگا ایک (یہ کہ) اپنی عمر کو کس کام میں صرف کیا دوسرے اپنی جوانی[۲] کو کاہے میں پُرانا کیا اور یہ کہ اپنا مال کہاں سے کمایا[۳] اور کسمیں خرچ کیا[۴] اور اپنی سیکھی ہوئی باتوں میں سے کیا عمل کیا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل

(۶۶۶) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا اے ابوذر تو کالے اور سرخ رنگ والوں سے اچھا[۵] نہیں ہے جبتک تو اُن سے تقوے میں نہ بڑھا ہوا ہو یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] کیونکہ تندرستی اور ٹھنڈا پانی بہی خدا کی نعمت ہے سب سے پہلے سوال ہوگا کہ اُنکا کیا شکریہ ادا کیا ۱۲ [۲] جوانی بمنزلہ ایک عمدہ نئے کپڑے کے ہے جو تھوڑے سے زمانہ میں پُرانا ہوجاتا ہے ایسی ہی جوانی کا زمانہ بہی جلد چلا جاتا ہے آدمی کو اُسکی قدر کرنی چاہیئے اور برے کاموں میں نہ صرف کرے ۱۲ [۳] حلال طور سے کمایا یا حرام سے ۱۲ [۴] اور اچھی جگہ خرچ کیا یا بری جگہ صرف کیا ۱۲ [۵] یعنے اچھا ہونا صورت اور شکل کے اچھے ہونے پر موقوف نہیں ہے اچھا آدمی وہی ہے جو بڑا پرہیزگار ہو ۱۲

کیطرح دمکتا ہوگا اور جو کوئی دنیا کو حلال طریقہ سے مال بڑہانے اور فخر کرنے اور[۱] لوگوں کے دکہانیکو اسطے طلب کریگا وہ خداوند تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ خدا تعالیٰ اُس سے ناراض ہوگا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کی ہے۔

(۶۷۶) حضرت سہل بن سعد روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ نیک کام خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں بہی ہیں اُس بندے کے لئے خوشحالی ہو جسے خدا تعالیٰ نے بہلائی کی کنجیاں اور بُرائی کے روکنے کا سبب بنا دیا اور اُس بندے کے لئے ہلاکت ہو جسے خدا نے بُرائی کی کنجی اور دروازۂ خیر کے بند ہونیکا سبب بنا دیا یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۷۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کے مال میں برکت نہیں دیجاتی[۲] تو وہ اُسے پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔

(۶۷۸) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارتوں میں حرام (مال خرچ کرنے) سے بچتے رہو کیونکہ وہ بربادی کی جڑ ہے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں

(۶۷۹) حضرت عائشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپنے فرمایا کہ دنیا ان لوگونکا گہر ہے جنکا آخرت میں[۳] گہر نہیں ہے اور ان لوگونکا مال ہے جنکا آخرت میں مال نہیں ہے اور اُسے وہی جمع کرتا ہے جسے عقل نہیں ہے یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۶۸۰) حضرت حذیفہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا[۴] آپ خطبہ میں فرما رہے تہے کہ شراب گناہوں کا مجمع ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں[۵] ہیں اور دُنیا کی محبت تمام گناہونکی جڑ ہے حذیفہ کہتے ہیں اور مینے سُنا آپ فرماتے تہے کہ عورتونکو پیچہے رکہا کرو اسلئے کہ اللہ نے اُنہیں[۶] پیچہے رکہا ہے یہ

---

[۱] یعنے جسکی غرض دنیا حاصل کرنیسے مال جمع کرنا اور کثرت مال کیوجہ سے لوگوں پر فخر کرنا اور انہیں دکہانا ہو اُس سے قیامت کے دن خداوند کریم ناراض ہوگا کیونکہ اُسکا تکبر لازم آتا ہے ۱۲ [۲] مراد برکت نہونے سے یہ ہے کہ راہ خدا میں خرچ نہیں ہوتا یعنے جب بندہ کا مال نیک جگہ صرف نہیں ہوتا تو بندہ بیکار جگہوں پر خرچ کرتا ہے جیسے حاجت سے زائد مکان بنانا وغیرہ ۱۲ [۳] یعنے دنیا کو اپنا گہر وہی جانتا ہے جسکا عقبیٰ میں گہر نہو کیونکہ دنیا فنا ہو جانیوالی ہے اور آخرت کے عیش ہمیشہ رہنے والے ہیں پہر جو کوئی اُن عیشوں پر دُنیا کو پسند کرے اُسے عقبیٰ میں وہ عیش نصیب نہوں گی ۱۲ [۴] جیسے رسیونکے جال سے مچہلیاں پکڑی جاتی ہیں ایسی ہی عورتوں کے جال سے شیطان مردونکو پکڑتا ہے لفظ حبال کے معنی رسیاں اور جال ہیں ۱۲ [۵] اللہ نے تمام باتوں میں عورتونکو مردوں سے پیچہے رکہا ہے اسلئے تم بہی انکا مرتبہ ہر بات میں مردوں سے مؤخر رکہا کرو ۱۲

حدیث رزین نے نقل کی ہے اور بیہقی نے یہ حدیث شعب الایمان میں اس ساری حدیث میں سے حسن بصری سے مرسلا
اتنی نقل کی ہے کہ "دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل یعنے سردار ہے"۔

(۶۸۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک سب سے زیادہ
جس بات کا میں اپنی امت پر خوف کرتا ہوں (وہ) خواہش نفس[1] اور امیدوں کی درازی ہے خواہش نفس تو حق سے روکتی ہے
اور امیدوں کی درازی آخرت کو بھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کوچ کرکے چل جانیوالی ہے اور یہ آخرت کوچ کرکے آنیوالی ہے اور
ہر ایک (یعنے) دنیا و آخرت کی اولاد ہے اگر تم سے ہو سکے کہ تم دنیا کی اولاد[2] میں شامل نہ ہو تو تم یہ کرو کیونکہ تم آج کے دن
عملوں کے گھر میں ہو اور کچھ حساب نہیں ہے اور کل آخرت کے گھر میں ہوگے اور عمل نہیں ہوگا یہ حدیث بیہقی نے
شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۶۸۲) حضرت علی فرماتے ہیں دنیا پیٹھ پھیر کر کوچ کرتی ہے اور آخرت سامنے سے آتی ہوئی کوچ کرکے آتی ہے
اور انمیں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں لہذا تم آخرت کے بیٹوں میں شامل رہو یا دنیا کے بیٹوں میں نہ ہونا کیونکہ آج عمل ہے
اور حساب نہیں ہے اور کل (قیامت کے دن) حساب ہوگا عمل نہ ہوگا یہ حدیث بخاری نے ترجمۃ الباب میں نقل کی ہے

(۶۸۳) حضرت عمرو سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور خطبہ میں یہ فرمایا
یاد رکھو دنیا عارضی سامان ہے اسمیں سے نیک اور برے سب کھاتے ہیں یاد رکھو بیشک آخرت کی سچی مدت مقرر ہوئی
ہے اور اسدن بادشاہ خود مختار فیصلہ کریگا یاد رکھو بیشک ساری نیکیاں تمہارے ساتھ جنت میں ہونگی یاد رکھو تمام
برائیاں دوزخ میں[3] ہونگی خبردار! تم عمل کئے جاؤ اور تم اللہ سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ بیشک تمہارے عمل تمہارے
سامنے پیش کئے جائینگے پھر جو کوئی ذرہ بھر نیکی کریگا اسے دیکھے گا[4] اور جو ذرہ بھر برائی کریگا وہ اسے دیکھے گا یہ حدیث
امام شافعی نے نقل کی ہے۔

(۶۸۴) حضرت شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ اے لوگو! واقعی دنیا موجودہ سامان ناپائدار ہے اسمیں سے نیک اور بدکار کھاتے ہیں اور آخرت کا وعدہ
سچا ہے اسمیں منصف قدرت والا بادشاہ حکم کریگا اسدن حق بات کو ثابت اور ناحق کو باطل کریگا تم آخرت کے

---

[1] یعنے مجھے اپنی امت کے حق میں سب سے زیادہ خواہش نفس اور امیدوں کی درازی کا ڈر ہے کہیں میرے امتی اسمیں مبتلا ہو کر حق سے
دور بک جاویں اور آخرت کو نہ بھولجائیں ۱۲ [2] یعنے اسکی طرف متوجہ نہو بلکہ آخرت کے طالب رہو ۱۲ [3] یعنے برائی کی تمام قسمیں دوزخ میں پہنچا
دینے کا سبب ہیں اور بھلائی کی تمام قسمیں جنت میں پہنچانیکا ذریعہ ہیں ۱۲ [4] جیسے جیسے عمل کئے ہونگے اسکی جزا و سزا تمہارے روبرو موجود ہوگی ۱۲

بچو نیں سے ہو جاؤ دنیا کے بچو نیں سے نہو کیونکہ ہر ایک ماں کے ساتھ اُس کا بچہ پیچھے لگا ہوا ہو گا۔

(۶۸۵) حضرت ابو درداء کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج جب نکلتا ہے تو اُسکے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے پکار کر تمام خلائق کو یہ سُناتے ہیں کہ اے لوگو اپنے پروردگار کیطرف آؤ (یاد رکھو) جو مال تھوڑا ہو اور (امر دین میں) کافی ہو وہ اُس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور یاد خدا سے غافل کر دے (یہ دونوں باتیں تمام مخلوق سُن لیتی ہے بجز انسان اور جنات نہیں سنتے یہ دونو حدیثیں ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں نقل کی ہیں۔

(۶۸۶) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے ابو ہریرہ کہتے ہیں جسوقت آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں تو نے کیا عمل آگے بھیجے تھے اور لوگ [illegible] کیا مال چھوڑ گیا یہ[2]
حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۶۸۷) حضرت امام مالک روایت کرتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے چھوٹے سے بچے بیشک لوگوں سے جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے اُسکی مدت دراز ہو گئی ہے [illegible] کیطرف جلد چلے جاتے ہیں اور اے بچے جب سے تو ہوا ہے دنیا کو پشت دے چکا ہے اور آخرت کیطرف متوجہ ہوا ہے اور جس گھر کیطرف تو جاتا ہے وہ گھر تیرے لئے اُس سے زیادہ قریب ہے جس سے تو جاتا ہے یہ [illegible] نے نقل کی ہے۔

(۶۸۸) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کونسا آدمی افضل ہے آپنے فرمایا ہر ایک صاف دل اور سچی زبان والا اچھا آدمی ہے [illegible] سچی زبان والے کو ہم جانتے ہیں (کہ جو کبھی جھوٹ نہ بولے) صاف دل کون ہے آپنے فرمایا وہ [illegible] دل ہے جسکے ذمے گناہ ہو اور نہ ظلم کرنا اور زیادتی [illegible][3] [illegible] بیہقی نے نقل کی ہے

(۶۸۹) حضرت عبداللہ [illegible] روایت کرتے ہیں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں اگر وہ تجھ میں ہوں تو دنیا کے ہوتے نہو نیکا تجھ پر خوف [illegible] امانت کی حفاظت کرنی دوسرے سچ بات کہنی تیسرے نیک خلقی چوتھے کھانے میں [illegible] یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

---

[1] اگر تم دنیا کے بچے یعنی طالب ہو گے تو دنیا کے ہمراہ دوزخ میں جاؤ گے اور اگر عقبیٰ کے خواہاں ہو گے تو جنت میں جاؤ گے ۱۲۔

[2] یعنی فرشتوں میں آدمی کے عملوں کا چرچا ہوتا ہے اور آدمیوں میں مال چھوڑ جانیکا ذکر ہوتا ہے کہ فلاں شخص کتنا مال چھوڑ کے مرا ۱۲۔

[3] یعنی جسکے ذمے نہ کوئی گناہ ہو نہ ظلم و زیادتی اور حسد ہو وہ شخص صاف دل ہے ۱۲۔

(٦٩٠) حضرت امام مالک فرماتے ہیں مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ کسی نے حکیم لقمان[1] سے کہا کہ اس بڑے مرتبہ پر جو ہم تمہیں دیکھتے ہیں تمہیں کس چیز نے پہنچا دیا لقمان بولے اچھی بات بولنے اور امانت ادا کرنے اور بیفائدہ بات چھوڑنے نے پہنچایا ہے) یہ حدیث انہوں نے موطا میں نقل کی ہے۔

(٦٩١) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) عمل آوینگے تو نماز آکے کہیگی[2] اے پروردگار میں نماز ہوں اللہ برتر فرما دیگا تو بھلائی پر ہے پھر صدقہ آکے کہیگا اے پروردگار میں صدقہ ہوں اللہ برتر فرما دیگا تو بھی بھلائی پر ہے پھر روزہ آکے کہیگا اے پروردگار میں روزہ ہوں اللہ برتر فرما دیگا تو بھی بھلائی پر ہے پھر اسی طرح سب عمل آئینگے تو اللہ برتر فرما دیگا بیشک تم بھلائی پر ہو پھر اسلام آکے کہیگا اے پروردگار تیرا نام السلام ہے اور میں اسلام ہوں اللہ برتر فرما دیگا بیشک تو بھلائی پر ہے آج کے دن تیرے ہی سبب سے میں مواخذہ کرونگا اور تیرے ہی وجہ سے میں ثواب دونگا اللہ برتر نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (ترجمہ جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین ڈھونڈ نکالیگا اسکا کوئی عمل قبول نہوگا اور وہ آخرت میں نقصان اور گھاٹے والوں میں سے ہوگا

(٦٩٢) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمارے ہاں ایک (دروازے یا دیوار کا) پردہ تھا جس میں پرندہ جانوروں کی تصویریں (بنی ہوئی) تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اسکو بدل ڈال کیونکہ جب میں اسے دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آجاتی ہے۔

(٦٩٣) ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے اور مختصر کیجئے فرمایا جب تو اپنی نماز کو کھڑا ہو تو اسطرح نماز پڑھ جیسے کوئی سارے (دنیا کو خدا کے سوا) رخصت[3] کرنیوالا ہوتا ہے اور نہ ایسی بات کر جس سے دوسرے دن عذر کرنا پڑے اور جو کچھ لوگوں کے قبضہ میں ہو اس سے ناامید ہو جا۔

---

[1] حکیم لقمان کو بعض لوگ کہتے ہیں نبی تھے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ حکیم اور ولی تھے حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی تھے اور تخمیناً ایک ہزار پیغمبروں کی خدمت میں رہے ہیں پہلے ایک شخص کے غلام تھے ان کی بہت کالی تھی عقل ان میں بہت بڑی تھی ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ ایک ایک کرکے سارے نیک عمل آدمی کی سفارش کرینگے خدا انہیں نرمی سے رخصت کردیگا بعد ان اسلام آکے سفارش کریگا جو کہ اصل اور جامع اعمال ہے تو اسکی سفارش منظور ہوگی ۱۲ [3] یعنی اسطرح نماز پڑھ کہ دنیا سے بالکل اپنا خیال دور کرلے اور خدا کیطرف متوجہ ہو جا ۱۲

(۶۹۴) حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جب اُسے (یعنے مجھے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کیطرف روانہ کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وصیت کرتے ہوئے ساتھ ساتھ روانہ ہوئے معاذ تو سوار تھے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کی سواری کے نیچے[1] پیادہ پا چل رہے تھے جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ بیشک تو اس سال کے بعد مجھ سے نہیں ملیگا اور شاید تو میری اس مسجد میں یا میری قبر پر آویگا (یہ سنکر) معاذ رسولِ خدا کی جدائی کے غم میں رونے لگے پھر آنحضرت نے مڑکر مدینہ کیطرف اپنا منہ پھیر کر فرمایا سب سے زیادہ میرے مقرب[2] پرہیزگار لوگ ہیں جو نسے ہوں اور جہاں کہیں ہوں یہ چاروں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۶۹۵) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فَمَن يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (ترجمہ جسے خدا ہدایت کرنی چاہتا ہے اُس کا سینہ اسلام کیواسطے کھول دیتا ہے) پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک نور جب سینہ میں جاتا ہے تو سینہ فراخ ہو جاتا ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ کیا اسکے لئے کوئی ایسی نشانی ہے کہ جس سے وہ پہچانی جاوے آپنے فرمایا ہاں (ہے) غرور کے گھر[3] سے الگ رہنا اور ہمیشہ کے گھر کیطرف خواہش کرنا اور موت آنے سے پہلے موت کے واسطے آمادہ رہنا

(۶۹۶) حضرت ابو ہریرہ اور ابو خلاد روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اُسے دنیا میں بے رغبتی اور کم بولنا عطا ہوا ہے تو اُس سے قربت حاصل کیا کرو کیونکہ اُسے حکمت سکھائی گئی ہے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

باب فقیروں کی فضیلت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گزراوقات کا بیان

پہلی فصل (۶۹۷) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] معاذ کو حضور انور نے نیچے اترنے سے منع کر دیا تھا ورنہ معاذ نے بار بار عرض کیا یا رسول اللہ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیے ورنہ مجھے بھی اتر لینے دیجئے آپنے فرمایا نہیں معاذ تم سوار ہی رہو اور میں اسواسطے پیدل چل رہا ہوں کہ راہ خدا میں جو کچھ میرے پیروں پر خاک پڑ جائے اُسے میں اس خیر وقت میں غنیمت سمجھتا ہوں۔ یہ آنحضرت کی وفات سے دو ڈہائی ماہ پہلے کا قصہ ہے ۱۲ [2] یعنے مقرب متقی ہیں جس خاندان اور جس قوم کے ہوں کسی قوم کی خصوصیت نہیں ہے اور نہ کسی مقام کی تخصیص ہے خواہ کہیں ہوں اور کوئی ہوں پرہیزگار ہوں ۱۲ [3] غرور کا گھر دنیا ہے جو کوئی دنیا سے الگ رہے اور غرور کے گھر سے اور موت کیواسطے آمادہ رہے اور اُسے برا نہ سمجھے اُس کا دل اسلام کیواسطے کھلا ہوا ہے اور وہ اُس آیت کا مصداق ہے ۱۲

بہت سے لوگ جنکے سر کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلودہ ہوتے ہیں اور دروازوں سے دھکیل دیئے جاتے ہیں ایسے ہوتے ہیں اگر اللہ پر قسم کھالیں[۱] تو اللہ انکی قسم پوری کردے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۹۸) حضرت مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ سعد نے یہ گمان کیا کہ اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر[۲] مجھے بزرگی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں مدد اور روزی ضعیفوں ہی کی وجہ سے ملتی ہے[۳] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۶۹۹) اسامہ بن زید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (معراج کی رات) جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عام لوگ جو اسمیں داخل ہیں فقیر ہیں اور دولتمند (میدان محشر میں) رکے ہوئے ہیں رہے دوزخی [illegible] دوزخ کیطرف (جانیکا) حکم دیدیا گیا [illegible] پھر دوزخ کے دروازے پر میں کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسمیں اکثر رہنے والی عورتیں ہیں[۴] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰۰) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں جھانکا تو اسکے اکثر رہنے والے فقیر [illegible] اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اسکی اکثر رہنے والی عورتیں دیکھیں[۴] یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۰۱) حضرت عبداللہ [illegible] کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مہاجرین فقیر قیامت کے دن دولتمندوں سے [illegible] برس پہلے جنت میں جائینگے یہ حدیث [illegible] نے نقل کی ہے۔

(۷۰۲) [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نکلا تو آپنے اپنے نزدیک والے ایک [illegible] یہ اشراف آدمیوں میں سے ایک آدمی ہے [illegible] اور اگر کسی کی سفارش کرے تو سفارش مانی [illegible] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ایک اور آدمی نکلا تو رسول خدا صلی اللہ [illegible] کے حق میں تیری کیا [illegible] وہ بولا یا رسول اللہ یہ فقیر مسلمانوں میں سے [illegible] اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو کوئی نکاح نکرے اور اگر کسی کی

---

[۱] یعنے جنہیں کوئی اپنے [illegible] نہیں دیتا وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اگر کسی ایسی بات پر خدا کی قسم کھالیں جو انکے اختیار میں نہو [illegible] تم بھی کردیتا ہے ۱۲ [۲] یعنے جو لوگ مجھ سے مال میں کم ہیں وہ سخاوت وغیرہ نہیں کرسکتے وہ کم [illegible] ہیں حضور انور نے فرمایا یہ خیال غلط ہے بلکہ تمہیں بھی انہیں کے طفیل سے روزی ملتی ہے ۱۲ [۳] یعنے وہ [illegible] عورتیں تھیں اور جنت میں [illegible] محتاج تھے جنہیں دنیا میں لوگ حقیر سمجھتے ہیں ۱۲ [۴] کیونکہ عورتوں کی عادت [illegible] ناشکری کرنے اور دوسروں سے حسد رکھنے اور غیبت کرنیکی ہوتی ہے اور یہ باتیں انہیں دوزخ میں پہنچادیتی ہیں

سفارش کرے تو کوئی اُسکی سفارش نہ قبول کرے اور اگر وہ کوئی بات کہے تو اُسکی بات کوئی نہ سُنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص (جسے تو نے حقیر بتایا) اُس جیسے زمین بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے دو روز متواتر کبھی جو کی بھی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہانتک کہ آپکی وفات ہو گئی[۲] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰۴) سعید مقبری ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ کا ایک ایسی قوم کے پاس گذر ہوا جنکے آگے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی انہوں نے ابو ہریرہ کو (کھانے کیلئے) بلایا ابو ہریرہ نے کھانے سے انکار کیا اور کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اسطرح تشریف لیگئے کہ جو کی روٹی سے بھی کبھی پیٹ[۳] نہیں بھرا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۰۵) حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کی روٹی اور بدبودار چربی لیکئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک یہودی[۴] کے پاس اپنی زرہ گروی رکھکر اپنے گھر والوں کے واسطے اُس سے جو قرض لئے تھے راوی کہتے ہیں یعنے حضرت انس سے سُنا وہ کہتے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس کبھی شام کو ایک صاع گیہوں کا نہ ہوتا تھا اور نہ (اور کسی غلہ کے) دانوں کا صاع ہوتا تھا حالانکہ آپکے نو بیویاں تھیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۰۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کھجور کے بوریئے پر لیٹے ہوئے ہیں آپکے اور بوریئے کے بیچ میں کچھ بچھونا نہ تھا آپکے پہلو میں بوریئے کے نشان پڑ گئے ہیں آپ ایک ادھوڑی کا تکیہ سرہانے رکھے ہوئے تھے جسکے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ خدا سے دعا کیجئے تاکہ وہ آپکی اُمت پر فراخی کر دے کیونکہ

---

[۱] یعنے اگر اُس پہلے جیسے آدمیوں سے زمین بھری ہو تو یہ ایک آدمی اُن سب سے بہتر ہے ۱۲ [۲] یعنے آپکی وفات تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دو دن لگاتار جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی ہو ہمیشہ یہی حال رہا کہ ایک دن کھایا تو ایک دن فاقہ ہے اور ایک دن روٹی کھالی تو دوسرے دن کھجوروں ہی پر گذارہ کر لیا ۱۲ [۳] اب آپ کے بعد ہم ایسے ایسے کھانے کیونکر اور کس دل سے کھائیں ۱۲ [۴] آپ نے یہودی سے یا تو اس وجہ سے جو قرض لئے کہ مسلمانوں سے میرا حال چھپا رہے یا اس وجہ سے لئے کہ اگر میں مسلمانوں سے قرض لونگا تو مجھے کوئی قرض نہ دیگا یونہی دیدیگا کہیں دس بیس دفعہ دینے کے بعد گھبرا نہ جائیں یا اُنسے لینا کہیں میری تبلیغ کی اُجرت نہ ہو جائے حالانکہ میں علی الاعلان یہ کہہ رہا ہوں مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ (ترجمہ میں تم سے کچھ اسکی اُجرت ۱۲

فارس و روم (والوں) پر تو فراخی کی ہوئی ہے حالانکہ وہ خدا کی عبادت بھی نہیں کرتے آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا تو ابھی اسی خیال میں ہے وہ ایک قوم ہے جنکے لئے اُنکی نیکیوں کا بدلہ دُنیا ہی کی زندگانی میں جلد ملگیا ہے اور ایک روایت میں ہے کیا تو خوش نہیں ہے کہ اُنکے لئے دُنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۰۷) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ واقعی مینے ستر اصحاب صُفّہ کو دیکھا ہے اُنمیں کوئی ایسا شخص نہ تھا جسکے (تہبند کے اوپر چادر ہو[۱] یا تو صرف تہبند تھا یا کملی تھی کہ وہ اپنی گردنوں میں باندھے رکھتے تھے بعضی ایسی ہوتی تھی جو نصف پنڈلیوں تک ہوتی تھی اور بعضی ایسی ہوتی تھیں جو ٹخنوں تک پہنچی ہوتی تھیں پھر ستر دکھائی دینے کے خوف سے اُسے ہاتھ سے سمیٹ لیتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۰۸) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسوقت کوئی تم میں سے ایسے آدمی کو دیکھے جسے تم سے مال اور صورت میں زیادتی دی گئی ہو تو اُسے چاہئیے کہ ایسے آدمی کیطرف دیکھے جو اس سے کم درجہ ہو یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا تم اپنے سے کمتر شخص کیطرف دیکھا کرو اور اپنے سے زیادہ مرتبہ والیکی طرف نہ دیکھا کرو اور یہی زیادہ مناسب ہے، تاکہ تم اللہ کی نعمت کو جو تمہیں ملی ہے حقیر نہ سمجھو[۲]

دوسری فصل (۷۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقیر دولتمندوں سے پانسو برس پہلے جنت میں جائینگے جو کہ آدھا دن ہوگا[۳] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی

(۷۱۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی یا الٰہی تو مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی ہی پر مجھے ارا اور مسکینوں ہی کے گروہ میں میرا حشر کر تو حضرت عائشہ نے پوچھا یارسول اللہ یہ کیوں آپنے فرمایا بیشک وہ لوگ امیروں سے پانسو برس پہلے جنت میں جائینگے اے عائشہ کسی مسکین کو خالی نہ پھیرو (کچھ نہ کچھ دیدیجئیو) اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی ہو اے عائشہ فقیروں سے محبت رکھو

[۱] یعنے اصحاب صفہ میں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جسکے پاس تہبند اور چادر دونوں ہوں کسی کے پاس تہبند اور کسی کے پاس صرف چادر ایسی ہوتی تھی کہ اُسے گلے میں باندھکر پنڈلیوں تک لٹکا دیتے تھے ۱۲ [۲] کیونکہ جب تم اپنے سے زیادہ خوشحال کو دیکھوگے تو یہ خیال کروگے کہ اسکے مقابلہ میں ہمیں کچھ بھی نہیں دیا گیا اور ناشکری کا کلمہ ہے اور اپنے سے کمتر آدمی کو دیکھوگے تو یہ خیال کروگے کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہمیں اس بندے سے زیادہ دے رکھا ہے ۱۲ [۳] کیونکہ آخرت کا ایکدن ایکہزار برس کا ہوگا اس حساب سے پانسو برس کا آدھا دن ہوا ۱۲ [۴] یعنے میں یہ دعا اسلئے کرتا ہوں کہ مسکین جنت میں امیروں سے پانسو برس پہلے جاوینگے ۱۲

اور اُنہیں اپنا قریب سمجھو بیشک قیامت کے دن خدا تجھے اپنا مقرب بنالیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے ابوسعید سے مسکینوں کے گروہ میں حشر کرنے تک روایت کی ہے۔

(۱۱ ۷) حضرت ابودرداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے (یعنے میری رضامندی) کمزوروں کی جماعت میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں اپنے فقیروں کی برکت سے روزی یا مدد ملتی ہے۔ [۱]

(۲ ۱ ۷) حضرت اُمیہ بن خالد بن عبداللہ بن اُسید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر فقیروں کے وسیلہ سے کفار پر فتح کی دعا مانگتے تھے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۳ ۱ ۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کسی بُرے آدمی کی نعمت پر جو اُسے ملی ہوئی ہو رشک نہ کیا کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اُسے مرنیکے بعد کیا پیش آنیوالا ہے [۲] بیشک اُسکے لئے خدا کے پاس ہلاک کرنیوالی یعنی آگ ہے اور وہ وہاں مرنیکا نہیں (ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیگا) یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۴ ۱ ۷) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ دنیا مسلمان کے حق میں قید خانہ اور قحط ہے جب مسلمان دنیا سے جدا ہو جاتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے چھوٹ جاتا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۵ ۱ ۷) حضرت قتادہ بن نعمان روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندے کو چاہتا ہے اُسے دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶ ۱ ۷) حضرت محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزیں ہیں کہ انکو آدمی بُرا سمجھتا ہے حالانکہ موت مسلمان کیلئے فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی کمی کو بُرا سمجھتا ہے حالانکہ مال کی کمی کیوجہ سے حساب بہت کم ہوگا [۳] یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنی تمہیں روزی اور دشمنوں پر مدد مسکینوں ہی کے طفیل سے ملتی ہے ۱۲ [۲] یعنے تم کسی بُرے آدمی کو خوشحال دیکھکر یہ خیال نہ کیا کرو کہ یہ آرام میں ہے اور ہم باوجود مطیع خدا و رسول ہونیکے تکلیف میں ہیں کیونکہ آخرت میں اُنہیں بڑی بڑی تکلیفیں پیش آئینگی اور تم چین سے ہوگے ۱۲ [۳] یعنے جسکے پاس دنیا میں مال کم ہوگا اُسے قیامت میں حساب کم دینا پڑیگا ۱۲

(۷۱۷) حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے عرض کیا میں آپکو چاہتا ہوں آپنے فرمایا دیکھ تو کیا کہتا ہے وہ بولا خدا کی قسم میں آپکو چاہتا ہوں تین بار (یہی کہا) آپنے فرمایا اگر تو سچا ہے تو فقیری پر صبر کرنیکے لیئے تیار ہو جا البتہ مجھسے محبت رکھنے والیکو[ف۱] فقیری اس سے جلد پہنچتی ہے جیسے کہ نالہ اپنے انتہا کیطرف جاتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی مجھے خدا کے کاموں میں سخت خوف[ف۲] در پیش آئے ہیں حالانکہ کسی کو اسقدر خوف در پیش نہیں آئے اور مجھے راہ خدا میں ایسی ایذا دیگئی ہے جو کسی کو نہیں دیگئی تھی اور مجھپر تیس رات دن ایسے آچکے ہیں کہ میرے اور بلال کے کھانیکو اتنا کھانا نہ تھا جسے کوئی جاندار کھا سکے صرف اتنا تھا جو بلال کی بغل میں چھپا ہوا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے بھاگ کر باہر گئے تو بلال آپکے ہمراہ تھے بلال کے پاس صرف اتنا کھانا تھا جو کہ وہ اپنی بغل میں لیئے[ف۳] ہوئے تھے۔

(۷۱۹) حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمنے بھوک کی شکایت کی اور ہمنے اپنے پیٹ سے ایک ایک پتھر (بندھا ہوا) کھولکر دکھایا اور رسول خدا نے اپنے پیٹ سے دو پتھر کھولکر[ف۴] دکھا دیئے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۲۰) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کو فاقہ ہوا تو رسول خدا نے انہیں ایک ایک کھجور دی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۲۱) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ دو عادتیں ایسی ہیں کہ جسمیں وہ دونوں ہوں اُسے خدا شکر گزار صبر کرنیوالا لکھدیتا ہے

ف۱ یعنے جیسے نالہ اپنے منتہی کی طرف جلد جلد بہتا ہوا پہنچتا ہے ایسے ہی میرے چاہنے والیکو اس سے زیادہ جلد فقیری پہنچتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے چاہنے والے دنیا میں تکلیف سے گزر کرتے ہیں اور آخرت میں چین سے بسر کرینگے ف۲ یعنے خدا کے کاموں میں مجھے بڑے بڑے خوف در پیش آئے ہیں جو اور کسی کو نہیں آئے ہیں ۱۲ ف۳ یعنے تھوڑا سا کھانا تھا اگر زیادہ ہوتا تو کندھے پہ یا پیٹھ پر رکھتے ۱۲ ف۴ معدہ کی حرارت بند کرنے اور پیٹ کے دبانے کے واسطے حالت شدت بھوک میں پتھر باندھ لیتے ہیں سب نے آپ کو اپنے پیٹ سے پتھر بندھا ہوا دکھایا کہ آپ کچھ کھلائیں آپ نے بھی اپنا پیٹ کھولکر دکھا دیا آپکے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے ۱۲۔

جو کوئی اپنے دین میں اپنے سے بڑھیا کیطرف نظر کرے اور اُسکی پیروی کرے اور اپنی دنیا کے امور میں اُس شخص پر نظر کرے جسپر خدا نے اسے بزرگی دی ہو[۱] اُسے خدا شکرگزار صبر کرنیوالا لکہدیتا ہے اور جو کوئی اپنے (امور) دین میں اپنے سے گھٹیا پر اور دنیا میں اپنے سے بڑھیا پر نظر کریگا اور جو چیز دنیا کی جاتی رہی ہوگی اُسپر افسوس کریگا اُسے خدا شکرگذار اور صبر کرنیوالا نہیں لکھیگا[۲] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابو سعید کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے) اُے مہاجر فقیروں کی جماعت تمہیں خوشخبری ہو" اُس باب میں ذکر ہو چکی جو فضائل قرآن کے باب کے پیچھے ہے۔

تیسری فصل (۲۲۷) حضرت ابو عبدالرحمن حبلی کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو سے اُس وقت سُنا جبکہ اُن سے ایک آدمی نے سوال کیا تھا کہ کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں عبداللہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تیری بیوی ہے جسکے پاس شب کو رہتا ہو وہ بولا ہاں (ہے) عبداللہ نے پوچھا کیا تیرا کوئی مکان ہے جسمیں تو رہتا ہو وہ بولا ہاں (ہے) عبداللہ نے کہا پھر تو تو تونگر ہے وہ بولا میرا تو ایک خدمتگار بھی ہے عبداللہ نے فرمایا تو تو بادشاہ ہے[۳] (ابو) عبدالرحمن کہتے ہیں کہ تین آدمی عبداللہ بن عمرو کے پاس آئے اُسوقت میں اُنکے پاس بیٹھا ہوا تھا اُن لوگوں نے (عبداللہ سے) کہا اے ابو محمد خدا کی قسم ہمیں کوئی چیز میسر نہیں ہے خرچ نہ جانور نہ سامان عبداللہ نے اُنسے کہا تم کیا چاہتے ہو اگر تم کچھ (مجھسے مانگنا) چاہتے ہو تو پھر آنا میں تمہیں جو کچھ خدا تمہارے واسطے میسر کریگا دیدونگا اور اگر تم چاہو تو میں بادشاہ (وقت امیر معاویہ) سے تمہارے حال کا ذکر کردوں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو (یہ بہت بہتر ہے) کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بیشک فقراء مہاجرین قیامت کے دن جنت میں مالداروں سے چالیس برس پہلے جا پہنچینگے[۴] وہ بولے ہم صبر کرتے ہیں ہم (کسی) سے کچھ نہیں مانگینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

۱ یعنی جو اپنے سے کم مرتبہ کا آدمی ہو اُسپر غور کرکے یہ کہے کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہمیں اس سے بہتر بنایا ہے ۔ ۲ کیونکہ اُس نے اپنے پاس کی موجود چیز پر خدا کا شکر نہیں کیا اور نہ کھوئی ہوئی چیز پر صبر کیا ۱۲ ۳ کیونکہ خدمت گار بادشاہوں کے پاس ہوتے ہیں پھر باوجودیکہ تیرے پاس خدمت گار بھی ہے تو فقیر کیونکر ہوسکتا ہے ۱۲ ۴ یعنی وہ میرے کہنے سے تمہیں جتنا چاہینگے دیدینگے اور اگر تم کسی سے نہ لو اور صبر کرو تو بہت بہتر ہے قیامت کے دن تم امیروں سے چالیس برس پہلے جنت میں چلے جاؤ گے ۱۲

(۷۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد میں ہی اور فقراء مہاجرین کا ایک حلقہ بیٹھا تھا کہ یکایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم آکے اُنکے پاس بیٹھ گئے میں بھی اُنکے پاس اُٹھکر چلا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء مہاجرین کو ایسی باتونکی خوشخبری ہو جن سے اُنکے چہرہ خوش ہو جاوینگے واقعی وہ لوگ مالداروں سے چالیس[۴] برس پہلے جنت میں جاوینگے عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں خدا کی قسم بیشے دیکھا کہ اُنکے رنگ (خوشی سے) چمکنے لگے اور فرماتے ہیں یہانتک کہ مینے آرزو کی کہ اگر میں بھی اُن کے ساتھہ یا اُنمیں سے ہوتا[۵] (تو اچھا ہوتا) یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۲۴) حضرت ابو ذر فرماتے ہیں میرے دلی دوست[۶] نے مجھے سات کاموں کے کرنیکا حکم دیا ہے مسکینوں سے دوستی رکھنے اور اُن سے قربت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے اپنے سے کمتر کیطرف دیکھنے اور اپنے سے بڑہیا کیطرف نہ دیکھنے کا حکم دیا ہے اور صلہ رحمی کرنیکا مجھے حکم ہوا ہے اگرچہ دوسرے (مجھ سے) بھاگیں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں اور مجھے بات کہنے کا بھی حکم دیا گیا ہے اگرچہ کڑوی ہی کیوں نہو اور مجھے حکم ہوا ہے کہ خدا (کے کاموں) میں کسی ملامت کرنیوالیکی ملامت سے نہ ڈروں اور مجھکو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑہنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ عرش کے نیچے کے خزانہ میں[۷] سے ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۵) حضرت عائشہ فرماتی ہیں دنیا کی چیزوں میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں پسند تھیں کھانا اور عورتیں اور خوشبو آنحضور کو دو چیزیں تو (بافراغت) ملیں اور ایک نہیں ملی (یعنے عورتیں اور خوشبو تو ملگئی کہانا (بافراغت) نہیں ملا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۶) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عورتیں اور خوشبو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ حدیث امام احمد اور نسائی نے نقل کی ہے اور ابن جوزی نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ دنیائی چیزوں میں سے (یہ چیزیں مجھے پسند ہیں)

(۷۲۷) حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول خدا نے جب انہیں یمن کیطرف (حاکم بنا کر) روانہ کیا تو فرمایا کہ اپنے تئیں آرام دینے سے بچائیو کیونکہ اللہ کے (خاص) بندے آرام میں نہیں ہوتے

---

[۴] جبکہ فقیر چالیس برس پہلے جنت میں جاوینگے تو مینے آرزو کی کہ میں بھی فقیر ہوتا تو بہت اچھا ہوتا ۱۲ [۵] یعنے جناب سرور دوجہاں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات امر بجالانیکا حکم دیا ہے ۱۲ [۶] جہاں سے فیض اور برکتیں نازل ہوتی ہیں ۱۲ [۷] بلکہ آرام و راحت دنیا میں کافر و بدکار اور غافل اور جاہل لوگوں کے لئے ہے ۱۲۔

یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۷) حضرت علی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی خدا کے تھوڑے[۵۱] سے رزاق پر راضی ہو جائیگا خدا اُسکے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جائیگا۔

(۷۲۸) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھوکا ہو یا محتاج ہو اور اُسے لوگوں سے چھپائے تو اللہ برتر پر[۵۲] اُسے ایک سال کا حلال رزق دینا لازم ہے۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۷۲۹) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اللہ برتر اپنے مومن[۵۳] بندے محتاج سوال کرنے سے بچنے والے عیالدار سے محبت کرتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۳۰) زید بن اسلم فرماتے ہیں حضرت عمر نے ایک دن پانی مانگا تو کوئی شخص شہد ملا ہوا پانی لایا حضرت عمر نے فرمایا بیشک یہ اچھا ہے لیکن میں سنتا ہوں کہ اللہ نے کہ گویا تم کی خواہشوں پر عیب گیری کی ہے اور فرمایا ہے اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا (ترجمہ تم نے اپنی نیکیاں دنیا ہی میں لے لیں اور اُنسے فائدہ اُٹھا لیا) مجھے یہ ڈر ہے کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ جلد دنیا ہی میں نہ مل جائے اور حضرت عمر نے وہ پانی شہد ملا ہوا نہ پیا یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۷۳۱) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں خیبر فتح ہونے سے پہلے ہمنے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب آرزو رکھنے اور حرص کرنے کا بیان

پہلی فصل (۷۳۲) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل بنائی (جو چار خطوں سے گھری ہوتی ہے) پھر اُسکے بیچ میں ایک لکیر کھینچی جو اس سے باہر نکل گئی تھی پھر چھوٹی چھوٹی لکیریں بیچ والے خط پر اُس کی اندرونی جانب کیطرف سے کھینچیں اور فرمایا یہ انسان ہے

---

[۵۱] جسقدر جیسے خدا روزی دے جو کوئی اُس پر شکر کرے خداوند کریم اُسکے تھوڑے سے عمل سے بھی راضی ہو جائیگا ۱۲ [۵۲] یعنے جو کوئی اپنی محتاجی اور بھوکے ہونیکو لوگوں سے چھپائیگا اُسے خداوند کریم ضرور ایک سال کی حلال روزی عطا کریگا ۱۲ [۵۳] یعنے جو مومن بندہ محتاج اور عیالدار ہو اور لوگوں سے سوال کرنے سے پرہیز کرتا ہو اُس سے اللہ برتر محبت کرتا ہے ۱۲۔

اور یہ اُسکی موت ہے[ف۱] جو اُسکے گھیرے ہوئے ہے اور یہ نکلی ہوئی لکیر اُسکی اُمید ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں آفتیں اور بلائیں ہیں اگر ایک آفت نہ پہنچی تو دوسری پہنچتی ہے اور اگر یہ نہیں پہنچتی تو اور دوسری پہنچتی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لکیریں کھینچکر فرمایا یہ آدمی کی آرزو ہے اور یہ اُسکی موت ہے[ف۲] آدمی اسی فکر میں ہوتا ہے کہ ناگاہ اُسے زیادہ قریب والا (موت کا) خط آجاتا ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۲۵) حضرت انس رض کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے اور اُسکی دو چیزیں[ف۳] جوان ہوجاتی ہیں ایک مال کی حرص دوسرے درازیٔ عمر کی حرص یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۲۶) حضرت ابوہریرہ رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ بوڑھے کا دل ان دو باتوں (یعنے) دنیا کی محبت اور اُمید کی درازی میں جوان رہتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۲۷) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اُس بندے کیلئے عذر کی گنجایش ہی نہیں چھوڑی جسکی اجل میں اتنی ڈھیل دی[ف۴] کہ اُسے ساٹھ برس کی عمر تک پہنچادیا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۲۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل بھرے ہوئے بھی مال کے ہوں پھر بھی وہ تیسرے جنگل کی تلاش کریگا اور اولاد آدم کا بجز خاک کے کسی چیز سے پیٹ نہیں بھرتا اور اللہ اُس شخص کی جو توبہ کرے توبہ قبول کرلیتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۲۹) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا بعض جسم (یعنے مونڈھا)

ف۱ یعنے یہ بیچ والی لکیر انسان ہے اور یہ چاروں طرف سے گھیری ہوئی لکیر موت ہے جو انسان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور باہر نکلی ہوئی لکیر آدمی کی آرزو ہے ایسی صورت ۱۲

ف۲ یعنے موت کا وقت آجاتا ہے اور آدمی انہی فکروں میں رہتا ہے ۱۲

ف۳ یعنے آدمی جو بوڑھا ہوتا ہے اُسکی حرص بڑھتی جاتی ہے اور مال اور عمر دراز ہونے کی زیادہ حرص ہوتی جاتی ہے ۱۲

ف۴ یعنے جسے ساٹھ برس کی عمر تک ڈھیل دی اُسکے لئے عذر کرنے کی گنجایش باقی نہیں رہی ۱۲

پکڑ کے فرمایا تو دنیا میں ایسا ہو جا جیسے تو مسافر ہے یا رستہ چلنے والا ہے اور تو اپنے تئیں قبر کا مُردہ تصور کر لے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۵۳۹) حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں ہمارے پاس سے گزرے جبکہ میں اور میری ماں کچھ لیپ رہے تھے آپنے پوچھا اے عبداللہ یہ کیا ہے میں نے کہا ایک چیز (یعنے دیوار وغیرہ) ہے اُسے ہم درست کر رہے ہیں آپ نے فرمایا (خدا کا) حکم (یعنے پیغام موت) اس سے بھی زیادہ جلد آنیوالا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۴۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے تھے تو مٹی سے تیمم کر لیتے تھے میں کہتا یا رسول اللہ پانی تو آپکے قریب ہے (آگے چلکے وضو ہی کر لیجیگا تیمم کرنیکی کیا ضرورت ہے) آپ فرماتے تھے کہ مجھے کیونکر معلوم ہو (کہ میں پانی تک پہنچونگا شاید میں پانی تک نہ پہونچ سکوں۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں نقل کی ہے۔

(۵۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اولاد آدم ہے اور یہ اُسکی اُمید ہے اور آنحضور نے اپنا ہاتھ گدّی کے پاس رکھا پھر ہاتھ کو پھیلا کر فرمایا کہ اِس جگہ آدمی کی آرزو ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۴۲) حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے ایک لکڑی گاڑی اور ایک اور اپنے پہلو کیطرف اور ایک اور بہت دور گاڑی پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا چیز ہے صحابہ بولے اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپنے فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اُسکی موت ہے ابو سعید کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ آپنے فرمایا یہ (دور والی لکڑی) آدمی کی آرزو ہے آدمی اسکے حاصل کرنے (کے ارادہ) میں رہتا ہے کہ اُسے آرزو (پوری ہونی)

---

۵۱ اور رستہ چلنے والا رستہ میں کسی قسم کا سامان نہیں تیار کرتا ۱۲ ۵۲ اور بے وضو ہی مر جاؤں اسلیئے پہلے تیمم کر لیتا ہوں پھر پانی پر پہنچکر وضو بھی کر لیتا ہوں ۱۲ ۵۳ یعنے پیاس کی لکڑی آدمی کی مثال ہے اور قریب والی موت کی مثال ہے اور دور والی انسان کی آرزو کی مثال ہے انسان کی آرزو پوری ہونے نہیں پاتی کہ اُسے موت آجاتی ہے ۱۲۔

سے پہلے موت آجاتی ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۴۳) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میری اُمت کی عمر ساٹھ برس سے ستر برس تک ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے

(۷۴۴) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہونگی اور ایسے بہت کم ہونگے جو اس سے بڑھجاوینگے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور عبداللہ بن شخیر کی حدیث بیمار کی مزاج پرسی کی باب میں گزرچکی۔

تیسری فصل (۷۴۵) عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اُمت کی پہلی بہتری یقین کرنا[ف۱] اور زہد کرنا ہے اور پہلی خرابی کنجوسی اور آرزو ہیں کرنی ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۷۴۶) حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں دنیا سے کنارہ کشی موٹے اور سخت کپڑے پہنے اور خشک روٹی کہانے سے نہیں ہوتی دنیا سے کنارہ کشی صرف[ف۲] اُمیدونکی کوتاہی کرنے سے ہوتی ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۴۷) حضرت زید بن حسین فرماتے ہیں کہ مینے امام مالک سے سُنا اُنسے کسی نے پوچھا تہا کہ دنیا میں زہد کیا ہے آپنے فرمایا حلال کمائی اور آرزو کو تاہ کرنی زہد ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے

باب عبادت خدا کے لئے مال اور عُمر سے محبت رکھنے کا بیان

پہلی فصل (۷۴۸) حضرت سعد کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ بر تر پرہیزگار دولتمند گوشہ نشین بندے سے محبت کرتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

ف۱ یعنے یہ یقین کرنا کہ اللہ ہی روزی دینے والا اور وہی رزق کا کفیل ہے یہ اس امت کی بہتری کی نشانی ہے ۱۲ ف۲ یعنے جبتک اُمید اور خواہشیں نہ ترک کرلے موٹے کپڑے پہننے اور خشک روٹی کہانے سے زاہد نہیں ہوسکتا ۱۲۔

اور ابن عمرؓ کی یہ حدیث کہ حسد دو ہی باتوں میں ہوتا ہے" قرآن کی فضیلتوں کے باب میں گزر چکی ہے۔

دوسری فصل (۷۴۰) حضرت ابو بکرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ سب سے زیادہ بہتر کونسا آدمی ہے آپ نے فرمایا جسکی عمر بڑی ہو اور عمل اچھے ہوں اُسنے پھر عرض کیا کہ سب سے زیادہ بُرا آدمی کونسا ہے آپنے فرمایا جسکی عمر دراز ہو اور عمل اُسکے بُرے ہوں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی۔

(۷۴۱) حضرت عبید بن خالد نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں میں بھائی چارہ کر دیا تھا اُن میں سے ایک راہ خدا میں شہید ہو گیا پھر اُس سے ایک ہفتہ کے بعد یا قریب ہفتہ کے دوسرا مر گیا صحابہ نے اُسکی نماز جنازہ پڑھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمنے (نماز میں) کیا پڑھا تھا وہ بولے ہمنے خدا سے یہ دُعا کی تھی کہ خدا اسے بخشدے اور اُسپر رحم کرے اور اُسے اپنے ساتھی سے ملا دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس پہلے شہید کی نماز کے بعد کی اسکی نمازیں کہاں گئیں اور اسکے عملوں کے بعد کے اسکے عمل کہاں گئے یا یہ فرمایا اُس کے روزوں کے بعد کے اسکے روزے کہاں گئے بیشک اُنکے درجوں میں آسمان وزمین کا فرق ہے یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۷۴۲) حضرت ابو کبشہ انماری سے روایت ہے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ تین باتیں ہیں جن (کے حق ہونے) پر میں قسم کھاتا ہوں اور میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اُسے یاد رکھنا جن باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ بیشک صدقہ دینے سے بندہ کا مال کم نہیں ہوتا اور جس بندے پر کچھ ظلم کیا گیا اور اُس ظلم پر اُسنے صبر کر لیا اسکی وجہ سے خدا اُسکی عزت بڑھاتا ہے اور جس بندے نے مانگنے کا دروازہ کھولا خدا تعالیٰ اُسپر فقیری کا دروازہ کھولدیتا ہے اور وہ حدیث جو میں تم سے بیان کرتا ہوں اور تم اُسے یاد رکھنا یہ ہے (پھر آپنے) فرمایا دنیا صرف ان چار آدمیوں کے لئے ہے ایک وہ بندہ ہے جسے خدا نے مال اور علم دیا اور وہ بندہ اپنے پروردگار سے اُس مال (کے خرچ کرنے) میں

۱؎ یعنے حسد کرنا دو ہی باتوں میں زیبا ہے حسد سے مراد رشک کرنا ہے یہ مراد نہیں ہے کہ دوسرے کی نعمت کے زائل ہونیکی آرزو کرے ۱۲ ۲؎ کیونکہ جس قدر عمر ہو گی اچھے عمل زیادہ ہونگے اسلیئے وہ سب سے اچھا ہے اور جسکی عمر بڑی ہو گی اور عمل بُرے ہونگے تو اُسکے اسیقدر بُرے عمل زیادہ ہونگے اسلیئے وہ سب سے بُرا ہے ۱۲ ۳؎ یعنے اسنے جو پیچھے تک زندہ رہکر پہلے سے زیادہ عمل کیئے تو وہ کیا اکارت جائینگے ان عملوں کا بھی تو درجہ اسے پہلے سے زیادہ ملیگا پھر وہ دو ایک جگہ کیونکر رہ سکتے ہیں ۱۲ ۴؎ یعنے میں قسم کھاکے کہتا ہوں کہ وہ تینوں حق ہیں ۱۱ ۵؎ جو کوئی مانگنے کا پیشہ اختیار کرتا ہے اُسے خدا فقیر کر دیتا ہے ۱۲۔

ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور خدا کیواسطے مال کے حقوق بجالاتا ہے یہ بندہ مرتبہ میں بہت اچھا ہے اور ایک وہ بندہ ہے جسے خدا نے علم دیا اور اسے مال نہیں دیا وہ بندہ سچی نیت والا ہے کہتا ہے کاشکہ میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کیطرح مالی (نیک) کام کرتا ان دونوں بندوں کا اجر برابر ہے اور ایک بندہ وہ ہے جسے خدا نے مال دیا ہے اور علم نہیں دیا وہ بے علم ہونیکی وجہ سے مال (کے خرچ کرنیکے طریقوں) میں بہکتا ہے اور مال (کے خرچ کرنے) میں اپنے پروردگار سے نہیں ڈرتا اور نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور نہ اسکے حقوق بجالاتا ہے یہ شخص مرتبہ میں سب سے بڑا ہے (چوتھا) وہ بندہ ہے جسے خدا نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کیطرح (دنیا کا کام) کرتا یہ شخص بری نیت والا ہے اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

(۴۳) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ برتر جس بندہ کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے نیک کام کرواتا ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اس سے نیک کام کیونکر کرواتا ہے آپ نے فرمایا کہ مرنے سے پہلے نیک عمل کرنیکی توفیق دیدیتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۴۴) شداد بن اوس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو (خدا کے احکام کا) تابعدار رکھے اور مرنیکے بعد کیواسطے نیک عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کا تابعدار رکھے اور خدا سے (بخشنے اور بہشت میں بھیجنے کی) آرزو کرے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

تیسری فصل

(۴۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی شخص فرماتے ہیں ہم ایک محفل میں بیٹھے تھے کہ یکایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آگئے اور آپکے سر پر پانی کا نشان تھا ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکو خوش دل دیکھتے ہیں آپنے فرمایا ہاں۔ راوی کہتے ہیں پھر لوگ دولتمندی کے ذکر میں مشغول ہوگئے آپنے فرمایا اس شخص کے حق میں دولتمندی کا کچھ ڈر نہیں ہے جو اللہ بزرگ و برتر

---

۵۱ کیونکہ اگرچہ اسکے پاس مال نہیں ہے لیکن بمقتضائے علم کے اسکی نیت سچی ہے ۱۲ ۵۲ کیونکہ اسکی نیت دنیا کے کاموں میں ہے اور علم سے اسے کچھ بہرہ نہیں ہے جو خدا سے ڈرے اسلیئے اسکی نیت بری ہے ۱۲

۵۳ عاجز وہ نہیں ہے جسکے پاس درہم یا دینار نہو یا جسے دنیا کی باتیں نہ آتی ہوں ۱۲ ۵۴ دولتمندی صرف اس شخص کیلئے بری ہے جو خدا سے نہ ڈرے اور جو خدا کا خوف کرتا ہو اسکے حق میں دولتمندی بھی منجملہ اور نعمتوں کے ایک نعمت ہے ۱۲

سے ڈرے اور ڈرنے والیکے لئے تندرستی دولتمندی سے بہتر ہے اور خوشدلی بھی نعمتوں میں سے (ایک نعمت) ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۵ ے) حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں زمانہ گزشتہ میں لوگ مال کو برا سمجھتے تھے اور اس زمانہ میں تو مال مسلمان کی ڈھال ہے پھر فرمایا اگر اشرفیاں (وغیرہ) نہ ہوتیں تو یہ بادشاہ ہمیں اپنا رومال بنا لیتے پھر فرمایا جسکے پاس اس مال میں سے قدرے مال ہو اُسے چاہیئے کہ اُسکی اصلاح کرے (یعنے بڑہانے کی کوشش کرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو تو وہ سب سے پہلے اپنا دین برباد کردیگا پھر فرمایا حلال مال میں فضول خرچی نہیں ہوسکتی یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۵۶ ے) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن منادی پکاریگا کہ ساٹھ برس (کی عمر) والے کہاں ہیں اور یہ وہ عمر ہے کہ خداوند کریم نے اس آیت میں فرمایا ہے اَوَلَمْ نُعَمِّرْکُمْ مَا یَتَذَکَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَکَّرَ وَجَاءَکُمُ النَّذِیْرُ یہ حدیث شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے

(۵۷ ے) حضرت عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ قبیلۂ بنی عذرہ کے تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے مسلمان ہوئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو انکی خبرگیری (کو اپنے ذمہ) میرے سے لیلے (تاکہ مجھے انکی خبرگیری کی حاجت نہ رہے) طلحہ بولے میں ہوں! پھر یہ تینوں طلحہ کے پاس رہتے رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا تو ایک اُن میں سے اُس لشکر کے ساتھ جاکر شہید ہوگیا پھر آپنے لشکر بھیجا تو اُس لشکر میں دوسرا شخص گیا وہ بھی شہید ہوگیا پھر تیسرا آدمی بھی اپنے بچھونے پر مرگیا راوی کہتے ہیں طلحہ فرماتے تھے کہ مینے خواب میں ان تینوں کو جنت میں (پھرتے چلتے) دیکھا اور جو شخص اپنے بچھونے پر مرا تھا اُسے تو ان کا امام دیکھا اور جو پیچھے شہید ہوا تھا وہ اُسکے قریب تھا اور جو پہلے شہید ہوا وہ اس دوسرے سے متصل تھا اس سے میرے دل میں کچھ (شبہ) آیا پھر مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کا (اور اپنے شبہ کا) ذکر کیا آپنے فرمایا تو نے اسمیں سے کس چیز کو برا سمجھا اُس مسلمان سے زیادہ بلند مرتبہ خدا کے نزدیک کوئی نہیں ہے

ف۱ یعنے ہمیں بیقدر اور ذلیل سمجھنے لگتے ۱۲ ف۲ اس لئے تجارت وغیرہ کرکے اپنی مالی حالت بھی درست رکھے تاکہ بااطمینان رہے ۱۲ ف۳ ترجمہ کیا ہمنے تمہیں ایسی عمر نہیں دی جسمیں جسے نصیحت حاصل کرنی ہوتی نصیحت حاصل کرلیتا حالانکہ تمہارے پاس ڈرانیوالا (یا بوڑھاپا یا پیغمبر یا قرآن) بھی آیا تھا (پھر تمنے کیوں نصیحت نہ مانی) ۱۲ ف۴ یعنے انکی خبرگیری جو میرے ذمہ لازم ہے ایسا کوئی ہے جو اپنے ذمہ لیلے ۱۲ ف۵ کہ جو سب سے پہلے شہید ہوا وہ تو مرتبہ میں سب سے کم ہے اور جو سب سے پیچھے اپنی موت مرا وہ امام بنا ہوا ہے ۱۲

جسے خدا نے حالت مسلمانی میں اپنی پاکی اور بڑائی اور وحدانیت بیان کرنیکے لئے (بڑی) عمر دی ہو۔

(۷۵۸) حضرت محمد بن ابی عمیرہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں فرماتے تھے واقعی بندہ اگر پیدا ہونیکے دن سے بوڑھے ہو کر مرنے تک منہ کے بل خدا کی عبادت میں پڑا رہے[ل] اُسدن (یعنی روز قیامت) بندہ خود اسے حقیر سمجھے گا اور یہ آرزو کریگا کاش کہ مجھے دنیا میں واپس بھیجدیا جاوے تاکہ میں نیک عمل زیادہ کروں اور مجھے اجر اور ثواب زیادہ ملے۔ یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

باب خدا پر بھروسہ کرنے اور صبر کرنیکا بیان

پہلی فصل (۷۵۹) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کے ستر ہزار آدمی جنت میں حساب دیئے بغیر چلے جائینگے اور وہ وہ لوگ ہیں کہ نہ منتر کرتے ہیں اور نہ شگون لیتے ہیں[۲] صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۶۰) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو فرمایا میرے روبرو سب امتیں پیش کیگئیں اور سب نبی (میرے آگے سے) گزرنے لگے کسی کے ساتھ ایک آدمی اور کسی نبی کے ساتھ دو آدمی اور بعضے نبی کے ساتھ ایک جماعت تھی اور بعضے نبی کے ساتھ ایک بھی نہ تھا پھر مینے ایک بہت بڑی بھیڑ دیکھی جس نے آسمان کے کنارے تک بھر دیئے تھے مینے آرزو کی کہ یہ میری امت ہو مجھے جواب ملا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم کے ساتھ ساتھ ہیں پھر مجھسے کہا گیا ادہر دیکھو مینے دیکھا تو ایک بہت بڑی بھیڑ ہے جسنے آسمان کا کنارہ تک روک رکھا ہے پھر مجھسے کہا گیا کہ ادہر ادہر دیکھو مینے پھر دیکھا کہ ایک بہت بڑی بھیڑ دکھائی دی جسنے آسمان کے کنارے تک گھیر رکھے تھے پھر کسی نے مجھسے کہا کہ یہ تمہاری امت ہے اور ان لوگوں کے ساتھ آگے آگے ستر ہزار ایسے آدمی ہونگے جو بے حساب جنت میں چلے جائینگے اور وہ وہ لوگ ہیں جو نہ شگون لیتے ہیں اور نہ منتر کرتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں صرف اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں عکاشہ بن محصن نے اٹھ کے عرض کیا آپ دعا کیجئے کہ خداوند کریم مجھے بھی اُنہیں سے

ل یعنے جس دن سے پیدا ہوا ہے اس دن سے مرتے دم تک منہ کے بل سجدہ میں پڑا رہے قیامت کے دن کے انعامات دیکھکر پھر یہی آرزو کریگا کہ اگر دوبارہ مجھے دنیا میں بھیجدیا جاوے تو میں اور زیادہ عمل کروں ۱۲ ۲ یعنے جو لوگ خدا ہی پر بھروسہ کرتے ہیں نہ منتر کرتے ہیں (بیماری کا علاج کرتے ہیں نہ نیک اور بد شگونی لیتے ہیں وہ لوگ جنت میں بے حساب چلے جائینگے

کر دے آپ نے دعا کی یا الٰہی اسے بھی انہیں سے کر دے پھر ایک اور آدمی نے اٹھ کر عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھ بھی انہی میں سے کر دے آپ نے فرمایا اس دعا میں تو عکاشہ تجھ پر سبقت لیگیا (اب تیرے لئے نہیں کر سکتا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۵۲) حضرت صہیب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے حال پر تعجب ہے کہ اسکے سارے حال بہتر ہیں بجز مومن کے اور کسی کے واسطے یہ بات نہیں ہے اگر اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ شکر کرتا ہے تو اسکے واسطے بہتری ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے اور صبر کرتا ہے تو اسکیلئے تب بھی بہتری ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۵۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کو مسلمان نیکیوں کی طاقت رکھنے والا کمزور مسلمان سے زیادہ بہتر اور پیارا ہے اور بہتری سب ہی میں موجود ہے تو تو ایسی چیز کی حرص کر جو تجھے آخرت میں نفع پہنچائے اور اللہ ہی سے مدد مانگ اور عاجز مت بن اور اگر تجھے کچھ مصیبت پہنچے تو تو یہ کہہ کہ اگر میں اس اس طرح کرتا تو اچھا ہوتا و لیکن کہا کر کہ اللہ نے یہی مقرر کیا تھا وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے (اور آرزو نہ کیا کر) کیونکہ لفظ لو کے ساتھ (آرزو کرنی) سے شیطان کے کام کھلجاتے ہیں (یعنے شیطان کی باتیں دل میں آنے لگتی ہیں) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۷۵۴) حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کاش کہ تم خدا پر پورا بھروسہ کرتے تو وہ تمہیں اسطرح کھلاتا جیسے پرند جانوروں کو کھلاتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے آتے ہیں یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۵۵) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جونسی بات ایسی ہی کہ تمہیں جنت کے قریب پہنچا دے اور دوزخ سے دور کر دے انکا میں تمہیں حکم کر چکا ہوں اور جو بات ایسی ہے کہ تمہیں دوزخ کے قریب اور جنت سے دور کر دے ان سے میں تمہیں منع کر چکا ہوں اور بیشک روح الامین (جبرئیل) نے میرے دلمیں یہ بات ڈالی ہے (یعنے میرے پاس وحی لائے ہیں) کہ کوئی شخص نہیں

ف ۱ یہ اپنے صرف دوسرے شخص کی دلجوئی کیواسطے فرمایا ورنہ آپکو کسی طور سے معلوم ہو گیا تھا کہ عکاشہ ان لوگوں میں سے ہے حاضرین میں سے اور کوئی نہیں ہے یا یہ بات ہوگی کہ آپکو ایک آدمی کیواسطے دعا کرنیکی اجازت دیدی گئی ہوگی زیادہ کیواسطے نہوگی ۱۲ ف ۲ تو تکلیف اور آرام دونوں حالتوں میں مسلمان کیلئے بہتری ہے ۱۲ ف ۳ یعنے مسلمان سارے اچھے ہیں لیکن جسے نیک عمل کرنیکی طاقت ہو وہ ان لوگوں سے خدا کو زیادہ پیارا ہے جنہیں نیک عمل کرنیکی طاقت نہو ۱۲۔

مرتا جبتک کہ اپنی روزی پوری نہ لیلے ایک روایت میں (روح الامین کی بجائے) روح القدس ہے یاد رکھو اللہ سے ڈرتے رہو اور روزی کی طلب میں میانہ روی اختیار کرو اور کہیں ایسا نہو کہ روزی کی دیر ہوتی تمہیں اسپر اُبھار دے کہ تم خدا کی نافرمانی کے ساتھہ روزی طلب کرنے لگو (یعنے روزی کی طلب میں حرام و حلال کا خیال رکھو) کیونکہ جو کچھہ خدا کے پاس ہے وہ چیزیں اُسکی فرمانبرداری کیئے بغیر نہیں ملتیں[۵۱]۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۵۶، ۷) حضرت ابوذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ دنیا میں زاہد ہونا یہ نہیں ہے کہ حرام کو حلال کر لے اور نہ مال ضایع کرنا زہد ہے بلکہ ترک دنیا اور یہ زہد ہے کہ تجھے اپنے ہاتھہ کی چیزوں پر اُن چیزوں سے زیادہ اعتماد نہو جو خدا کے قبضہ میں ہیں اور یہ کہ جب تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تو اُس مصیبت کے ثواب میں بہت رغبت کرنیوالا ہو کہ کاش یہ مصیبت[۵۲] تیرے لئے باقی رکھی جائے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور عمرو بن واقد راوی حدیث منکر ہے۔

(۵۷، ۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا آپنے فرمایا اور لڑکے تو خدا (کے امر و نہی) کی حفاظت کر خدا تیری نگہبانی کریگا تو خدا کے حقوق کی حفاظت کر پھر تو اُسے اپنے روبرو پاویگا[۵۳] اور جب تو سوال کرے خدا ہی سے مانگ اور جب تو مدد مانگے خدا ہی سے مدد مانگ اور جان لے اگر سارے آدمی تجھے کچھہ نفع پہنچانے پر جمع ہو جاویں تو تجھے اُس چیز کے علاوہ جو خدا نے تیرے واسطے (روز ازل میں) لکھدی ہے اور کچھہ نفع نہ پہنچا سکینگے اور اگر تجھے کچھہ نقصان پہنچانے پر سب جمع ہو جاویں تو اُس چیز کے علاوہ جو خدا نے تیرے لئے لکھدی ہے اور کچھہ ضرر نہ پہنچا سکینگے قلم اُٹھا لیگئی[۵۴] اور صحیفے خشک ہو گئے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۸، ۷) حضرت سعد کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا اُس چیز پر جو خدا نے اُسکے لئے مقرر کردی ہے راضی رہنا نیکبختی میں داخل ہے اور اولاد آدم کا خدا سے بھلائی کی دُعا کرنی چھوڑ دینی

---

[۵۱] یعنی جبتک خدا کی فرمانبرداری نہ کریگا اسکی نعمتوں سے محروم رہیگا ۱۲ [۵۲] یعنے اُس مصیبت کے باقی رہنے کو تو غنیمت سمجھے اور یہ خیال کرے کہ جبتک میں اس مصیبت میں ہوں میرے لئے ثواب لکھا جا رہا ہے ۱۲ [۵۳] یعنے اس کا مشاہدہ کریگا اور خدا کے سوا تمام باتوں سے نظر پھیرے گا ۱۲ [۵۴] یعنے اب قلم کچھہ نہیں لکھہ سکتی اور قضاء قدر کے احکام کے کاغذات سوکھہ گئے اب انہیں کچھہ گھٹا بڑھا نہیں سکتا ۱۲۔

بدبختی میں داخل ہے اور اس چیز سے جو خدا نے اسکیلیے مقرر کردی ہے ناراض ہونا اولاد آدم کی کم نصیبی ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل (۷۵۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کیطرف جہاد میں گئے تھے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو یہ بھی آپکے ساتھ واپس آئے وہ پہر کے سونیکا وقت انہیں ایک بہت سے کانٹوں دار درختوں کے جنگل میں ہوگیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں) ٹھیر گئے اور تمام لوگ درختوں کا سایہ تلاش کرنیکو الگ الگ ہوگئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کیکر کے بڑے درخت کے نیچے اترے اور اسمیں اپنی تلوار لٹکادی اور ہم کچھ لوگ سو رہے پھر یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے ہیں اور ایک اعرابی (گنوار) آپکے پاس موجود تھا آپنے فرمایا واقعی اسنے مجھپر میری تلوار کھینچ لی تھی اور میں سو رہا تھا میں بیدار ہوا تو یہ اپنے ہاتھ میں تلوار سونتے ہوئے کھڑا تھا یہ بولا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے میں نے تین دفعہ کہا خدا (بچا سکتا ہے) پھر آپنے اسے کچھ سزا نہ دی (اسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی) پھر وہ بیٹھ گیا یہ روایت متفق علیہ ہے اور ابو بکر اسمٰعیلی کی صحیح روایت میں یہ ہے کہ اسنے کہا مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے آپنے فرمایا خدا! (بچا سکتا ہے) پھر اسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور رسول خدا نے وہ تلوار اٹھالی اور فرمایا (اب بتا) تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے وہ بولا آپ بہتر پکڑنیوالے ہو جاؤ[۱] (یعنے معاف کردو) آپنے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں[۲] وہ بولا نہیں لیکن میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ نہ میں آپ سے لڑونگا اور نہ ان لوگوں کا شریک ہونگا جو آپ سے لڑینگے آپنے اسے چھوڑدیا پھر وہ اپنے دوستوں کے پاس آیا تو کہا میں تمہارے پاس اس شخص کے پاس[۳] سے آیا ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے کتاب حمیدی اور ریاض (الصالحین) میں اسی طرح ہے۔

(۷۶۰) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مجھے ایک آیت معلوم ہے اگر لوگ اسپر عمل کرلیں تو وہ آیت انہیں کافی ہے (اور وہ یہ ہے) وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ

---

[۱] یعنے آپ ان لوگوں میں سے ہو جائیے جو تلوار پکڑنے میں بہتر ہوں کہ لوگوں کے مارنے میں نرمی اور ملاطفت برتتے ہیں چنانچہ آپنے اسکی خطا سے درگزر کی اور معاف کردی ۱۲ [۲] یعنے کیا تو خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرتا ہے وہ بولا یہ تو اقرار میں نہیں کرتا مگر یہ اقرار کرتا ہوں کہ آپ سے کبھی لڑائی نہیں کرونگا اور نہ آپ سے مقابلہ کرنیوالوں کی شرکت کرونگا ۱۲ [۳] یعنے محمد عربی کے پاس سے آیا ہوں ۱۲۔

یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے وہ اسکیلئے (دُنیا و آخرت کے غموں سے) نکلنے کی جگہ (یعنے صورت) کر دیتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۶۱) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسول خدا نے مجھے یہ آیت پڑھائی تھی اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ (ترجمہ بیشک میں رزق دینے والا مضبوط زور آور ہوں) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور دوسرا کام کاج کرتا تھا کام کرنے والے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بھائی کی شکایت کی (کہ یہ نہ میرا ہاتھ بٹاتا ہے نہ کچھ کام کرتا ہے اس کا خرچ بھی میرے ذمہ ہے) آپ نے فرمایا شاید اسی کی برکت سے تجھے بھی روزی ملتی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

(۷۶۳) حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد آدم کا دل ہر ایک (غم و فکر) کے جنگل میں ایک شاخ ہے جو کوئی اپنے دل کو ساری شاخوں کے پیچھے لگائے رکھیگا اسکی خدا کچھ پروا نہ کریگا چاہے جونسے جنگل میں ہلاک ہو جاوے اور جو کوئی خدا پر بھروسہ کریگا وہ اُسے سب شاخوں (یعنے محنتوں) سے کفایت کریگا (یعنے بچا لیگا) یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۶۴) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا پروردگار بزرگ و برتر فرماتا ہے اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کریں تو میں رات کو اُنپر مینہ برساؤں اور دن کو اُنپر دھوپ نکالے رکھوں اور انہیں آواز گرجنے کی (بھی) نہ سناؤں یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں ایک شخص اپنے گھر میں آیا جب کہ اُسنے انکی (کھانے کی) حاجت معلوم کی تو جنگل کی طرف روانہ ہوا اُسکی بیوی نے جب یہ دیکھا تو چکی اٹھاکے بچھا دی اور تنور گرم کر دیا پھر کہا یا الٰہی ہمیں رزق دے پھر عورت نے نگاہ کی تو کیا دیکھتی ہے چکی کا گرد ڈا آٹے سے بھرا ہوا ہے

ف۱ یعنے اُسے تمام غموں اور فکروں سے نجات دیتا ہے ۱۲ ف۲ یعنے اُنکے دل میں رزق کی طرف سے طرح بہ طرح کے فکر ہوتے ہیں جو کوئی اُن فکروں کے درپے رہیگا اُنکی خدا کو کچھ پروا نہیں چاہے جس فکر میں ہلاک ہو جائیں ۱۲ ف۳ یعنے انہیں تمام میں رکھوں اور تکلیف اتنی بھی نہ پہنچاؤں کہ وہ گرجنے کی آواز بھی سننے پادیں ۱۲۔

راوی کہتے ہیں پھر وہ تنور کے پاس گئی تو اُسے (روٹیوں سے) بھرا ہوا پایا کہتے ہیں پھر اُسکا خاوند آیا تو پوچھا کیا میرے پیچھے تمہیں کچھ ملا ہے اُسکی بیوی بولی ہاں اپنے پروردگار کیطرف سے (ہمیں ملا ہے) وہ مرد چکی کے پاس (دیکھنے) گیا پھر کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا بیشک اگر وہ اُسے نہ اُٹھاتا تو قیامت تک وہ چکی یونہی پھرتی رہتی یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۶) حضرت ابو درداء کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک رزق بندے کو تلاش کرتا ہے جسطرح موت تلاش کرتی ہے یہ حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کی ہے۔

(۷۶۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کے نیچے پھر رہے ہیں جبکہ آپ ایک نبیؑ کا ذکر کر رہے تھے جسے اُسکی قوم نے مارا تھا اور اُسے لہولہان کیا تھا اور وہ نبی اپنے چہرہ سے خون پونچھتا اور یہ کہتا جاتا تھا یا الٰہی میری قوم کو بخشدے بیشک یہ لوگ (میرے حال سے) واقف نہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

باب دکھانے اور سنانے کا بیان

پہلی فصل

(۷۶۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۶۹) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برتر فرماتا ہے کہ میں سب شریکوں کی شرکت سے بے پرواہوں جو کوئی ایسا کام کریگا جسمیں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کریگا میں اُسے اُسکے شریک سمیت چھوڑ دیتا ہوں ایک روایت میں ہے میں اُس سے بیزار ہوں وہ عمل اُسی کے لئے ہے جسکے (دکھانے کے) لئے کیا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۷۰) حضرت جندب کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی (کوئی کام کرکے) لوگوں کو

۱؎ یہ صبر کرنے اور توکل کرنیکی برکت سے ہوا ایسے ہی جو کوئی صبر و توکل کریگا اُسے اسیطرح روزی ملیگی کہ اُسے اپنے تئیں نہ معلوم ہوگا کہ یہ کہاں سے کہاں آیا ۱۲ ۲؎ وہ پیغمبر حضرت نوح تھے یا خود حضور انور تھے لیکن غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ تھے کیونکہ وہ بڑے فرشتہ دار نبی تھے یہ آنحضور کی کیفیت تھی کہ قوم ستاتی تھی اور آپ اُن کیلئے دعا کرتے تھے آپ نے اپنے تئیں غائب کرکے قصہ بیان کر دیا ۱۲

سُنائیگا اللہ تعالیٰ اُسے یعنے (اُس کا عیب) لوگوں کو سُنائیگا اور جو کوئی دکھانیکو کچھ کام کریگا (قیامت کے دن) خدا اُسے ریاکاروں کی سزا دیگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۷۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ ایک آدمی کام کرتا ہے اور لوگ اُسکی تعریف کرتے ہیں[1] ایک روایت میں ہے اسپر لوگ اُس سے محبت کرتے ہیں آپنے فرمایا یہ مسلمان کے حقمیں جلد کی خوشخبری ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۷۷۲) ابوسعید بن ابو فضالہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا قیامت کے دن جب خداوند کریم لوگوں کو اُسدن کے لئے جمع کریگا جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں ہے ایک پکارنیوالا پکاریگا جسنے خدا کیواسطے کوئی عمل کیا ہو اور اُسمیں کسی کو شریک کیا ہو تو اُسے چاہئے کہ اُس کا ثواب اُسی (شریک) سے جو خدا کے سوا ہے مانگ لے کیونکہ اللہ[2] سب شریکوں کی شرکت سے بڑا بے پرواہ ہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۷۷۳) عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے اُنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو کوئی اپنے عمل لوگوں کے سُنانے کو کریگا (قیامت کے دن) خدا اُسے (یعنے اُسکے عیب) لوگوں کے کانوں کو سُنائیگا اور اُسے ذلیل ورسوا کریگا یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۷۷۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی نیت طلب آخرت کی ہوگی خدا اُس کے دل میں بے پرائی ڈالدیگا اور اُسکے پراگندہ کام درست کردیگا اور دُنیا کی چیزیں جو اُسکی قسمت میں ہونگی) اُسے حاصل ہونگی اور دنیا (اُسکے نزدیک) حقیر ہوگی اور جسکی نیت دنیا طلب کرنکی ہو خدا اُس کے سامنے محتاجی اور فقیری موجود کردیتا ہے اور اُس کے سب کام پراگندہ کردیتا ہے اور اُسے بجز اُن چیزوں کے جو اُسکے لئے لکھی ہوتی ہیں اور کچھ نہیں[3] ملتا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور امام احمد اور دارمی نے ابان سے اُسنے زید بن ثابت سے نقل کی ہے۔

---

[1] قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اُسکے عیب ظاہر کریگا ۱۲ [2] یا یہ بات اسکے حق میں اچھی ہے یا بُری ہے آپ نے جواب دیا اسمیں کچھ بُرائی نہیں ہے یا اُسے دنیا کی دنیا میں خوشخبری ملگئی ہے۔ وہ جس کی غرض یہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں وہ واقع میں ریاکرنیوالوں میں شامل ہے۔ [3] ان عملوں کی جزا خدا ہرگز نہ دیگا ۱۲ [4] یعنے جو کچھ دنیا میں ملنا ہوگا وہی ملیگا آخرت میں کچھ نہ ملے گا ۱۲۔

(۷۷۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں مینے عرض کیا یا رسول اللہ اسوقت کہ میں اپنے مکان میں اپنے مصلے پر تھا کیا دیکھتا ہوں کہ یکایک ایک آدمی میرے پاس آیا مجھے اپنا وہ حال اچھا معلوم ہوا جسپر اسنے مجھے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ خدا تجھپر رحم کرے تیرے واسطے دو اجر ہیں ایک ثواب پوشیدہ عمل کرنے کا، دوسرا ظاہر کرنیکا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۷۶) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں کتنے آدمی ایسے نکلینگے جو دین کے بدلے دنیا طلب کرینگے لوگوں کے دکھانیکو اسطے) دنبوں کی کھالوں کے کپڑے پہنینگے زبانیں انکی شکر سے زیادہ میٹھی ہونگی اور دل انکے بھیڑیوں کے سے ہونگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرے (نہ پکڑنے پر دھوکا کھاتے ہیں یا میری مخالفت کی جرأت کرتے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میں انپر ایسی بلائیں بھیجونگا کہ جو اچھے عقلمند کو حیران (کرکے) چھوڑ دینگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۷۷) حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا بیشک اللہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے مینے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جنکی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں اور انکے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں میں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میں انپر فتنہ اتارونگا جو کہ انمیں عقلمند سے عقلمند کو حیران (کرکے) چھوڑ دیگا کیا وہ لوگ میری (پکڑ نہ کرنے) پر دھوکہ کھاتے ہیں یا مجھپر دلیری کرتے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۷۷۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک چیز کے لئے زیادتی ہے اور ہر ایک زیادتی کے لئے سستی ہے پھر اس کا صاحب اگر میانہ روی کرے اور میانہ روی کے قریب ہو تو تم اس (کے مطلب یاب ہونے) کی امید رکھو اور اگر اسکی طرف انگلیوں سے اشارہ ہونے لگا اسے تم کچھ شمار نہ کرو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۷۹) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا آدمی کو اتنی برائی کافی ہے کہ دین یا دنیا (کے کسی اچھے کام) میں لوگ اسکی طرف انگلیوں سے اشارہ کرنے لگیں ہاں جسے خدا بچاوے

ف۱ یعنے ظاہر میں زاہد اور شیریں زبان ہونگے اور باطن میں بھیڑیوں سے زیادہ سخت دل ہونگے ۱۲ ف۲ یعنے یہ لوگ ایسا جو کرتے ہیں تو کیا اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ ہم انکے برے کاموں پر انہیں پکڑتا نہیں یا جان بوجھکر میرے سے لڑنے پر دلیری و جرأت کرتے ہیں ۱۲ ف۳ یعنے جسے لوگ فسق و فجور کے ساتھ انگشت نما کرنے لگیں اسے تم کچھ نہ سمجھو باطن میں جو کچھ معاملہ خداوند کریم اور اسکے درمیان ہوگا وہ خود سمجھ لیگا۔

(وہ اچھا ہے) یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۷۸۰) حضرت ابو تمیمہ فرماتے ہیں میں صفوان اور اُنکے یاروں کے پاس موجود تھا جبکہ جُندب انہیں نصیحت کر رہے تھے وہ بولے رائے جندب کیا تمنے کچھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اُنہوں نے جواب دیا (ہاں) مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے جو کوئی لوگوں کو (اپنے عمل) سُنائیگا خدا قیامت کے دن اُسکے عیب لوگوں کو سُنائیگا اور جو کوئی (اپنے تئیں یا کسی اور کو) مشقت میں ڈالیگا خداوند کریم قیامت کے دن اُسے مشقت میں ڈالیگا وہ لوگ بولے ہمیں کچھ نصیحت کرو فرمایا سب سے پہلے جو چیز آدمی کی سڑتی ہے وہ پیٹ ہے اب جسے یہ طاقت ہو کہ حلال کھانیکے علاوہ کچھ نہ کھائے تو یہ کرنا چاہیے اور جس سے ہو سکے کہ اُسکے اور جنّت[1] کے بیچ میں ہتیلی بھر خون جو اسنے گرایا ہو حائل نہو تو یہ کرنا چاہیئے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۸۱) حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ وہ ایکدن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف گئے تو معاذ بن جبل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کے پاس روتے پایا پوچھا کہ تمہیں کس چیز نے رولار کھا ہے وہ بولے مجھے اُس چیز نے رولار کھا ہے جو مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے مینے آنحضرت سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تھوڑا سا دکھلاوا[2] بھی شرک (میں داخل) ہے اور جسنے اللہ کے کسی ولی سے عداوت کی اُسنے خدا سے جنگ و مقابلہ کیا بیشک اللہ نکو کاروں پرہیزگاروں[3] پوشیدہ حالوں کو چاہتا ہے جو کہ جسوقت غائب ہوتے ہیں تو کوئی نہیں پوچھتا اور اگر موجود ہوتے ہیں تو کوئی نہیں بُلاتا اور نہ کوئی اُنہیں پاس بٹھاتا ہے اُنکے دل ہدایت کے چراغ ہیں ہر ایک اندھیری زمین سے (انہیں روشنی سے) نکل جاتے ہیں یہ حدیث ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۷۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جو بندہ جب ظاہر انماز پڑھتا ہے تو اچھی طرح پڑھتا ہے اور جب پوشیدہ پڑھتا ہے تو بھی اچھی طرح پڑھتا ہے

---

[1] یعنے کسی کا خون کرنا قاتل اور جنت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے تمہیں لازم ہے کہ کسی کا چلو بھر خون بھی نہ گراؤ تاکہ جنت میں جانے سے نہ روکے جاؤ ۱۲ [2] یعنے جس کے دل میں ذرا سی بھی ریا ہو وہ مشرک ہے اور اب ہم لوگوں میں ریا موجود ہے اسلئے میں روتا ہوں ۱۲ [3] یعنے جو لوگ نیک بخت اور پرہیزگار ہیں اور اُنکے حال سے کوئی واقف نہیں ہے اُنسے خداوند عالم محبت کرتا ہے ۱۲۔

اللہ برتر فرماتا ہے یہ میرا سچا بندہ ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۸۳) حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جو ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہونگے کسی نے پوچھا یارسول اللہ یہ کیونکر ہوگا آپنے فرمایا یہ بعضونکی بعضوں سے (ف۵۱) رغبت کرنے اور بعضونکی بعضوں سے ڈرنیکی وجہ سے ہوگا۔

(۴۸۴) شداد بن اوس فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی دکھاوے کی نماز پڑھیگا (ف۵۲) وہ مشرک ہے اور جو کوئی دکھاوے کا روزہ رکھیگا وہ مشرک ہے اور جسنے دکھانیکو صدقہ دیا اُسنے شرک کیا یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۴۸۵) حضرت شداد بن اوس ہی سے روایت ہے کہ یہ روئے تو کسی نے پوچھا تمہیں کس چیز نے رولادیا وہ بولے (جسنے مجھے رلایا) وہ ایک بات ہے جو مینے رسول خدا سے سُنی آپ فرماتے تھے مجھے وہ بات یاد آگئی جس سے مجھے رونا آگیا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے میں اپنی اُمت پر شرک اور چھپی ہوئی خواہش سے خوف کرتا ہوں شداد کہتے ہیں مینے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپکے بعد آپکی اُمت شرک کرنے لگے گی آپنے فرمایا ہاں یاد رکھو وہ لوگ سورج اور چاند اور پتھر اور بتوں کی پوجا نہیں کرینگے ولیکن وہ اپنے عملوں میں ریا کرینگے اور چھپی ہوئی خواہش یہ ہے کہ کوئی تم میں سے صبح کو روزہ سے ہو پھر اُسے کوئی خواہش پیش آئے تو روزہ توڑ دے یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۴۸۶) حضرت ابوسعید فرماتے ہیں (ایک دفعہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اپنے مکان سے) باہر تشریف لائے تو ہم مسیح (ف۵۳) دجال کا ایک دوسرے سے ذکر کر رہے تھے آپنے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہارے حق میں میرے نزدیک مسیح دجال سے زیادہ خوفناک ہے ہمنے کہا یارسول اللہ ہاں (بتائیے) آپنے فرمایا وہ شرک خفی ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اگر کوئی دیکھتا (ف۵۴) ہو تو دکھانے کو زیادہ نماز پڑھتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

ف۵۱ یعنے جن سے کچھ غرض یا حاجت ہوگی اُنسے رغبت کرینگے اور بعض لوگ کسی وجہ سے ایک دوسرے سے ڈرتے ہونگے اس وجہ سے ظاہرا محبت برتتے ہونگے خدا کیواسطے کوئی محبت نہیں رکھینگے ۱۲ ف۵۲ کیونکہ جو خدا کیواسطے کام تھا وہ اور لوگوں کے دکھانیکیواسطے کیا تو اُن لوگوں کو خدا کا شریک سمجھا ۱۲ ف۵۳ دجال کو مسیح اسلئے کہتے ہیں کہ اُسکی ایک آنکھ کا نشان تک نہیں ہے اور مسیح کے معنے آنکھ پھیرے ہوئے کے ہیں ۱۲ ف۵۴ یعنے لوگوں کے دکھانیکو بہت اچھی طرح پڑھتا ہے ۱۲۔

(۷۸۷) حضرت محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے تمہارے اوپر ڈر ہے وہ چھوٹا شرک ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ چھوٹا شرک کیا چیز ہے آپ نے فرمایا ریاکاری یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ جس دن بندوں کے عملوں کا بدلہ دیگا اُن سے کہیگا تم اُن لوگوں کے پاس جاؤ جنکے دکھانے کو تم دنیا میں کام کرتے تھے دیکھو اُن کے پاس کچھ بدلہ یا بہتری ہے (یا نہیں)

(۷۸۸) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر آدمی ایک بڑے پتھر کے اندر کوئی عمل کرے جس کا نہ دروازہ ہو اور نہ روشندان ہو وہ عمل جو کچھ ہوگا قیامت کے دن لوگوں کے روبرو نکل آویگا۔

(۷۸۹) حضرت عثمٰن بن عفان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسکی اچھی خصلت ہو یا بری ہو خدا اُسکی ایک چادر[له] (یعنی علامت) ظاہر کریگا جس سے لوگ اُسے پہچان لینگے۔

(۷۹۰) حضرت عمر بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنی اس اُمت پر صرف اُن منافقوں کے شر سے ڈرتا ہوں جو حکمت سے بات کرتے ہیں اور ظلم کے کام کرتے ہیں یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۷۹۱) حضرت مہاجر بن حبیب کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ برتر فرماتا ہے کہ میں ہر ایک حکمت سے کلام کرنیوالے کی بات قبول نہیں کر لیتا ولیکن میں[له] اُس کا قصد اور خواہش قبول کرتا ہوں پھر اگر اُس کا قصد اور خواہش میری فرماں برداری میں ہوتا ہے تو میں اُسکے چپ رہنے کو بھی اپنی حمد اور بزرگی بیان کرنے کے برابر سمجھتا ہوں اگرچہ منہ سے نہ نکالے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

باب رونے اور ڈرنے کا بیان

پہلی فصل (۷۹۲) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

له اُس کی عادت کی ایک علامت ظاہر کریگا جس سے لوگ پہچان لینگے کہ دنیا میں اس کی اچھی عادت تھی اور اس کی بری تھی ۱۲ له یعنے جو کچھ اُس کی خواہش اور نسبت ہوتی ہے میں اُسی پر غور کرتا ہوں زبانی باتیں نہیں مانتا ۱۲۔

ہے اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے جو کچھ[۱] مجھے معلوم ہے اگر تم جان لو تو تم بہت رویا کرو اور تھوڑا ہنسا کرو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۹۳) حضرت ام علاء انصاریہ کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے باوجودیکہ میں خدا کا رسول ہوں بخدا میں نہیں جانتا بخدا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ[۲] کیا کیا جاویگا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۹۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے روبرو آگ یعنے دوزخ پیش کیگئی تو اسمیں میں نے ایک بنی اسرائیل کی عورت کو دیکھا جسے اپنی ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا جسنے اسے باندھ رکھا تھا اور نہ تو اسے کھانا کھلایا اور نہ اسے چھوڑا تاکہ زمین کے (چوہے وغیرہ) کھاتی یہانتک کہ وہ بھوکی مرگئی (اسلیے وہ پکڑی گئی ہے) پھر میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ اپنی انتیں دوزخ کی آگ میں کھینچ رہا تھا اور سب سے پہلے یہی ہے جس نے سانڈوں کے چھوڑنے کی رسم جاری کی تھی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۹۵) حضرت زینب بنت جحش روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے تو یہ فرما رہے تھے خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے عرب والوں کی خرابی ہے افسوس ہے اس بدی سے جو قریب آنیوالی ہے پھر اپنی دو انگلیوں یعنے انگوٹھے اور اسکی برابر والی انگلی کا حلقہ بنا کر فرمایا آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں سے اسکے برابر کھل گیا[۳] ہے زینب کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جاوینگے باوجودیکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے آپ نے فرمایا ہاں اسوقت جب فسق و فجور بہت ہو گا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۹۶) ابو عامر یا ابو مالک اشعری کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے البتہ میری امت میں سے ایسے لوگ ہونگے جو خز اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حلال سمجھینگے اور بہت سے لوگ (اونچے اونچے) پہاڑوں کے پہلو میں اتر پڑینگے جو شب رات کے وقت ان کے پاس آ بیٹھینگے

---

[۱] یعنے اگر تمہیں قیامت کے خوف اور خدا کے عذاب کا حال معلوم ہو جاوے تو ہنسنا چھوڑ دو اور ہر وقت روتے رہو مراد آپکی ہنسنے سے منع کرنا ہے ۱۲ [۲] یعنے حقیقت میں آپکا یہ کہنا بطور اظہار عجز و انکساری تھا ورنہ آپکو تو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ قطعی معصوم ہیں ہاں لوگوں کے انجام کا علم حقیقت میں قطعاً معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ عالم الغیب صرف خداوند عالم ہے ۱۲ [۳] یعنے جتنا اسمیں سوراخ ہے اسقدر اس دیوار میں روزن ہو گیا ہے ۱۲

اور وہ لوگ اُن کے پاس اپنی حاجت کیواسطے آئینگے یہ کہینگے ہمارے پاس سے کل آنا رات ہی کو خدا اُنپر عذاب بھیجیگا اور پہاڑ کو اُٹھا کر اُنکے اوپر ڈال دیگا اور بعضونکو قیامت تک کے لئے بندر اور سور بنا دیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مصابیح کے بعضے نسخوں میں خز کی بجائے حر[۵] (یعنے عورت کی شرمگاہ) ہے (خے اور زے کے بدلے حے اور رے) لکھا ہیں اور یہ غلطی ہے وہ خے اور زے ہی ہے اسیطرح حمیدی اور ابن اثیر اس حدیث پر بیان کیا ہے اور حمیدی کی کتاب میں بخاری سے بھی اسی طرح ہے اور اسیطرح بخاری کی شرحوں میں جو خطابی کی ہے لکھا ہے۔

(۵۱۶۸) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو جسقدر لوگ اُس قوم پر ہوتے ہیں وہ سب اُنکو پہنچتا ہے[۱] پھر سب اپنے اپنے اعمال کے مطابق اُٹھائے جاتے ہیں یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۱۶۹) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر بندہ اُسی (عقیدے اور حالت) پر اُٹھایا جاتا ہے جسپر وہ مرا ہے[۳] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۵۱۷۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں نے دوزخ کی مانند (خوفناک چیز) کوئی نہیں دیکھی (مگر تعجب ہے) اسکے بھاگنے والے سو رہے ہیں[۴] اور نہ جنت کی چیز دیکھی یعنی بہشت جیسی کوئی چیز دیکھی مگر اسکا طالب بھی سوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی

(۵۱۷۱) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک میں ایسی چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور ایسی (باتیں) سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے چر چر کرتا ہے اور چر چر کرنا ہی اسکو لائق ہے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسمیں کوئی چار انگل کی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں فرشتے اللہ کو سجدہ کرنیکے لئے اپنی

لہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ عورتوں کی شرمگاہ کو حلال سمجھتے تھے لیکن یہ روایت درست نہیں ہے ۱۲ لہ یعنے خواہ نیک ہو یا بد ہو دُنیا کا عذاب سبھوں کو شامل ہو جاتا ہے اور آخرت میں ہر ایک کو اپنے اپنے عمل کے موافق ثواب یا عذاب ملیگا ۱۲ سہ یعنے اگر کافر تھا تو اُسی حالت پر اُٹھایا جائیگا اور اگر مسلمان ذاکر شاغل تھا تو اُسی حالت پر اُٹھایا جائیگا ۱۲ کہ مطلب یہ ہے کہ جس وقت کسی کے پیچھے کوئی زبردست دشمن آتا ہے تو وہ ہوشیار ہو کر جانتک اُس سے بھاگا جاتا ہے بھاگتا ہے مگر یہاں عجیب بات ہے کہ باوجود دوزخ کے ایسے خوفناک ہونیکے اُس سے غفلت کرتے ہیں اپنی جانونکو اُس سے نہیں بچاتے اور ایسے ہی بہشت ایسی عمدہ چیز سے غفلت کرتے ہیں ۱۲۔

پیشانی نہ رکھے ہوئے ہوں بخدا اگر تم وہ (احوال) جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے بہت اور عورتوں کے ساتھ بچھونوں پر تم لذتیں (بھی) نہ اُٹھاتے بلکہ تم اللہ سے فریاد کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے (راوی کہتے ہیں) ابوذر بولے کہ اگر میں ایسا درخت ہوتا جسے لوگ کاٹ دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا[۱]۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۸۰۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص (دشمن کے لوٹنے سے) ڈرا کرتا ہے تو وہ اول ہی رات میں چل پڑتا ہے اور جو اول ہی رات میں چل پڑتا ہے تو وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا یا پہنچ جائیگا اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کا مال بہت مہنگا ہے (لا) در یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کا مال بہشت ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۲) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جس کا ذکر بزرگ ہے (قیامت کے دن) فرمائیگا کہ دوزخ کی آگ میں سے ایسے شخص کو نکال لو جنے مجھے ایک دن یاد کیا ہو یا کسی جگہ مجھسے ڈرا ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے اور کتاب البعث والنشور میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میںنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (ترجمہ) اور جو لوگ کچھ دیتے ہیں تو وہ اسطرح پر دیتے ہیں کہ اُن کے دل (خوف الٰہی سے ڈرتے ہیں) کا مطلب پوچھا کہ کیا[۲] یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں آپنے فرمایا اے صدیق کی بیٹی یہ لوگ مراد نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو روزے رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اللہ دیتے ہیں اور وہ اسبات سے ڈرتے ہیں کہ اُن کا صدقہ وغیرہ مقبول نہ ہو یہی وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۸۰۴) حضرت اُبی بن کعب فرماتے ہیں کہ جسوقت دو تہائی رات چلی جاتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز تہجد کے لئے) اُٹھتے اور فرماتے اے لوگو اللہ کو یاد کرو اللہ کا ذکر کرو (کیونکہ اول پہلا نفخہ یعنے زلزلہ) آئیگا اُسکے بعد میں (دوسرا نفخہ) پیچھے آنیوالا آئیگا موت یقیناً اُن احوال کے ساتھ[۳] آئیگی جو اُسمیں ہیں

[۱] یعنے اگر میں درخت ہوتا اور لوگ مجھ کو کاٹ ڈالتے تو میں ویسی ہی جاتا رہتا اور حساب وکتاب مجھسے نہوتا۔ یہ ابوذر اُن صحابہ میں ہیں جنکا بہشتی ہونیکی آنحضور نے دُنیا ہی میں خبر دیدی تھی ہائے افسوس کہ ہم لوگ اس حال سے بے خبر ہیں۔ ۱۲ [۲] یعنے کیونکہ اکثر وہی لوگ زیادہ ڈرا کرتے ہیں جو گنہگار ہوں آپنے فرمایا کہ آیت میں یہ لوگ مراد نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو ہر طرح کی خوبیاں بھی حاصل کرتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے جو چیزیں موت کے ...

موت بیشک اُن احوال کے ساتھہ آئیگی جو اُنمیں ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۵) حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نماز کیلئے نکلے اور لوگونکو دیکھا کہ گویا وہ ہنسی مذاق کر رہے ہیں آپ نے فرمایا یاد رکھو بیشک اگر تم لذتونکی کھونے والی یعنے موت کو زیادہ یاد رکھا کرتے تو وہ تمہیں ایسی باتوں سے روک دیتی جواب میں دیکھ رہا ہوں لہذا تم لذتونکی کھونے والی یعنے موت کو زیادہ یاد رکھا کرو کیونکہ قبر پر جو دن گذرتا ہے تو وہ ہر روز یہ بولتی ہے یعنے کہتی ہے کہ میں غریبی کا گھر ہوں میں تنہائی کا اور مٹی کا اور کیڑوں کا گھر ہوں (لہذا اس کا انتظام کرتے لانا) اور جسوقت کوئی مسلمان بندہ دفن کردیا جاتا ہے تو قبر اُس سے کہتی ہے کہ تو فراخ مکانمیں اور اپنی جگہ آگیا ہے (لہذا خوش رہو) اور یاد رکھہ کہ جسقدر لوگ میری پُشت پر سے چلتے ہیں تو مجھے سب پیارا تھا اور آج جو میں تجہپر حاکم کردیگئی ہوں اور تو میرے سامنے مجبور کردیا گیا ہے تو اب تو اپنے ساتھہ میری کارروائی دیکھہ (راوی کہتے ہیں) آنحضور نے فرمایا کہ پھر جہانتک اُس بندہ کی نظر جاتی ہے وہیں تک قبر فراخ ہوجاتی ہے اور بہشت کیطرف (سے) ایک دروازہ اسکیلئے کھول دیا جاتا ہے اور جسوقت کوئی گنہگار بندہ یا کافر دفن کردیا جاتا ہے تو اُس سے قبر کہتی ہے کہ نہ تو فراخ جگہ میں آیا اور نہ اپنی جگہ میں آیا یاد رکھہ کہ جسقدر لوگ میری پشت پر سے گذرتے ہیں تو میرے نزدیک سب بُرا ہے اور آج کہ اسوقت میں تجہپر حاکم کردیگئی ہوں اور تو میرے سامنے مجبور ہوگیا ہے تو تو اپنے ساتھہ آج میری کارروائی دیکھہ حضورانور نے فرمایا کہ پھر وہ قبر اُسپر بھنچ جاتی ہے یہانتک کہ اُسکی پسلیاں ادہر کی اُدہر نکل جاتی ہیں ابوسعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے یعنے بعضی اُنگلیونکو بعضیوں میں دیکر فرمایا کہ اسطرح پسلیاں نکل جاتی ہیں) اور فرمایا کہ ستر اژدہے اُسپر ایسے مقرر کردئے جاتے ہیں کہ اگر اُنمیں سے ایک بھی زمین پر پہنکار مار دے تو جبتک دنیا باقی رہے زمین پر کوئی چیز نہ اُگے پھر بھی اژدہے اُسے ڈستے ہیں اور نوچتے ہیں جبتک کہ اُسے حساب کیلئے نہ لیجایا جائے ابوسعید کہتے ہیں اور

ف یعنے تنہائی کا گھر ہوں کہ جو مجھہ میں آپڑا وہ اپنے رشتہ داروں وغیرہ سے دور ہوجائیگا لہذا اول دنیا ہی میں غریب بننا چاہیئے ۱۲ ف بعض علمانے لکھا ہے کہ قبر کے اندر بدبو کیوجہ سے کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں اور آدمی کے سب اعضاء کو وہ کھاجاتے ہیں پھر بعد اسکے جسوقت اور کچھہ کھانیکو نہیں رہتا تو ایک دوسرے کو کھانے لگتا ہے یہانتک کہ ایک کیڑا باقی رہ جاتا ہے پھر وہ بھی بھوک کی وجہ سے مرجاتا ہے انبیاء اور اولیاء اور شہداء کے بدن قبر میں ویسے ہی رہتے ہیں ۱۲

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی) فرمایا بیشک قبر[۵۱] (نیک بندوں کے لئے) بہشتوں کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا (بدکاروں کے لیئے) دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۶) حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے سورہ ہود اور اسی جیسی[۵۲] اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۰۷) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ سورہ ہود اور سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ اور اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث جسکا شروع یہ ہے کہ "آگ میں نہیں داخل ہوگا" کتاب الجہاد میں مذکور ہو چکی ہے۔

تیسری فصل

(۸۰۸) حضرت انس نے (لوگوں سے) فرمایا کہ تم اب ایسے عمل کرتے ہو کہ وہ تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک[۵۳] ہیں اور ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انہیں مُوبِقَات یعنے برباد کرنیوالی چیزوں میں شمار کیا کرتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۰۹) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ اے عائشہ اپنے تئیں ان گناہوں سے بچانا جنہیں لوگ حقیر اور چھوٹے سمجھتے ہیں کیونکہ انکا خدا کیطرف سے مطالبہ ہوگا۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور دارمی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۱۰) حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر نے پوچھا کیا تمہیں خبر ہے کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟ وہ کہتے ہیں میں نے کہا نہیں (یاد) نہیں میں نے فرمایا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے یہ کہا تھا کہ اے ابو موسیٰ تمہیں بھی یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے (میرا خیال یہ ہے) کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا مسلمان ہونا اور ہمارا

---

[۵۱] یعنے کوئی قبر ان دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو باغیچہ بن جائیگی اور یا دوزخ کا ایک گڑھا ہو جائیگی ۱۲۔

[۵۲] یعنے جن میں قیامت اور عذاب کا ذکر ہے کہ جنکے مضمون سننے دیکھنے سے غم ہوتا ہے انھوں نے میرا یہ حال کر دیا ہے مجھے یہ خیال ہے کہ دیکھئے میری امت کا کیا حال ہو ۱۲۔ [۵۳] یعنے تم انہیں چھوٹے اور حقیر سمجھتے ہو اور انہیں مکروہات جان کر ان کے کرنے سے نہیں ڈرتے حالانکہ وہ نفس الامر میں بڑے ہیں لہٰذا ان سے بچنا چاہیئے ۱۲۔

آپکے ساتھ ہجرت کرنا اور آپکے ساتھ جہاد کرنا اور سب عمل جو ہمنے آپکے ساتھ (یعنے سامنے) کئے ہیں وہ تو باقی رہیں[1] اور ایسے کل عمل جو ہمنے آپ کے بعد کئے ہیں اُنمیں ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں (کہ نہ ہمیں ثواب ملے اور نہ عذاب ہو اسکے جواب میں) تمہارے والد نے میرے والد سے یہ کہا کہ (میں تو خوش نہیں رہوں کیونکہ) قسم ہے خدا کی ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں (بہت سے) جہاد کئے ہیں اور نمازیں پڑہی ہیں اور روزے رکھے ہیں اور بہت سے نیک عمل کئے ہیں اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے ہیں لہذا بیشک ہم تو انسے (ثواب کی) اُمید رکھتے ہیں میرے والد نے یہ کہا (خیر تم جانو) لیکن میں تو قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے بیشک یہ بات دوست رکھتا ہوں کہ ہمارے وہ عمل تو (ثواب کیلئے) باقی رہیں اور وہ سب عمل جو ہمنے آپ کے بعد کئے ہیں اُنکی وجہ سے برابر سرابر چھوٹ جائیں (کہ نہ ثواب ملے اور نہ عذاب ہو ابوبردہ کہتے ہیں) میں نے کہا بخدا بیشک تمہارے والد میرے والد سے بہت[2] ہی بہتر تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱) ؎ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے میرے پروردگار نے نو[3] باتوں کا حکم کیا ہے (وہ یہ ہیں) کہ پوشیدگی اور ظاہر میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور غصہ اور خوشی کی حالت میں انصاف سے بولنا اور تنگی اور فراخی میں میانہ روی رکھنا اور جو مجھسے ناتہ رشتہ قطع کرے اُسکے ساتھ سلوک کرنا اور جو مجھے محروم رکھے اُسے دینا اور جو مجھپر ظلم کرے اُسے معاف کردینا اور میرا خاموش رہنا (آخرت وغیرہ کیلئے) فکر ہو اور میرا بولنا ذکر (الہٰی) ہو اور میری نظر عبرت ہو اور میں عرف (یعنے نیک) باتوں کا حکم کروں اور بعضوں نے عرف کی جگہ معروف کہا ہے (معنے ایک ہیں) یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۱۲) ؎ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس مسلمان

---

[1] یعنے وہ عمل ہمارے گناہوں کے معاوضہ میں نہ شامل رہیں بلکہ سب وہ باقی رہیں تاکہ انکی وجہ سے ہمیں آخرت میں ثواب ہو اور حصول درجات کے باعث ہوں ۱۲ [2] یعنے تمہارے والد باوجود اتنے نیک اعمال اور فضائل کرنے کے بھی خوف وخشیت ہی کے مرتبہ میں رہے تو تمہارے والد میرے والد سے بہتر ہوئے اور اُن کا مرتبہ بڑھا ہوا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کار آخرت بہت نازک ہے ۱۲ [3] یہ بات پہلی نو باتوں مذکورہ سے زائد ہے اور بطریق اجمال تمام بھلائیوں کو اور تمام طاعات کو شامل ہے جو پہلے تفصیل سے مذکور ہو چکی ہیں۔

بندہ کی دونوں آنکھوں میں خوف خداوندی کی وجہ سے کچھ آنسو نکلیں اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہوں پھر کچھ آنسو اُسکے خوبصورت چہرہ پر لگجائیں تو اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ جلانا حرام کر دیتا ہے - یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب لوگونکے (حالت) بدلنے کا بیان

پہلی فصل (۸۱۳) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو کہ آدمی اُن سو اونٹوں جیسے ہیں جنمیں سواری کے قابل تمہیں ایک بھی نہ ملے یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۸۱۴) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اصحابہ سے) فرماتے تھے بیشک تم لوگ اپنے سے پہلونکی سب کاموں میں پوری متابعت کروگے یہانتک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں جائینگے تب بھی تم اُنکے پیچھے چلوگے کسینے پوچھا یا رسول اللہ (کیا) یہود اور نصاریٰ کی (متابعت کرینگے آپ نے فرمایا) ہاں اور کسکی - یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۱۵) حضرت مرداس اسلمی کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اول اول نیک لوگ مرتے رہینگے اور بدکار نالائق لوگ جو یا کھجوروں کی بھوسی جیسے باقی رہجائینگے انکی اللہ تعالیٰ بھی کچھ پروا نہیں کریگا - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۸۱۶) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت میری اُمت تکبر کی چال چلنے لگے گی اور بادشاہونکی اولاد یعنے (شاہ) فارس اور روم کی

سلہ یعنے آدمی تو اونٹوں کی طرح کثرت سے ہیں لیکن جیسے سواری کے قابل اونٹ کم ہوتے ہیں ویسے ہی آدمیوں میں بھی نبی کی صحبت میں رہنے اور حق صحبت ادا کرنے کے لئے لائق اور قابل کم ہیں اور اس حدیث سے بعضوں نے قرونِ ثلثہ کے بعد جو لوگ ہوئے وہ مراد لئے ہیں مطلب یہ ہے کہ تمام صفات میں پسندیدہ لوگ ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں ۱۲ سلہ یعنے جیسے اُنہوں نے بدعتیں اختیار کر لیں تھیں ویسے ہی تم لوگ بھی اختیار کر لوگے ۱۲ سلہ یعنے اُنہیں تکلیف اور عذاب دینے میں اللہ تعالیٰ بھی اُنکی کچھ قدر یا اعتبار نہیں کرے گا کیونکہ وہ بھوسی جیسے ناکارہ لوگ ہونگے ۱۲۔

اولاد اُنکی خدمت کرنے لگے گی تو اللہ تعالیٰ انہیں سے بدکار لوگوں کو نیکوں پر[۱] (حاکم) مقرر کر دیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۸۱۷) حضرت حُذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ تم لوگ اپنے بادشاہ کو قتل کر دو گے اور آپسمیں اپنی تلواروں سے کٹو مروگے اور تم میں سے بُرے بدکار آدمی دنیا کے وارث ہو جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۱۸) حضرت حُذیفہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ سب لوگوں سے نصیب ور آدمی احمق احمق[۲] کا بیٹا ہو جائے یہ حدیث ترمذی نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۸۱۹) حضرت محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھسے ایک ایسے شخص نے بیان کیا جسنے حضرت علی بن ابوطالب سے سُنا تھا وہ فرماتے تھے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک ہمارے پاس مُصعَب بن عُمیرؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے جسمیں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے آئے جسوقت اُنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو چونکہ وہ پہلے آسائش میں تھے اور آج وہ اس تنگدستی میں ہیں آنحضور کو رونا آگیا پھر آپ نے (صحابہ سے) فرمایا اُسوقت تم کیا کروگے کہ جب بعض تم میں سے صبح کو ایک جوڑا پہنیگا اور شام کو دوسرا اور ایک طباق سامنے رکھا جائیگا اور دوسرا اُٹھایا جائیگا اور تم اپنے مکانوں پر اسطرح پردے ڈالو گے جسطرح خانہ کعبہ پر ڈالے جاتے ہیں صحابہ بولے یارسول اللہ ہم آجکل سے اُس زمانے میں بہتر ہونگے کہ عبادت کے لئے فارغ (دل) ہونگے اور محنت و مشقت سے چھٹے ہوئے ہونگے آپ نے فرمایا نہیں تم آجکل ہی اُس زمانہ سے بہتر ہو یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۲۰) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لوگو نپر ایک ایسا

---

[۱] یہ واقعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہو چکا ہے کیونکہ جسوقت ملک فارس اور روم فتح ہو گئے اور اُن بادشاہ کی اولاد پکڑی ہوئی آئی تو اُنسے برابر خدمت لیگئی پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان غنی کے قتل کرنے والوں کو انپر مسلط کر دیا چنانچہ اُنہوں نے انہیں قتل کر دیا بعد بنی ہاشم پر بنی اُمیّہ کو مسلط کر دیا اور خوب خونریزی ہوئی [۲] یعنے جسوقت میں روپیہ وغیرہ کے اعتبار سے ایسا آدمی نصیب ور ہو جائے جسکے احمق بنا پشتو نسے چلا آ رہا ہو تو اُسوقت قیامت

زمانہ آئیگا کہ سب لوگوں میں اپنے دین پر قایم رہنے والا آدمی ایسا ہوگا جیسا کوئی مٹھی میں چنگاری لئے ہوتا ہے[ف]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سند کی رو سے غریب ہے۔

(۸۲۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت تمہارے حاکم تمسے بہتر ہوں اور تمہارے دولتمند آدمی سخی ہوں اور تمہارے سب کام آپس کے مشورہ سے ہوں تو تمہارا زمین کے اوپر رہنا زمین کے اندر رہنے سے (یعنے مرنے سے جیتا رہنا) بہتر ہے اور جسوقت تمہارے حاکم تمسے (بھی) بُرے ہوں اور تم میں دولتمند آدمی بخیل ہوں اور اور تمہارے سب کام عورتوں کے سپرد ہوں[ف] تو اُسوقت تمہارے لئے زمین کے اندر رہنا اوپر رہنے سے (یعنے مرنا جینے سے) بہتر ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۸۲۲) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب (گمراہ) جماعتیں تمہیں (لڑائی کے لئے) بلائینگی جیسے کہ کوئی کھانے والی جماعت کسیکو اپنے پیالہ کیطرف بلاتی ہے[ف] کسی صحابی نے پوچھا کیا یہ کیفیت اُس زمانہ میں ہمیر ہماری کمی کی وجہ سے ہوگی فرمایا (نہیں) بلکہ اُس زمانہ میں تو تم لوگ بہت ہوگے لیکن تم (کم ہمتی اور ناطاقتی میں) ایسے جھاگ ہوگے جیسے کسی نالہ کے جھاگ ہوتے ہیں اور تمہارے دشمنوں کے دلوں میں سے اللہ تعالیٰ تمہارا خوف نکال دیگا (وہ تمسے بالکل نڈر ہونگے) اور تمہارے دلوں میں الدہن ڈالدیگا کسی نے پوچھا یا رسول اللہ دہن کیا چیز ہے آپنے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت[ف] یہ حدیث ابوداؤد نے اور دلائل النبوت میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۸۲۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جن لوگوں میں خیانت ظاہر

ف یعنے جیسے آگ کو مٹھی میں لینا دشوار اور مشکل ہے اسی طرح آخیر زمانہ میں بوجہ فسق و فجور زیادہ ہونے کے دین پر ثابت قدم رہنا مشکل ہو جائے گا ۱۲ ف یعنے اُن سے مشورہ لیکر کام کریں اور یہ غلطی ہے کیونکہ وہ ناقصاتِ عقل ہوتی ہیں ۱۲ ف اسمیں اشارہ ہے کہ تم مسلمان لوگ اُنکے مقابلہ میں مثل کھانیکی ہوگی جسے نگل کر تلف کر دیتے ہیں مقصود یہ ہے کہ تم اُنکے سامنے کوئی چیز نہ ہوگے وہ تمسے قوی ہونگے ۱۲ ف یعنے اسلئے کہ جیسے دنیا سے محبت اور موت سے کراہیت ہوگی تو وہ جہاد میں کفار سے لڑنے کے لئے جانیکی ہرگز بہادری نہیں کریگا ۱۲ لمعات۔

ہوئی اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلونمیں رعب ڈالدیا اور جن لوگوں میں زنا کی کثرت ہوئی اُنمیں موت زیادہ ہو گئی اور جن لوگوں نے تولنے اور ناپنے میں (دغابازی سے) کمی کی اُنسے رزق میں کمی کردیگئی اور جن لوگوں نے ناحق (کسی بات کا) حکم کیا تو اُنمیں خونریزی بکثرت ہوئی اور جن لوگوں نے عہد شکنی کی اُنپر اُنکا دشمن مسلط کردیا گیا یہ روایت امام مالکؒ نے نقل کی ہے۔

باب ڈرانے اور خوف دلانے کا بیان

پہلی فصل

(۸۲۴) حضرت عیاضؓ بن حمار مجاشعی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا یاد رکھو کہ مجھے میرے پروردگار نے اسبات کا حکم کیا ہے کہ جو باتیں اسنے مجھے آج سکھلائیں ہیں اُنمیں جنھیں تم نہیں جانتے ہو میں تمہیں سکھلا دوں (وہ فرماتا ہے) کہ جو مال میں کسی بندہ کو دوں وہ اُس کے واسطے حلال ہے (اُسے حرام نہ سمجھنا چاہیئے) اور مینے اپنے سارے بندہ باطل سے پھرے ہوئے پیدا کیئے تھے اور اُن کے پاس شیطانوں نے آنکر اُنہیں اُنکے دین سے پھیر لیا اور جو چیزیں مینے اُنکے واسطے حلال کی تھیں وہ اُنہوں نے حرام کردیں اور اُنہیں ایسی چیز کو میرا شریک بنانیکیلئے حکم کیا جسکی مینے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر کی اور (اُنہیں گمراہی میں دیکھکر) عرب اور عجم سب پر غصہ ہوا سوائے کچھ بچے ہوئے آدمی اہل کتاب کے اور اللہ تعالیٰ نے (مجھسے) یہ فرمایا ہے کہ مینے تجھے فقط تیرا امتحان لینے اور تیری وجہ سے اوروں کا امتحان لینے کے لئے بھیجا ہے اور مینے تجھپر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جسے پانی نہیں دھو سکتا اور اُسے تم سوتے ہوئے اور جاگتے ہوئے پڑھ سکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے قریش کے جلا دینے کا حکم کیا تھا مینے عرض کیا کہ وہ لوگ اسیوقت میرا سر کچل کر ایک روٹی کیطرح کردینگے فرمایا کہ جیسا اُنہوں نے تجھے نکالا تھا تو بھی اُنہیں نکال دے اور تو اُنسے جہاد کر ہم تیرے واسطے اسباب جہاد

لے ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان افعال پر انکی جزا کا ترتب باعتبار کسی خصوصیت کے ہے اور اس کا بھید اللہ ہی کے سپرد ہے وہی جانتا ہے کہ ان افعال کی یہ جزا کس وجہ سے ہے اور بعضے انکی علتیں اور مناسبات بھی نکالتے ہیں ۱۲ لمعات ۵۲ انسے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ کی اُمت میں تھے اور اُنکے بعد میں انکی شریعت کے موافق عمل کرتے ہے اور اپنے دین اور کتاب کو تغییر و تبدیل نہیں کیا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ۱۲ منہ ۵۳ یعنے کاغذ کی لکھی ہوئی چیز کو اگر پانی سے دھویا جائے تو وہ مٹ سکتی ہے لیکن یہ کتاب ایسی نہیں ہے بلکہ یہ زوال نسخ سے قیامت تک لوگوں کے دلونمیں محفوظ رہیگی ۱۲۔

تیار کر دینگے اور تو خرچ کر ہم تجھ پر خرچ کرینگے اور تو لشکر بھیج ہم اُنکے لشکر جیسے پانچ لشکر بھیج دینگے اور جن لوگوں نے تیری فرمانبرداری کی ہے تو انکی ساتھ اُنسے جہاد کر جنہوں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۵۱۸۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (ترجمہ) اور تو اپنے کنبے والونکو (عذاب الٰہی سے ڈراوے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھے اور قریش کے قبیلوں کے نام لے لیکر اے بنی فہر اے بنی عدی پکارنا شروع کیا یہانتک کہ سب جمع ہوگئے پھر فرمایا تم یہ بتاؤ کہ اگر میں تمسے یہ بیان کروں کہ جنگل میں ایک لشکر کھڑا ہے وہ تمہیں لوٹنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے وہ سب بولے ہاں ہمنے تمہارا تجربہ کرلیا ہے اسمیں تمہیں سچا ہی دیکھا ہو آنحضور نے فرمایا کہ میں ایک بہت بڑے سخت عذاب سے پہلے تمہیں ڈرانیوالا ہوں اُسیوقت ابولہب[۲] بولا تو ساری عمر برباد ہو جیو کیا تو نے ہمیں اسلئے جمع کیا تھا جبھی یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (ترجمہ) ابولہب کے دونوں ہاتو نکا ناس ہو جیو اور وہ ہی گیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے آپ نے پکارا اے بنی عبد مناف میری اور تمہاری مثال اُس آدمی جیسی ہے کہ اُسنے ایک دشمن دیکھا اور اپنے گھر والوں کی نگہبانی کرنیکیلئے چلا اور اس بات سے ڈرا کہیں وہ مجھسے پہلے نہ پہنچ جائیں اسلئے اُسنے چینخنا شروع کیا کہ یا صباحاہ[۳]۔

(۸۲۶) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا وہ سب جمع ہوئے پھر آنحضور نے عام اور خاص سب لوگونکو پکارا کہ اے بنی کعب بن لوئی تم اپنی جانونکو (دوزخکی) آگ سے خود چھڑاتا (میری اُمید پر نہ رہنا) اور اے بنی مُرۃ بن کعب تم (بھی) اپنی جانونکو خود (دوزخکی) آگ سے چھڑاتا اے بنی عبد شمس تم اپنی جانوں کو دوزخ

[۱] یعنے کفار کے لشکر میں جتنے آدمی ہونگے تو ہم تمہاری مدد کیلئے دشمن کے لشکر سے پانچ حصے زیادہ سے مدد دینگے چنانچہ یہ وعدہ بدر کی لڑائی میں ہو چکا ہے کہ وہاں پانچ ہزار فرشتے لشکر اسلام کی مدد کیلئے بھیجے گئے تھے اور مشرک لوگ اُس لڑائی میں ہزار تھے اور مسلمان فقط تین سو تیرہ آدمی ۱۲ [۲] یہ ابولہب حضور انور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اسکا نام عبد العزیٰ تھا اسنے اکثر معجزے دیکھے مگر اپنی بدقسمتی کے باعث دولت ایمان سے محروم رہا ۱۲ [۳] یہ لفظ عرب میں کسی خوفناک چیز سے ڈرانیکیلئے کہا کرتے ہیں اور اس کے معنے یہ ہیں کہ اے لوگو تم رات سے ہی جلدی تاکہ صبح کو دشمن کے لوٹنے سے بچ جاؤ یہاں مراد یہ ہے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے ڈر جاؤ اور اپنی آخرت کو سنبھالو ۱۲۔

کی) آگ سے خود بچانا اے بنی عبد مناف تم (بھی) اپنی جانوں کو آگ سے خود بچانا اے بنی ہاشم تم (بھی) اپنی جانوں کو آگ سے خود بچانا اے بنی عبد المطلب تم (بھی) اپنی جانوں کو آگ سے خود بچانا اے فاطمہ تم (بھی) اپنی جان کو آگ سے خود ہی بچانا (میرے خیال پر نہ رہنا) کیونکہ میں تمہارے لئے اللہ کیطرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں سوائے اتنی بات کے کہ (میری) تمسے رشتہ داری ہے اسکی وجہ سے کچھ سلوک (وغیرہ) کرتا ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔ اور ایک متفق علیہ روایت میں یوں ہے (آپ نے پکارا) کہ اے قریش کی جماعت تم اپنی جانوں کو چھڑا لو میں تمہارے لئے اللہ کیطرف سے کوئی چیز نہیں دفع کرسکتا اے بنی عبد مناف میں اللہ کی طرف سے تمسے کوئی چیز دفع نہیں کرسکتا اے (میرے چچا) عباس بن عبد المطلب میں اللہ کیطرف سے تمسے کوئی تکلیف دفع نہیں کرسکتا اور اے اللہ کے رسول کی پھوپی صفیہ میں اللہ کیطرف سے تمسے کوئی چیز دفع نہیں کرسکتا اے فاطمہ محمدؐ کی بیٹی تمہیں جو کچھ مال (وغیرہ) چاہیئے تو تم مجھسے مانگ لو باقی اللہ کیطرف سے میں تمسے کوئی تکلیف دفع نہیں کرسکتا۔

دوسری فصل (۸۱۲۷) حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری یہ امت قابل رحم امت ہے اسے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا اس کا عذاب دنیا میں فتنے اور زلزلے اور قتل ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۲۸) حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ بن جبل (دونوں) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ اس امر دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہوئی ہے پھر یہ خلافت اور رحمت ہوجائیگا پھر وہی امر دین تکلیف دینے والی بادشاہت ہوجائیگا پھر یہی امر دین تکبر اور ظلم اور زمین پر فساد بن جانے والا ہے کہ لوگ ریشم کو اور شرمگاہوں کو اور شرابوں کو حلال سمجھینگے انہیں اسکے وسیلہ سے رزق ملیگا اور انکی مدد ہوگی یہانتک کہ وہ مرجائینگے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

ف۱ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دینا چاہے تو میں اسپر بالکل قادر نہیں ہوں کہ تمسے کچھ بھی عذاب دفع کرسکوں لہذا تم سب خود نیک عمل کرکے اپنے بچاؤ کی صورت کرنا اس امید پر نہ رہنا کہ میں بلا عمل تمہیں دوزخ سے چھڑا دونگا کیونکہ جسوقت شفاعت ہوگی تو فقط رشتہ داروں کے لئے نہیں ہوگی بلکہ اسمیں تمام امت شامل ہوگی ۱۲ منہ ف۲ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آخرت میں آپکی امت میں سے کسیکو عذاب نہیں ہوگا بلکہ آپکی امت کے خاص لوگ مراد ہیں کہ جنہیں دنیا میں تکلیفیں پہنچ چکی ہیں انہیں اللہ کی رحمت وکرم سے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا ۱۲ سید

(۸۲۹) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سب سے پہلے جو چیز ساقط کیجائیگی زید بن یحییٰ راوی کہتے ہیں یعنے اسلام میں جیسکہ برتن میں سے گرادی جاتی ہے وہ شراب ہوگی کسینے پوچھا یا رسول اللہ اور یہ کسطرح ہوگی حالانکہ اسمیں تو اللہ تعالیٰ نے جیسا کچھ بیان کیا ہے کہہ ہی دیا ہے آپ نے فرمایا وہ لوگ اس کا کچھ اور نام رکھکر اسے حلال سمجھینگے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۸۳۰) حضرت نعمان بن بشیر نے حضرت حذیفہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبتک اللہ تعالیٰ تم میں نبوت کو رکھنی چاہیگا نبوت رہیگی پھر اُسے اللہ تعالیٰ اٹھا لیگا پھر وہی نبوت نبوت کے طریقہ پر جبتک اللہ تعالیٰ اس کا رہنا چاہیگا خلافت رہیگی پھر اُسے بھی اللہ تعالیٰ اٹھا لیگا پھر تکلیف دینے والی سلطنت ہوجائیگی اور جبتک اللہ تعالیٰ اُسے رکھنی چاہیگا رہیگی پھر اُسے بھی اللہ تعالیٰ اٹھا لیگا پھر وہ ظلم کرنیوالی سلطنت ہوجائیگی اُسے بھی جبتک اللہ تعالیٰ رکھنی چاہیگا رہیگی پھر اُسے بھی اللہ تعالیٰ اٹھا لیگا پھر وہ نبوت کے طریقہ پر بادشاہت ہوجائیگی پھر آنحضرت چپکے ہو رہے (اس حدیث کے راوی) حبیب کہتے ہیں کہ جسوقت عمر بن عبدالعزیز بادشاہ ہوئے تو مینے انہیں بھی قصہ یاد دلانیکے لئے یہ حدیث لکھی اور مینے کہا مجھے یہ اُمید ہے کہ تکلیف دینے والی اور ظلم کرنے والی سلطنت کے بعد (جو حدیث میں بادشاہت کی خبر ہے وہ) امیر المومنین تم ہی ہو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور انہیں یعنے عمر بن عبدالعزیز کو یہ اچھا معلوم ہوا یہ حدیث امام احمد نے اور دلائل النبوت میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

ف۱ حاصل یہ کہ اخیر زمانہ میں بوجہ لوگوں کے احوال بدل جانیکے محرمات میں سے اول چیز کا جو ارتکاب کیا جائیگا اور احکام اسلام سے اس کا حکم ساقط کردیا جائیگا تو وہ شراب ہوگی کہ اُسکی حرمت میں لوگ تاویلیں کرکے اُسے حلال سمجھ لینگے ۱۲ ف۲ یعنے اس کی حرمت میں تو کوئی شک و شبہ باقی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے خوب سختی کے ساتھ واضح کرکے بیان کردیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس کا نام بدل لینگے اور اس حیلہ سے کہ یہ وہ شراب نہیں ہے اُسے پی لینگے ۱۲ ف۳ یعنے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وفات دیدیگا جسکے ذریعہ سے نبوت بھی اٹھ جائیگی پھر وہ خلافت ہوجائیگی چنانچہ چاروں صحابہ کرام کے زمانہ تک خلافت رہی بعد اسکے تکلیف دینے والی سلطنت ہوگی چنانچہ بعد ختم خلافت کے بے انتہا خونریزی ہوئی تکلیف سے یہی مُراد ہے ۱۲ ف۴ یعنے اس زمانہ میں نہایت ہی انصاف ہوگا اور مراد اس زمانہ سے حضرت عیسےٰ اور حضرت امام مہدی علیہما السلام کا زمانہ ہے ۱۲۔

باب فتنوں کے بیان میں

پہلی فصل

(۸۳۱) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ایک جگہ ہمارے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور جو کچھ (واقعات) قیامت تک ہونے تھے اُنمیں سے کوئی نہ چھوڑا بلکہ سب بیان کردیئے جسے یاد رہا اُسے یاد رہا اور جو بھول گیا سو بھول گیا اور اس بات کو یہ میرے سب ساتھی بھی جانتے ہیں اور بیشک اُنمیں سے کوئی بات ایسی بھی ہوگی جسے میں بھول گیا ہونگا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ میری یاد آجائیگی جیسکہ کوئی آدمی کسی سے غائب ہو جائے اور ایک (دوسرا) آدمی اُسکی صورت (شکل) کو ذکر کرے پھر جسوقت یہ اُسے دیکھیگا تو ضرور پہچان لیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۳۲) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (قیامت کے قریب) بوریئے کے ایک ایک تنکے کیطرح دلوں پر فتنے پیش آئینگے[۱] جس دل میں وہ بیٹھہ جائینگے اُنمیں ایک سیاہ نکتہ ہو جائیگا اور جو دل اُنہیں بُرا سمجھیگا اسمیں ایک سپید نکتہ ہو جائیگا یہاں تک کہ دو (قسم کے) دل ہو جائینگے ایک صفا جیسا سپید اُسے کوئی فتنہ ضرر نہیں دیگا جبتک آسمان اور زمین باقی ہیں اور دوسرا سیاہ خاکی رنگ اُلٹے کوزے جیسا ہوگا نہ کسی اچھی بات کو اچھی جانیگا اور نہ کسی بُری بات کو بُری جانیگا ہاں جسقدر اُسکی خواہش اُسمیں بیٹھہ گئی ہے (اُسے جانیگا)۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۳) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے دو حدیثیں بیان کی تہیں اُنمیں سے ایک تو مینے دیکھہ لی ہے اور دوسری کا مجھے انتظار ہے آنحضور نے ہمسے یہ بیان کیا تھا کہ امانت لوگوں کے دلونکی جڑ میں[۲] اُتری تہی پھر اُنہوں نے (اُسکی وجہ سے) کچھہ قرآن شریف سیکھا پھر کچھہ حدیث سیکھی اور آپنے ہمسے اُس کا اُٹھہ جانا[۳] بھی بیان کیا فرمایا کہ ایک آدمی کچھہ تھوڑی دیر سوئیگا اور اسیوقت

۱؎ یعنے جس طرح بوریئے کے تنکے یکے بعد دیگرے لگے رہتے ہیں اسی طرح وہ فتنے بھی پے در پے آئینگے ۲؎ یعنے امانت لوگوں کے دلوںمیں نازل ہوئی تہی کہ اُس کا اثر دلوں ہی میں تھا اُسیکے نور کے باعث سے لوگوں نے اپنے دین کی حقیقت اور احکام شریعت کو قرآن اور حدیث سے پہچانا ۱۲ لمعات ۳؎ یعنے امانت جو ایمان کے ثمروں میں سے ہے اُس کا اٹھہ جانا (دنا قص ہو جانا بیان کیا کہ یہ حضرت کے صحابیوں کے بعد میں ہوگا ۱۲۔

اُسکے دلمیں سے امانت لیلی جائیگی امانت کا نشان وَکْت[51] کے نشان جیسا رہجائیگا وہ پہر کچہ سوئیگا تو پہا اور
لیلی جائیگی اُسوقت اُس کا نشان مَجَل کے نشان جیسا رہجائیگا اور نشان مَجَل یہ ہے کہ جیسکہ کوئی انگاری
کو اپنے پاؤں پر لڑکائے تو وہاں پہپولا پڑ جائے اور تو اُسے اُبہرا ہوا دیکھیگا لیکن اُسکے اندر کچہ نہو گا اور
صبح کو سب لوگ خرید و فروخت کرینگے لیکن ایسا کوئی نہیں ہوگا جو لوگونکی امانت ادا کردے بلکہ
لوگ یوں کہینگے کہ فلانے قبیلہ (خاندان) میں ایک امانت دار آدمی ہے اور بعضے آدمی کو لوگ یوں کہینگے
کہ وہ کیا ہی عقلمند اور ظریف اور بہادر آدمی ہے حالانکہ اُسکے دل میں ایک رائی کے دانہ کی برابر بہی
ایمان نہیں ہوگا یہ حدیث بخاری اور مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۴) حضرت حذیفہ ہی فرماتے ہیں کہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہلائی کو
پوچہا کرتے تہے اور میں آپ سے ہمیشہ بُرائی کو پوچہا کرتا تہا اس اندیشہ سے کہ کہیں بُرائی مجہے نہ پہنچ جائے
کہتے ہیں مینے (ایک روز) پوچہا کہ یا رسول اللہ پہلے تو ہم لوگ جہالت اور بُرائی میں تہے پہر اللہ تعالیٰ
نے ہمیں یہ بہلائی (یعنے دین و اسلام کی توفیق) دیدی اور کیا اس بہلائی کے بعد میں بہی بُرائی آئیگی
آپنے فرمایا ہاں مینے پوچہا کیا اُس بُرائی کے بعد بہی بہلائی ہوگی آپنے فرمایا ہاں اور اُسمیں دُخَن (بہی)
ہوگا مینے پوچہا اور وہ دَخَن کیا چیز ہے فرمایا کچہ لوگ ہونگے جو میرے طریقہ سُنت کے علاوہ اور طریقہ پر
چلینگے اور لوگونکو بہی وہ میری ہدایت کے علاوہ اور ہی ہدایت بتائینگے تم اُنکی کچہ عبادت وغیرہ تو بہی پان
لوگے (یعنے اپنے موافق دیکھوگے) اور کچہ اور بُری سمجہوگے مینے پہر پوچہا کہ کیا اس بہلائی کے بعد بہی بُرائی
ہوگی فرمایا ہاں کچہ آدمی دوزخ کے دروازوں[53] کی طرف بُلانے والے ہونگے جو شخص اُن کا کہنا مانیگا اُدہر جائیگا
وہ اُسے دوزخمیں ڈال دینگے مینے عرض کیا یا رسول اللہ صہ ان کا کچہ حال بیان کیجیے آپنے فرمایا وہ

---

[51] وَکْت ایسے نشان کو کہتے ہیں کہ جس چیز میں وہ ہے اُسکے رنگ کے برخلاف ہو جیسے سپیدی میں سیاہ نکتہ ہو جاتا
ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اثر وَکْت وہ ہے جو آنکہ کی سیاہی میں غفلت کیوجہ سے سپید نکتہ ہو جاتا ہے ۱۲۔

[52] یعنے میں فتنے اور فساد کے پہیلنے کو پوچہا کرتا تہا کیونکہ فتنہ کا رفع کرنا نفع کے حاصل کرنیسے زیادہ مشکل ہے
لہذا اُس کا خیال ضروری ہے ۱۲ [53] یعنے ایسے لوگ ہونگے جو اورونکو گمراہی کیطرف بلائینگے اور طرح طرح کے فریبونکے
ساتہ ہدایت سے روکینگے اور یہی باعث دونوں کے دوزخمیں جانیکا ہوگا آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام نے طرح طرح کے
فریبونکو دوزخکے دروازے فرمایا اور فریب دینے والوں کو دوزخکی طرف بلانے والے فرمایا کیونکہ اصل میں یہی باعث ہے ۱۲

[illegible] امانت وولایت وغیرہ کی شرطیں نہیں پائی جاتیں انکا آخرکار دوزخ ہوگا ۱۲۔

ہم ہی لوگوں میں سے ہونگے اور ہماری ہی جیسی باتیں کرینگے میں نے پوچھا کہ اگر وہ مجھے ملجائیں تو آپ میرے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تم اسوقت مسلمانوں کی جماعت اور اُنکے حاکم کے ساتھ رہنا میں نے کہا اگر وہاں اُنکی جماعت اور حاکم نہو آپ نے فرمایا تو پھر تم ان سب فرقوں سے علیحدہ رہنا اگرچہ تم (بھوک کیوجہ سے) درخت کی جڑ کاٹ (کر کھا) تے رہو اور اسی حالت پر رہو یہانتک کہ تمہیں موت آجائے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مُسلم کی روایت میں یوں ہے حضور انور نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے حاکم ہونگے جو میری ہدایت جیسی ہدایت نہیں کرینگے اور نہ میرے طریقہ پر اپنا طریقہ اختیار کرینگے اور انہیں میں سے بعضے آدمی آدمیوں کے قالب میں ایسے اُٹھیں گے جنکے دل شیطانوں کے دلوں جیسے ہونگے حذیفہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں ان حاکموں کو دیکھوں (یعنے پاؤں) تو کسطرح کروں آپ نے فرمایا تم اُنکی بات سُننا اور اُنکے سر دار کا کہا ماننا اگرچہ وہ تمہاری پشت پر (بید) ماریں اور تمہارا مال (بھی) لیلیں تم اُنکی بات سُننا اور اطاعت کرنا

(۸۳۵) حضرت ابوہُریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ ایسے فتنوں سے پہلے جلدی (نیک) عمل کرلو جو اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے ہونگے[۱] کہ صبح کو آدمی مومن (مُسلمان) ہوگا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور بعضا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائیگا دُنیا کے تھوڑے سے اسباب کے عوض اپنے دین کو فروخت کر دیگا۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب بہت سے فتنے (فساد) ہونگے جنمیں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوئے سے بہتر[۲] ہوگا اور کھڑا ہوا چلتے پھرتے سے بہتر ہوگا اور چلتا پھرتا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص اُسے جھانکے گا وہ فتنہ اُسے اپنی طرف کھینچ لیگا اور جو شخص اُس سے بچنے کی اور پناہ کی جگہ پا سکے تو وہ ضرور ہی کہیں پناہ لیلے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مُسلم کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ عنقریب (بہت بڑا) فتنہ ہوگا جسمیں سونے والا آدمی جاگتے ہوئے سے بہتر ہوگا اور جاگتا ہوا کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہوا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو شخص اُس سے پناہ کی یا بچنے کی جگہ پائے تو اُسے ضرور ہی پناہ لیلینی چاہیئے۔

---

[۱] یعنے اُن فتنوں کے آنیکا کسیکو سبب علوم نہیں ہوگا اور نہ اُنسے چھوٹنے کا راستہ معلوم ہوگا لہٰذا وہ اندھیری رات جیسے ہونگے اور اسوقت اُنکی تکلیف میں مبتلا ہوکر نیک عمل کرتے ہو میسر نہیں ہونگے اسلیئے پہلے کرلینے چاہئیں ۱۲ [۲] مقصود حدیث سے یہ ہے کہ جو شخص جسقدر فتنہ فساد میں کم رہیگا اتنا ہی اُسکے لئے بہتر ہوگا ۱۲

(۸۳۷) حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب بہت سے فتنے ہونگے یاد رکھو پھر اور فتنے ہونگے جنمیں بیٹھا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اسطرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا یاد رکھو کہ جسوقت وہ فتنے شروع ہو جائیں تو جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اونٹوں کی ساتھ رہے اور جسکے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے ساتھ رہے اور جسکے پاس کچھ زمین[۱] ہو وہ وہاں رہے ایک آدمی بولا یارسول اللہ آپ یہ بتائیے کہ اگر کسی کے پاس نہ اونٹ ہوں نہ بکریاں ہوں اور نہ کچھ زمین ہو آپنے فرمایا وہ اپنی تلوار کو لیکر اُسکی دھار کو پتھر پر توڑ[۲] دے پھر (بھاگ کر) اگر طاقت نجات پانیکی ہو تو نجات پائے پھر آنحضور نے تین دفعہ یہ فرمایا الٰہی اب میں پہنچا ہی چکا ہوں پھر ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ آپ یہ بتائیے کہ اگر مجھپر کوئی زبردستی کرکے دونوں لڑائیوں میں سے ایک کیطرف لیجائے پھر وہاں کوئی آدمی میرے تلوار مار دے یا کوئی تیر آنکر وہ مجھے مار دے (تو میرا کیا حال ہوگا) آپ نے فرمایا وہ (مارنیوالا) آدمی اپنا اور تمہارا گناہ (اپنے ذمے) لیجائیگا اور دوزخیوں ہوگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۸) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ بات قریب ہی ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بہتر مال بکریاں ہونگی کہ انہیں لیکر پہاڑ کی چوٹیوں اور جن موقوں پر مینہ برستا ہے وہاں اپنے دین کو لیکر فتنوں سے بچکر چلا جائیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۳۹) حضرت اُسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے ٹیلوں[۳] میں سے ایک ٹیلے پر چڑھے اور (صحابہ) فرمایا کیا تم وہ چیزیں دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں انہوں نے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا کہ میں وہ فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں میں بارش کیطرح پڑینگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] یعنے ایسی زمین ہو کہ وہ فتنہ کی جگہ سے دور ہو تو وہیں رہنے لگے اور تنہائی اختیار کرے اور اپنے تئیں کسی کام میں مشغول کرکے اُسطرف خیال بھی نہ رکھے ۱۲ [۲] یعنے اپنے ہتیار توڑ دے تاکہ انہیں لیکر لڑائی میں نہ جائے اور یہ قصہ مسلمانوں کی لڑائی کا ہے کیونکہ جسوقت مسلمان آپسمیں لڑیں تو اُنکی لڑائیوں میں نہ جانا چاہیے حضرت ابو بکرہ جو راوی حدیث صحابی مشہور ہیں اُنکا یہی مذہب تھا چنانچہ اس روایت اور اسی جیسی اور روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے لیکن جمہور صحابہ اور تابعین اسپر ہیں کہ جسوقت آپسمیں لڑائی شروع ہو جائے تو حق والیکی مدد کرنی چاہیے ۱۲ [۳] یہاں حدیث میں لفظ اُطم کا ہے جسکے معنے ٹیلا اور قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی کے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جسوقت آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قلعہ پر چڑھے ہے تو آپکو فتنوں کا قریب ہونا معلوم ہوا اور آپنے لوگوں سے بیان کردیا تاکہ لوگ انہیں جانکر اُن سے بچتے رہیں اور یہ سمجھیں کہ آپکا یہ بتانا آپ کے معجزات میں سے ہے ۱۲۔

(۸۴۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری اُمت کی بربادی قریش کے لڑکوں کی ہاتھوں پر ہوگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۴۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قیامت کا) زمانہ قریب ہوگا اور (اسوقت) علم اٹھالیا جائیگا اور (کثرت سے) فتنے ظاہر ہونگے اور بخیلی پھیل جائیگی اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے پوچھا اور ہرج کیا چیز ہے آپنے فرمایا قتل۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۴۲) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دُنیا فنا نہ ہوگی یہانتک کہ لوگوں پر ایک ایسا دن آئیگا کہ اُسمیں قاتل یہ نہیں جانیگا کہ اُسنے کیوں قتل کیا ہے اور نہ مقتول کو یہ خبر ہوگی کہ وہ کیوں قتل ہوگیا ہے کسی نے پوچھا کہ یہ کس سبب سے ہوگا آپ نے فرمایا ہرج سے اور قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جائینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۴۳) حضرت معقل بن یسار کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہرج (کے زمانہ) میں عبادت کرنی ایسی ہوگی جیسیکہ کوئی ہجرت کرکے میری طرف چلا آئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی

(۸۴۴) حضرت زبیر بن عدی کہتے ہیں ہم حضرت انس بن مالک کیخدمت میں گئے اور اُنسے حجاج[1] کے ظلموں کی (جو ہمپر ہو رہے تھے) شکایت کی انہوں نے فرمایا کہ تم صبر کرو کیونکہ تمپر جو زمانہ آئیگا اُسکے بعد میں اُس سے بُرا زمانہ ضرور آئیگا جبتک تم اپنے پروردگار سے نہ ملو یہی بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے (کہ وہ اسیطرح فرماتے تھے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۸۴۵) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میرے یار دوست بھول ہی گئے ہیں یا وہ یونہی اپنا بھولا پن ظاہر کرتے ہیں بخدا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ختم ہونے تلک کے کوئی فتنہ پھیلانے والا آدمی جسکے ساتھ تین سو یا کچھ زیادہ آدمی ہوں۔

---

[۱] اس سے یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد وغیرہ وغیرہ مُراد ہیں ۱۲ [۲] یہ ایک ظالم شخص تھا جو عبدالملک بن مروان کیطرف سے سپہ سالار ہوکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرکے آیا تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کو جو عالم مکہ تھے اسنے خانہ کعبہ کے دیوار کے نیچے شہید کیا ۱۲ [۳] یعنے بھولے تو نہیں ہیں لیکن شاید تکلیف سے اپنا بھولنا ظاہر کرتے ہیں کیونکہ آپنے تو ایسے شخص کو جو باعث فتنہ ہو یعنے کوئی عالم بدعات وغیرہ نکالکر لوگونکو اُسکے کرنیکا حکم دے یا کوئی حاکم ہو قتل قتال کا حکم دے نام وغیرہ لیکر خوب اچھی طرح بتادیا تھا

(بیان کئے بغیر) نہیں چھوڑا بلکہ اُس کا اور اُسکے باپ کا اور اُسکے خاندان کا نام لیکر ہم سے بیان کر دیا ہے یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۴۶) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک مجھے اپنی اُمت پر گمراہ کرنے والے حاکموں کا اندیشہ ہے اور جسوقت میری امت میں تلوار چل جائیگی تو پھر وہ قیامت تک نہیں اٹھیگی[۵۱] - یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۴۷) حضرت سفینہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خلافت تیس[۵۲] برس رہیگی پھر سفینہ کہنے لگے کہ اب حساب کر لو کہ حضرت ابو بکر کی خلافت دو برس رہی اور اور حضرت عمر کی خلافت دس برس رہی اور حضرت عثمان کی بارہ برس اور حضرت علی کی چھ برس (کل) چاروں کی خلافت کے تیس[۵۲] برس ہوئے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۴۸) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے (آنحضور سے) پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ کیا اس بھلائی (یعنی اسلام) کے بعد بھی برا پن (یعنے کفر) پھیلیگا جیسیکہ اس سے پہلے برائی تھی آپ نے فرمایا ہاں میں نے عرض کیا کہ پھر بچاؤ کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا تلوار میں نے پھر پوچھا کہ کیا بعد تلوار (چل جانیکے) کچھ (مسلمان) باقی رہینگے آپ نے فرمایا ہاں فساد پر سلطنت و حکومت ہوگی اور صلح بغض و عداوت[۵۳] پر ہوگی میں نے کہا پھر کیا ہوگا آپ نے فرمایا پھر گمراہی کی طرف بلانے والے لوگ پیدا ہونگے پھر اگر (اس وقت میں) کوئی اللہ کا خلیفہ (یعنے مسلمان بادشاہ) زمین پر ہو وہ تمہاری پشت پر کوڑے لگائے اور تمہارا مال لیلے تب بھی تم اُسکی تابعداری کرنا ورنہ کسی درخت کی جڑ کاٹ کاٹ کر کھاتے ہوئے[۵۴] مر جانا میں نے کہا پھر کیا ہوگا آپ نے فرمایا پھر اسکے بعد ایک دجال ظاہر ہوگا اُسکے ساتھ نہر اور آگ ہوگی اور جو شخص اُسکی آگ میں گریگا اُسے

---

۵۱ یعنے کہیں نہ کہیں برابر لڑائی ہوتی رہیگی اور مصداق اس خبر کا امیر المومنین حضرت عثمان کا واقعہ ہے کہ اول اسلام میں یہی قتل واقع ہوا تھا اور بعد ازاں تا ہنوز باقی ہے اور بموجب فرمان آنحضور کے قیامت تک باقی رہیگا ۱۲

۵۲ یہ حساب تقریبی ہے کسور حذف پر مبنی ہے ورنہ جامع الاصول وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر کی خلافت دو برس چار مہینے رہی اور حضرت عمر کی دس برس چھ مہینے اور حضرت عثمان کی بارہ برس سے چند روز کم اور حضرت علی کی چار سال نو مہینے اور حضرت حسن کی پانچ مہینے ۱۲ ۵۳ یعنے ظاہر میں صلح کر لینگے اور دلوں میں بغض و عداوت رہیگی ۱۲ ۵۴ یعنے گوشہ نشینی اختیار کر کے اپنی عمر سختی ہی سے گذار دینا اور دجال کے ساتھ آگ اور پانی جادو کے ہونگے ۱۲ —

ضرور ہی اجر ملیگا اور اُسکے گناہ کم کئے جائینگے اور جو شخص اُسکی نہر میں پڑیگا اسے ضرور ہی عذاب ملیگا اور اُس کا ثواب اُسسے کم کردیا جائیگا حذیفہ کہتے ہیں مینے پوچھا پھر کیا ہوگا آپنے فرمایا کہ پھر (ایسا وقت ہوگا کہ) گھوڑی پچھیرا دیگی وہ ابہی سواری قابل نہیں گا کہ قیامت آجائیگی اور ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ صدقہ دخن پر ہوگی (یعنے) صلح بغض (عداوت پر ہوگی اور ناخوشی سے سب اکھٹے ہونگے مینے پوچھا یارسول اللہ صدقہ دخن پر ہونیکے کیا معنے آپنے فرمایا وہ یہ ہے کہ لوگوں کے دل اُس حالت پر نہیں رہینگے کہ جس حالت پر تھے مینے پوچھا کیا اس بھلائی (یعنے اس دین) کے بعد بھی کچھ بُرائی ہوگی آپنے فرمایا کہ اندھا[1] بہرا فتنہ ہوگا اُسمیں لوگوں کو دوزخکے دروازونپر بُلانے والے ہونگے اے حذیفہ اگر تم اُس زمانہ میں، کسی درخت کی جڑ کاٹ کاٹ کر (کھاتے ہوئے) مرجاؤ تو اس سے بہتر ہے کہ تم اُن لوگونمیں سے کسیکی تابعداری کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۴۹) حضرت ابوذر فرماتے ہیں ایک روز ایک گدھے پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا اور جسوقت ہم مدینہ منورہ کے مکانات سے نکل گئے تو آنحضور نے فرمایا اے ابوذر اُسوقت تم کیا کروگے جسوقت مدینہ میں ایسی بھوک (قحط کیوجہ سے) ہوگی کہ تم اپنے بچھونے سے اُٹھوگے اور بھوک کی تکلیف کی وجہ مسجد تک نہیں پہنچ سکوگے مینے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے ہیں آپنے فرمایا اے ابوذر تم سوال[2] کرنے سے بچنا (پھر) فرمایا اے ابوذر اُسوقت تم کسطرح کروگے کہ جب مدینہ میں اسقدر موت پھیلیگی کہ (قبروں کی تنگی کیوجہسے) ایک گھر غلام کی قیمت کو پہنچ جائیگا بلکہ یہانتک کہ ایک قبر ایک غلام کے عوض فروخت ہوگی ابوذر کہتے ہیں مینے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے ہیں آپنے فرمایا اے ابوذر تم صبر کرنا پھر فرمایا اے ابوذر اُسوقت تم کیا کروگے جب مدینہ میں ایسی خونریزی ہوگی کہ خون احجار[3] زیت پر چڑھ جائیگا کہتے ہیں مینے کہا اللہ اور اُس کا رسول ہی جانتے ہیں آپنے

---

[1] یعنے لوگ اس فتنہ میں نہ حق دیکھیں گے اور نہ سنینگے بلکہ ویسے ہی جسطرح چاہینگے ظلم کرینگے ۱۲ [2] یعنے سوال کرنے سے بہتر رکھنا اور بھوک کی تکلیف پر صبر رکھنا اور اپنے تئیں حرام چیزوں بلکہ شبہ کی چیزوں سے بھی بچانا اور حرص طمع کیوجہ سے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ذلیل نہ بننا ۱۲ [3] احجار زیت مدینہ منورہ کی غربی جانب میں ایک جگہ کا نام ہے احجار زیت اسے اسلیئے کہتے ہیں کہ وہاں ایسے سیاہ پتھر ہوتے ہیں گویا اُنپر زیتون کا تیل ملا ہوا ہے اور یہ خبر واقعہ حرّہ کی ہے یہ ایسی لڑائی ہے جسکے سننے سے دل کانپتا ہے اور یہ لڑائی یزید بن معاویہ کے زمانہ میں ہوئی ہے اسکے بعد قتل حضرت امام حسینؓ کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ پر بھیجدیا ۱۲

فرمایا اسوقت تم اُن لوگوں کے پاس چلے جانا جنہیں سے تم ہو میں نے پوچھا کہ میں اسوقت ہتیار بھی بہن لوں یا نہیں آپنے فرمایا کہ دستیار پہنکر تو تم انہیں لوگوں میں شریک ہو جاؤ گے (لہذا ایسا نکرنا) میں نے کہا کہ پھر یا رسول اللہ میں کسطرح کروں آپنے فرمایا اگر تمہیں تلوار کی چمک کے آپڑنیکا اندیشہ ہو تو تم اپنے منہ پر ایک کپڑا لٹکا ڈال لینا تاکہ مارنے والا تمہارا اور اپنا گناہ لیکر چلا جائے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسوقت تم کیا کرو گے جب تم بالکل ناکارہ لوگوں میں رہجاؤ گے انکے وعدے اور امانتیں سب ترال ملجائینگی (انہیں کچھ کہیں کا خیال نہیں ہوگا) اور آپسمیں اختلاف کر کے اسطرح ہو جائینگے (یہ فرماکر) آپنے اپنی انگلیاں انگلیوں میں دیں[۱] عبداللہ بن عمرو بولے کہ آپ مجھے کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس بات کو تم اچھی جانو کرتے رہنا اور جسے بری سمجھو اُسے چھوڑ دینا اور تم خاص اپنے تئیں بچانا اور تم عوام کے کاموں سے کچھ غرض نہ رکھنا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم اپنے گھر ہی میں رہا کرنا اور اپنی زبانوں کو روکے رہنا اور جو بات اچھی سمجھو اُسے کر لینا اور جسے بری سمجھو اُسے چھوڑ دینا اور تم خاص اپنے ہی کام سے غرض رکھنا اور لوگوں کے کام کو چھوڑ دینا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

(۸۵۱) حضرت ابوموسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے بیشک قیامت سے پہلے بہت سے فتنے اندھیری[۲] رات کے ٹکڑوں جیسے ہونگے جنمیں صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح[۳] کو کافر ہو جائیگا انمیں بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہونے سے بہتر ہوگا اور نمیں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا لہذا اسوقت تم اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور انکے چلے کاٹ دینا اور اپنی تلواروں کو پتھر پر مار کر توڑ دینا اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی (مارنیکیلئے) آئے تو تم آدم علیہ السلام

[۱] یعنے سمجھانے کیلئے اختلاف کی صورت دکھادی کہ آپسمیں اسطرح جھگڑ سینگے اور ایک دوسرے کی بربادی کے درپے ہونگے ۱۲ [۲] یعنے شدت و سختی میں اور اُنکی وجہ نہ معلوم ہونے میں اندھیری جیسے ہونگے کہ اُسکی اندھیری میں بھی کوئی بات نہیں معلوم ہوا کرتی ہے ۱۲ [۳] غرضکہ لوگوں کے احوال و افعال لحظہ لحظہ بدلتے رہینگے کبھی عہد کرینگے کبھی عہد توڑینگے کبھی امانتدار ہونگے کبھی خیانت کرینگے انمیں بیٹھنے والا پھرنے والے سے بہتر ہوگا یعنے جسقدر کوئی اُن سے دور رہیگا اتنا ہی بہتر ہوگا ۱۲۔

کے دو بیٹوں میں سے اچھے بیٹے (یعنے ہابیل) کیطرح ہوجانا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔ اور اُسکی ایک روایت میں اس قول تک ہے کہ (چلنے والا) دوڑنے والے سے بہتر ہے پھر صحابہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں (اُسوقت کیلئے) کیا ارشاد فرماتے ہیں آپنے فرمایا کہ تم (اپنے گھروںسے نہ نکلنا بلکہ) اپنے گھروں کے ٹاٹ ہوجانا[۱] اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا تم فتنہ (کے زمانہ) میں اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور اُنکے چلّے کاٹ دینا اور اپنے گھروں کے اندر ہی رہا کرنا اور حضرت آدم کے بیٹے کی طرح ہوجانا۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

(۵۲۱ ۸) حضرت اُمِّ مالک بہزیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اُسے بہت ہی قریب بتایا میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اُس (زمانہ) میں کون لوگ بہتر ہونگے آپنے فرمایا ایک تو وہ شخص جو اپنے جانوروں میں رہے اُن کا حق ادا کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہے اور ایک وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمنوں کو ڈراتا ہوا ور وہ اِسے ڈراتے ہوں (یعنے جہاد میں ہو) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۳ ۸) حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب بہت بڑا فتنہ[۲] پھیلیگا جسکی برائی سارے عرب کو پہنچیگی اُسکے مقتول دوزخ میں جائینگے زبان درازی اُسمیں تلوار مارنے سے زیادہ سخت ہوگی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۵۴ ۸) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب بہت بڑا فتنہ بہرا گونگا اندھا پھیلیگا جو اُسے جھانکےگا وہ اسے اپنی طرف اُچک لیگا اور اُس (زمانہ) میں زبان درازی تلوار مارنے جیسی ہوگی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۵۵ ۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آنحضورؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت ہی کثرت سے فتنے

---

[۱] یعنے جیسے ٹاٹ بیچارہ ہر وقت گھر ہی میں پڑا رہتا ہے اسی طرح اُس زمانہ میں تم بھی اپنے گھر سے نہ نکلنا تاکہ تم بھی فتنہ میں نہ شامل ہوجاؤ ۱۲ [۲] بعضوں نے کہا ہے کہ اس فتنہ سے وہ فتنہ مراد ہے جس میں دو فریق مال و دولت بر گشت خون کریں اور اسلام کی ترقی مقصود نہ ہو ۱۲

فتنے ذکر کئے یہانتک کہ فتنۃ الاحلاس[۱] کو بھی ذکر کیا کسی نے پوچھا کہ فتنۃ الاحلاس کیا ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ وہ بھاگنا اور لڑائی ہے پھر فتنہ سترا کا ہوگا جس کا دھواں (یعنے فساد) میرے کنبہ میں سے ایک آدمی کے دونوں قدموں کے نیچے[۲] سے نکلیگا وہ تو یہی گمان کریگا کہ وہ مجھسے ہے لیکن (حقیقت میں) وہ مجھسے نہیں ہوگا کیونکہ میرے دوست تو پرہیزگار ہی ہوتے ہیں پھر لوگ ایک ایسے آدمی (کی بیعت) پر صلح کر لینگے جو ایسا ہوگا جیسا کولا[۳] پسلیو پر ہوتا ہے پھر فتنۃ الدہیما ہوگا کہ اس امت میں سے کسیکو نہیں چھوڑیگا ہر ایک کے طمانچہ لگاویگا (یعنے سبھو نکو ضرر پہنچاویگا) جسوقت کوئی یہ کہیگا کہ اب وہ تمام ہوگیا تو وہ اور زیادہ بڑھجائیگا اُس (زمانہ) میں صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو وہی کافر ہوجائیگا (اور وہ فتنہ بہت ہی رہیگا) یہاں تک کہ سب لوگ دو خیموں کی طرف (تقسیم) ہوجائینگے ایک ایمان کے خیمہ کیطرف جنمیں نفاق نہیں ہوگا اور دوسرے نفاق کے خیمہ کیطرف انمیں ایمان نہیں ہوگا جسوقت ایسا زمانہ آجائے تب تم اسی روز یا اگلے روز دجال کے منتظر رہنا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۶) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عرب کیلئے ایسی برائی[۴] پر افسوس ہے جو قریب ہی آگئی ہے جس شخص نے اسمیں اپنا ہاتھ روک لیا اسینے نجات پالی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۵۷) حضرت مقدام بن اسود کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ بیشک نیکبخت وہ آدمی ہے جو فتنوں سے دور رہا بیشک نیکبخت وہ آدمی ہے جو فتنوں سے دور رہا بیشک نیکبخت وہ آدمی ہے جو فتنوں سے دور رہا اور جو شخص (فتنوں میں) مبتلا کیا گیا اور اسنے صبر کر لیا تو اُسپر لوگ حسرت کرینگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] احلاس حلس کی جمع ہے اور حلس ٹاٹ کو کہتے ہیں مطلب اس سے یہ ہے جیسے ٹاٹ جس جگہ پڑجاتا ہے وہاں پڑا ہی رہتا ہے اسیطرح وہ فتنہ بھی شروع ہو کر ہمیشہ کو رہیگا اور آنحضرت نے پوچھنے والے کے جواب میں فرمایا کہ وہ فتنہ لڑائی اور بھاگنا ہے یعنے اُسمیں ایک دوسرے سے لڑائی کے سبب بھاگیگا ۱۲ [۲] یعنے بانی مبانی فتنہ کا وہی ہوگا اور وہ میرے خاندان میں سے ہونیکا دعویٰ کریگا اگرچہ وہ نسب میں میرے خاندان سے ہوگا لیکن افعال میں میرے خاندان سے نہیں ہوگا ورنہ ایسا فساد برپا نکرتا ۱۲ [۳] یعنے جیسے کولا پسلی کی ہڈی پر مستقیم نہیں ہوتا اسی طرح وہ بھی منتظم اور مستقیم نہیں ہوگا اور قابل اعتماد ۱۲ نہ ہوگا ۱۲ [۴] طیبی نے لکھا ہے کہ اس برائی سے حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت معاویہ کا واقعہ مراد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاید اس سے

(۸۵۸) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس وقت میری اُمت پر تلوار چل جائیگی تو پھر قیامت تک اُسے اُنسے کوئی رفع نہیں کرسکیگا اور جبتک کہ میری اُمت کے قبیلے مشرکوں کے ساتھ نہ ملجائینگے اور جبتک کہ میری امت کے قبیلے بتوں کی عبادت نہیں کرنے لگینگے اتنے قیامت نہیں آئیگی اور بیشک عنقریب ہی میری اُمت میں تیس۳۰ آدمی جھوٹے ہونگے سب کے سب یہ گمان کرینگے (یعنے کہینگے) کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد میں کوئی نبی نہیں ہے میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہیگا انہیں جو انکا مخالف ہوگا ضرر نہیں دے سکیگا یہانتک کہ اللہ کا حکم (یعنے روز قیامت) آجائیگا۔ یہ حدیث ابو داود اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ (دین) اسلام کی چکی پینتیس۳۵ یا چھتیس۳۶ یا سینتیس۳۷ برس تک پھرتی رہیگی[۱] اگر لوگ اسکے بعد ہلاک ہوگئے تو ہلاک ہونیوالوں میں چلے جائینگے اگر اُن کا دین قایم رہگیا تو پھر ستر برس تک رہیگا میں نے پوچھا کہ یہ ستر برس جو باقی رہگئے ہیں یہاں سے لئے جائینگے یا جو گذر گئے (ان سمیت) آپنے فرمایا جو گذر گئے ہیں اُن سمیت۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۸۶۰) حضرت ابو واقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین کیطرف چلے تو آپ مشرکوں کے ایک درخت کے پاس سے گذرے جسپر کفار اپنے ہتیار لٹکا دیا کرتے تھے لوگ اُس درخت کو ذات اَنْوَاط کہا کرتے تھے (آنحضور کے اصحابیوں نے (خدمت عالی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ جیسا اُن لوگوں کے لئے ایک ذات اَنْوَاط ہے ایسا ہی آپ ایک ہمارے لئے بھی کر دیجئے آنحضرت نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو تمنے ویسا ہی کہدیا جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اُنسے کہا تھا کہ اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (ترجمہ اے موسیٰ تم ہمارے واسطے ایک ایسا ہی

---

[۱] یعنے امر دین سلامتی کے ساتھ اتنی مدت مستقر اور منتظم رہیگا اور احکام سنت جیسکہ چاہئیں جاری رہینگے بعد اس کے تنزل شروع ہو جائیگا چنانچہ ۳۵ھ ہجری میں حضرت عثمان شہید ہوئے یہ اول فتنہ ہوا بعد اسکے ۳۶ھ ہجری میں جنگ جمل ہوا اور بعد اسکے ۳۷ھ میں جنگ صفین ہوا اسمیں مسلمان بکثرت شہید ہوئے ۱۲ ف یعنے اگر اس مدت مذکورہ میں امر دین کے منتظم ہونیکے بعد بھی انہوں نے اختلاف کیا تو جیسے اگلی امتو نکے لوگوں نے حق سے کجروی اور امر دین میں اختلاف کر کر ہلاک اور برباد ہوگئے ویسے ہی یہ بھی ہو جائینگے اگر اختلاف نکیا اور امر دین ثابت رہا تو ستر برس اور ثابت رہیگا ۱۲

معبود بنا دو جیسا ان کفار کیواسطے بہی ایک معبود ہے) قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک تم لوگ پہلے سے پہلوں کی راہ تو پر ضرور چلوگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۸۶۱) ابن مسیب فرماتے ہیں کہ جسوقت پہلا[۱] فتنہ یعنے حضرت عثمان کا شہید ہونا واقع ہوا تو اُن صحابہ میں کہ جنگ بدر میں موجود تہے کوئی باقی نہ رہا اور جسوقت دوسرا فتنہ یعنے جنگ حرہ[۲] واقع ہوا تو اُن صحابہ میں سے جو جنگ حدیبیہ میں موجود تہے کوئی باقی نہ رہا اور جسوقت تیسرا فتنہ واقع ہوا تو جبتک کہ لوگوں میں کچہ قوت اور فربہی باقی رہی اسوقت تک وہ نہیں اٹہا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب لڑائی اور خونریزی کا بیان

پہلی فصل (۸۶۲) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے جبتک کہ دو بڑی بڑی جماعتیں (یعنے دو لشکر[۳]) آپسمیں جنگ نہ کرلیں کہ اُنکے درمیان بہت ہی بڑی لڑائی ہوگی دونوں کا دعوی ایک ہوگا اور جبتک کہ جہوٹے دجال جو قریب تیس[۳۰] کے ہیں مبعوث نہ ہولیں ہر ایک انمیں سے یہ کہیگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور جبتک کہ علم نہ اٹہالیا جائے اور زلزلے کثرت سے نہ آجائیں اور زمانہ جلدی جلدی[۴] نہ گذرنے لگے اور فتنے ظاہر نہ ہوجائیں اور ہرج یعنے خونریزی کثرت سے نہ ہونے لگے اور جبتک کہ تمہارے اندر مال کثرت سے نہو جائے کہ بہنے لگے یہانتک مالدار اس پریشانی میں ہو جائے کہ کوئی اُس سے صدقہ قبول کرلے اور یہانتک کہ وہ جب کسیکے روبرو مال پیش کرے تو جسکے روبرو پیش کیا تہا وہ کہنے لگے کہ اب تو مجہے بہی ضرورت نہیں ہے اور جبتک کہ لوگ اونچے اونچے مکان نہ بنانے لگیں اور جبتک کہ آدمی ایک اور آدمی کی قبر پر جاکر یہ نہ کہے کہ میں تیری جگہ ہوجاتا تو بہتر تہا اور جبتک کہ سورج مغرب کیطرف سے نہ نکلنے لگے اسوقت تک قیامت

---

[۱] یعنے اسلام میں حضرت عثمان کے شہید ہونے سے پہلے کوئی فتنہ نہوا تہا ان تینوں فتنوں کی تاریخ پہلے حاشیہ میں مفصل ہے ۱۲

[۲] حرہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے باہر ہے اسمیں سیاہ پتہر بہت ہوتے ہیں یہ بہت مشہور لڑائی ہے ۶۳ھ میں یزید نے بہت سا لشکر مسلمانوں کو لوٹنے کیلئے مدینہ منورہ پر بہیجا تہا ۱۲ [۳] بعض علماء نے کہا ہے کہ ان دونوں جماعتوں سے حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف کے لوگ مراد ہیں ۱۲ [۴] اس سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے کہ اسوقت سارے زمین میں امن و امان ہوجائیگا اور سبہونکی زندگانی اچہی طرح سے گذریگی اسلیئے زمانہ بہی جلدی جلدی گذرتا ہوا کوتاہ معلوم ہوگا کیونکہ زمانہ کی خاصیت ہے کہ عیش و راحت کا زمانہ خواہ کسیقدر دراز ہو مگر کوتاہ ہی معلوم ہوگا اور سختی کا زمانہ اگرچہ کم ہو دراز معلوم ہوگا ۱۲ اسید۔

نہیں آئیگی اور جسوقت سورج (مغرب کیطرف سے) نکل آئیگا اور لوگ اسے دیکھینگے تو سب کے سب ایمان لائینگے یہ وہی وقت ہے (جس کا اس آیت میں ذکر ہے) لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا (ترجمہ) کسی آدمی کو اس کا اب ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نیکی نہیں حاصل کی تھی کچھ فائدہ نہیں دیگا اور بیشک قیامت (اس طرح جلدی سے) آجائیگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان ایک اپنا کپڑا پھیلا رکھا ہوگا ابھی انھوں نے نہ اسکی خرید و فروخت کی ہوگی اور نہ اُسے لپیٹا ہوگا کہ قیامت آجائیگی اور ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ نکالکر لیجائیگا ابھی اُسے کھا نہیں سکیگا کہ قیامت آجائیگی اور ایک شخص (اپنے جانوروں کے پانی پلانے کیلیے) حوض کو لیپتا ہوگا ابھی اُسمیں پانی نہیں پلائیگا کہ قیامت آجائیگی اور ایک آدمی (کھانے کے لیے) اپنے منہ کیطرف لقمہ اُٹھائیگا اور ابھی کھا نہیں سکیگا کہ قیامت آجائیگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے)۔

(۸۶۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبتک تم ایسے لوگوں سے نہ جنگ کروگے جنکے جوتے بال ہونگے اسوقت قیامت نہیں آئیگی اور جبتک کہ تم ترک[ف۲] سے نہ لڑوگے جنکے آنکھیں چھوٹی سرخ چہرہ بیٹھی ہوئی ناکیں ہونگی گویا اُنکے چہرے تہ بہ تہ چمڑے کی ڈھالیں ہیں اسوقت قیامت نہیں آئیگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۶۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبتک تم عجمی لوگوں میں خوز[ف۳] اور کرمان سے نہ لڑوگے (جنکی علامت یہ ہے) اُنکے سرخ چہرے ہونگے بیٹھی ہوئی ناکیں چھوٹی آنکھیں ہونگی منہ ایسے ہونگے گویا تہ بہ تہ چمڑے کی ڈھالیں ہیں اُنکے جوتے بال ہونگے اسوقت تک قیامت نہیں آئیگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

ف۱ یعنے لوگ کاروبار میں لگے ہوئے ہونگے یکایک قیامت آجائیگی اور یہاں قیامت سے مراد پہلا نفخہ ہے جس سے سارے آدمی مرجائینگے لیکن لوگ اسکی علامتیں پہلے دیکھ لینگے ۱۲ ف۲ ترک سے یافث بن نوح کی اولاد مراد ہے اور ترک انکے بڑے بیٹوں میں سے کسیکا نام ہے ۱۲ ف۳ خوز خوزستان کے شہروں کے باشندوں میں سے ایک قوم کا نام ہے اور کرمان فارس اور سجستان کے بیچ میں ایک مشہور شہر ہے ۱۲۔

(۸۶۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت اُس وقت تک نہ آئیگی جبتک کہ مسلمان یہود سے جنگ نہ کریں اور اُنہیں مسلمان قتل نہ کردیں یہانتک کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائے تو وہ پتھر اور درخت کہیگا اے مسلمان اے اللہ کے بندے یہ میرے پیچھے یہودی ہے تم آکر اُسے قتل کردو مگر غرقد نہیں کہیگا کیونکہ وہ یہود ہی کے درختوں[ل] میں سے ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اُس وقت تک قیامت نہیں آئیگی جبتک کہ ایک آدمی قحطان[۲] سے نکلکر لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکتا ہوا لیجائیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۶۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دن اور راتیں ختم نہیں ہونگی جبتک کہ ایک آدمی جسے جہجاہ کہینگے وہ مالک نہو جائے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ غلاموں سے ایک آدمی جسے جہجاہ کہینگے وہ مالک نہو جائے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶۸) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بیشک مسلمانوں کی ایک جماعت کسرے کے خزانے کو جو ابیض[۳] میں ہے فتح کریگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۶۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسرے کے ہلاک ہونیکے بعد اور کوئی کسرے نہیں ہونیکا اور قیصر (روم بھی) ہلاک ہوگا اُسکے بعد بھی کوئی قیصر نہیں ہوگا اور ان دونوں کے خزانے راہ خدا میں تقسیم کردیئے جائینگے اور آپنے لڑائی کا نام فریب رکھا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۷۰) حضرت نافع بن عتبہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ جزیرہ عرب[۴]

[ل] یعنے یہود کو اس درخت کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے جسکی حقیقت اللہ اور اُسکے رسول کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ زمانہ ظہور دجال کے بعد آئیگا جسوقت اُن یہودیوں سے لڑینگے جو دجال کے تابع ہونگے ۱۲ [۲] قحطان اہل یمن کے باپ کا نام ہے یعنے کسی اوپر کی پشت میں اور اُس آدمی کے ہانکنے سے یہ مراد ہے کہ سب لوگ اسکے تابع ہو جائینگے اور اسپر اتفاق کرلینگے ۱۲ مرقات [۳] ابیض مداین میں ایک قلعہ کا نام ہے اہل فارس اُسے سفید کوشک کہتے ہیں اور اب اسجگہ مسجد بنادیگئی ہے اور یہ خزانہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نکالا گیا ہے ۱۲ [۴] یہاں جزیرہ عرب سے مراد مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن ہے جزیرہ اسلیئے فرمایا کہ انہیں ہر طرف سے دریا نے گھیر لیا ہے وہ ننہ ایک ولایت ہیں ۱۲

(یعنے ملک عرب) اسے جنگ کروگے اسے اللہ تعالیٰ فتح کر دیگا پھر تم فارس سے لڑوگے اُسے (بھی) اللہ تعالیٰ فتح کر دیگا پھر تم روم سے لڑوگے اسے (بھی) اللہ تعالیٰ فتح کر دیگا پھر دجال سے لڑوگے اسے (بھی) اللہ تعالیٰ فتح کر دیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۷۱) حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ میں تبوک کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا آنحضور اُسوقت چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے آپ نے (مجھسے) فرمایا کہ قیامت سے پہلے یہ چھ باتیں (ہونیوالی) گن لو میرا وفات پانا پھر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر عام وبا جو تمہارے اندر بکریونکی بیماری کیطرح پھیل جائیگی پھر مال کا زیادہ ہونا یہانتک کہ اگر کسی آدمی کو کوئی سو اشرفیاں دیگا تب بھی وہ غصہ ہی ہو کر جائیگا پھر ایک فتنہ ہوگا کہ ملک عرب کا کوئی گھر ایسا نہیں رہیگا جسمیں وہ پہنچ نہ جائے پھر تمہارے اور بنی اصفر کے درمیان ایک صلح ہوگی وہ تمسے عہد شکنی کرینگے اور اسی جھنڈے لیکر وہ تمپر چڑھائی کرینگے ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار آدمی ہونگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۷۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اُسوقت تک قیامت نہیں آئیگی جبتک کہ روم اعماق میں یا دابق نہ جا اتریں پھر مدینہ سے ایک لشکر انپر چڑھائی کریگا جو اُس زمانہ میں ساری زمین والوں سے بہتر لوگ ہونگے اور جسوقت یہ صف بندی کرینگے تو روم والے کہینگے کہ ہمارے اور اُن لوگوں کے درمیان جنہیں مسلمانوں نے ہم میں سے قید کرلیا تھا (اور اب وہ مسلمان ہو گئے ہیں) آج راستہ چھوڑ دو ہم اُنسے جنگ کرینگے مسلمان کہینگے بخدا یہ بات ہرگز نہیں ہوگی تمہارے اور ہم اپنے بھائیوں کے درمیان (تمہیں لڑنیکیلئے) ہرگز راستہ نہ دینگے پھر وہ لوگ انہیں سے جنگ کرینگے پھر تہائی (مسلمان) بھاگ جائینگے انکی اللہ تعالیٰ کبھی توبہ قبول نہیں کریگا اور انمیں سے تہائی آدمی شہید ہو جائینگے یہ لوگ اللہ کے نزدیک سب سے افضل شہید ہونگے اور تہائی آدمی فتح کرلینگے یہ

ف۱ حدیث میں یہاں لفظ قعاص کا ہے جو بیماری مویشی میں ہوتی ہے کہ یکا یک بہت سے مرجاتے ہیں یہاں اس سے وہ، بای مراد ہے جو حضرت عمر کے زمانہ میں ہوئی تھی اور تین روز کے عرصہ میں ستر ہزار آدمی مر گئے تھے اور اُسوقت لشکر گاہ مسلمانوں کا عمواس تھا اس لئے اسے طاعون عمواس کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے یہی طاعون واقع ہوا ہے ۱۸ھ ف۲ بنی اصفر روم کا نام ہے کیونکہ ان کا پہلا باپ روم بن عیصو بن یعقوب بن اسحاق تھی زرد رنگ مائل سفیدی تھا اسلیئے روم کو بنی اصفر کہتے ہیں۔
ف۳ اعماق مدینہ منورہ کے اطراف میں ایک جگہ کا نام ہے اور دابق مدینہ کے ایک بازار کا نام تھا اور مفاتیح میں یہی لکھا ہے۔ یہ دونوں

یہ آدمی کبھی فتنہ میں نہیں پڑینگے[۱] پھر یہ لوگ قسطنطنیہ کو فتح کر لینگے اور جسوقت مال غنیمت کو بانٹینگے اور اپنی تلواروں کو زیتون کے درخت میں لٹکا دینگے تو یکایک اُنکے پاس شیطان چیخیگا کہ مسیح (دجالؔ) تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں گھسگیا ہے اور یہ بات جھوٹی ہوگی (لیکن) وہ (اسکی طرف) جائینگے جسوقت وہ شام میں آئینگے تو دجالؔ نکلیگا ابھی وہ لڑائی کیلئے تیار ہونگے صفیں درست کرینگے کہ نماز کی جماعت کھڑی ہوجائیگی اُسیوقت (وہاں) عیسیٰ بن مریم اُتر آئینگے وہ لوگوں کو نماز پڑھائینگے جسوقت انہیں اللہ کا دشمن (یعنے دجالؔ) دیکھیگا تو اسطرح پگھلنے لگیگا جسطرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اگر وہ اسے (قتل کئے بغیر) چھوڑ بھی دیں تو وہ ابھی پگھلنے نہیں پائیگا کہ ہلاک ہوجائیگا لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اُسے قتل کرادیگا پھر وہ اُسکے خون کو اپنے نیزہ میں بھر کر لوگوں کو دکھائینگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۷۸۵) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ بیشک (اُسوقت تک) قیامت نہیں آئیگی جبتک کہ میراث نہ بانٹی جائے اور بسبب مال غنیمت کے کوئی خوش نہو[۲] پھر فرمایا کہ دشمن لوگ (باشندگان روم) اہل شام سے لڑنے کیلئے لشکر جمع کرینگے اور اُن دشمنوں سے لڑنے کیلئے مسلمان بھی لشکر جمع کرینگے پھر مسلمان اپنے لشکروں سے انتخاب کرکے ایک ایسی فوج کو (لڑنے) مرنے کیلئے آگے بھیجینگے کہ بغیر غالب آئے (اور فتح پائے) واپس نہ آئے چنانچہ وہ فوج مسلمانوں کی اور کافر لوگ جنگ کرینگے یہانتک کہ انہیں درمیان ہی میں رات ہوجائیگی پھر یہ کچھ مسلمان اور کچھ کافر اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس چلے جائینگے غالب ان میں سے کوئی فوج بھی نہیں آئیگی بلکہ جو فوج آگے گئی تھی وہ فنا ہوجائیگی پھر مسلمان ایک اور ایسی فوج کو انتخاب کرکے لڑنے مرنے کے لئے بھیجینگے کہ بغیر غالب آئے واپس نہ آئے چنانچہ یہ سب آپسمیں لڑینگے یہانتک کہ انہیں رات ہوجائیگی پھر یہ اور وہ اپنی اپنی خیموں کی طرف چلے آئینگے غالب انمیں سے کوئی فوج بھی نہیں آئیگی بلکہ جو فوجیں (دونوں طرف سے) آگے گئی تھیں وہ ہلاک ہوجائینگی پھر مسلمان ایک اور ایسی ہی فوجکو

---

[۱] یعنے کبھی کسی بلامیں نہیں مبتلا کئے جائینگے اور نہ کسی طرح کا امتحان لیا جائیگا مراد ان باتوں سے یہ ہے کہ انکا خاتمہ بخیر ہوگا ۱۲ منہ

[۲] یعنے بوجہ زیادہ مارے جانے مسلمانوں کے مال میراث کے بانٹنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ کثرت مال کے باعث ضرورت نہیں ہوگی لیکن صحیح پہلے ہی معنے ہیں اسیطرح کتاب الاذہار میں منقول ہے اور مال غنیمت سے خوش نہیں ہونگے یعنے یا تو نہ ملنے کے سبب سے اور یا دیانت کے سبب سے دیانتدار خوش نہیں ہونگے ۱۲ مرقات۔

(لڑتے) مرنیکیلئے انتخاب کرکے بھیجینگے کہ وہ بغیر غالب آئے نہ پھرے چنانچہ پھر وہ لڑینگے یہانتک کہ انہیں شام ہو جائیگی پھر یہ اور وہ اپنے اپنے خیمونکی طرف چلے آئینگے غالب انمیں سے کوئی فوج بھی نہیں آئیگی اور اگلی فوج فنا ہو جائیگی پھر جب چوتھا روز ہو گا تو باقی رہے ہوئے مسلمان (کفار سے لڑنیکیلئے) اٹھینگے انسے اللہ تعالیٰ کفار کو شکست دلا دیگا اور وہ ایسا لڑنا لڑینگے کہ ایسا کبھی کسینے نہیں دیکھا ہے یہانتک کہ ایک پرند انکے ادھر ادھر سے گذریگا لیکن وہ بھی انہیں پیچھے نہیں چھوڑ سکیگا بلکہ مرکر نیچے گر جائیگا[1] پھر ایک آدمی ایک باپ کی اولاد کو جو پورے سو تھے گنے گا انمیں سے سوائے ایک آدمی باقی رہے ہونگے اور کوئی نہیں ملیگا (بھلا) پھر وہ کہیں غنیمت[2] سے خوش ہونگے اور کونسی میراث بانٹینگے اور ابھی وہ اسی حالت میں اسیطرح ہونگے ناگہاں ایک لڑائی کو سنینگے جو اس سے بھی بڑی ہوگی انکے پاس ایک چیخنے والا آنکر یہ کہیگا کہ دجال تمھارے پیچھے تمھارے بچوں وغیرہ میں گھس گیا ہے (یہ سنتے ہی) جو کچھ انکے ہاتھ میں ہو گا اسے وہ وہیں چھوڑ دینگے اور دس سوار ونکو خبر منگانیکے لئے بھیجینگے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ان دسونکے نامونکو اور انکے باپونکے اور انکے گھوڑونکے رنگوں کو پہچانتا[3] ہوں وہ سوار اس زمانہ میں روئے زمین پر سب سے بہتر سوار یا فرمایا سب سے بہتر سواروں میں ہونگے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۷۰۸) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا کہ کیا تمنے کوئی ایسا شہر[4] سنا ہے جسکی ایک جانب جنگل میں ہے اور ایک جانب دریا میں انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ (ہمنے سنا ہے) آپنے فرمایا کہ قیامت (اسوقت تک) نہیں آئیگی جبتک ستر ہزار آدمی اولاد اسحاق (یعنے اہل شام) کے انسے جنگ نہ کرلینگے اور جسوقت یہ لوگ اس شہر میں جاکر اترینگے تو یہ تلواروں سے نہیں لڑینگے اور نہ تیر مارینگے (فقط یہ کہینگے) لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (یہ کہتے ہی) اس شہر کی دونوں جانبوں میں سے ایک جانب گر جائیگی ثور بن یزید راوی کہتے ہیں مجھے تو یہی یاد ہے آنحضور نے

---

[1] یعنے قتل ہوئے ہوئے آدمی اسقدر زیادہ جا بجا میں پڑے ہونگے کہ اڑنے والا جانور بھی اس مسافت کو طے نہیں کر سکیگا بلکہ اڑنے سے تھک کر مرکے گر پڑیگا ۱۲ [2] یعنے جب اسقدر کثرت سے آدمی قتل ہو جائینگے کہ جہاں سو تھے وہاں انکی جگہ ایک ملیگا تو پھر وہاں غنیمت سے اور تقسیم مال سے کہاں خوشی ہوگی بلکہ وہ تو رنج ہی رنج میں رہینگے ۱۲ [3] اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اسپر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے ۱۲ [4] ایک شارح نے لکھا ہے کہ یہ شہر روم میں ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ قسطنطنیہ ہے اور اس کا فتح ہونا قیامت کی علامتوں میں سے ہے ۱۲

یہ فرمایا تھا کہ جو جانب دریا میں ہے وہ گر پڑیگی پھر وہ دوسری دفعہ بھی پڑھینگے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اُسیوقت اُسکی دوسری جانب بھی گر پڑیگی پھر وہ تیسری مرتبہ پڑھینگے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اُسیوقت اُنکیلئے راستہ کھل جائیگا چنانچہ وہ اُسکے اندر چلے جائینگے اور خوب لوٹینگے اور جسوقت وہ غنیمتوں کو بانٹنے لگینگے اُسیوقت ایک چیخ کی آواز آئیگی وہ کہیگا کہ دجال نکل آیا ہے وہ لوگ کل چیزیں (وہیں) چھوڑ دینگے اور واپس چلے جائینگے[۱]۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۸۷۵) حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیت المقدس کا پوری طرح سے آباد ہونا مدینہ منورہ کے ویران ہونیکا باعث ہوگا[۲] اور مدینہ منورہ کا ویران ہونا فتنے اور جنگ ہونے کا باعث ہوگا اور اُس فتنے اور جنگ کا ظاہر ہونا قسطنطنیہ کے فتح ہونیکا باعث ہوگا اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجال کے نکلنے کی علامت ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۸۷۶) حضرت معاذ بن جبل ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بڑی جنگ[۳] اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا اور دجال کا نکلنا سب سات مہینوں میں ہولیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۷۷) حضرت عبداللہ بن بُسر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بڑی جنگ اور شہر (مذکور یعنے قسطنطنیہ) کے فتح ہونے میں چھ برس[۴] کا فاصلہ ہوگا اور ساتویں برس میں دجال نکلیگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث بہت ہی صحیح ہے۔

(۸۷۸) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ عنقریب مسلمان لوگ مدینہ منورہ میں گھیر دیئے جائینگے یہانتک کہ اُنکی بہت دور کی سرحد سلاح ہوگی اور سلاح خیبر کے قریب (ایک جگہ) ہے

---

[۱] یعنے دجال سے لڑنیکیلئے جلدی سے واپس چلے جائینگے ۱۲ [۲] وجہ اسکی یہ ہے کہ بیت المقدس کی آبادی کافروں کے غلبہ کے باعث ہوگی یعنے نصاریٰ کو غلبہ ہو جائیگا اور خلاصہ حدیث کا یہ ہے کہ ان تمام امور کا ہونا اپنے مابعد کے ہونیکیلئے باعث ہے ۱۲ لمعات [۳] بعضوں نے کہا ہے کہ اس جنگ سے وہ جنگ مراد ہے جسمیں اسقدر خونریزی ہوگی کہ سَو آدمیوں میں سے ایک رہجائیگا اسکا بیان پہلے گذر چکا ہے اور یا وہ جنگ مراد ہے کہ جسمیں اسماء الٰہی کے باعث سے فتح ہو جائیگی ۱۲ [۴] اس حدیث میں اور اس سے پہلی میں بڑا اختلاف ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے پہلی

روایت کو ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۷۹) حضرت ذی مخبرؓ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم لوگ روم (والوں سے) امن کے ساتھ صلح کرو گے پھر تم اور وہ ایک اور دشمن سے لڑو گے جو تم سے پرے ہوگا پھر تمہاری (اللہ کیطرف سے) مدد ہوگی اور تم لوٹو گے اور سلامتی کے ساتھ رہو گے پھر تم وہاں سے واپس ہو کر ایک سبزی کی جگہ میں جو ٹیلوں والی ہوگی اُترو گے اُسوقت ایک آدمی نصرانیوں میں سے صلیب[1] کو اُٹھا کر یہ کہیگا کہ صلیب (والی جماعت صلیب کی برکت سے) غالب آگئی اُسیوقت مسلمانوں میں سے ایک آدمی غصہ ہو کر اُسے توڑ ڈالیگا پھر اُسیوقت (اہل روم تم سے) عہد شکنی کرینگے اور جنگ کیلئے لشکر جمع کرینگے پھر مسلمان بھی اپنے ہتیاروں کی طرف دوڑینگے اور اُنسے جنگ کرینگے اور اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کی) اس جماعت کو شہید کرا کر بزرگی عطا کریگا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۰) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم (اہل) حبشہ کو چھوڑے رکھنا (اُنسے تعرض نکرنا) جبتک کہ وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کے خزانے کو ایک شخص حبشی چھوٹی پنڈلیوں والا ہی نکالے گا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں کے ایک شخص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ تم لوگ (اہل) حبشہ کو چھوڑے رکھنا جبتک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں اور ترکوں سے بھی تعرض نکرنا جبتک کہ وہ تم سے تعرض نہ کریں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۲) حضرت بریدہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث میں کہ تم سے ایک قوم چھوٹی آنکھوں والی یعنی ترک جنگ کریگی" نقل کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ تم لوگ انہیں

[1] صلیب ایک مربع لکڑی کو کہتے ہیں نصرانی لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی صورت کی لکڑی پر سولی دیئے گئے ہیں حالانکہ اُنکا یہ خیال بالکل غلط اور باطل محض ہے حدیثوں سے صراحۃً ثابت ہو کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ ہی آسمان پر اُٹھا لیا تھا اور اب قرب قیامت میں وہ پھر آسمان سے اُتریں گے ۱۲۔

تین مرتبہ بھگا کر جزیرہ عرب[۵۱] میں ملا دو گے لیکن پہلی مرتبہ بھگانے میں تو جو شخص اُن میں سے بھاگ جائیگا وہ وہ بچ جائیگا اور دوسری مرتبہ میں بعضے لوگ بچ جائینگے اور بعضے ہلاک ہو جائینگے اور تیسری مرتبہ میں تو اُنکی بالکل بیخ کنی کر دیجائیگی یا آنحضور نے کچھ اور فرمایا تھا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۸۸۳) حضرت ابو بکرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری اُمت کے لوگ ایک سمت زمین میں جس کا نام وہ بصرہ لینگے ایک نہر کے قریب جسے لوگ دجلہ کہینگے اُتر ینگے اُس نہر پر پُل (بھی) ہوگا اور اُس بصرہ کے رہنے والے بہت لوگ ہونگے اور وہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا اور جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا[۵۲] چوڑے چوڑے مُنھ اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والے آئینگے یہانتک کہ اُس نہر کے کنارے پر اُتر ینگے پھر ان لوگوں کے تین فرقے علحدہ علحدہ ہو جائینگے ایک فرقہ بیلوں کی دموں اور جنگلوں میں پناہ لیگا (یعنے کھیتی وغیرہ میں رہیگا) اور ہلاک ہو جائیگا اور دوسرا فرقہ اپنی جانوں کے لئے پناہ مانگیگا پھر یہ بھی ہلاک ہو جائیگا اور تیسرے فرقے کے لوگ اپنی بیوی بچوں کو اپنے پشتوں کے پیچھے کر کے جنگ کرینگے اور یہی شہید ہونگے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے) فرمایا اے انس بیشک لوگ شہروں میں رہنے لگینگے اور انہیں شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے لوگ بصرہ کہینگے اگر تم اُسکے پاس سے نکلو یا اُسکے اندر جاؤ تو تم اپنے تئیں اُسکی شورزمین اور اُسکی کلاد[۵۳] اور اُسکی کھجوروں اور اُسکے بازاروں اور وہانکے امیروں کے دروازوں سے بچاتے رہنا اور تم وہاں کے ضواحی[۵۴] ہی میں رہا کرنا کیونکہ اُن جگہوں میں زمین میں دھنسنا اور پتھر برسنا اور سخت زلزلے ہونگا

---

[۵۱] بعضوں نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب کے شہروں کا نام ہے کیونکہ وہ دریا اور نہروں کے بیچ میں گھرے ہوئے ہیں یعنے حبشہ اور فارس کے دریا نے اور نہر دجلہ اور فرات نے انہیں گھیر رکھا ہے اسلئے جزیرہ کہتے ہیں ۱۲ [۵۲] قنطورا ترکوں کے پدر کلاں کا نام ہے کہ سارے ترک اُسی کی اولاد میں سے ہیں ۱۲ [۵۳] کلاد بھی ایک جگہ کا نام ہے ۱۲ [۵۴] ضواحی ضاحیہ کی جمع ہے اور ضاحیہ زمین کے کنارے کو کہتے ہیں کہ جو میدان اور خوب دھوپ آنیکی جگہیں ہوا اور ضاحیۃ البصرہ اسی میں سے ایک خاص جگہ کا نام ہے اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مراد پہاڑ ہے اور مطلب بیان یہ ہے کہ اُس وقت گوشہ نشینی اور کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے ۱۲

آنا ہوگا اور ایک قوم کے لوگ شام کو (اچھے) اور صبح کو بندر اور سور ہو جائینگے۔ یہ حدیث لہ نقل کی ہے۔

(۸۸۵) حضرت صالح بن درہم کہتے ہیں کہ ہم حج کرنے گئے تھے یکایک وہاں ہمسے ایک شخص یعنے ابوہریرہ کہنے لگے کہ کیا تمہارے شہر کیطرف ایک ایسی بستی ہے جسے لوگ اُبلہ کہتے ہوں ہمنے کہا ہاں ہے وہ بولے کوئی تم میں ایسا شخص ہے جو مجھسے اسبات کا ذمہ کرلے کہ وہ مسجد عشار میں دو رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھلے اور (پڑھکر) یہ کہدے کہ یہ رکعتیں ابوہریرہ کے لئے ہیں کیونکہ مینے اپنے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ بزرگ و برتر مسجد عشار سے بہت سے شہید لوگوں کو اٹھائیگا اور شہداء بدر کے ساتھ سوائے انکے اور کوئی نہیں ہوگا لہ۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ وہی مسجد ہے جو نہر کے قریب ہے اور حضرت ابوالدرداء کی حدیث "جسکا شروع یہ ہے کہ مسلمانوں کے خیمے" انشاء اللہ تعالیٰ اس باب میں جسمیں یمن اور شام کا ذکر ہے عنقریب ذکر کرینگے۔

تیسری فصل (۸۸۶) شقیق نے حضرت حذیفہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے پوچھا کہ تم میں ایسا کونسا ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جو فتنہ کی بابت ہو (اچھی طرح) یاد رکھتا ہو (حذیفہ کہتے ہیں) مینے کہا کہ میرے خوب یاد ہے (یعنے) جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا انہوں نے فرمایا لاؤ (سناؤ) تم تو واقعی بہت دلیر ہو کہو کہ آنحضور نے کس طرح فرمایا تھا مینے کہا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آدمی سے جو اپنے گھر میں اور مال میں اور جان میں اور اولاد میں اور ہمسایہ میں زیادتی ہو جائے تو اُسے اسکا روزہ اور نماز اور صدقہ اور اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا کفارہ ہو جاتا ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ میں یہ بات نہیں (پوچھتی) چاہتا ہوں بلکہ میں تو وہ فتنے (پوچھنے) چاہتا ہوں کہ جو دریا کی موج کی طرح اُٹھینگے حذیفہ کہتے ہیں مینے کہا اے امیر المومنین (بھلا) تمہیں اُنسے کیا لینا

لہ یہاں اصل نسخہ میں سفیدی چھٹی ہوئی ہے جزری نے کہا ہے کہ یہ حدیث ایک طریق سے ابوداؤد نے نقل کی ہے جسپر راوی حدیث نے یقین نہیں کیا بلکہ یہ کہدیا ہے کہ میں اس حدیث کو سوائے واسطے موسیٰ بن انس کے اور کسی سے نقل کی ہوئی نہیں جانتا انہوں نے انس بن مالک سے روایت کی ہے مرقات لہ یہ اُن شہیدوں کی بڑی تعریف ہے کہ وہ بدر کے شہیدوں کے برابر ہونگے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگ مکانوں میں نماز اور انکی فضیلت عظیم اور ثواب کثیر رکھتی ہے ۱۲ لہ یعنے انکے اوا نیگی حقوق میں اور جو کمی زیادتی ۴

ہے کیونکہ تمہارے اور اُنکے درمیان تو بہت بڑا دروازہ بند ہے اُنہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کہولا جائیگا کہتے ہیں مینے کہا نہیں بلکہ وہ دروازہ تو توڑا ہی جائیگا فرمایا کہ وہ اسیلئے لایق ہی ہے کہ کبھی بند نکیا جائے (حذیفہ سے پیچھے کے) راوی کہتے ہیں مینے حذیفہ سے پوچھا کہ کیا حضرت عمر یہ جانتے تھے کہ وہ کون دروازہ ہے وہ بولے ہان جیسیکہ یہ جانتے تھے کہ کل سے پہلے ایک رات آئیگی (ایسا یہ ہی جانتے تھے) کیونکہ مینے اُنسے ایسی حدیث بیان کی تہی جسمین کچھ بہی غلطیاں نہیں تہیں راوی کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت حذیفہ سے یہ بات پوچھتے ہوئے کہ وہ دروازہ کون شخص تہا (یا کیا تہا) خوف معلوم ہوا اسیلئے ہمنے مسروق سے کہا کہ تم حذیفہ سے پوچھو کہ وہ دروازہ کون تہا اُنہوں نے پوچھا تو حذیفہ نے فرمایا کہ وہ دروازہ حضرت عمر[۵۲] ہی تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۸۷) حضرت انس فرماتے ہیں کہ قسطنطنیہ کا فتح ہونا قیامت آنے کے قریب ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

باب قیامت کی شرطون کا بیان

پہلی فصل (۸۸۸) حضرت انس فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بہی ہے کہ علم اُٹھالیا جائے اور جہل بہت پہیل جائے اور زنا اور شراب خوری بکثرت ہو اور مرد کم ہو جائیں اور عورتیں بکثرت ہوں یہانتک کہ پچاس عورتوں کے لئے ایک مرد خبرگیراں[۵۳] ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ علم کم ہو جائے اور جہل زیادہ ہو جائے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۸۹) حضرت جابر بن سَمُرَہ فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے

---

[۵۱] یعنے جیسے یہ بات جانتے تھے کہ کل کا دن ایک رات گذرے بغیر نہیں آئیگا اسیطرح اسے بہی یقیناً ہی جانتے تھے فقط تحقیق حال کیلئے اُنہوں نے دریافت کیا تہا تاکہ اور ونکو بہی معلوم ہو جائے ۱۲ [۵۲] اُنہوں نے اپنے اصحاب و احباب سے فتنہ کو اسیطرح روک رکہا تہا جیسے کوئی چیز دروازے سے روکدی جاتی ہے ۱۲ [۵۳] اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پچاس عورتیں ایک مرد کی بیویاں ہونگی بلکہ مراد یہ ہے کہ ماں اور دادی اور بیٹیاں اور خالائیں وغیرہ ملکر پچاس عورتیں ایک مرد کے سر ہونگی ۱۲۔

تھے کہ قیامت سے پہلے بہت سے جھوٹے ہونگے تم اُن سے بچتے رہنا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۰) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرما رہے تھے یکایک ایک گنوار آیا اور آنحضرت سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا کہ امانت[۱] جاتی رہے تو تم قیامت کے منتظر رہنا وہ بولا کہ امانت کسطرح جاتی رہیگی آپ نے فرمایا کہ جب کوئی کام ایسے آدمی کے سپرد کر دیا جائے جو اُسکے قابل نہو اُسیوقت تم قیامت کے منتظر رہنا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۹۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت اُسیوقت آئیگی جبکہ مال کثرت سے ہو جائے اور بہت ہو جاوے یہانتک کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا اور اُسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملیگا جو اُس سے زکوٰۃ لیلے اور یہانتک کہ عرب کی زمین باغوں اور نہروں والی ہو جائیگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ آبادی اہاب یا یہاب[۲] تک پہنچ جائیگی۔

(۸۹۲) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آخیر زمانہ میں ایک ایسا بادشاہ ہوگا کہ مال تقسیم کریگا اور جمع نہیں کریگا اور ایک روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا کہ میری آخری امت میں ایک ایسا بادشاہ[۳] ہوگا جو مال کی لپیں بھر بھر کے دیگا اور اُسے شمار بھی نہیں کریگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب فرات[۴] ایک خزانہ سونیکا ظاہر کرد یگی اور جو شخص (تم میں سے) وہاں ہو اُسے اُس میں سے لینا نہ چاہیئے۔ یہ

---

[۱] امانت سے مراد یا تو احکام دین ہیں جیسے اس آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃ میں اللہ تعالیٰ نے احکام دین کو امانت فرمایا اور یا امانت سے امانتیں اور لوگوں کے حق مراد ہیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ قیامت کے وقت کا تعین سوائے خداوند کریم عالم الغیوب کے اور کوئی نہیں جانتا ہاں یہ اسکی قرب کی علامتیں ہیں ۱۲ [۲] یہ دونوں مدینہ منورہ کے قریب دو موضع ہیں ۱۲ مرقات [۳] اس بادشاہ سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں اور احتمال یہ بھی ہے کہ شاید کوئی اور مراد ہو ۱۲ منہ [۴] فرات کوفہ کی نہر کا نام ہے اور اسکے خزانہ ظاہر کر نیسے یہ مراد ہے کہ اسکا پانی خشک ہو جائیگا اور نیچے سے ایک خزانہ سونیکا نکل آئیگا اور چونکہ اسمیں سے لینے میں آپس میں جنگ وجدال ہونگے لہذا اُسمیں سے کسیکو لینا نہیں چاہیئے اور یا اسلیئے کہ وہ قارون کے خزانے جیسا ہے کہ اُسپر غضب الٰہی نازل ہو چکا ہے لہذا اُس سے انتفاع جائز نہیں ہے ۱۲ لمعات۔

حدیث متفق علیہ ہے۔

(۸۹۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت اُس وقت آئیگی جب فرات ایک پہاڑ سونیکا ظاہر کرینگا کہ لوگ اُسپر کٹ کٹ کر مرینگے ہر سو آدمیوں میں سے ننانوے آدمی قتل ہو جائینگے (اور ایک باقی رہجائے گا) اور ہر شخص اُنمیں سے یہ خیال کریگا کہ شاید نجات پانے والا میں ہی ہوں۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ زمین اپنے اندر سے اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی کے ستونوں جیسے نکالکر باہر ڈال دیگی پھر ایک شخص جسنے لوگوں کو (مال کیوجہ سے) مار ڈالا تھا آئیگا اور کہیگا کہ مینے اسیکی وجہ سے لوگونکو مارا تھا پھر ایک آدمی رشتہ توڑنے والا آئیگا اور کہیگا کہ مینے اسیکی وجہ سے اپنا رشتہ توڑا تھا پھر ایک چور آئیگا اور کہیگا کہ مینے اسی میں اپنا ہاتھہ کٹوایا تھا پھر وہ سب اُسے وہیں چھوڑ کے چلے جائینگے اور اسمیں سے کچھہ بھی نہیں لینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے (اُسوقت تک) دُنیا ختم نہیں ہوگی یہانتک کہ ایک آدمی قبر پر جائیگا اور اُسپر لوٹ کر یہ کہیگا کہ اس قبر والیکی جگہ میں ہوتا تو بہتر تھا اور اُسکی یہ آرزو دین کے باعث نہیں ہوگی بلکہ (فتنہ و) مصیبت کی وجہ سے ہوگی۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۹۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ ایک آگ ملک حجاز سے نکلکر بُصریٰ[۱] کے اعناق ابل کو روشن کردیگی یہ حدیث متفق علیہ ہے

[۱] بصریٰ شام کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اسمیں اور دمشق میں قریب تین منزل کے مسافت ہے اور یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ ماہ جمادی الاخریٰ کی تیسری تاریخ روز جمعہ ۶۵۴ھ کو حجاز اور مدینہ منورہ کے قریب سے ایک آگ ایک بڑے شہر جیسی شروع ہوئی اور ستائیسویں رجب روز یکشنبہ تک رہی جہاں پہاڑ وغیرہ پر پہنچتی تھی اُسے خاک کردیتی تھی لیکن مدینہ کے قریب جس وقت پہنچی تو بباعث برکت حضور انور مدینہ میں اس سے ٹھنڈی ہی ہوا آتی تھی اور اعناق ابل اُن پہاڑوں کا نام ہے جو بصریٰ کی زمین پر کشادہ اور فراغ ہیں ۱۲ اسید۔

(۸۹۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے پہلی[1] ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کیطرف لیجائیگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۸۹۹) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسوقت تک قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ زمانہ جلدی جلدی گذرنے لگیگا چنانچہ ایک سال ایک مہینے کی برابر[2] ہو جائیگا اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کی برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کی برابر اور ایک دن ایک گھنٹہ کی برابر اور ایک گھنٹہ مثل آگ کا شعلہ اٹھنے کی ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۹۰۰) حضرت عبداللہ بن حوالہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غنیمت لانیکیلئے پیادہ پا بھیجا جسوقت ہم واپس آگئے تو ہم غنیمت کچھ نہ لائے اور آنحضور نے تکلیف و پریشانی ہمارے چہروں سے پہچان لی اسوقت ہمارے درمیان (وعظ فرمانیکیلئے) کھڑے ہوئے اور فرمایا یا الہی تو انہیں میرے سپرد نہ کر کیونکہ میں انسے عاجز آجاؤنگا اور نہ انہیں ان کے جانوں کے سپرد کر کیونکہ وہ بھی انسے عاجز آجائینگی اور نہ انہیں اور لوگوں کے سپرد کر کیونکہ وہ اپنے کاموں کو ان پر مقدم رکھینگے پھر آنحضور نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا اے ابن حوالہ جسوقت تم خلافت کو زمین پاک (یعنے مدینہ منورہ سے ملک شام تک) میں اتری ہوئی دیکھو تو (جان لینا کہ) عنقریب ہی بہت سے زلزلے اور بہت سے فکرات اور غم اور بڑی بڑی لڑائیاں پیش آئینگی اور میرا ہاتھ جو تمہارے سر پر رکھا ہے قیامت اُس زمانہ میں لوگوں کی نسبت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی۔ یہ حدیث[3] نقل کی ہے۔

[1] یعنے جو قیامت کے قریب ہی ہوگا ورنہ یہ آگ جسکا ذکر گذرا ابن تے پہلی علامت ہے ۱۲ مجمع البحار [2] یعنے زمانہ کی برکت کم ہو جائیگی اور اُس کا فائدہ جاتا رہیگا یا یہ مراد ہے چونکہ لوگ بڑے بڑے مصیبتوں میں مشغول ہونگے لہذا انہیں خبر نہیں ہوگی کہ دن کیونکر آتا ہے اور رات کیونکر جاتی ہے اور خطابی نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حال حضرت عیسیٰ اور حضرت امام مہدی علیہما السلام کے زمانہ میں ہوگا ۱۲ سید وغیرہ [3] اصل کتاب میں یہاں سفیدی چھوٹی ہوئی ہے اور حاشیہ میں اس جگہ یہ لکھا ہے کہ اسے ابوداؤد نے نقل کیا ہے اور سند اسکی حسن ہے اور حاکم نے بھی اپنی کتاب صحیح میں نقل کیا ہے" ۱۲ مرقات۔

(۹۰۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب لوگ مال فئی کو دولت سمجھلیں اور امانت کو لوٹ اور زکوٰۃ کو تاوان[۱] سمجھلیں اور علم دین کے فائدی کیلئے نہ سکھیں اور مرد اپنی بیوی کی تابعداری کرے اور اپنی والدہ کی نافرمانی کرے اور اپنے دوست کو پاس رکھے اور اپنے باپکو دور کرے اور مسجدوں میں باتیں ہونے لگیں اور ایک قوم کا سردار ایسا آدمی ہو جائے جو اُنمیں سب سے زیادہ فاسق تھا اور سب سے زیادہ رذیل آدمی ان کا رئیس اور متکفل ہو جائے اور آدمی کا بوجہ خوف اُسکی بدی کے لوگ اعزاز کرنے لگیں اور گنجنیاں اور ڈومنیاں اور باجے بکثرت ہو جائیں اور لوگ شراب پینے لگیں اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت کرنے لگیں تو تم لوگ اُسوقت ایک سرخ ہوا اور زلزلے اور زمین میں دھس جانے اور صورت بدلجانے اور پتھر برسنے اور بہت سی نشانیوں کے منتظر رہنا جو پے در پے اسطرح آئینگی جیسے کوئی لڑی ٹوٹ جائے تو اُسکے موتی پے در پے نکلا کرتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت میری امت کی (یہ) پندرہ[۱۵] عادتیں[۲] ہو جائیں تو انپر بلا نازل ہوگی (راوی کہتے ہیں) اور حضرت علی نے وہ پندرہ[۱۵] عادتیں گنیں اور علم کو دین کے فائدے کیلئے نہ سیکھنے کو اُنمیں ذکر نہیں کیا (بلکہ) اور یہ فرمایا اپنے دوست کے ساتھہ سلوک کرے اور اپنے باپ پر ظلم کرے اور فرمایا کہ شراب لوگ پینے لگیں اور ریشم پہننے لگیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۳) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دُنیا فنا نہیں ہوگی جبتک کہ آدمی جو میرے اہل بیت سے ہو اور اُس کا نام میرے نام کے موافق ہو وہ سارے عرب کا مالک نہ ہو جائے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ اگر دنیا سوائے ایک دن کے کچھ بھی

---

[۱] یعنے زکوٰۃ ادا کرنا لوگونکو ایسا مشکل معلوم ہو گویا یہ اُنسے ازراہ ظلم لیجاتی ہے ۱۲ [۲] اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ بات پہلی امتوںمیں نہیں ہوئی ہے یہ اسی اُمت کی خصوصیات میں سے ہے چنانچہ رافضیوںمیں یہ علامت بالکل ظاہر ہے ۱۲ [۳] کہ جو اوپر کی حدیثیں مذکور ہوئی ہیں کیونکہ ترمذی نے دونوں حدیثیں پے در پے ذکر کیں اور دونوں میں سے ہر ایک کی پندرہ پندرہ چیزیں وہاں ذکر کیں ۱۲۔

باقی نہ رہے تو اللہ تعالیٰ اسی ایک دن کو دراز کر دیگا یہانتک کہ اسمیں اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھیجیگا جو میرے نسب سے ہو یا فرمایا کہ میرے اہل بیت سے ہو اُسکا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اُسکے باپکا نام میرے باپ[1] کے نام کے موافق ہوگا وہ ساری روئے زمین کو داد اور انصاف سے اسطرح بھر دیگا جیسے پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔

(۹۰۴) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مہدی (علیہ السلام) میری نسل سے (یعنے) فاطمہ زہرا[2] کی اولاد سے ہونگے۔ یہ حدیث ابوداود نے نقل کی۔

(۹۰۵) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مہدی میری اولاد سے ہونگے اُنکی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہوگی وہ زمین کو داد اور انصاف سے ایسی بھر دینگے جیسی پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی وہ سات برس بادشاہت کرینگے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۰۶) حضرت ابوسعید خدری ہی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مہدی علیہ السلام کے قصہ میں نقل کی ہے آنحضور نے فرمایا کہ اُنکے پاس ایک آدمی آئیگا اور کہیگا اے مہدی مجھے دیدے مجھے کچھ دیدے آپنے فرمایا کہ جسقدر وہ اُٹھا سکیگا وہ لپ بھر کر اسکے کپڑے میں دیدینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۷) حضرت ام سلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپ فرماتے تھے کہ خلیفہ[3] کے مرنیکے وقت آپسمیں اختلاف ہوگا پھر ایک آدمی مدینہ والوں میں سے نکلکر مکہ کیطرف بھاگیگا پھر لوگ مکہ والوں میں سے اُنکے پاس آئینگے اور وہ اُنہیں (اُنکے گھر سے) نکالینگے اور (وہ اُن سب سے) کراہت کرینگے

[1] یعنے وہ شخص محمد بن عبداللہ ہونگے اس حدیث میں شیعہ پر رد ہے وہ کہتے ہیں کہ مہدی موعود پیدا ہو چکے ہیں وہ قایم اور منتظر ہیں اور وہ حسن عسکری کے بیٹے ہیں شیعہ کا یہ قول حدیث نبوی کے بالکل خلاف ہے لہذا انکا کہنا غلط ہو ۱۲ [2] اسمیں اشارہ ہے کہ حضرت امام حسن کی اولاد میں سے ہونگے یا حضرت امام حسین کی اولاد میں سے اور ظاہر یہ ہے کہ باپ کی طرف سے حسنی ہونگے اور ماں کی طرف سے حسینی ۱۲ مرقات۔

[3] یہاں خلیفہ سے مراد حکمی خلیفہ ہے کہ وہ حکومت سلطانی ہے ۱۲۔

پھر یہ سب لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے بیچ میں اُنسے بیعت کر لینگے اور شام کیطرف سے ایک لشکر[۱] انسے لڑنے کے لئے بھیجا جائیگا وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں دھنسا دیا جائیگا جس وقت لوگ یہ بات دیکھیں گے تو شام کے ابدال[۲] اور اہل عراق کی جماعتیں امام مہدی کے پاس آ کر اُنسے بیعت کر لینگے پھر ایک آدمی قریش میں سے ظاہر ہو گا جسکی ننھیال قبیلۂ کلب ہو گی وہ بھی اُنکی طرف ایک لشکر کو بھیجیگا اُنپر امام مہدی اور اُنکے لوگ غالب آ جائینگے اور قبیلۂ کلب کا لشکر یہی ہے[۳] اور امام مہدی لوگوں میں اپنے نبی کی سُنت کے مطابق عمل (درآمد) کرینگے اور اسلام (اُسوقت) اپنی گردن کو زمین میں ڈالدیگا[۴] پھر وہ سات[۵] برس تک رہینگے پھر وہ وفات پا جائینگے اور مسلمان اُنکی جنازہ کی نماز پڑھینگے۔ یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۹۰۸) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلاء کا ذکر کیا جو اِس اُمت کو پہنچیگی یہانتک کہ آدمی کو کوئی ایسا ٹھکانا نہیں ملیگا کہ اُس کے ظلم سے بچکر اُسطرف چلا جائے پھر (آپ نے فرمایا کہ) اللہ تعالی میرے نسب سے اور میری اہل بیت سے ایک آدمی کو بھیجیگا اور اُنکے سبب سے اللہ تعالی زمین کو داد اور انصاف سے بھر دیگا جیسے پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی تھی اُنسے آسمان اور زمین کے رہنے والے سب راضی ہو جائینگے آسمان اپنی بارش کے قطروں میں سے بغیر برسائے کچھ نہیں چھوڑیگا اور زمین اپنی روئیدگی میں سے بغیر اگائے کچھ نہیں چھوڑیگی یہانتک کہ زندہ لوگ مردوں کی آرزو کرینگے (کہ اس وقت وہ لوگ بھی زندہ ہوتے تو بہتر تھا) امام مہدی اس عیش میں سات برس یا آٹھ برس یا نو برس زندہ رہینگے۔ یہ حدیث ۵ نقل کی ہے۔

---

[۱] مراد اس لشکر سے سفیانی لشکر ہے جو کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی ایک علامت ہے اور حضرت علی نے اسکے آنیکی خبر دے چکے ہیں ۱۲ [۲] ابدال ایک قبیلہ ہے جنکے برکت سے اللہ تعالی روئے زمین آباد رکھتا ہے وہ کل سارے جہان میں ستر آدمی ہیں جنمیں سے چالیس شام میں رہتے ہیں اور تیس اور سارے جہان میں اور ابدال انہیں اسلئے کہتے ہیں کہ جسوقت اُنمیں سے ایک مر جاتا ہے تو اللہ تعالی آدمیوں میں سے ایک اُسکی جگہ کر دیتا ہے ۱۲ [۳] یعنے جو مہدی کے خروج کی علامت ہے ۱۲ [۴] یعنے خوب اچھی طرح سے قرار پکڑ لیگا جیسا کہ جسوقت اونٹ آرام سے زمین پر بیٹھتا ہے تو آرام کیوجہ سے اپنی گردن زمین پر ڈالدیتا ہے ۱۲ [۵] اصل میں یہاں سفیدی چھوٹی ہوئی ہے اور بعضوں نے یہ عبارت اسمیں لاحق کر دی ہے کہ یہ حدیث حاکم نے اپنے مستدرک میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ مرقات۔

(۹۰۹) حضرت علی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک آدمی نہر کے[1] پیچھے سے نکلیگا جسے لوگ حارث[2] اور حراث کہیں گے اسکی اگلی فوج پر (افسر) ایک آدمی ہوگا جسے لوگ منصور کہینگے وہ میری یعنے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح وطن یا ٹھکانا دیگا جسطرح قریش نے (مجھے یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانا دیا تھا اُس حارث کی ہر مسلمان پر مدد کرنی واجب ہے یا فرمایا کہ اسکا کہنا ماننا لازم ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۱۰) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اُسوقت تک قیامت نہیں آئیگی یہانتک کہ درندے آدمیوں سے باتیں کرنے لگیں اور یہانتک کہ آدمی کے کوڑے کا پھندنا اور اُسکی جوتی کا تسمہ اُس سے باتیں کرنے لگے اور اسکی ران وہ باتیں بیان کردے جو اسکی بیوی نے اسکے پیچھے کی تھیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی

تیسری فصل

(۹۱۱) حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قیامت کی) نشانیاں (میرے[3] سے) دوسو برس کے بعد شروع ہو جائینگی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۹۱۲) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اصحابہ سے) فرماتے تھے کہ جسوقت تم خراسان کیطرف سے سیاہ[4] جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو تم اُنمیں چلے جانا کیونکہ اُنمیں اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔ یہ حدیث امام احمد نے اور دلائل النبوت میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۹۱۳) حضرت ابو اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اپنے صاحبزادے حضرت امام حسن کیطرف دیکھکر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سید

---

[1] یعنے اُن شہروں میں سے جو نہر کے پرے ہیں جیسے بخارا اور سمرقند وغیرہ ۱۲ [2] یعنے حارث اُس کا نام ہوگا اور حراث یعنے کاشتکار اُسکی صفت ہوگی ۱۲ [3] اور بعضوں نے یہ بھی احتمال لکھے ہیں کہ آپکی ہجرت سے دوسو برس بعد یا ظہور اسلام سے دوسو برس بعد شروع ہو جائینگی ۱۲ [4] شاید یہ لشکر سیاہ جھنڈوں والا حارث اور منصور کا ہوگا کیونکہ اللہ کے خلیفہ مہدی اُسی میں ہوں گے لیکن یہاں مہدی سے مراد امام مہدی نہیں ہیں بلکہ یہاں یہ مراد ہے کہ وہ خلیفہ بھی راہ ہدایت پر ہونگے لہذا تمہیں اُنکی مدد کرنی اور فرمانبرداری کرنی بھی ضروری ہے ۱۲۔

نام کہا ہے اور عنقریب اسکی پشت سے[۱] ایک آدمی پیدا ہوگا اُسکا نام تمہارے نبی کے نام جیسا ہوگا اور عادت میں بھی آپکے مشابہ ہوگا اور ظاہری صورت میں آپکے مشابہ نہیں ہوگا پھر حضرت علی نے (اُنکا) قصہ ذکر کیا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دینگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور قصّہ کو ذکر نہیں کیا۔

(۹۱۴) حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک سال اُن سالوں میں سے جنمیں حضرت عمر نے وفات پائی ہے ٹڈی[۲] کم ہوگئی تھی اسلیئے حضرت عمر کو اس سے بہت ہی سخت رنج ہوا اُنھوں نے ایک سوار یمن کیطرف اور ایک سوار عراق کی طرف اور ایک سوار شام کی طرف یہ حال پوچھنے کیلیئے بھیجے کہ وہاں بھی کچھ ٹڈی سینے دیکھی ہے یا نہیں چنانچہ وہ سوار جو یمن کیطرف گیا تھا ایک مٹھی میں لایا اور حضرت عمر کے سامنے اُنہیں چھوڑ دیا جب حضرت عمر نے اُنہیں دیکھا تو اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر نے ایک ہزار اُمّت پیدا کی ہیں جنمیں سے چھ سو دریا میں ہیں اور چار سو جنگل میں (یعنے زمین پر) اور اُنمیں سب سے پہلے ہلاک ہونیوالی یہ اُمّت ٹڈیوں کی ہے جبوقت ٹڈیاں ہلاک ہو جائینگی تو پھر پے در پے سب اُمّتیں (اسطرح ہلاک) ہونگی جیسے موتیوں کی لڑی کے موتی نکلا کرتے ہیں۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب قیامت سے پہلے کی نشانیوں اور دجال کے ذکر کا بیان

پہلی فصل

(۹۱۵) حضرت حُذیفہ بن اَسید غفاری فرماتے ہیں ہم آپسمیں کچھ ذکر کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جھانک کر دیکھا اور فرمایا تم کیا ذکر کر رہے ہو سبھوں نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں آنحضور نے فرمایا کہ اتنے قیامت ہرگز نہیں آئیگی جب

---

[۱] یہ روایت صراحتہً اسپر دال ہے کہ امام مہدی حضرت امام حسن ہی کی اولاد سے ہیں اور کچھ نسب امام حسین سے بھی ہوگا یہ اسلیئے تاکہ روایتوں میں تطبیق رہے اور اس سے شیعوں کا یہ قول (کہ مہدی محمد بن حسن عسکری ہیں) بالکل ہی باطل ہوگیا کیونکہ وہ بالاتفاق حسینی ہیں ۱۲ [۲] یعنے اُس سال اُس ملک میں ٹڈی کم پیدا ہوئی ۱۲۔

تک کہ اس سے پہلے تم یہ دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ نے ایک دہوئیں کا اور دجّال کا اور دابۃ الارض کا اور سورج کے مغرب سے نکلنے کا اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے اترنیکا اور یاجوج اور ماجوج کے آنے کا اور تین خسفوں کا (یعنے تین جگہ زمین میں دھنس جانیکا) ذکر کیا ایک خسف مشرق میں اور ایک خسف مغرب میں اور ایک خسف جزیرہ عرب میں اور ان سب کے آخر میں یمن کیطرف سے ایک آگ نکلے گی کہ وہ لوگوں کو زمین حشر کیطرف ہانک کرلیجائیگی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عدن کی پرلی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کے زمین حشر کیطرف لیجائیگی اور ایک اور روایت میں دسویں نشانی کی بابت یہ ہے کہ ایک ہوا ہوگی جو لوگوں کو دریا میں ڈالدیگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۱۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم چھ چیزوں سے پہلے جلدی نیک عمل کرلو ایک دھواں دوسرے دجّال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض چوتھے مغرب کیطرف سے سورج کا نکلنا پانچویں امر عامہ (یعنے سب کو گھیر لینے والا فتنہ) اور چھٹے جو فتنہ ہر ایک کو خاص ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (قیامت کی) سب سے پہلے نشانیوں میں باعتبار نکلنے کے مغرب کی طرف سے سورج کا نکلنا اور چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ الارض کا نکلنا ہے اور ان دونوں میں جو نسا اپنے ساتھی سے پہلے ہو جائیگا پھر دوسرا بھی اُسکے پیچھے قریب ہی ہوگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱؎ طیبی نے کہا ہے کہ یہ وہی دھواں ہے جو اللہ تعالےٰ کے اس قول (یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ) میں مذکور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ہے اور اسکے مؤید حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس دہوئیں سے وہ مراد ہے کہ جب قریش پر قحط پڑا تو انہیں ہوا دہوئیں جیسی معلوم ہونے لگی تھی ۱۲ مرقات ۲؎ بعض علماء نے یہ لکھا ہے بلکہ دابۃ الارض جو پایہ ہے لیکن اسکی درازی ساٹھ گز کی ہے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ وہ مختلف الخلقت ہے یعنے بہت سے جانوروں کے مشابہ ہے کوہ صفا سے نکلیگا اور عصائے موسیٰ اور حضرت سلیمان کی انگشتری اُسکے ہاتھ میں ہوگی مومن کو عصا سے مارکر اسکے منہ پر انگشتری کی مہر کردیگا اور کافر کے منہ پر کفر کی مہر کردیگا بہا گنے میں اُسکی برابر کوئی نہو گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ صفا مروہ کے بیچ میں مسجد حرام سے نکلیگا ۱۲ ۳؎ یاجوج اور ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے دو قبیلے ہیں ۱۲ منہ۔

(۹۱۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین چیزیں ہیں جسوقت وہ ظاہر ہو جائینگی تو کسی نفس کو اُسکا ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا یا پہلے سے کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا کچھ فائدہ نہیں دیگا (وہ تینوں نشانیاں یہ ہیں) ایک مغرب کیطرف سے سورج کا نکلنا دوسرے دجال کا آنا تیسرے دابۃ الارض کا آنا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۱۹) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے) پوچھا کہ جس وقت سورج غروب ہو جاتا ہے تم جانتے ہو کہ یہ کہاں کسجگہ جاتا ہے مینے کہا اللہ اور اُسکا رسول جانتے ہیں (مجھے خبر نہیں) آپنے فرمایا کہ یہ جاکر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور (اپنے مشرق کیطرف سے نکلنے کی) اجازت مانگتا ہے اسے اجازت دیدیجاتی ہے اور قریب ہے کہ یہ سجدہ کریگا اور وہ اسکا سجدہ قبول نہیں کیا جائیگا اور اجازت مانگیگا اور اسے اجازت بھی (نکلنے کی) نہیں ملیگی بلکہ یہ کہدیا جائیگا کہ تو جدہر سے آیا تھا اُدہر ہی لوٹ جا چنانچہ وہ لوٹکر مغرب کیطرف سے نکلیگا اور یہی اس قول کا مطلب ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (ترجمہ) اور سورج اپنی قرار گاہ میں چلتا ہے) پھر آپنے فرمایا کہ اُسکی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۰) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ حضرت آدم کے پیدا ہونیسے قیامت کے آنے تک دجال (کے نکلنے) سے کوئی بڑا (سخت) امر نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۱) حضرت عبداللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالی تمپر پوشیدہ نہیں ہے[۲] بیشک اللہ تعالی کانا نہیں ہے۔ اور بیشک مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے اُسکی آنکھ گویا ایک پھولا ہوا انگور ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] بعضے محققین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اللہ تعالی کے اس قول وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ (ترجمہ) سکندر نے سورج کو سیاہ کیچڑ میں ڈوبتا ہوا پایا) کے مخالف نہیں ہے کیونکہ آیت میں انتہائے نظر کا بیان ہے یعنے سکندر کو ایسا معلوم ہوا باقی یہ کہ درحقیقت اُسکی جگہ چھپنے کی کہاں ہے اُس کا آیت میں ذکر نہیں ہے ۱۲ [۲] یعنے تمنے اللہ تعالی کو اُسکی کمال صفتوں کی نشانیاں جیسی کہ شرع میں آئی ہیں پہچان لیا ہے اور اُسپر ایمان لے آئے ہو اسلئے اُسکیلئے جادو اور فریب کیوجہ سے دہوکا کہاکر گمراہ نہوجانا بلکہ یہ بات یاد رکھنا جو آگے حدیث میں ہے ۱۲۔

(۹۲۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کو کانے جھوٹے (دجال) سے ڈرایا ہے یاد رکھو بیشک دجال کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے دجال کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں ک ف ر (یعنے کفر) لکھا ہوا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۹۲۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو میں تمہیں دجال کی ایسی بات بتاؤنگا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی بیشک وہ کانا ہے اور واقعی وہ اپنے ساتھ جنت و دوزخ جیسی (جنت و دوزخ) لائیگا جسے وہ جنت کہیگا وہ دوزخ ہوگی[ف] اور میں تمہیں اُس سے ڈراتا ہوں جیسے کہ نوح نے اپنی قوم کو اُس سے ڈرایا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۲۴) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا دجال اسطرح نکلیگا کہ اُسکے ساتھ پانی[ف۲] اور آگ ہوگی لیکن جس چیز کو لوگ پانی دیکھینگے وہ (حقیقت میں) آگ ہوگی جو کہ جلادیگی اور جسے لوگ آگ دیکھینگے وہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا تم میں سے جو کوئی اُسے پاوے تو چاہیئے جسے آگ دیکھے اسمیں گر پڑے کیونکہ وہ میٹھا اور اچھا پانی ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ دجال کی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی اور اُس (دوسری) آنکھ پر موٹا ناخنہ ہوگا اور اُسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر لکھا ہوگا ہر ایک لکھا بے لکھا آدمی اُسے پڑھ لیگا۔

(۹۲۵) حضرت حذیفہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال بائیں[ف۳] آنکھ سے کانا ہوگا بال اُسکے بہت ہونگے اُسکے ساتھ اُسکی جنت اور دوزخ ہونگے اُسکی دوزخ (حقیقتہً) جنت ہوگی اور اُسکی جنت (حقیقت میں) دوزخ ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

ف ۱ یعنے جو کوئی اُسپر ایمان لا کے اُسکی جنت میں جائیگا وہ حقیقت میں جنت نہوگی بلکہ دوزخ کی آگ ہوگی اُسے اُس جنت میں کچھ آرام و راحت نہ پہنچیگی پھر انجام کار آتش جہنم میں جلنا ہوگا ۱۲ ف ۲ پانی سے آرام اور چین کی چیزیں مُراد ہیں اور یہی دجال کی جنت کا مطلب ہے ۱۲ ف ۳ اوپر گزرا ہے کہ دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا اور یہاں یہ ذکر ہے کہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یا تو کسی کو اسطرح اور کسی کو اُس طرح دکھائی دیگا یا کبھی داہنی آنکھ سے اور کبھی بائیں آنکھ سے کانا دکھائی دیگا تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے جو کہ اپنی اصلی خلقت ہی کبھی کچھ کبھی کچھ دکھاتا ہے ۱۲

(۹۲۶) حضرت نواس بن سمعان فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرکے فرمایا اگر دجال آئے اور اُسوقت میں تم میں (موجود) ہوا تو میں تمہارے سامنے اُس سے جھگڑونگا اور اگر دجال آئے اور میں تم میں نہوا تو ہر ایک آدمی اپنی طرف سے حجت کریگا اور خداوند کریم ہر مسلمان کا میری طرف سے وکیل ہے بیشک وہ جوان گھونگھر والے بالوں والا ہوگا اُسکی آنکھ اُبھری ہوئی ہوگی گویا میں عبدالعزیٰ بن قطن کو اُسکا ہمشکل دیکھ رہا ہوں جو کوئی تم میں سے اُسے پائے تو چاہیئے کہ سورۂ کہف کی پہلی آیتیں اُسکے سامنے پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ اُسکے روبرو سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کیونکہ وہ آیتیں تمہیں اُسکے فتنہ سے بچانے کے لئے ہیں بیشک وہ ملک شام اور عراق کے راستہ سے نکلیگا اور دائیں بائیں طرف فساد پھیلائیگا اے اللہ کے بندو تم اپنے ایمان پر ثابت رہنا ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ زمین پر ٹھہرنے کا اُسکا کتنا زمانہ ہوگا آپ نے فرمایا چالیس دن ایک دن ایک برس کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے برابر ہونگے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ دن جو کہ ایک سال کے برابر ہوگا اُسمیں کیا ہمیں ایک دن کی نماز کافی ہوگی آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ہر ایک نماز کے وقت کا اندازہ کرتے رہنا[۲] ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ اُسکی زمین پر جلد چلنے کی کیا کیفیت ہوگی آپ نے فرمایا مینہ کیطرح ہوگی جبکہ اُس کے ساتھ پیچھے سے ہوا آتی ہے[۳] پھر وہ ایک قوم کے پاس آئے اُنہیں اپنی طرف بلائیگا وہ لوگ اُسپر ایمان لائینگے پھر وہ بادل کو حکم دیگا تو بادلوں سے زمین پر مینہ برسیگا اور زمین اناج اُگائیگی پھر اُنکے مویشی جو صبح کو چرنے گئے تھے شام کے وقت اسطرح واپس آئینگے کہ اُنکی کوہانیں اُس سے زیادہ لمبی ہونگی جیسے کہ تھیں اور ان کے تھن خوب بھرے ہوئے اور کوکھیں خوب تنی ہوئی ہونگی پھر ایک اور قوم کے پاس جائیگا اور اُنہیں (اپنی طرف) بلاویگا وہ لوگ اُس کا قول رد کردینگے تو وہ

---

[۱] یعنے ان آیتوں کے پڑھنے سے تم اُسکے فتنہ سے محفوظ رہوگے اور جگہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ یہ آیتیں سوتے وقت بھی پڑھ لینی چاہئیں ۱۲ [۲] یعنے جتنا وقت ایک نماز سے دوسری نماز تک ہوتا ہے اُسقدر اندازہ کرکے نماز پڑھتے رہنا ۱۲ [۳] یعنے جیسے ہوا کے ساتھ زور کا مینہ برستا ہے اسطرح اُسکی رفتار ہوگی یا جیسے ہوا کے ساتھ ابر تیز چلتا ہے اسطرح وہ بھی جلد جلد چلیگا ۱۲-

اُنکے پاس سے پھر جائیگا اور وہ لوگ قحط زدہ ہو جاوینگے اُنکے ہاتھ میں بجز اپنا مال نہ ہوگا[1] پھر دجال
ویرانہ میں جائیگا تو ویرانہ سے (خطاب کرکے) کہیگا اپنے (دبے ہوئے) خزانے نکال ڈال چنانچہ تمام خزانے
(زمین سے نکلکر) اُسکے پیچھے اس طرح چلینگے جیسے کہ شہد کی مکھیوں کے سردار کے پیچھے مکھیاں
چلتی ہیں پھر دجال ایک جوانی میں بھرے ہوئے آدمی کو بلائیگا اور اُسے تلوار ماریگا جس سے دو ٹکڑے[2] ہوجائیگا اور مسافت پر اسکے
دو ٹکڑے کرکے پھینک دیگا پھر اُسے پکاریگا وہ زندہ ہوکر اُسکی طرف متوجہ ہوگا اور اُس کا چہرہ چمکتا اور وہ
ہنستا ہوگا وہ اسی حال میں ہوگا کہ خداوند کریم حضرت مریم کے بیٹے مسیح علیہ السلام کو بھیجیگا اور وہ
شرقی جانب کیطرف سفید منارہ کے پاس اُترینگے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے اپنے ہاتھ
دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہونگے جس وقت اپنا سر جھکاوینگے تو پسینہ ٹپکیگا اور جب سر
اُٹھا کر ینگے تو اُس سے چاندی کے دانوں جیسے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکینگے جس کافر کو اُنکے
سانس کی ہوا لگے گی اُسے مرے بغیر کچھ چارہ نہ ہوگا اور اُن کا سانس وہاں تک پہنچیگا جہانتک
اُنکی نظر پہنچیگی پھر حضرت عیسیٰ دجال کو ڈھونڈھینگے اور اُسے مقام لُدّ[3] کے دروازے پر پاکر اُسے مار
ڈالینگے پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک قوم آویگی جنہیں خدا نے دجال سے بچالیا ہوگا
حضرت عیسیٰ اُنکے چہرے (سے گرد وغبار) پونچھینگے اور اُن کے جنت کے درجوں کا حال اُنسے
بیان کرینگے حضرت عیسیٰ اسی حال میں ہونگے کہ ناگہاں خداوند کریم اُنکے پاس وحی بھیجیگا کہ میں نے
اپنے ایسے بندے نکالے ہیں جنسے لڑنیکی کسی میں طاقت نہیں ہے تو میرے بندوں کو کوہِ طور کیطرف
لیجا پھر اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو بھیجیگا اور وہ ہر اونچی زمین سے جلد جلد دوڑینگے اور اُنکے
اگلے لوگ موضع طبریہ[4] کے تالاب پر گزرینگے تو اُس کا سارا پانی پی لینگے پھر اُنکے پچھلے لوگ گزرینگے تو
کہینگے بیشک اسمیں کبھی پانی تھا پھر وہ چلینگے اور کوہ خمر کے پاس پہنچینگے جو کہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے

[1] یعنے بالکل مفلس اور محتاج ہو جائینگے ۱۲ [2] یعنے اس کے دو ٹکڑے اتنے دور گرینگے جتنا
تیر کے نشانے میں سیر پھینکنے کی جگہ سے فاصلہ ہوتا ہے ۱۲ [3] لُد ملک شام میں ایک پہاڑ
کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لد بیت المقدس یا فلسطین کے علاقہ میں ایک گانوں ہے ۱۲ [4] طبریہ
ملک شام میں ایک گانوں ہے وہاں پر ایک دس کوس کا لمبا تالاب ہے یاجوج ماجوج نکل کے اُس کا سارا پانی
پی جائیں گے ۱۲

پھر وہ لوگ کہینگے ہمنے زمین والوں کو تو مار ڈالا اب آؤ آسمان والوں کو قتل کریں بعد ازاں وہ اپنے تیر آسمان کیطرف پھینکینگے اور اللہ تعالیٰ اُنکے تیر خون میں سنے ہوئے الٹے پھینک دیگا[۱] اور اللہ کے نبی (عیسیٰ اور اُنکے ساتھی (پہاڑ پر) گہر جاوینگے یہانتک کہ انہیں بیل کی سری آج کل کے تمہارے سو دیناروں سی بہتر ہوگی پہر اللہ کے نبی عیسیٰ اور اُنکے ہمراہی دعا کرینگے تو خداوند کریم اُنکی گردنوں میں کیڑے بہیجدیگا پھر وہ سب ایک جان کی طرح مردہ ہو جاوینگے اور اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور اُنکے یار زمین پر اُترینگے اور ایک بالشت پہر ایسی زمین نہ پاوینگے جسے انکی چربی اور بدبو نے نہ بھر دیا ہو[۲] پہر اللہ کے نبی عیسیٰ اور اُن کے یار خدا سے زاری کرینگے تو خدا تعالیٰ ایسے جانور بہیجدیگا جنکی گردنیں بختی اونٹوںکی گردنونکی طرح ہونگی وہ اُنہیں (وہاں) لے جاکے جہاں خدا چاہیگا وہاں پھینک دینگے ایک روایت میں یہ ہے کہ اُنہیں موضع نہبل میں پھینک دینگے اور مسلمان اُنکی کمانیں اور تیر اور ترکش سات برس تک جلائینگے پہر خدا تعالیٰ ایک ایسا مینھہ بہیجیگا جس سے کوئی مٹی ور اُن کا گہر کسی چیز کو نہ چہپا سکیگا وہ مینہ زمین کو دہو کر آئینہ کیطرح صاف کردیگا پہر زمین کو ارشاد ہوگا کہ اپنے پہل نکال اور اپنی برکت پہیر لا[۳] اُس دن ایک جماعت ایک انار کو کہائیگی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں (ایک جماعت) ٹہیریگی اور دودہ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک دودہ کی اونٹنی بہت سے آدمیونکو کافی ہوگی اور ایک دودہ کی گائیں ایک قبیلہ کو کافی ہوگی اور ایک دودہ کی بکری تہوڑے سے آدمیونکو کافی ہوگی پہر وہ اسی حالت میں ہونگے کہ یکایک اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بہیجیگا وہ اُنہیں انکی بغلوںکے نیچے سے پکڑیگی (یعنی لگیگی) اور ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کرلیگی اور صرف بُرے لوگ رہجاوینگے جو گدہوں کے ملنے کیطرح آپسمیں لڑینگے اور انہیں پر قیامت قایم ہوگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے لیکن دوسری روایت اس مضمون سے کہ وہ پہر یاجوج و ماجوج کو نہبل میں پھینک دینگے اُس مضمون تک کہ مسلمان انکی کمانوں وغیرہ کو سات برس تک جلائینگے مسلم نے نقل نہیں کی ہے بلکہ اسے ترمذی نے نقل کیا ہے۔

---

[۱] چونکہ مسلمانونکو حضرت عیسیٰ کو وطور پر لیجا ئینگے اسلیے یاجوج ماجوج جانینگے کہ ہمنے سبکو قتل کرلیا ۱۲۔ [۲] یا تو وہ تیر جانوروںکے خون میں سنکر آئینگے یا خدا تعالیٰ بطور استدراج انہیں یہ باتیں دکہائیگا تاکہ وہ گمان کریں کہ ہم آسمان والوںپر بہی غالب آگئے ۱۲۔ [۳] ساری زمین اُنکی لاشوں اور بدبو سے بہری ہوگی حضرت عیسیٰ دعا کرینگے تو اللہ تعالیٰ ایک قسم کے جانور بہیجیگا جو انکی لاشیں اُٹھاکے پہینک دینگے ۱۲۔ [۴] یعنے جیسے پہلے تجہ میں برکت تہی ویسی پہر ہوجا چنانچہ زمین میں ایسی برکت والی ہوجائیگی ۱۲

(۹۲۷) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجّال نکلیگا تو اسکی طرف ایک ایماندار آدمی جائیگا پھر اُسے کتنے ایک ہتھیار بند دجال کی نگہبانی کرنے والے نگہبان ملینگے اور اُس مسلمان[۱] سے کہینگے کہ تیرا کہاں جانیکا ارادہ ہے وہ جواب دیگا کہ میں اس شخص کیطرف جانیکا قصد کر رہا ہوں جو کہ نکلا ہے وہ لوگ اُس سے کہینگے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا وہ مردِ مسلمان جواب دیگا ہمارے رب (کی صفتوں) میں کچھ پوشیدگی نہیں ہے (بھلا یہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے) وہ لوگ کہینگے اسے مار ڈالو پھر کچھ آدمی اوروں سے کہینگے کیا تمہارے رب نے منع نہیں کیا ہے کہ کسی کو میرے بے حکم نہ مارنا تب وہ لوگ اسے دجّال کے پاس لیجائینگے جب وہ شخص دجّال کو دیکھیگا تو کہیگا اے لوگو! یہ وہی دجّال ہے جسکا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا آنحضور فرماتے ہیں پھر دجّال اُس شخص کو چت لٹانیکا حکم دیگا اور کہیگا اسے پکڑو اور اس کا سر کچلو پھر بہت مارنیکی وجہ سے اُسکی پیٹھ اور پیٹ[۲] فراخ اور نرم ہو جاوینگے حضور فرماتے ہیں پھر دجّال کہیگا کیا تو مجھپر ایمان نہیں لاتا حضور فرماتے ہیں وہ مسلمان کہیگا تو جھوٹا مسیح ہے پھر دجال (اُسکے ٹکڑے کرنیکا) حکم دیگا اور آرے سے اُسکا سر مانگ پر سے چیرا جاویگا یہانتک کہ دونوں پیروں کے درمیان تک چر جاویگا فرماتے ہیں پھر دجّال دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں چلیگا اور اُس (پھر دہ) سے کہیگا کھڑا ہو جا وہ سیدھا اُٹھ کھڑا ہو گا پھر اُس سے کہیگا کیا تو مجھپر ایمان لاتا ہے وہ شخص جواب دیگا مجھے[۳] (اپنے مرکر جینے سے) تیرے (جھوٹے ہونے میں) اور زیادہ تجربہ ہو گیا حضرت فرماتے ہیں پھر وہ مسلمان کہیگا اے لوگو! بیشک یہ میرے بعد کسی آدمی کے ساتھ[۴] ایسا نہیں کر سکیگا آنحضور فرماتے ہیں پھر دجّال اُسے حلال کرنیکے لیئے پکڑ لیگا تو اسکی گردن اور ہنسلی کے درمیانی جگہ تانبے کی ہو جاویگی پھر دجال اُسکے مارنے کی طاقت نہیں پائیگا آنحضور نے فرمایا ہے پھر دجال اُسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پانوں پکڑ کے (آگ میں) پھینک دیگا لوگ جانینگے کہ اُسے آگ میں پھینکا ہی حالانکہ وہ (اُسے) جنت میں پھینکا ہو گا رسول خدا

---

[۱] جو لوگ حضرت خضر کے زندہ ہونیکے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان شخص حضرت خضر ہی ہونگے ۱۲ [۲] یعنے بہت چوٹ لگنے کیوجہ سے پیٹ اور پیٹھ نرم پڑ جائینگے ۱۲ [۳] یعنے مجھے اپنے مرکر جینے کے بعد بھی تیرے خدا ہونے پر یقین نہیں آیا بلکہ تیرے جھوٹے ہونیکا مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا ۱۲ [۴] اُنکی غرض یہ ہوگی کہ کہیں لوگ میرا یہ حال دیکھ کر اس کے دھوکے میں نہ آجائیں اسلیئے لوگوں سے کہدینگے کہ اب دجال کسی کا یہ حال نہ کر سکیگا اور حقیقۃً دجّال کو پھر اس طرح تکلیف پہنچانیکی کسی پر قدرت نہ ہوگی ۱۲-

نے فرمایا رب العالمین کے نزدیک یہ آدمی شہادت میں سب لوگوں سے بڑا ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۸) ام شریک کہتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دجال سے بہاگ کر پہاڑوں میں جا رہینگے ام شریک فرماتی ہیں مینے عرض کیا یا رسول اللہ عرب لوگ اُس دن کہاں ہونگے[۱] آپنے فرمایا وہ تہوڑے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۹) حضرت انس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا ہے دجال کے پیچھے پیچھے ستر ہزار اصفہانی یہود ہونگے جو کہ طیلسی چادریں اوڑہے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۳۰) حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال آویگا اور مدینہ کے رستوں پر اُس کا آنا حرام ہے وہ ایک شور زمین میں جو مدینہ کے قریب ہے اُتریگا اور ایک آدمی اُسکی طرف نکلکر جائیگا جو کہ بہتر آدمی یا بہتر آدمیوں میں سے ہوگا[۲] وہ کہیگا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جسکی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تہی دجال (لوگوں سے) کہیگا بتاؤ تو اگر میں اسے مار ڈالوں پہر جلا دوں تو کیا (پہر بہی میرے) امر میں شک کروگے وہ لوگ کہیں گے نہیں پہر دجال اُسے مار ڈالیگا پہر زندہ کریگا وہ آدمی دجال سے کہیگا خدا کی قسم میں تیرے بارے میں آج کے دن زیادہ تجربہ[۳] کار نہیں تہا پہر دجال اُسے مارنا چاہیگا اور اُسپر قادر نہ ہوسکیگا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۳۱) حضرت ابوہریرہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا مسیح دجال مشرق کیطرف سے آئیگا اُس کا ارادہ مدینہ کا ہوگا یہانتک کہ کوہ اُحد کے پیچھے اُترے گا پہر فرشتے اُس کا رُخ ملک شام کی طرف پہیر دینگے وہیں (جاکر) وہ ہلاک ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۳۲) حضرت ابوبکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہے مسیح دجال کا رعب مدینہ میں نہیں آنے پائیگا اُسدن مدینہ کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے (نگہبان) ہونگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[۱] کیونکہ عربوں کا کام تو جہاد کرنا اور فتنہ و فساد دفع کرنا ہے یہ اس دن کہاں ہونگے جو ایسا فتنہ جہان میں پہیل جائیگا آپ نے فرمایا وہ بیچارے اُسوقت تہوڑے سے ہونگے انکا کچہ بس نہ چلیگا ۱۲ [۲] یعنے وہ بہتر ہوگا یا منجملہ اور بہتر آدمیوں کے ایک یہ بہی بہتر ہوگا یہ راوی کا شک ہے کہ یوں فرمایا ہے یا اسطرح فرمایا ہے مراد اس سے ... ہے ۱۲

[۳] یعنے اسوقت اپنے مرکر زندہ ہونے سے مجہے تیرے جہوٹے ہونیکا اور زیادہ تجربہ ہوگیا پہلے اتنا تجربہ نہ تہا ۱۲

(۵۳۹۰) فاطمہ دختر قیس فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھنڈورچیئے سے سنا وہ پکار رہا تھا الصلوٰۃ جامعۃ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ[۱] (یہ منکر) میں مسجد کیطرف روانہ ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو ہنستے ہوئے منبر پر بیٹھے اور فرمایا ہر آدمی اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کسواسطے جمع کیا ہے وہ لوگ بولے اللہ و رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے تمہیں (کسی چیز کی) رغبت دلانے یا (کسی چیز سے) ڈرانے کیلئے نہیں جمع کیا ہے لیکن میں نے تمہیں اس لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری نے جو ایک عیسائی تھا اور اب آ کے مسلمان ہو گیا ہے مجھ سے ایک بات بیان کی ہے جو اس بات کے موافق ہے جو کہ مسیح دجال کے بارے میں میں تم سے بیان کرتا تھا[۲] اس نے مجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ایک دریائی کشتی میں قبیلہ بنی لخم اور جذام کے تیس ۳۰ آدمیوں کے ساتھ سوار ہوا تھا انہیں ایک مہینے تک دریا کی موج دریا میں لئے پھری پھر جب موج تھمی تو وہ ایک ایسے جزیرہ کے پاس کشتی لیگئے جہاں سورج چھپتا ہے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ میں گئے تو انہیں ایک بالوں والا چوپایہ ملا جسکے بال بہت تھے اسکی بالوں کی زیادتی کیوجہ سے اسکی اگلی جانب (اور پچھلی طرف) میں تمیز نہ ہوتی تھی وہ لوگ بولے تیرا ناس جائے تو کون ہے اسنے جواب دیا میں جاسوس ہوں تم اس آدمی کے پاس جو دیر (یعنے عبادت خانہ یہود) میں ہے جاؤ اسلئے کہ وہ تمہاری خبروں کا شوقین ہے تمیم کہتا ہے جبکہ اسنے ہمسے آدمی کا نام لیا ہم اس سے ڈر گئے کہ کہیں شیطان نہ ہو تمیم کہتا ہے پھر ہم جلدی جلدی گئے اور اس دیر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسمیں ایک بہت بڑا آدمی ہے کہ ہمنے ایسا بڑے جسم کا کوئی آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا اور وہ بہت مضبوط بندھا ہوا تھا اسکے ہاتھ گردن کیطرف ملے ہوئے تھے (یعنے اسکی مشکیں کسی ہوئی تھیں) اور وہ گھٹنوں اور ٹخنوں کے بیچ میں لوہے (کی بیڑیوں) میں (جکڑا ہوا) تھا ہمنے کہا تیرا ناس جائے تو کون ہے وہ بولا تم میری خبر (معلوم کرنے) پر تو قادر ہو گئے ہو[۳] (میں بتا دونگا پہلے) تم مجھسے بیان کرو

---

[۱] یعنے سارے نمازی جمع نہیں یا اس سے یہ منادی کرنی مقصود ہے کہ آج سب حضور انور کے پاس نماز کیلئے جمع ہو جاؤ ۱۲۔

[۲] اسلئے چاہا کہ تمہیں اسکا ذکر سنا دوں تاکہ تمہیں میری بات کا اور زیادہ یقین ہو جائے ۱۲۔

[۳] یعنے تم اب یہاں تک پہنچ آگئے ہو میرے حال سے تو واقف ہو ہی جاؤ گے پہلے اپنا حال سناؤ ۱۲

کہ تم کون ہو وہ لوگ بولے ہم عرب کے آدمی ہیں ایک دریائی کشتی میں سوار ہوئے تھے دریا نے ہمیں ایک مہینے تک طوفان میں ڈالے رکھا پھر ہم اس ٹاپو میں آئے تو ہم سے ایک بالوں والا چوپایہ ملا اُسنے کہا میں جاسوس ہوں تم اس دیر میں اس شخص کے پاس جاؤ پھر ہم دوڑے ہوئے تیرے پاس آئے اُسنے کہا مجھے موضع بیسان کے درختوں کا حال بتاؤ کہ آیا انمیں پھل آتا ہے (یا نہیں) ہمنے کہا ہاں (آتا ہے) وہ بولا یاد رکھو وہ (وقت) قریب ہے کہ اُنمیں پھل نہیں آئیگا پھر کہا مجھے موضع طبریہ کے تالاب کا حال بتاؤ کہ آیا اُسمیں پانی ہے (یا نہیں) ہمنے کہا اسمیں پانی بہت ہے وہ بولا اُس کا پانی عنقریب جاتا رہیگا پھر کہا مجھے شہر زغر کے چشمہ کا حال بتاؤ کہ آیا چشمہ میں پانی ہے یا نہیں اور آیا وہاں کے رہنے والے چشمہ کے پانی سے کھیتی کرتے ہیں (یا نہیں) ہم نے کہا ہاں اُسمیں پانی بہت ہے اور وہاں والے اُسکے پانی سے کھیتی بھی کرتے ہیں اُسنے کہا مجھے اُن پڑھ لوگوں (یعنے عرب والوں) کے نبی کا حال بتاؤ کہ اُسنے کیا کیا ہے ہمنے کہا اُنہوں نے مکہ سے نکلکر یثرب میں قیام کیا ہے اُسنے پوچھا کیا عرب (والوں) نے اُنسے مقابلہ کیا ہے (یا نہیں) ہمنے کہا ہاں (کیا ہے) اُسنے پوچھا اُن نبی نے اُن لوگوں کے ساتھ کیونکر (برتاوا) کیا ہے ہمنے اُس سے بیان کیا کہ وہ اپنے قریب والے عربوں پر غالب آگئے ہیں اور اُنہوں نے آپکی پیروی کی ہے اُسنے کہا یاد رکھو اُنکے واسطے یہی بہتر ہے کہ اُنکی پیروی کریں اب میں تمہیں اپنا حال بتاتا ہوں میں مسیح دجّال ہوں اور قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دیجاویگی میں نکلونگا تو ساری زمین پر پھرونگا مکہ اور طیبہ (یعنے مدینہ) کے علاوہ کوئی بستی ایسی نہ چھوڑونگا جسمیں چالیس دن کے اندر اندر نہ ہو آؤں مکہ اور طیبہ دونوں میں جانا مجھپر حرام ہے جس وقت میں اُن دونوں سے ایک میں جانیکا ارادہ کرونگا تو میرے سامنے ایک فرشتہ اپنے ہاتھ میں تلوار سونتے ہوئے مجھے اُس سے روکنے کو آجائیگا اور اُسکے ہر ایک راستہ پر فرشتے ہیں جو اُسکی حفاظت کرنے پر آمادی کہتے

ا یعنے ہماری کشتی کو بنا موج نے ادھر اُدھر لئے پھرتا رہا ۱۲ ۲ بیساں ملک شام میں ایک بستی کا نام ہے اور یمامہ میں بھی بیساں نام ایک مقام ہے ۱۲ ۳ ملک شام میں ایک شہر ہے کہ وہاں پیداوار کم ہوتی ہے ۱۲ ۴ اس سے قریش مکہ مراد ہیں جو بالکل جاہل تھے اور اُنکے نبی ہمارے پیغمبر حضور انور ہیں ۱۲ ۵ مدینہ کو پہلے یثرب کہا کرتے تھے یہ مدینہ کا بُرا نام ہے ۱۲ ۶ یعنے میں اُنمیں نہیں جا سکتا ۱۲۔

ہیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مخصر (یعنے عصا یا کوڑہ) منبر پر مار کے فرمایا طیبہ یہ ہے طیبہ یہ ہے طیبہ یہ ہے یعنی مدینہ (یہی طیبہ ہے) کیوں ہیں تم سے (اسیطرح) بیان کرتا تھا دیا نہیں، لوگوں نے کہا ہاں (پھر آپنے فرمایا) یاد رکھو بیشک وہ دریائے شام یا دریائے یمن میں ہے[۱] نہیں (نہیں) بلکہ وہ مشرق کی سمت ہے جہاں وہ ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۹۳۴) عبداللہ بن عمر نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آجکی رات اپنے تئیں خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا ایک گندمی رنگ آدمی کو دیکھا جیسے کہ اچھے سے اچھا گندمی رنگ آدمی تونے دیکھا ہو اُسکے کانوں کی لو سے نیچے ایسے بال تھے جو اچھے سے اچھے بال تونے دیکھے ہوں اُنہیں کنگھی کی ہوئی تھی اور اُنہیں سے پانی ٹپک رہا تھا[۲] اور وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا لگائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے مینے پوچھا یہ کون شخص ہیں مجھے جواب ملا کہ یہ مریم کے بیٹے مسیح ہیں آنحضور فرماتے پھر کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک گنگھر والے بالوں والے آدمی کے پاس سے گزرا جسکے بال بہت مڑے ہوئے تھے داہنی آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اُسکی آنکھ اُبھرا ہوا انگور تھا وہ میرے دیکھے ہوئے آدمیوں میں سے ابن قطن کے ساتھ بہت مشابہ تھا[۳] دو آدمیوں کے مونڈھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا مینے پوچھا یہ کون ہے (فرشتوں نے) کہا یہ مسیح دجال ہے یہ روایت متفق علیہ ہے ایک روایت میں ہے کہ آپنے دجال کے بارے میں فرمایا وہ ایک سرخ رنگ موٹا مڑے ہوئے بالوں والا دائیں آنکھ سے کانا آدمی ہے آدمیوں میں سے اسکے ہیئت ہی ملتا جلتا ابن قطن ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے) کہ قیامت اُسوقت تک قایم نہوگی جبتک سورج اپنے غروب ہونیکی جگہ سے نہ نکلیگا" فتنوں اور فساد کے باب میں گزر چکی اور ابن عمر کی حدیث (جسکا سرا یہ ہے) کہ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچمیں کھڑے ہوئے" خدا چاہے تو ہم عنقریب ابن صیاد کے قصہ میں بیان کرینگے۔

دوسری فصل

(۹۳۵) فاطمہ بنت قیس تمیم داری کی حدیث میں کہتی ہیں تمیم داری

---

[۱] پہلے آپکو شک تھا کہ دجال کس جگہ ہے اثناء گفتگو میں آپ کو کامل یقین ہوگیا کہ وہ مشرق کی طرف ہے ۱۲

[۲] اس سے مراد یہ ہے کہ اُن کے بال بہت پاکیزہ اور صاف تھے یا یہ مراد ہے کہ جیسے لوگ کنگھی گیلے بالوں میں کرتے ہیں پھر پانی ٹپکتا ہے اس طرح ٹپک رہا تھا ۱۲ [۳] یعنے جن لوگوں کو مینے دیکھا ہے اُنمیں سے وہ شخص صورت شکل میں ابن قطن سے بہت ملتا جلتا تھا ۱۲

نے کہا (تا) یونہی ہم گئے (تو) تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت[1] ہے جو اپنے بال کھینچ رہی ہے تمیم نے کہا تو کون ہے وہ بولی میں جاسوسی ہوں تو اس محل میں جا میں اس محل میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ (وہاں) ایک مرد ہے جو اپنے بال کھینچ رہا ہے (یعنے اسکے بال لمبے ہونیکی وجہ سے زمین پر گھسٹ رہے ہیں) اور زنجیر اور طوق میں بندھا ہوا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں کودتا ہے[2] میں نے پوچھا تو کون ہے وہ بولا میں دجال ہوں یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۶) حضرت عبادہ بن صامت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا مینے تمسے دجال کا حال (اتنا)[3] بیان کیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہیں تم سمجھ نہ سکو (معلوم کرو) کہ مسیح دجال ٹھنگنا پینگا مڑے ہوئے بالوں والا کانا ہے اسکی ایک آنکھ مٹی ہوئی (بے نشان) ہے نہ ابھری ہوئی ہے نہ دھنسی ہوئی ہے اگر وہ تم پر مشتبہ ہو جاوے تو سمجھ لو کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے (اور وہ کانا ہوگا) یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۷) ابو عبیدہ بن جراح کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے واقعی نوح علیہ السلام کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جسنے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں پھر آپ نے ہمسے اسکا حال بیان کیا فرمایا شاید اُسے کوئی ایسا آدمی پاویگا جسنے مجھے دیکھا ہوگا یا میری بات سُنی ہوگی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس دن ہمارے دل کیسے ہونگے آپ نے فرمایا جیسے آج ہیں ایسے ہونگے یا اس سے بہتر ہونگے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۳۸) عمرو بن حریث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے ہمسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا آپ فرماتے تھے دجال مُلک مشرق کی ایک زمین سے نکلیگا جسے لوگ خراسان کہتے ہیں اُسکے ساتھ کتنے آدمی ایسے ہونگے جنکے چہرے تہ بہ تہ سپروں[4] کی

---

[1] پہلے جو ذکر ہوا وہاں چارپایہ کا ذکر ہے یہاں عورت مذکور ہے ممکن ہے کہ وہ چارپایہ مؤنث ہو اس لحاظ سے اُسے عورت کہدیا یا عورت کثرت بالوں کی وجہ سے جانور معلوم ہوتی ہو اسوجہ سے اُسے چارپایہ کہدیا ۱۲ [2] یعنے آسمان و زمین کے بیچ میں بندھا ہوا ادھر لٹک رہا ہے ۱۲ [3] یعنے اس کا مینے تمسے بہت ذکر کیا ہے اور یہ ڈر ہو کہیں تم نا ذکر نہیں یاد نہ رہے اسلیے تمہیں مختصر بتائے دیتا ہوں کہ وہ کانا ہے اور عیب دار خدا کیونکر ہو سکتا ہے ۱۲ [4] انکے چہرے چوڑے چوڑے ہونگے۔

طرح پھیلے ہوئے ہونگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۳۹) عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دجّال کی خبر سنے اُسے چاہیئے کہ اُس سے دور ہو جائے خدا کی قسم بیشک ایک شخص دجّال کے پاس آویگا اور وہ گمان کرتا ہوگا کہ میں مسلمان ہوں پھر وہ شخص اُن اشتباہوں[1] کی وجہ سے جنکے ساتھ دجّال بھیجا جاویگا اُس کی متابعت کرلیگا یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۴۰) اسماء بنت یزید بن سکن کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجّال زمین پر چالیس برس[2] تک رہیگا رہیگا برس مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ ہفتہ کی اور ہفتہ دن کے برابر ہوگا اور دن خشک جوار کی شاخ کے آگ میں جلجانیکے برابر ہوگا یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۹۴۱) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت کے ستّر ہزار آدمی دجّال کے ساتھ ہونگے جو کہ سیجان (کپڑے) پہنے ہونگے۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۹۴۲) اسمار بنت یزید کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان میں تھے کہ آپ نے دجّال کا ذکر کیا اور فرمایا اُس (کے نکلنے) سے پہلے تین برس ہونگے ایک برس ایسا ہوگا کہ اسمیں آسمان اپنی تہائی بارش روک لیگا اور زمین اپنی تہائی روئید گی روک لیگی اور دوسرا برس ایسا ہوگا کہ آسمان اپنی دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین اپنی دو تہائی روئید گی بند کردیگی اور تیسرا سال ایسا ہوگا کہ آسمان اپنی ساری بارش بند کردیگا اور زمین اپنی ساری روئیدگی بند کردیگی پھر کوئی جانور کھر والا اور دانتوں والا اجار یا یہ ہلاک ہوئے بغیر نہیں بچیگا[3] اور بیشک دجّال کا سبسے بڑا فتنہ یہ ہے کہ وہ ایک

---

[1] یعنے جو باتیں دجال ایسی دکھائیگا جن سے لوگ اس شبہ میں پڑجائینگے کہ یہ تو اسمیں بالکل خدائی اوصاف ہیں انکی وجہ سے انکی وجہ سے وہ مسلمان شخص بھی اُس کا پیرو ہو جائیگا ۱۲ [2] پہلے گزرا ہے کہ دجال چالیس دن ٹھیریگا اور یہاں چالیس برس ٹھیرنیکا ذکر ہے تطبیق اسکی یہ ہے کہ اُس کا زمانۂ قیام تو چالیس برس ہوگا اور فتنہ و فساد کا زمانہ صرف چالیس دن ہونگے ۱۲ [2] یعنے بہت جلد گزر جائیگا جیسے کہ جوار کی ٹہنی جلدی جلدی جلجاتی ہے ۱۲ [3] سب ہلاک ہوجائینگے ۱۲۔

گنوار سے آکے کہیگا مجھے بتا کہ اگر میں تیرے اونٹ جِلا دوں تو کیا جب بھی) تو یہ نہیں جانیگا کہ میں تیرا رب ہوں
وہ کہیگا ہاں (میں جان لونگا) پھر دجال (شیطانونکو) اُسکے اونٹونکی صورت بنا کر ایسے لادیگا کہ اُنکے تھن
بہت اچھے اور کوہانیں بہت بڑی ہونگی آنحضور نے فرمایا پھر دجال ایک شخص کے پاس آویگا جسکا بھائی
اور باپ مرگیا ہوگا اُس سے کہیگا بتا اگر میں تیرے باپ اور بھائی تیرے سامنے زندہ کردوں تو کیا تو جب
بھی (یہ نہیں جانیگا کہ میں تیرا پروردگار ہوں وہ کہیگا ہاں (میں جانونگا) پھر دجال (شیاطین کو) اُسکے
باپ اور بھائی کی سی صورت بنا لاویگا اسمار فرماتی ہیں پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام
کے واسطے باہر تشریف لیگئے پھر واپس آئے تو صحابہ دجال کی خبر سے جو حضور نے بیان کی تھی رنج و
ملال میں (بیٹھے) تھے اسمار کہتی ہیں کہ آپ نے دروازے کے دونو کواڑ پکڑ کے فرمایا اے اسمار تیرا کیا حال
ہے مینے عرض کیا یارسول اللہ آپنے دجال کے ذکر سے ہمارے دل نکال ڈالے[۱] آپنے فرمایا اگر میری
زندگی کی حالت میں آیا تو میں اُس سے جھگڑ لونگا ورنہ پروردگار ہر مسلمان پر میرا خلیفہ (یعنے وکیل) ہے
مینے عرض کیا یارسول اللہ بخدا ہم آٹا گوندھتے ہیں پھر ہم اُسکی روٹی نہیں پکانے پاتے کہ ہمیں بھوک
لگ آتی ہے اُسدن مسلمانوں کا کیا حال ہوگا (جبکہ زمین میں سے کچھ پیدا ہی نہ ہوگا) آپ نے فرمایا جو
تسبیح اور تقدیس آسمان والے فرشتونکو کفایت کرتی ہے وہی اُسدن اُنہیں کافی ہوگی یہ حدیث[۲] نقل کی[۳]

تیسری فصل

(۹۴۳) مُغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں دجال کا حال رسولِ خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے اُس سے زیادہ کسی نے نہیں پوچھا جتنا کہ مینے آپ سے پوچھا ہے اور بیشک آپ نے مجھ سے
فرمایا تھا وہ تجھے کچھ ضرر نہیں پہنچائیگا مینے عرض کیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اُسکے ساتھ روٹیونکا پہاڑ
اور پانی کی نہر ہوگی آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک دجال اس سے زیادہ حقیر ہے[۴] یہ روایت متفق علیہ ہے
(۹۴۴) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا دجال

---

[۱] ہمارے دل قابو میں نہیں رہے ۱۲ [۲] جو اچھے لوگ ہونگے وہ ہرگز اُسکے دھوکے میں نہیں آئینگے ۱۲ [۳] اصل کتاب میں اسجگہ سفیدی چھوٹی
ہوئی ہے لوگوں نے یہ کہا ہے یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد طیالسی نے نقل کی ہے اور بعض کہتے ہیں یہ حدیث امام احمد
نے عبد الرزاق سے اُنہوں نے معمر سے انہوں نے قتادہ سے اُنہوں نے شہر بن حوشب سے اُنہوں نے اسمار سے نقل کی
ہے مرقات ۱۲ [۴] یعنے وہ جو کچھ دکھائیگا وہ محض جادو اور جھوٹ ہوگا خدا کے نزدیک اُسکی کچھ حقیقت نہوگی اور مسلمانونکو اسکی
اِن باتوں سے کچھ یقین نہیں آئیگا بلکہ اُسکے جھوٹے ہونے پر اُنکا یقین اور بڑھتا چلا جائیگا ۱۲

ایک بہت سفید گدہے پر سوار ہوکے) نکلیگا جسکے دونوں کانوں کے بیچ میں ستّر ہاتھہ فاصلہ ہوگا۔ یہ
حدیث بیہقی نے کتاب بعث ونشور میں نقل کی ہے۔

باب ابن صیاد کے قِصّہ کا بیان

پہلی فصل (۹۴۵) عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے چند صحابہ کے ساتھہ ابن صیاد کیطرف روانہ ہوئے یہانتک کہ اُسے بنی مُغالہ کے قلعہ میں بچوںکے ساتھہ کھیلتے ہوئے پایا اور اُس وقت ابن صیاد قریب البلوغ تھا وہ کچھہ نہ سمجھا یہانتک کہ آنحضورؐ نے اُسکی پیٹھہ پر اپنا دست مبارک مارکے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اُسنے آپکی طرف دیکھہ کے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اَن پڑہ لوگوں کے پیغمبر ہو پھر ابن صیاد نے کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے قطع کلام کرکے[۱] یا اُسے بھینچ کے فرمایا میں تو خدا اور اُسکے رسولوں پر ایمان لایا ہوں پھر آپنے ابن صیاد سے کہا تو کیا دیکھتا ہے[۲] وہ بولا میرے پاس سچی اور جھوٹی (باتیں) آتی ہیں آپ نے فرمایا تیرا کام گڑبڑ ہوگیا ہے پھر آنحضورؐ نے فرمایا مینے تیرے (آزمانیکے) واسطے اپنے دلمیں کچھہ چھپالیا ہے (تو بتا کیا چھپایا ہے) اور آپ نے اُسکے (آزمانیکے) واسطے یہ آیت وَيَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ چھپائی تھی اُسنے[۳] جواب دیا وہ دُخ ہے آپ نے فرمایا تو ذلیل ہو اور تیرا مرتبہ نہ بڑہے حضرت عمر بولے یا رسول اللہ کیا اسکے واسطے آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسکی گردن اُڑادوں رسولِ خدا نے فرمایا اگر یہ وہی یعنے دجالؔ ہے تو تو اُسپر قادر نہوگا اور اگر وہ نہیں ہے تو اسکے قتل کرنے میں تیرے لئے کچھہ بہتری

---

[۱] یعنے اسے ہمارے آنیکی خبر نہوئی ۱۲ [۲] یہ مشکوۃ کے نسخوں کے مختلف ہونیکی وجہ سے ہے بعض میں رفضہ ہے یعنے اُس سے گفتگو قطع کردی اور بعض میں رصّہ ہے یعنے اُسے بھینچا ۱۲ [۳] اگر تو رسول ہوتا تو میں تجھپر بھی ایمان لاتا تو تو بالکل جھوٹا ہو ۱۲۔
[۴] یعنے تجھے غیبی باتیں کیسے کیسے معلوم ہوتی ہیں وہ بولا سچی اور جھوٹی دونوں طرح کی باتیں میرے پاس آتی ہیں آپ نے فرمایا تو نبی نہیں ہے کیونکہ تیرے پاس جھوٹی سچی ملی جلی باتیں آتی ہیں اور نبی کے پاس ہمیشہ سچی خبریں آیا کرتی ہیں ۱۲ [۵] سارے جملہ میں سے ایک لفظ مُہمل اُسنے بتایا جس سے ثابت ہو گیا وہ جھوٹا تھا اگر فرشتہ اُسکے پاس آتا ہوتا تو اُسے بتادیتا آیت کا ترجمہ یہ ہے جس دن آسمان سے ظاہر دہواں آویگا ۱۲۔

نہیں ہے حضرت ابن عمر کہتے ہیں اسکے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب انصاری اس باغ کا قصد کرکے جہاں ابن صیاد تھا روانہ ہوئے تو آپ اپنے تئیں درختوں کی ٹہنیوں میں اس خیال سے چھپانے لگے کہ آپ ابن صیاد سے کوئی بات اس سے پہلے کہ وہ آپکو دیکھے سُن لیں اُسوقت ابن صیاد اپنے بچھونے پر اپنی چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا چادر کے اندر سے گنگناہٹ کی آواز آرہی تھی ابن صیاد کی ماں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجوروں کے درختوں کی ٹہنیوں میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا اور کہنے لگی او صاف! یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ محمدؐ (آگئے) ہیں ابن صیاد رُک گیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اُسے چھوڑ دیتی (یعنے خبر نکرتی) تو اُس کے دل کی بات ظاہر ہوجاتی عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے پھر خدا کی ثنا بیان کی جس ثنا کے وہ لائق ہے پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا بیشک میں تمہیں اُس سے ڈراتا ہوں اور ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جسنے دجال سے اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو بیشک نوح نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا ہے لیکن میں اُسکے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہتا ہوں کہ وہ بات کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی ہے تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور خداوند کریم کانا نہیں ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۴۶) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں اُس سے یعنے ابن صیاد سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور عمر مدینہ کے کسی راستہ میں ملے تو حضور انور نے اُس سے فرمایا کیا تو اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں وہ بولا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں آپنے فرمایا میں تو اللہ اور اُسکے فرشتوں اور پیغمبروں اور اُسکی کتابوں پر ایمان لایا ہوں تو کیا دیکھتا ہے وہ بولا میں عرش کو پانی پر دیکھ رہا ہوں آپنے فرمایا تو ابلیس کا تخت دریا پر دیکھتا ہے (وہ خدا کا عرش نہیں ہے) آپ نے فرمایا (اسکے علاوہ) اور کیا دیکھتا ہے وہ بولا سچے اور جھوٹے یا جھوٹے اور سچے دیکھتا ہوں آپنے فرمایا اسپر (پہلے ہی جھوٹ سچ) خلط ملط ہے اسے چھوڑدو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۷) حضرت ابو سعید خدری ہی سے روایت ہے کہ ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی مٹی کا حال پوچھا آپ نے فرمایا وہ رنگ (میں) سفید میدے (جیسی ہے اور خوشبو) میں) خالص

۱؎ تم اُسکی عجیب و غریب باتیں دیکھ کے کہیں اُسے خدا نہ کہہ لینا ۱۲ ۲؎ کیونکہ ابلیس ہمیشہ اپنا تخت دریا کے بیچوں بیچ بچھا کر بیٹھتا ہے ۱۲ ۳؎ یعنے جنت کی مٹی کا رنگ سفید میدے جیسا ہے اور خوشبو مشک خالص جیسی ہے ۱۲

مشک (جیسی ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۸) حضرت نافع فرماتے ہیں مدینہ کے کسی راستہ میں ابن عمر ابن صیاد سے ملے تو اُس سے ایسی بات کہی جس سے اُسے غصہ آگیا وہ اتنا پھولا کہ ساری گلی بھر گئی پھر ابن عمر (اپنی بہن) حضرت حفصہ کے پاس گئے تو انہیں یہ خبر پہنچ چکی تھی اُنھوں نے ابن عمر سے کہا خدا تم پر رحم کرے تم نے ابن صیاد سے کیا چاہا تھا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دجّال صرف ایک غصہ آنیکی وجہ سے خروج کریگا۔[۱] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۴۹) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں (ایک دفعہ) مکہ کیطرف جاتے ہوئے میں ابن صیّاد کے ساتھ تھا اُسنے مجھسے کہا لوگوں سے مجھے کسقدر تکلیف پہنچ رہی ہے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں دجّال ہوں کیا تمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سُنا کہ آپ فرماتے تھے اُسکی اولاد نہوگی حالانکہ میری اولاد ہو گئی اور آپنے فرمایا ہے وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ نہ مدینہ میں جائیگا اور نہ مکہ میں (جائیگا) حالانکہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جانیکا میرا ارادہ ہے پھر اُسنے اپنی آخر بات میں یہ کہا بخدا مجھے اُسکے پیدا ہونیکا زمانہ اور مقام (یہ بات کہ) وہ کہاں ہے معلوم ہے اور میں اُسکے باپ اور ماں کو پہچانتا ہوں ابو سعید کہتے ہیں اس بات سے اُسنے مجھے شبہ میں[۲] ڈال دیا کہتے ہیں مینے کہا تو ہمیشہ خوار رہو ابو سعید کہتے ہیں کسی نے ابن صیّاد سے پوچھا کیا تجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دجّال تو ہی ہو (جائے) ابو سعید کہتے ہیں اُسنے جواب دیا (ہاں) اگر میرے روبرو وہ (دجّال کی) باتیں پیش کیجائیں تو میں بُرا نہ سمجھوں[۳] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۵۰) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں میں ابن صیاد سے اُسوقت ملا جبکہ اُسکی آنکھ سوجی

---

[۱] یعنے اُسے ایک دفع غصہ آئیگا تو وہ غصہ میں آکے نکل کھڑا ہوگا اور دعویٰ نبوت کرنے لگیگا پھر تونے ابن صیاد کو کیا اسی لئے غصہ دلایا تھا کہ یہ ابھی سے نکل پڑے حضرت حفصہ یقیناً یہ سمجھتی تھیں کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے ۱۲ [۲] پہلے جو اسنے دلیلیں بیان کیں اس سے میں نے جان لیا تھا کہ یہ دجّال نہیں ہے اور یہ آخر جملہ جو بیان کیا اس سے میں پھر خلجان میں پڑ گیا کہ یہ اسطرح وثوق سے کہہ رہا ہے کہ مجھے خوب معلوم ہے کہیں یہی دجّال نہو ۱۲ [۳] بلکہ قبول کرلوں مراد یہ ہے کہ میں دجّال بننے پر راضی ہوں اس جملہ سے اُس کا کافر ہونا ثابت ہو گیا ۱۲

ہوئی تھی مینے پوچھا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تیری آنکھ کا یہ حال کب سے ہے وہ بولا میں نہیں جانتا میں نے کہا تو نہیں جانتا حالانکہ وہ تیرے سر میں ہے وہ بولا خدا چاہے تو تیرے عصا[۱] میں اُسے پیدا کر سکتا ہے ابن عمر کہتے ہیں پھر ناک کے راستے سے اُسنے آواز نکالی جیسے بڑی سے بڑی گدہے کی آواز تو نے سُنی ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۵۱) محمد بن منکدر فرماتے ہیں مینے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ خدا کی قسم کھا (کے بیان کر) تے تھے کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے مینے کہا تم خدا کی قسم (کیوں) کھاتے ہو وہ بولے مینے حضرت عمر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات پر قسم کھاتے دیکھا ہے اور آنحضور نے اس کا انکار نہیں کیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۹۵۲) نافع کہتے ہیں ابن عمر فرماتے تھے بخدا مجھے اسمیں (ذرا) شک نہیں ہے کہ مسیح دجال ابن صیاد ہی ہے یہ حدیث ابوداؤد نے اور کتاب البعث والنشور میں بیہقی نے نقل کی ہے

(۹۵۳) حضرت جابر فرماتے ہیں جنگ حرّہ (یعنے جنگ یزید اور اہل مدینہ) کے دن ابن صیاد ہم لوگوں سے گُم[۲] ہوگیا یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۹۵۴) حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے ماں باپ تیس برس تک (یونہی) ٹھہرے رہینگے کہ اُنکے ہاں اولاد نہوگی پھر اُنکے ہاں ایک کانا بڑے دانتوں والا لڑکا اور بہت ہی کم نفع والا ہے اُس کی آنکھیں سوئینگی اور دل نہیں سوئیگا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے اُسکے ماں باپ کا حال بیان کیا اور فرمایا اُسکا باپ لنبا تھوڑے گوشت والا (دُبلا) ہوگا گویا کہ اُسکی ناک (جانور کی) چونچ ہے اور اُسکی ماں موٹی چوڑی لمبے ہاتوں والی ہوگی ابو بکرہ کہتے ہیں ہمنے مدینہ میں یہودیوں کے ہاں لڑکے پیدا ہونے کا ذکر سُنا تو میں اور زبیر بن عوّام (وہاں) گئے اور ہم اُسکے ماں باپوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اوصاف انمیں موجود ہیں ہمنے ان سے پوچھا کیا تمہارا کوئی بچّہ ہے وہ بولے ہم تیس برس تک

---

[۱] ابن نے صیاد کا مقصود یہ تہا کہ خدا چاہے تو تمہیں لکڑی میں پیدا کر دے اور اُسے آنکھ کی تکلیف ذرا محسوس ہو سکے اسیطرح خدا قادر ہے کہ بندہ کو کوئی تکلیف پہنچائے اور وہ اپنی تکلیف کو فکر اور غمونکی وجہ سے معلوم نہ کرسکے ۱۲۔

[۲] یعنے مدینہ سے غائب ہوگیا اور یہ لڑائی وہ ہے کہ یزید نے مدینہ والوں پر لشکر کشی کی تہی اور اُن پر غالب آگیا تہا ۱۲۔

وسی ہی رہے تھے کہ ہمارے ہاں بچہ نہ ہوتا تھا پھر ہمارے ہاں ایک کانا بڑے دانتوں والا لڑکا ہوا ہے اور بہت ہی کم نفع والا ہے کہ اسکی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا ابو بکرہ فرماتے ہیں پھر ہم ان دونوں کے پاس سے نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دھوپ میں چادر لپیٹے پڑا ہوا ہے اور اسکی گن گناہٹ کی آواز آرہی تھی اسنے اپنا سر کھول کر پوچھا تم دونوں نے کیا کہا ہے ہمنے جواب دیا جو کچھ ہمنے کہا ہے تو نے سن لیا وہ بولا ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۵۵) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی عورت ایسا بچہ جنی جسکی آنکھ مٹی ہوئی اور کچلیاں ابھری ہوئی تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ڈرے کہ کہیں وہ دجال نہو پھر آپنے اسے ایک چادر اوڑھے اسطرح (سوتا) پایا کہ چپکے چپکے باتیں کر رہا تھا جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں) اسکی ماں نے اسے اطلاع دیدی کہ اے عبد اللہ یہ ابو القاسم (کھڑے) ہیں اسنے چادر الگ کردی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کیا ہوا خدا اس عورت کو ہلاک کرے اگر یہ اسے یونہی چھوڑ دیتی (یعنی خبردار نکرتی) تو اس کا حال ظاہر ہو جاتا پھر جابر نے ابن عمر کی حدیث کیطرح ذکر کیا بعد ازاں عمر بن خطاب نے عرض کیا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اسے مار ڈالوں آپ نے فرمایا اگر یہ دجال ہے تو تو اسکا صاحب (یعنے قاتل) نہیں ہے بلکہ اسکے صاحب (یعنے قاتل) مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسےٰ علیہ السلام ہیں اور اگر یہ دجال نہیں تو تجھے ایسے آدمی کا مارنا درست نہیں ہے جس سے معاہدہ ہو گیا ہو بعد ازاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہے کہ کہیں ابن صیاد ہی دجال نہ ہو۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

باب عیسیٰ علیہا السلام کے آسمان سے اترنیکا بیان

لہ یعنے اولاد پیدا ہونے سے ہم رکے ہوئے تھے اب ہمارے ہاں یہ لڑکا پیدا ہوا ہے جسکے دانت بڑے ہیں اور ایک آنکھ سے کانا ہے ۱۲ ۔ لہ جو چپکے چپکے وہ باتیں کر رہا تھا اور لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں ۱۲ لہ یعنے اگر اسکی ماں اسے ہوشیار نکرتی اور یہ یونہی باتیں کرتا رہتا تو میں معلوم کر لیتا کہ دجال یہی ہے یا اور کوئی ہوگا خدا اس عورت کو ہلاک کرے کہ اسنے اسے اطلاع کردی ۱۲ لہ کیونکہ وہ یہودی تھا اور اس زمانہ میں یہود سے معاہدہ ہو گیا تھا وہ ذمی بنکر اہل اسلام کے ملک میں رہتے تھے ۱۲۔

پہلی فصل (۹۵۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ مریم کے بیٹے حاکم عادل ہوکے (آسمان سے) اُترینگے اور صلیب توڑ دینگے اور سور ونکو مار ڈالینگے اور جزیہ موقوف کر دینگے اور مال اسقدر زیادہ ہوگا کوئی اُسے نہ لیگا یہانتک کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کے تمام سامان سے بہتر ہوگا پھر ابوہریرہ کہتے تھے اگر تم چاہو تو اسکی صداقت کے ثبوت میں) یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ (ترجمہ اہل کتاب میں سے ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے اُن (کی باتوں) پر ایمان نہ لے آئیگا)[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم مریم کے بیٹے (عیسیٰ) منصف حاکم ہو کے اُترینگے اور صلیب توڑ دینگے اور سؤرونکو مار ڈالینگے[۲] اور جزیہ موقوف کر دینگے اور جوان اونٹنیاں چھوڑ دینگے کہ کوئی اُنسے دوڑ دھوپ (کا کام) نہ لیگا اور البتہ لوگوں میں سے باہمی کینہ اور بغض حسد جاتا رہیگا اور عیسیٰ علیہ السلام لوگونکو مال (دینے) کیواسطے بلا ئینگے کوئی اُسے قبول نہ کریگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اُسوقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ مریم کے بیٹے تم میں اُترینگے اور تمہارا امام تمہیں سے ہوگا

(۹۵۸) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر لڑتی رہیگی اور غالب رہیگی آپ نے فرمایا پھر مریم کے بیٹے عیسیٰ اُترینگے تو مسلمانوں کا سردار کہیگا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہینگے نہیں۔ اس اُمت کو خدا کی بزرگی دینے[۳] کیوجہ سے تم ہی میں سے ایک دوسرے کا امیر و امام ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے

تیسری فصل (۹۵۹) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] یعنے سب یہود و نصاریٰ اُسوقت حضرت عیسیٰ پر موافق دین اسلام کے ایمان لائینگے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور پیغمبر ہیں ۱۲ [۲] یعنے سؤر ونکو قتل کرنیکا حکم دینگے اور اُسکے کھانے اور پالنے کو بموجب اہل اسلام حرام بتائینگے اور جزیہ موقوف کرنیسے مراد یہ ہے کہ وہ سب کو اسلام لانیکا حکم دینگے جو مسلمان ہو جاویگا اُس سے تو جزیہ لیا ہی نہیں جاتا اور جو مسلمان نہ ہوگا اُسے قتل کر دینگے پھر جزیہ خود بخود موقوف ہو جائیگا ۱۲ [۳] یعنے خدا نے تمہارے رسول کی اُمت کو اتنی بزرگی دی ہے کہ تم سب سردار اور امام ہو لہٰذا تم ہی امام بنو میں مقتدی بنتا ہوں وہ مسلمان سردار حضرت امام مہدی ہونگے ۱۲۔

فرمایا مریم کے بیٹے عیسیٰ زمین پر اتر کے نکاح کرینگے اور انکے ہاں اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک (دنیا میں) رہینگے پھر مرجائینگے اور میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہونگے میں اور عیسیٰ بن مریم ابوبکر اور عمر کے بیچ میں ایک مقبرے میں سے اٹھینگے یہ حدیث ابن جوزی نے کتاب الوفا میں نقل کی ہے۔

باب قیامت کے قریب ہونیکا بیان اور اس کا بیان کہ جو کوئی مرگیا اُس کی قیامت قائم ہوگئی

پہلی فصل (۹۶۰) شعبہ حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دونوں (یعنے کلمہ اور بیچ کی انگلیوں) کے[۱] فاصلہ کی طرح بھیجا گیا ہوں شعبہ کہتے ہیں مینے قتادہ سے سُنا ہے وہ اپنے قصوں میں کہتے تھے جیسے کہ انمیں سے ایک دوسری سے بڑھی ہوئی ہے (ایسے مجھ میں اور قیامت میں فاصلہ ہے) شعبہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ یہ انس سے نقل کیا ہے یا قتادہ نے (اپنی طرف سے) کہا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۶۱) حضرت جابر فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اپنی وفات سے ایک مہینے پہلے فرماتے تھے تم مجھ سے قیامت کا حال پوچھتے ہو حالانکہ اُس کا علم خدا ہی کو ہے اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں ایسا کوئی پیدا ہوا آدمی نہیں ہے جسپر سو برس گزر جائیں اور وہ اُس وقت (تک) زندہ ہو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۲) ابوسعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا سو برس گزر جا ئینگے تو زمین پر آج (تک) کا پیدا[۲] ہوا کوئی آدمی (باقی) رہیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں بہت سے گنوار آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے قیامت کا حال پوچھتے تھے آپ انمیں سے سب سے چھوٹے کیطرف نظر کرکے فرماتے تھے اگر یہ زندہ رہا تو اُسے بڑھاپا نہ آنے

---

[۱] یعنے بیچ والی اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرکے فرمایا میرے نبی ہوکے آنے اور قیامت آنے میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ان دونوں انگلیوں میں چھٹا ؤ یا بڑھاؤ ہے ۱۲

[۲] یعنے جو لوگ اس وقت موجود ہیں اس سے سو برس کے بعد کوئی شخص ان میں سے زندہ نہ رہیگا مراد یہ ہے کہ سو برس کے بعد میرا کوئی صحابی زندہ نہ ہوگا ۱۲۔

پائیگا کہ تمہر قیامت[۱] (وسطی) قائم ہو جائیگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۹۶۴) مستورد بن شداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں قیامت کی ابتداء میں بھیجا گیا ہوں اور میں قیامت سے اتنا آگے بڑھا ہوا ہوں جتنی یہ انگلی اس سے بڑھی ہوئی ہے یہ آپ نے اپنی کلمہ کی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۶۵) سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ میری اُمت اپنے پروردگار کے نزدیک اس سے عاجز[۲] نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اُنہیں آدھے دن کی مہلت دیدے کسی نے سعد سے پوچھا آدھا دن کتنا ہو گا سعد نے کہا پانسو برس کا ہو گا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۹۶۶) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس دنیا کی مثال اُس کپڑے کی سی ہے جو اوّل سے اخیر تک پھٹا ہوا اور وہ اخیر ایک دھاگے میں لٹکا ہوا رہجائے اور وہ دھاگہ بھی ٹوٹنے کے قریب ہو یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے

باب قیامت بُرے ہی لوگوں پر قائم ہو گی

پہلی فصل (۹۶۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت اُسوقت تک نہ آئیگی جبتک زمین پر لوگ اللہ اللہ کہے جائینگے ایک روایت میں ہے کسی ایسے آدمی پر قیامت نہ ہو گی جو اللہ اللہ کہتا ہو گا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے اس بچے کے بوڑھے ہونے سے پہلے تم لوگ مرجاؤ گے اور تمہارے حق میں مرجانا ہی تمہاری قیامت ہے سائل نے قیامت کبریٰ کا حال پوچھا تھا چونکہ یہ سوال اُس کا بیکار تھا کہ اس کا حال سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں اس لئے آپ نے ایسا جواب دے دیا جو اُس شخص کے بتانے کے قابل تھا اور علم فصاحت و بلاغت کا قاعدہ بھی یہی ہے ۱۲ [۲] یعنے میری اُمت کا خدا کے نزدیک اتنا مرتبہ ہے کہ وہ اُنہیں پانسو برس تک قائم رکھے اور ہلاک نہ ہونے دے اور اس سے دنیا کی مہلت دے دے تو مقصود مراد یہ ہوئی کہ مجھے اُمید ہے کہ پانسو برس سے پہلے قیامت نہ ہو گی ۱۲

(۹۶۸) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت صرف بُرے لوگوں پر آئیگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسوقت تک قیامت نہ آئیگی جبتک قبیلۂ دوس کی عورتوں کے سُرین ذوالخلصہ کے گرد نہ ہلینگے مُراد یہ ہے کہ بتوں کی پوجا ہونے لگیگی ذوالخلصہ ایک بُت (کا نام) ہے جسکی زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۷۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے دن رات اُسوقت تک نہیں ختم ہونگے (یعنے قیامت نہوگی) جبتک لوگ لات اور عزیٰ کی پوجا نہ کرنے لگینگے میں نے عرض کیا یارسول اللہ جب خداوند کریم نے یہ آیت اُتاری ہے هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ[۱] تو میں گمان کرتی تھی کہ یہ دین تو پورا ہونیوالا ہے (اور آپ یہ فرماتے ہیں) آپ نے فرمایا جب تک خدا کو منظور ہوگا۔ اس دین کا غلبہ اور کفر کی کمی رہیگی پھر اللہ تعالیٰ ایک ایسی خوشبودار ہوا بھیجیگا کہ اُس سے ہر ایک مسلمان آدمی جسکے دل میں رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہوگا مرجاویگا اور وہی رہجاوینگے جنمیں بھلائی بالکل نہ ہوگی اور وہ اپنے باپ دادوں کے دین (یعنے کفر) کیطرف رجوع کرینگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۷۱) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجّال نکل کر چالیس تک ٹھہریگا (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن (آپنے فرمائے) یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ برتر مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیگا وہ ایسے ہونگے جیسے کہ عروہ بن مسعود ہیں وہ دجال کو ڈھونڈکر قتل کرینگے پھر سات برس تک اس طرح لوگ ہمیں رہینگے کہ دو آدمیوں کے درمیان عداوت بالکل نہوگی پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کیطرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیگا جس سے روے زمین پر کوئی آدمی بھی جسکے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی نیکی یا ایمان ہوگا مرے بغیر نہ بچیگا یہانتک کہ اگر کوئی پہاڑ کے بیچ میں گھس جائیگا وہ ہوا اُسمیں

---

[۱] ترجمہ وہ ذات پاک ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکے بھیجا ہے تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرک بُرا سمجھیں ۱۲ [۲] یعنے اس آیت سے تو میں یہ جانتی تھی کہ آیندہ بُت پرستی ختم ہوجائیگی اور آپ یوں فرماتے ہیں کہ مسلمان بھی اخیر زمانہ میں لات وعزیٰ کو پوجنے لگینگے ۱۲-

یہی گہتس کے اُسے مارڈالتی فرماتے ہیں پہر برے آدمی پرندجانوروں کی طرح ہلکے اور درندوں کی طرح غضبناک رہ جاوینگے نہ اچہی بات کو (اچہا) جانینگے اور نہ بُری کو بُری سمجہیں گے پہر شیطان اُنکے پاس صورت بدل کے آئیگا اور کہیگا کیا تم شرم نہیں کرتے وہ کہینگے تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے وہ انہیں بتوں کی پرستش کرنے کا حکم دیگا اور اس صورت میں انہیں رزق بہت ملیگا اور اُن کی گزران اچہی ہوگی پہر صور پہونکا جائیگا جو کوئی اُس کی آواز سُنیگا تو گردن کو ایک طرف جہکا دے گا اور ایک طرف اونچی کردے گا آپنے فرمایا سب سے پہلے جو اُس کی آواز سنیگا وہ آدمی ہوگا جو اپنے اونٹوں (کے پانی پلانے کا) حوض لیپ رہا ہوگا وہ مرجائے گا پہر اور لوگ مرجائینگے پہر اللہ بر تر شبنم کی طرح مینہ برسائیگا اور اُس سے لوگوں کے جسم ظاہر ہوجاوینگے پہر دوسرا صور پہونکا جاوے گا تو وہ سب اُٹھ کہڑے ہونگے اور (قیامت کی وحشت) دیکہیں گے پہر پکارا جاوے گا اے لوگو! اپنے پروردگار کیطرف ہو آؤ اور (اے فرشتو) انہیں ٹہیراؤ بیشک ان سے سوال کیا جائے گا پہر کہا جاویگا کہ دوزخ کے لشکر کو (الگ) نکال لو فرشتے کہینگے کتنوں میں سے کتنے (نکالیں) کہا جاوے گا ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے ۹۹۹ آپنے فرمایا یہ وہ دن ہوگا جو بچوں کو بُڈہا کر دیگا اور یہ وہ دن ہوگا اُسمیں پنڈلی[۳] (یعنے امر عظیم) ظاہر ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور معاویہ کی یہ حدیث کہ ہجرت منقطع نہیں ہوئی ہے توبہ کے باب میں ذکر ہو چکی

باب صور پہونکنے کا بیان

پہلی فصل (۲۷۰۹) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں صور پہونکنے (کے بیچ) میں چالیس کا فاصلہ ہوگا لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ

---

[۱] یعنے اخیر میں ایسے برے لوگ رہجائینگے جو کثرت گناہوں میں پرند جانور کیطرح ہلکے ہونگے اور ظلم و خونریزی میں درندوں کی طرح غضبناک ہونگے [۲] یعنے اُس حالت کفر میں انہیں روزی بکثرت ملیگی اور بہت خوشحالی سے اُنکی گزران ہوگی ۱۲ [۳] اگر کوئی سخت کام ہوتا ہے تو آدمی دامن پنڈلی سے اونچے اٹھا لیتا ہے اور پنڈلی کہلجاتی ہے اس جگہ اس عبارت سے یہی مقصود ہے کہ اُس دن امر عظیم ظاہر ہوگا یہ مراد نہیں ہے کہ خدا کی پنڈلی کہل جائیگی وہ تو ان امور سے پاک اور منزہ ہے بلکہ عرب کے محاورہ کے موافق امر عظیم ظاہر ہونا مقصود ہے ۱۲

چالیس دن ہونگے کہا میں نہیں جانتا لوگوں نے کہا چالیس مہینے ہونگے ابوہریرہ بولے میں نہیں کہہ سکتا لوگوں نے کہا چالیس برس ہونگے ابوہریرہ بولے میں نہیں کہہ سکتا پھر خداوند کریم آسمان سے مینھہ برسائیگا لوگ زمین سے اس طرح نکلینگے جیسے کہ سبزہ اُگتا ہے آپنے فرمایا کہ انسان کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو پُرانی نہ ہو بجز ایک ہڈی کے جسے عجب الذنب (ریڑھ کی ہڈی) کہتے ہیں اُسی سے قیامت کے دن تمام مخلوق کی ترکیب دیجا دیگی یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپنے فرمایا سارے آدمی کو بجز ریڑھ کی ہڈی کے مٹی کہا جاتی ہے اُسی سے آدمی پیدا کیا گیا ہے اور اُسی سے اسکی ترکیب دیجا دیگی

(۹۷۳) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خدا تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لیگا اور آسمان کو دائیں ہاتھہ میں لپیٹ لیگا پھر کہیگا میں بادشاہ ہوں (آج) زمین کے بادشاہ کہاں ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۷۴) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خدا تعالیٰ آسمانونکو لپیٹ لیگا پھر اُنہیں دائیں ہاتھہ میں پکڑ کے فرمائیگا میں بادشاہ ہوں (آج) ظالم کہاں ہیں متکبر لوگ کہاں ہیں پھر اپنے بائیں ہاتھہ میں زمین کو لپیٹ لیگا ایک روایت میں ہے کہ اُنہیں دوسرے ہاتھہ میں لے لیگا پھر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں (آج) جبار اور متکبر لوگ کہاں ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۷۵) عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہودیوں میں سے ایک عالم آیا اور کہا اے محمدؐ بیشک خدا تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینونکو ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختونکو ایک انگلی پر اور پانی اور تحت الثریٰ کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھکر اُنہیں ہلائیگا اور فرمائیگا میں بادشاہ ہوں میں خدا ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

ف۱ دوسری روایتوں میں چالیس برس بلا شک مذکور ہیں حضرت ابوہریرہ کو معلوم نہ ہوگا ۱۲ ف۲ عجب کے معنے ہڈی الذنب کے معنے دُم ہیں چونکہ یہ ہڈی اُس جگہ ہوتی ہے جہاں جانور کی دُم ہوتی ہے اس لئے اسے عجب الذنب کہتے ہیں اور یہ ریڑھ کی ہڈی کے نیچے والے سرے کو کہتے ہیں ۱۲ ف۳ ذرا میرے سامنے تو آئیں دنیا میں بڑے فخر و تکبر کرتے تھے کہ ہم ایسے ہیں اور ہم ایسے ہیں آج بتائیں کہ وہ کیسے تھے جب کوئی جواب نہ دیگا تو خداوند کریم خود فرمائیگا آج ایک اکیلے زبردست خدا ہی کا ملک ہے ۱۲۔

یہودی کی بات پر تعجب کر کے اُسکے سچا کرنے کے لئے ہنسنے لگے پھر استدلالاً یہ آیت پڑھی وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ (ترجمہ لوگوں نے خدا کی قدر نہ کی جتنی اُسکی قدر کرنی چاہیئے تھی اور قیامت کے دن ساری زمین اُسکی ایک مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُسکے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہونگے خدا تعالیٰ ان چیزوں سے جنہیں لوگ شریک سمجھتے ہیں پاک اور برتر ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۷۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (کے مضمون) کی بابت دریافت کیا کہ اُس دن لوگ کہاں ہونگے آپ نے فرمایا پل صراط پر ہونگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۷۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت کے دن سورج اور چاند بے نور ہو جاوینگے یا لپیٹ لئے جائینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۹۷۸) ابوسعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیونکر خوش رہوں حالانکہ صور والا فرشتہ صور کو منہ میں لئے ہوئے ہے اور اپنا کان جھکائے ہوئے ہے اور اپنی پیشانی نیچے کئے ہوئے ہے یہ انتظار کر رہا ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم دیا جاوے (اور میں صور پھونکدوں) صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں (جو ہم اُس دن کی دہشت سے بچنے کے لئے پڑھا کریں) آپ نے فرمایا تم حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ پڑھا کرو (اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۷۹) عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا صور جو کہ پھونکا جائیگا ایک سینگ ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

لہ یعنے آپ اُسکے جھوٹے ہونے پر نہیں ہنسے بلکہ آپ ازراہ تعجب اُسکے سچے ہونے پر ہنسے کہ یہودی بھی یہ بات سچ سمجھتا ہے ۱۲

لہ ترجمہ جس دن آسمان و زمین دوسرے بدل دیئے جائینگے ۱۲ سہ جبکہ یہ زمین نہ رہیگی تو لوگ کہاں چلے جائینگے حضور انور نے فرمایا لوگ اُسوقت پل صراط پر چلے جائینگے اس سے ثابت ہوا کہ زمین کی ذات بدلی جائیگی بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ زمین تو یہی ہوگی صرف اُسکے وصف میں تغیر و تبدل ہوگا یہ حدیث اُنکے قول کو باطل کرتی ہے ۱۲ سہ جو کوئی کسی امر کا انتظار کرتا ہے وہ اسیطرح کان جھکائے ہوا رہتا ہے۔

تیسری فصل (۹۸۰) حضرت ابن عباس اللہ پہر کے اس قول فاذا نقر فی الناقور کی تفسیر میں فرماتے تھے ناقور سے صور مراد ہے کہتے ہیں لفظ راجفہ (یعنے کانپنے والے) سے پہلا صور پھنکنا اور رادفہ (پیچھے آنیوالے) سے دوسرا صور پھنکنا مراد ہے یہ حدیث بخاری نے ترجمۂ باب میں نقل کی ہے۔

(۹۸۱) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے (یعنے اسرافیل) کا ذکر کیا اور فرمایا اُسکے دائیں طرف جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل ہونگے۔

(۹۸۲) ابو رزین عقیلی کہتے ہیں میںنے عرض کیا یا رسول اللہ خدا تعالیٰ مخلوق کو دوبارہ کیونکر زندہ کریگا اور اُسکی مخلوق میں اسکی کیا نشانی ہے آپ نے فرمایا کیا تیرا اپنی قوم کے کسی خشک جنگل میں گزر نہیں ہوا (کہ اول تونے بالکل خشک دیکھا ہو) پھر دوبارہ تو اُسمیں گزرا ہو تو اُسے سرسبز لہلہاتے دیکھا ہو میںنے عرض کیا ہاں (دیکھا ہے) آپ نے فرمایا مخلوق میں خدا کی (قدرت کی) یہی نشانی (کافی) ہے اسیطرح خدا تعالیٰ مردونکو زندہ کردیگا یہ دونوں حدیثیں رزین نے نقل کی ہیں۔

باب حشر (یعنے مردونکے جمع ہونے) کا بیان

پہلی فصل (۹۸۳) سہل بن سعد کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ ایک سفید زمین پر جمع ہونگے جو بہت سفید نہ ہوگی اور چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کی طرح ہوگی اُسمیں کسی کا کچھ نشان نہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۴) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن زمین ایک روٹی (جیسی) ہوگی اُسے خدائے جبار اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ کریگا جیسے کہ تم میں سے کوئی آدمی سفر میں اپنی روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے وہ روٹی جنتیونکی مہمانی ہوگی پھر ودیونمیں سے

۱؎ آیت یعنے یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ ترجمہ جس دن کہ راجفہ ہیگا اور رادفہ اسکے پیچھے آئیگا میں راجفہ سے پہلا صور اور رادفہ سے دوسرا صور مراد ہے ۱۲ ۲؎ جس وقت اسرافیل صور پھونکینگے تو جبرائیل انکی دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف ہونگے ۱۲ ۳؎ کہ کبھی جنگل کیسا خشک ہوتا ہے اور پھر مینہ برسا کر خدا تعالیٰ اسے گھاس سے کیسا سرسبز کردیتا ہے اسی طرح مرے ہوئے لوگوں کو زندہ کردیگا ۱۲ ۴؎ یعنے علامت وغیرہ کچھ نہ ہوگی صرف چٹیل میدان ہوگا ۱۲

ایک آدمی نے آکے کہا اے ابو القاسم تمہیں خدا برکت عطا فرمائے کیا میں آپکو قیامت کے دن کی جنتیوں کی مہمانی نہ بتاؤں آپ نے فرمایا ہاں (بتاؤ) وہ بولا زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی جیسے کہ اس سے پہلے حضور انور نے فرمایا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف نظر کی پھر اتنے ہنسے کہ آپکی کچلیاں ظاہر ہوگئیں اور آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں انکا لگاؤں (یعنے سالن) نہ بتاؤں وہ بالام اور نون ہے صحابہ بولے یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے[1] آپ نے فرمایا بیل اور مچھلی ہے کہ انکے اس گوشت کے ٹکڑے سے جو انکے جگر پر بڑھا ہوا ہو گا ستر ہزار آدمی کھا لینگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین طریقوں[2] پر جمع کئے جاوینگے ایک رغبت کرنیوالے وا ڈرنیوالے ہونگے اور دو آدمی ایک اونٹ پر ہونگے اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر ہونگے اور باقی[3] لوگوں کو آگ جمع کریگی جہاں وہ دوپہر کو سوئینگے وہیں وہ آگ رہیگی اور جہاں وہ لوگ رات کو رہینگے انکے ساتھ ہی آگ بھی رہیگی اور جہاں وہ لوگ صبح کو ہونگے وہیں وہ آگ ہوگی اور شام کیوقت جہاں وہ جائینگے وہیں وہ آگ جائیگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۶) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن تم ننگے پاؤں ننگے بدن[4] بے ختنہ کئے ہوئے اٹھو گے پھر (استدلالاً) یہ آیت پڑھی کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ (ترجمہ جیسے ہمنے اول دفعہ پیدا کیا ہے اسیطرح ہم اسے دوبارہ پیدا کرینگے یہ ہمارا وعدہ ہے بیشک ہم ہی کرنے والے ہیں) اور سب سے پہلے قیامت کے دن جسے لباس پہنایا جاویگا وہ حضرت ابراہیم ہیں اور میرے اصحابوں میں سے کچھ آدمی بائیں طرف (یعنے دوزخیوں کی صف میں) لیلئے جاوینگے میں کہوں گا یہ تو میرے صحابی ہیں یہ تو میرے

---

[1] بالام اور نون چونکہ عبرانی لفظ تھے اسلئے صحابہ نے دریافت کیا آپ نے فرمادیا اس سے بیل اور مچھلی مراد ہے ۱۲

[2] یعنے ایک جماعت جنت کی خواہاں ہوگی اور ایک دوزخ سے ڈرنیوالی ہوگی یہ لوگ اپنے مرتبوں کے موافق سواریوں پر ہونگے جو بڑے مرتبہ کا آدمی ہوگا اسے زیادہ جگہ ملیگی اور جو کم مرتبے کے ہونگے اُن میں سے ایک اونٹ پر کتنے کتنے آدمی سوار ہونگے ۱۲

[3] [illegible]

[4] جس طرح دنیا میں پیدا ہوئے تھے اسیطرح دنیا سے آخرت کی طرف جاؤ گے ۱۲۔

صحابی ہیں اللہ برتر فرماویگا (اے محمدؐ) جب سے تو ان سے جدا ہوا ہے یہ اپنی ایڑیوں کے بل اُلٹے ہی پھرتے رہے (یہ تیرے صحابی نہیں رہے) پھر میں وہ جواب دونگا جو کہ نیک بندے (عیسیٰ) دینگے کہ جبتک میں انمیں رہا میں اُنپر نگہبان اور گواہ تہا (جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ان کا نگہبان تہا اب اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو معاف کردے (تو اچہا ہے) کیونکہ تو بڑا زبردست حکمت والا ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۷) حضرت عائشہ کہتی ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ کئے ہوئے جمع ہونگے مینے عرض کیا یارسول اللہ عورت اور مرد سب ننگے ہونگے اور ایک دوسرے کو دیکھیگا آپ نے فرمایا وہ حال اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ ایک دوسری طرف دیکھے[1] ۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی قیامت کے دن کافر لوگ مُنہ کے بل کیونکر اٹھینگے آپ نے فرمایا کیا جسنے دنیا میں پیروں پر چلایا وہ اُس آدمی کو قیامت کے دن مُنہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۸۹) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملینگے تو آزر کے مُنہ پر سیاہی اور غبار ہوگا ابراہیم علیہ السلام اُنسے کہینگے کیا مینے تجھسے نہیں کہا تہا کہ میری نافرمانی نہ کر اُنکے والد اُن سے کہینگے آج میں تیری نافرمانی نہیں کرتا پھر ابراہیم علیہ السلام (جناب الٰہی میں) عرض کرینگے اے پروردگار تو نے مجھسے وعدہ کیا تہا کہ جس دن لوگ اٹھینگے اُس دن ہم تجھے رسوا نہ کرینگے اب میرے والد رحمت سے[2] دور پڑے ہوئے کی رسوائی سے زیادہ میری رسوائی کیا ہوگی اللہ برتر فرمائیگا مینے کافروں کے واسطے جنت حرام کردی ہے پھر حضرت ابراہیم کو ارشاد ہوگا کہ تیرے دونوں پیروں کے نیچے کیا ہے وہ نظر کرینگے پھر آزر کو اس حال میں دیکھینگے کہ ایک کفتار گوبر اور مٹی میں[3] لتھڑا ہوا پڑا ہے اُسکے پاؤں پکڑکر آگ میں ڈالدیا جائیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے اُس وقت لوگ ایسے حیران و پریشان ہونگے کہ ایک دوسرے کے حال سے ذرا مطلع نہوگا ۱۲ [2] یعنے اس سے زیادہ میری رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرا باپ تیری رحمت سے دور پڑا ہے ۱۲ [3] آزر کی صورت اسلئے بدلدیجائیگی تاکہ حضرت ابراہیم کا غم مٹجائے اور وہ اس خیال اور ملال سے چھوٹ جائیں ۱۲۔

(۹۹۰) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئیگا اُن کا پسینہ زمین پر ستر گز چڑھ جاویگا اور لوگوں کے لگاموں کی طرح ہو جاویگا یہانتک کہ اُنکے کانوں تک پہنچ جائیگا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۱) حضرت مقداد کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے قیامت کے دن سورج آدمیوں سے اتنا قریب ہوگا کہ آدمیوں سے ایک میل کی مقدار دور ہوگا اور لوگ اپنے عملوں کے موافق پسینہ میں (ڈوبے ہوئے) ہونگے بعضے اُن میں ایسے ہونگے کہ ان کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا اور بعضوں کا گھٹنوں تک اور بعضوں کا ازار باندھنے کی جگہ تک ہوگا اور بعضوں کا پسینہ منہ میں (یوں) لگام کی طرح ہوگا (اسکی کیفیت بتانیکو) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے[۱] مُنہ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۹۲) حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ برتر فرمائیگا اے آدم وہ کہینگے میں حاضر ہوں اور تیری خدمت میں مستعد ہوں اور بھلائی ساری تیرے اختیار میں ہے اللہ برتر فرمائیگا دوزخ کے لشکر کو (الگ) نکال وہ کہینگے دوزخ کا لشکر کیا ہے اور کون لوگ ہیں) فرماویگا ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے ۹۹۹ اُس وقت بچے بڈھے ہو جاوینگے اور ہر ایک حمل والیکا حمل گر پڑیگا اور تو لوگوں کو (دہشت سے مارے) بیہوش دیکھیگا حالانکہ وہ بیہوش نہ ہونگے لیکن خدا کا عذاب سخت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک ہم میں[۲] سے کون ہوگا آپ نے فرمایا تم خوش رہو کیونکہ تمہارا ایک آدمی اور یاجوج ماجوج کے ہزار آدمی (ہونگے) پھر فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کی چوتھائی ہوگے ہمیں یہ بات بہت[۳] بڑی معلوم ہوئی آپ نے پھر فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کی تہائی ہوگے یہ بات ہمیں (اور بھی) بڑی معلوم ہوئی آپ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ تم جنتیوں کی آدھے ہوگے ہمیں یہ بات (اور بھی) بڑی معلوم ہوئی آپنے فرمایا تم تو لوگوں میں

---

[۱] یعنی اپنا ہاتھ منہ میں رکھے بتایا کہ قیامت کے دن بعضوں کے لگام کی طرح اس طور پر پسینہ ہوگا ۱۲

[۲] وہ ایک کون سا یعنے کیسے عمل والا آدمی ہوگا جو جنت میں جائیگا آپ نے فرمایا تم مت گھبراؤ یاجوج ماجوج ہی اتنے ہیں کہ تم میں سے ایک ایک کے مقابلہ میں ہزار ہیں ۱۲

[۳] کہ ساری دُنیا کے مقابلہ میں ہماری کیا حقیقت جو ہم جنتیوں کی چوتھائی کیونکر ہو جائینگے ۱۲

سورج چھپنے کے بیچ میں وقت ہے اور واقعی تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے چند مزدوروں کو کام پر لگادیا اور یہ کہا کہ ایک ایک قیراط[۱] پر میرا دوپہر تک کون شخص کریگا چنانچہ اول یہودیوں نے ایک ایک قیراط پر دوپہر تک کام کیا پھر اس آدمی نے کہا کہ دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر میرا کام کوئی شخص کریگا چنانچہ دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر نصاریٰ نے کام کیا پھر اس نے کہا کہ عصر کی نماز سے سورج کے چھپنے تک دو دو قیراط پر میرا کام کوئی کریگا اور کہو وہ تم ہی لوگ ہو جنہوں نے عصر کی نماز سے سورج کے چھپنے تک دو دو قیراط پر کام کیا یاد رکھو تمہیں دوہرا ثواب ملنے پر یہود اور نصاریٰ غصہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ کام ہمنے زیادہ کیا ہے اور ملا ہمیں کم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا ہمنے تمہارا کچھ حق (یعنے مزدوری میں) سے کم کر دیا ہے وہ بولے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس تو پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۰۷۰) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں سب سے زیادہ مجھسے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہونگے ہر ایک انمیں سے یہ آرزو کریگا کہ وہ اپنے اہل اور مال کے بدلے مجھے دیکھ لیتا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۱) حضرت معاویہ فرماتے ہیں میںنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قایم رہیگی جو شخص انہیں ذلیل کرنا چاہیگا یا انکی مخالفت کریگا تو وہ انہیں ضرر نہیں دے سکیگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (یعنے موت کا پیغام) آجائیگا[۲] اور وہ لوگ اسی کام پر ہونگے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۱] قیراط آدھے دانگ کو کہتے ہیں اور دانگ درہم کے چھٹے حصہ کا نام ہے ۱۲ [۲] شاید اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں یا اپنے رسولوں کی زبانی اس امت کے فضائل سنے تو انہوں نے یہ کہا ہو اور یا وہ قیامت کے دن کہینگے بہرحال اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ اعمال کا ثواب بقدر تکلیف اٹھانے یا بجہت استحقاق کے نہیں ہے ۱۲ [۳] اس میں اسطرف اشارہ ہے کہ روئے زمین صلحا سے خالی نہیں ہوگی وہ حکم خدا اور امور شریعت پر برابر قایم رہینگے انکے نزدیک لوگوں کی مددگاری اور انکی مخالفت برابر ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس گروہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو حدیث اور علوم دینیہ کی تعلیم دیتے ہیں ۱۲

اور حضرت انس کی حدیث (جس کا شروع یہ ہے) کہ بعضے اللہ کے بندے (اگر کسی کام پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اُسے پورا کرا دیتا ہے) کتاب القصاص میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۱۶۱۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت کا حال بارش (جیسا ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر بہتر ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے[1]

تیسری فصل (۱۶۱۳) حضرت امام جعفر اپنے والد (امام باقر) سے اور یہ جعفر کے دادا (یعنے امام زین العابدین) سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خوش ہو اور خوش ہو واقعی میری امامت کی مثال بارش جیسی ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُس کا آخر بہتر ہے یا اول (بہتر ہے) یا (اُسکی مثال) ایک ایسے باغ جیسی ہے کہ اُسمیں سے ایک سال تک ایک فوج نے کھایا پھر دوسرے سال اُس میں سے ایک اور فوج نے کھایا اور اُمید ہے کہ باغ کا اخیر اس آخری جماعت کے اعتبار سے بہت ہی چوڑا اور بہت ہی گہرا اور بہت ہی اچھا ہو ایسی امت کسطرح برباد ہو جائیگی جسکے اول میں میں ہوں اور اُنکے بیچ (میں) مہدی ہوں اور اُسکے آخر (میں) مسیح ہوں لیکن اسکے بیچ میں ایک ایسی کجرو جماعت ہوگی کہ نہ وہ لوگ مجھسے ہیں اور نہ میں اُنسے ہوں۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۴) عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انکے والد نے اپنے دادا سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا کہ تمہیں باعتبار ایمان کے کونسی مخلوق بہت اچھی معلوم ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ فرشتے آپنے فرمایا فرشتے تو اپنے پروردگار کے پاس ہی رہتے ہیں وہ کیوں نہ ایمان لاتے صحابہ نے عرض کیا کہ (فرشتوں کے بعد) پھر انبیاء ہیں آپنے فرمایا انبیاء پر وحی نازل ہوتی ہے وہ کیوں نہ ایمان لاتے صحابہ نے عرض کیا پھر ہم ہیں آپنے فرمایا کہ تم کیوں نہ ایمان لاتے حالانکہ تمہارے درمیان میں ہوں راوی کہتے ہیں پھر آنحضرت نے خود ہی فرمایا بیشک میرے نزدیک سب میں اچھی مخلوق باعتبار

---

[1] توربشتی نے کہا ہے کہ یہ حدیث تردد و شک پر محمول نہیں ہو سکتی کیونکہ اول زمانہ کے مسلمان یعنی صحابہ یقیناً سب سے بہتر تھے اور علی الترتیب دو زمانے اُن کے بعد کے بھی یقیناً افضل تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بارش کی بابت یہ حکم کلی نہیں کر سکتے کہ اُس سے سب جگہ نفع ہی ہوگا ایسے ہی یہ بھی حکم کلی نہیں کر سکتے کہ ہر زمانہ کی ساری امت کے لوگ افضل ہی ہونگے بہر حال آپ نے یہ متاخرین کی تسلی کے لئے فرمایا ہے ۱۲ منہ

ایمان کے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہونگے وہ ایسی کتابیں پائینگے جنمیں احکام لکھے ہوئے ہونگے اور جو انمیں ہونگے وہ انہیں پر ایمان لے آئیں گے۔

(۱۶۱۵) حضرت عبدالرحمٰن بن علاو حضرمی کہتے ہیں مجھسے ایسے شخص نے حدیث بیان کی جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا آپ فرماتے تھے کہ اس امت کے آخر میں ایسے لوگ ہونگے کہ اُنکے لئے ثواب اُن سے پہلے لوگوں جیسا ہوگا وہ اچھی باتیں بتائینگے اور بُری باتوں سے منع کرینگے اور وہ فتنے والوں سے لڑینگے۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہیں۔

(۱۶۱۶) حضرت ابوامامہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس شخص کو خوشی ہو جیو کہ جسنے مجھے دیکھ لیا اور جس شخص نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھپر ایمان لے آیا تو اُسے سات مرتبہ خوشی ہو جیو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۷) ابن محیریز کہتے ہیں میں نے ابی جمعہ سے جو صحابہ میں سے ایک شخص ہیں یہ عرض کیا کہ آپ مجھسے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو انہوں نے فرمایا ہاں میں تمسے بہت ہی عمدہ حدیث بیان کرونگا (وہ یہ ہے کہ ایک روز) ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کھایا تھا اور ہمارے ساتھ ہی ابو عبیدہ بن جراح بھی تھے وہ (آنحضور سے) کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا کوئی ہم لوگوں سے بہتر لوگ ہونگے حالانکہ ہم مسلمان ہوگئے اور آپکے ساتھ ہو کر ہمنے جہاد (بھی) کیا آپنے فرمایا ہاں[۲] تمہارے بعد ایسے لوگ ہونگے کہ وہ مجھپر ایمان لائینگے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور دارمی نے نقل کی ہے۔ اور رزین نے (یہی حدیث) ابو عبیدہ سے اُنکے اس قول سے۔ کہ ابو عبیدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے بھی بہتر ہے آخر تک نقل کی ہے۔

(۱۶۱۸) معاویہ بن قرہ نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت اہل شام برباد ہو جائینگے تو پھر تم میں (بھی) بھلائی نہیں رہیگی اور میری امت میں سے

---

[۱] اس سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ تکثیر مراد ہے یعنے انہیں اور زیادہ خوشی کرنا چاہیئے ۱۲۔

[۲] یعنی اس اعتبار سے کہ وہ مجھے بغیر دیکھے ایمان لائینگے تو وہ تمسے بہتر ہونگے لیکن اس اعتبار سے کہ تمنے مجھے دیکھلیا اور میرے ساتھ جہاد کیا ہے اس سبب سے تم بہتر ہو

ایک گروہ کی ہمیشہ (الله کیطرف سے) قیامت کے آنے تک مدد ہوتی رہیگی جو شخص انکی مدد چھوڑیگا وہ انہیں ضرر [illegible] ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ لوگ محدثین ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

(۱۵۶) حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں رسول الله صلی الله علیہ وسلم فرماتے تھے کہ الله تعالی نے میری امت سے قصد [illegible] خطا اور بھول سے ہو گئے ہوں اور جو انسے زبردستی کرائے گئے ہوں معاف کردئے ہیں - یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی نے نقل کی ہے -

(۱۵۷) حضرت بہز بن حکیم سے وہ بہز کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے سنا ہے آپ الله تعالی کے اس قول کی تفسیر میں کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ترجمہ) تم لوگ (الله کے علم میں) سب سے بہتر تھے جو اور لوگوں کے لئے ظاہر کئے گئے ہو" فرماتے تھے وہ تمہی لوگ ہو جو ستر امتوں کو پورا[ف] کرتے ہو تم ان سب سے بہتر اور الله تعالی کے نزدیک ان سب سے زیادہ عزت دار ہو - یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے - الحمد لله کہ اردو ترجمہ مشکوۃ شریف بخیریت تمام ہوا

[ف] پورا کرنے سے مراد یہاں ختم ہی کرنا ہے یعنے جیسے کہ تمہارے پیغمبر خاتم النبیین اور سب رسولوں کے سردار ہیں ایسے ہی تم بھی امتوں کو ختم کرنے والے اور سب سے افضل ہو ۱۲

تمام شد

ایسے ہو جیسے کہ سفید بیل کی کھال میں کوئی سیاہ بال ہوتا ہے یا سیاہ بیل کی کھال میں کوئی سفید بال ہوتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۳) حضرت ابو سعید خدری ہی کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جس دن پروردگار ہمارا امر عظیم ظاہر کریگا اور تمام مسلمان مرد اور مسلمان عورت اُسے سجدہ کرینگے اور وہ لوگ باقی رہجاوینگے جو دنیا میں دکھانے اور سُنانے کو سجدہ کرتے ہونگے وہ سجدہ کرنے جائینگے تو اونکی پیٹھ یکساں سیدہی ہو جاویگی (کہ سجدہ کرہی نہ سکینگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۹۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بڑا موٹا آدمی آویگا کہ خدا کے نزدیک وہ مچھر کے پر برابر بھی نہ ہوگا اور فرمایا (کچھ شک ہو تو) یہ آیت پڑھ لو فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (ترجمہ قیامت کے دن ہم اُن (کافروں) کی کچھ قدر نہیں رکھینگے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۹۹۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ وسلم نے یہ آیت يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا[۲] پڑھکر کہا کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسول ہی خوب واقف ہیں آپنے فرمایا اسکی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر ایک بندے پر گواہی دیگی یعنے جو کچھ کسی نے پشت زمین پر عمل کئے ہونگے وہ کہیگی کہ اسنے میرے اوپر فلاں فلاں دن ایسے ایسے عمل کئے ہیں آپنے فرمایا یہ اسکی خبریں ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۹۹۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرتا ہے وہ پشیمان ہوتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسکی ندامت (کا سبب) کیا ہے آپ نے فرمایا اگر اچھا ہوتا ہے تو اس لئے شرمندہ ہوتا ہے کہ زیادہ عمل کیوں نہ کئے اور اگر بُرا ہوتا ہے تو اسلئے شرمندہ ہوتا ہے

[۱] یعنے تم تمام لوگوں میں بہت ہی کم ہو مگر جنت میں تم ہی تم ہوگے دوسری امتوں کے لوگ تم سے آدھے ہونگے یہاں آپ نے آدھے جو فرمایا ہے یہ اُس سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ آپنے یہ فرمایا ہے کہ جنتی آدمیونکی ایکسو بیس صفیں ہونگی اسی میری اُمت کی اور چالیس آدھ سارے نبیوں کی اُمت کی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکے اُمتی جنتیوں کی دو تہائی ہونگے ۱۲ [۲] ترجمہ اُس دن زمین اپنی خبریں بیان کر دیگی یعنے جو کچھ لوگوں نے زمین پر کام کئے ہونگے خدا تعالیٰ کے روبرو مفصل بیان کر دیگی ۱۲۔

تو اس لئے شرمندہ ہو جاتا ہے کہ اپنے تئیں بُرائی سے کیوں نہیں روکا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۹۷) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین قسم پر جمع کئے جاوینگے ایک قسم سوار ہونگے اور ایک قسم پیادہ ہونگے اور ایک قسم مُنہ کے بل ہونگے کسی نے کہا یا رسول اللہ وہ اپنے مُنہ کے بل کیونکر چلینگے آپ نے فرمایا بیشک جسنے انہیں پیروں کے بل چلایا وُہی انہیں مُنہ کے بل بھی چلانے پر قادر ہے[۱] یاد رکھو وہ اپنے مونہوں ہی کے سبب سے ہر بلندی اور کانٹے سے بچینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۹۸) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قیامت کے دن کو اس طرح دیکھنا چاہے جیسے آنکھ سے دیکھ رہا ہے[۲] تو اُسے سورۃ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھ لینی چاہیئے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۹۹۹) حضرت ابو ذر کہتے ہیں کہ مجھ سے صادق المصدوق[۳] صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ قیامت کے دن لوگ تین طرح کے جمع ہونگے ایک قسم کے سوار کھانے پینے والے (یعنے چین والے) ہونگے اور ایک قسم کے وہ ہونگے جنہیں فرشتے مُنہ کے بل کھینچ ٹنگینگے اور دوزخ کی آگ اُنہیں (میدان حشر کی طرف) ہنکائیگی اور ایک طرح کے لوگ پیادہ پا چلینگے اور دوڑینگے اُنکی سواری پر خدا تعالیٰ آفت ڈالیگا تو کوئی باقی نہیں رہیگی یہانتک کہ کسی آدمی کا باغ ہوگا اور وہ اُسے اونٹ کے بدلے دیوے تو اونٹ (کے لینے) پر قادر نہ ہوگا (یعنے باغ کے بدلے بھی اونٹ میسر نہ ہوگا) یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے

باب حساب اور بدلہ (لئے جانے) اور ترازو میں عمل تُلنے کا بیان

---

[۱] مراد یہ ہے کہ پیروں کے بل چلنے کی طاقت بھی تو خدا ہی نے دی ہے بندہ خود تو نہیں چل سکتا پھر وہی خدا مُنہ کے بل بھی چلا سکتا ہے ۱۲ [۲] جنہیں قیامت کا حال مفصل مذکور ہے اُن کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آنکھوں کے سامنے موجود ہے ۱۲ [۳] اس سے حضور انور مراد ہیں جو خود سچ بولنے والے ہیں اور لوگوں نے اُنہیں سچا تسلیم کر لیا ہے یہاں تک کہ آپ کے سچے ہونے کے کافر بھی اقراری تھے مگر ایمان نہیں لاتے تھے ۱۲

پہلی فصل (۱۰۰۰) حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جس آدمی سے حساب لیا جاویگا وہ ہلاک ہوگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے۔ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَسِیْرًا (ترجمہ نجات پانیوالوں کا حساب آسان ہوگا) آپ نے فرمایا یہ تو پیش کرنا ہے (یہ حساب نہیں ہے) لیکن جس سے حساب میں کدوکاوش کیگئی وہ ہلاک ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۰۱) عدی ابن حاتم کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ایسا کوئی نہیں ہے جس سے خدا تعالیٰ اس طرح کلام نہ کریگا کہ اُسکے اور خدا کے بیچ میں نہ کوئی ترجمان ہوگا اور نہ کوئی ایسا پردہ ہوگا جو بندہ اور خدا کے بیچ میں حائل ہو پھر وہ شخص اپنے دائیں طرف نظر کریگا تو وہی عمل دیکھے گا جو اپنے آگے بھیجے ہونگے اور اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا جو عمل آگے بھیجے ہونگے پھر اپنے آگے نظر کریگا تو منہ کے سامنے بجز آگ کے اور کچھ نہ دیکھے گا لہذا تم آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑہ (یعنے تھوڑی چیز دینے[۲]) کے سبب سے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۰۲) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن کو (اپنی رحمت سے) نزدیک کریگا اور اُسپر اپنی نگہبانی رکھیگا اور اُس کا عیب چھپائیگا پھر فرمائیگا کیا تو ایسا اور ایسا (اپنا) گناہ پہچانتا ہے وہ کہیگا اے پروردگار ہاں (پہچانتا ہوں) اللہ تعالیٰ اُس بندہ سے گناہ ہونیکا اقرار کرالیگا پھر وہ بندہ خیال کریگا کہ میں ہلاک ہوگیا خدا تعالیٰ فرمائیگا دنیا میں میں نے تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی میں تیرے گناہ بخشدونگا پھر اسے اُسکی نیکیوں کی کتاب[۳] ملجائیگی ولیکن کافر اور منافقوں کو تمام مخلوق کے روبرو اسطرح پکارا جاویگا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا یاد رکھو ظالموں پر خدا کی پھٹکار ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

ف۱ خدا تعالیٰ تو خود فرماتا ہے کہ نیک بندوں کا بھی حساب ضرور ہوگا لیکن آسان ہوگا آپ نے فرمایا وہ حساب نہ ہوگا بلکہ یہ اس طرح ہوگا کہ خدا تعالیٰ بندہ سے کہیگا اے بندے تو نے ایسے اور ایسے عمل کئے لیکن جاہم نے اپنی رحمت سے تجھے بخشدیا اور جس سے یہ حساب لیا جائیگا کہ تو نے کیا کیا نیک عمل کئے اور کیا کیا برے عمل کئے وہ ہلاک ہو جائیگا ۱۲۔

ف۲ یعنے کچھ ہو تھوڑا بہت راہ خدا میں دیتے رہا کرو تاکہ دوزخ کی آگ سے نجات پاؤ ۱۲۔

ف۳ یعنے اعمال نامہ نیکیوں کا اُسے مل جائے گا وہ اپنی نیکیاں دیکھکے خوش ہوگا ۱۲۔

(۱۰۰۳) حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دیدیگا اور فرمائیگا یہ تیرے آگ سے چھوٹنے کا سبب ہے[1] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۴) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام حاضر کئے جائینگے اور اُنسے پوچھا جائیگا کیا تم نے اپنی امت کو احکام خداوندی پہنچا دیئے وہ کہینگے اے پروردگار ہاں (پہنچا دیئے) پھر اُنکی اُمت سے پوچھا جائیگا کہ کیا نوح نے تمہیں (میرے احکام) پہنچا دیئے تھے وہ کہینگے ہمارے پاس کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا پھر نوح علیہ السلام سے پوچھا جائیگا کہ تیرا گواہ کون ہے وہ کہینگے (میرے گواہ) محمد اور اُنکی اُمت کے لوگ ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہیں حاضر کیا جائیگا اور تم یہ گواہی دوگے کہ بیشک نوح نے اپنی اُمت کو خداوندی احکام پہنچا دیئے تھے پھر رسول خدا نے (استدلالاً) یہ آیت پڑھی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (ترجمہ اس لئے ہمنے تمہیں اوسط درجہ کی نیک اُمت بنایا تاکہ تم اور اُمتوں کے آدمیوں پر گواہ ہو اور پیغمبر تم پر گواہ ہونگے)[2] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۵) حضرت انس کہتے ہیں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ ہنسنے لگے آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس بات سے ہنس رہا ہوں حضرت انس کہتے ہیں ہمنے عرض کیا اللہ ورسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا بندہ کی اپنے پروردگار سے گفتگو کرنے پر (مجھے ہنسی آئی ہے) جو کہ بندہ (قیامت کے دن) کہیگا اے پروردگار کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی[3] فرماتے ہیں خدا تعالیٰ فرمادیگا ہاں (مینے پناہ دی) فرماتے ہیں پھر بندہ کہیگا (جب یہ ہے) تو میں اپنے اوپر اپنے ہی میں سے گواہ ہونیکے علاوہ (اور گواہ) روا نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرمائیگا آج تجھپر تیرا نفس اور کراماً کاتبین گواہ کافی ہیں حضور انور فرماتے ہیں پھر اُسکے منہ پر مُہر لگادیجاویگی اور اُسکے اعضا سے کہا جائیگا بولو! وہ اعضا اسکے عمل

---

[1] اسکا مطلب یہ ہے کہ دوزخ اور جنت میں ہر ایک آدمی کا مکان بنا ہوا ہے کافرونکی جو جنت میں جگہ ہے وہ مسلمانونکو ملجائیگی اور مسلمانونکی جو دوزخ میں جگہ ہے وہ کافرونکو ملجائیگی اور مسلمان دوزخ سے چھٹ جائینگے ۱۲ [2] یعنے تمام امتوں کے نیک و بد ہونے اور پیغمبرونکی بات ماننے نہ ماننے پر تم گواہ ہوگے اور تمام پیغمبر تمہارے اچھے اور برے ہونیکے گواہ ہونگے ۱۲ [3] یعنے کیا تو نے مجھے اسبات سے پناہ دیدی کہ مجھپر ظلم نکیا جائیگا اور اگر پناہ دیدی تو میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی غیر میری گواہی دے کوئی میرا ہی گواہ ہو خدا تعالیٰ اُسکے ہاتھ پاؤں

بتا دینگے پھر اُس بندے اور اُسکے بولنے کے بیچ میں سے مہر دور کر دیجاویگی (یعنے وہ بولنے لگیگا) وہ (اپنے اعضا سے) کہیگا تم (خدا کی رحمت سے) دور ہو اور نکالے جاؤ میں تو تمہارے ہی لئے جھگڑتا تھا۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھینگے آپ نے فرمایا کیا تم دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں جو ابر میں چھپا ہُوا نہ ہو اختلاف اور شک کرتے ہو صحابہ بولے نہیں آپ نے فرمایا کیا تم چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں جو ابر میں نہو شک کرتے ہو صحابہ بولے نہیں آپ نے فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے جیسے تم سورج یا چاند میں سے کسی کے دیکھنے میں شک نہیں کرتے ایسے ہی تم اپنے پروردگار کے دیکھنے میں شک نہ کروگے آنحضور فرماتے ہیں پھر بندہ پروردگار سے ملاقات کریگا تو پروردگار فرمائیگا اے فلانے کیا مینے تجھے بزرگی اور سرداری نہیں دی اور (کیا) مینے تجھے بیوی نہیں دی اور کیا مینے گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرا تابعدار نہیں بنایا اور کیا مینے تجھے قوم کا رئیس بنا کر نہیں چھوڑا کہ تو اُنسے (مال غنیمت کی) چوتھائی لیتا تھا بندہ کہیگا ہاں اے پروردگار سچ ہے) آنحضرت فرماتے ہیں خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تو جانتا تھا کہ تو مجھ سے ملیگا وہ کہیگا نہیں خدا تعالیٰ فرمائیگا بیشک (آج) میں بھی تجھے بھول جاتا ہوں جیسے تو (دنیا میں) مجھے بھول گیا تھا پھر دوسرے بندہ سے ملیگا آنحضور نے پہلی تقریر کیطرح (آگے) ذکر کیا (یعنے جو بندہ اور پروردگار کی پہلی گفتگو ہوئی وہی دوسرے سے ہوگی) پھر تیسرے بندہ سے ملیگا تو پروردگار اُس سے اسیطرح فرمائیگا وہ کہیگا اے پروردگار میں تجھپر اور تیری کتابوں اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور مینے نماز پڑھی روزے رکھے خیرات دی اور جتنی ہوسکیگی وہ خدا کی اچھی تعریف کریگا پروردگار فرمائیگا تو یہیں ٹھہر جا (تاکہ تجھے تیرے عمل یاد دلائے جائیں) پھر کہا جائیگا اب ہم تیرے اوپر گواہ لاتے ہیں وہ بندہ اپنے دل میں غور کریگا کہ میرے اوپر گواہی کون دیگا پھر اُسکے مُنہ پر مُہر لگا دی جائیگی اور اُسکی ران سے کہا جائیگا تو بول پھر اُسکی ران اور گوشت اور ہڈیاں اُس کے عمل بتانے لگینگے اور یہ اسلئے ہوگا تاکہ اُسکا عذر

۱؎ اور اب تم نے میری بُرائیوں پر گواہی دی تم نے مجھے یہ بدلہ دیا ۱۲ ۲؎ یعنے ضرور دیکھوگے ۱۲۔

۳؎ جیسے تو مجھ سے ملنے کو بھولے ہوئے تھا ایسے ہی میں آج تجھپر اپنی رحمت کرنے سے بھول جاتا ہوں ۱۲۔

اُنکے دل سے[1] جاتا رہے اور یہ شخص منافق ہوگا اور یہ وہی ہے جس سے خدا ناراض ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ابوہریرہ کی یہ حدیث "کہ میری اُمّت (میں سے ستّر ہزار آدمی) جنت میں جائینگے" توکل کرنیکے باب میں ابن عباس کی روایت سے مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل

(۱۰۰۷) حضرت ابوامامہ (باہلی) کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میرے پروردگار نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میری اُمّت کے ستّر ہزار آدمی اس طرح جنت میں جائینگے کہ نہ اُن سے حساب ہوگا اور نہ اُنپر عذاب ہوگا ہر ایک ہزار کے ساتھ ستّر ہزار اور آدمی ہونگے اور میرے پروردگار کی تین لپیں[2] بہر لوگ ہونگے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۸) حضرت حسن (بصری) ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں ابوہریرہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ پروردگار کے روبرو تین بار پیش ہونگے دوبار تو جھگڑا[3] اور عذر ہوگا لیکن تیسری دفعہ (جو پیش ہونگے) اسوقت اعمالنامے اُڑکر ہاتھوں میں آجائینگے کوئی اپنے دائیں ہاتھ میں لیئے ہوگا اور کوئی بائیں ہاتھ میں لئے ہوگا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث اسوجہ سے صحیح نہیں ہے کہ حسن بصری نے ابوہریرہ سے نہیں سُنا ہے بیشک بعضے لوگوں نے اسے حسن بصری سے بروایت ابوموسیٰ نقل کیا ہے۔

(۱۰۰۹) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ میری اُمّت میں سے ایک آدمی کو قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے لائیگا اور اُسکے سامنے ننانوے دفتر (گناہوں کے) کھولے گا ہر ایک دفتر اتنا بڑا ہوگا جتنی دور نگاہ جاتی ہو پھر فرمائیگا کیا اس میں سے تو کسی (گناہ) کا انکار کرتا ہے کیا میرے نگہبان کاتبوں نے تجھپر کچھ ظلم کیا ہے وہ کہیگا اے پروردگار نہیں (دوکاتبوں

---

[1] یعنے یہ بات اُس کے گناہوں کے ثابت کرنیکے لئے ہوگی تاکہ بندہ کسی طرح کا عذر نہ کرسکے ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ اُن ستّر ہزار آدمیوں کے ساتھ اور بہت سے بے شمار آدمی ہونگے ۱۲ [3] یعنے پہلے تو لوگ یہ جھگڑینگے کہ نبیوں نے ہمیں احکام نہیں پہونچائے جب اسمیں ہار جائینگے تو دوسری دفعہ عذر معذرت کرینگے کہ الہی یہ خطائیں ہمسے بھولے سے ہوگئیں انکا ہمیں علم نہ تہا جب اس دفعہ بہی ہار جائینگے اور تیسری بار پیش ہونگے تو سبکے ہاتوں میں اعمالنامے [illegible] ہونگے جیسے عمل کئے ہونگے سب اُس میں لکھے ہونگے ۱۲۔

نے کچھ ظلم کیا اور نہیں انکار کرسکتا ہوں) پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تیرا کوئی عذر ہے وہ جواب دیگا اے پروردگار
کوئی عذر نہیں ہے پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا ہاں واقعی ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور بیشک آج تجھپر
ذرا بھی ظلم نہوگا پھر ایک پرچہ نکالا جاویگا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
(لکھا) ہوگا خدا تعالیٰ فرمائیگا (اے بندے جا) اپنے عمل تلنے میں جا[۱] پھر وہ کہیگا اے پروردگار یہ پرچہ
ان دفتروں کے مقابلہ میں کیا چیز ہے خدا تعالیٰ فرمائیگا بیشک تجھپر کچھ ظلم نہوگا آنحضور فرماتے ہیں پھر وہ
(گناہ ہونگے) دفتر ایک پلڑے میں اور وہ پرچہ ایک پلڑے میں رکھے جائینگے تو دفتر ہلکے ہونگے اور وہ
پرچہ بھاری ہوگا کیونکہ اللہ کے نام مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۰۱۰) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ یہ دوزخ کی آگ یاد کرکے رونے لگیں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تجھے کس چیز نے رلا دیا وہ بولیں میں دوزخ کی آگ یاد کرکے رونے لگی کیا تم
قیامت کے دن اپنے گھر والوں کو یاد رکھوگے (یا نہیں) آپ نے فرمایا تین مقام پر کوئی کسی کو یاد نہیں
رکھیگا ایک ترازو کے پاس جبتک یہ نہ جان لے کہ اسکی تول ہلکی رہتی ہے یا بھاری ہوتی ہے۔ دوسرے
(عملوں کی کتاب ملنے) کے وقت جبکہ یہ کہا جاویگا آؤ میری کتاب پڑھو جبتک یہ نہ جان لے
کہ اسکی کتاب کدھر ملیگی آیا داہنے ہاتھ میں آئیگی یا بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے (ملیگی) تیسرے
پل صراط (پر چلنے) کے وقت جبکہ وہ دوزخ کی پشت پر رکھی ہوگی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۰۱۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک آدمی آکے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے دو غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور
میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انہیں برا کہتا ہوں اور مارتا ہوں (خدا
تعالیٰ کے روبرو) انکی وجہ سے میرا کیا حال ہوگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت
کا دن ہوگا تو جو کچھ انہوں نے تیری خیانت اور نافرمانی کی ہے اور تجھ سے جھوٹ بولا ہے اُس کا

[۱] یعنے جا کے اپنے سامنے عمل تلوا تاکہ تجھے ہماری رحمت کا حال بخوبی معلوم ہو جائے ۱۲ [۲] یعنے تیرے اوپر کچھ ظلم
نہیں کیا جائیگا اور تیرے نیک عمل جو کچھ ہونگے انکی تجھے جزا دیجائیگی ۱۲ [۳] یعنے ان تین وقتوں میں کوئی کسی کو یاد نہ رکھیگا
ایک ترازو کے پاس جہاں عمل تلینگے دوسرے اعمال نامے ملنے کیوقت جبکہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کو پکاریگا اے لوگو آؤ میری کتاب پڑھو
دیکھو اسمیں کیا کیا اچھی باتیں لکھی ہیں تیسرے پل صراط پر چلتے وقت جو کہ پشت جہنم پر ہوگی ۱۲۔

اور جو کچھ تو نے اُنہیں سزا دی ہے اُس کا حساب ہو جاویگا پھر اگر تیری اُنہیں سزا دینی اُنکے گناہوں کے برابر ہوگی تو برابر سرابر ہو جائیگی نہ تجھے کچھ گناہ ہوگا نہ ثواب ہوگا اور اگر تیری اُنہیں سزا دینی اُنکے گناہوں سے کم ہوگی تو تجھپر فضل ہوگا اور اگر تیری اُنہیں سزا دینی اُنکے گناہوں سے زیادہ ہوگی تو تجھ سے اُسی زیادتی کا بدلہ[۱] دلایا جاویگا (یہ سُنکر) وہ شخص اُس جگہ سے الگ ہوکر رونے اور چلانے لگا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کیا تو نے خدائے برتر کا یہ قول نہیں پڑھا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (ترجمہ ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو[۲] رکھینگے پھر کسی کی حق تلفی نہ کیجائیگی اور اگر رائی کے دانہ برابر بھی (کوئی نیکی) ہوگی تو ہم اُسے لے آئینگے اور ہم حساب کرنیوالے کافی ہیں) وہ شخص بولا یا رسول اللہ میں اپنے اور ان غلاموں کے حق میں انکے چھوڑ دینے (یعنے آزاد کر دینے) سے بہتر کوئی بات نہیں پاتا میں آپکو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب آزاد ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰/۲) حضرت عائشہ ہی کہتی ہیں ہمنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اپنی کسی نماز میں اللّٰھم حاسبنی حساباً یسیرا پڑھ رہے تھے (ترجمہ الٰہی مجھ سے آسان حساب لیجیو) میں بولی یا رسول اللہ آسان حساب کیا ہے آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی کتاب[۳] دیکھے گا پھر اُس سے درگزر کیجاویگی اے عائشہ بیشک اُس دن جو شخص حساب میں اُلجھایا گیا وہ ہلاک ہو گیا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے

(۱۰/۳) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے عرض کیا دیا رسول اللہ مجھے بتائیے قیامت کے دن کیسے کھڑے ہونیکی طاقت ہوگی جسکے حق میں اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (ترجمہ جسدن لوگ ربّ العالمین کے

---

[۱] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوکروں اور لونڈی باندی غلاموں کو زیادہ سزا نہ دینی چاہئے ورنہ قیامت کے دن اُنہیں بدلہ دلایا جائیگا جنہیں خدا نے کچھ لوگوں کا سردار بنادیا ہو اُنہیں اپنے ماتحت والوں کی رعایت رکھنی چاہئے ورنہ قیامت کے دن اُس کی پرسش ہوگی ۱۲ [۲] یعنے ایسی ترازو کھڑی کر دینگے جو پورا پورا تولیگی اور کسی کی حق تلفی نہ کریگی ۱۲ [۳] یعنے آسان حساب یہ ہے کہ بندے کو نیک و بد عملوں کا اعمال نامہ دیدیا جائے گا وہ پڑھ کر ڈر دیگا کہ میرے گناہ بہت ہیں مجھکو دوزخ میں نہ جلا جاؤں خداوند کیطرف سے ارشاد ہوگا ہو بندہ جا ہمنے تجھے بخش دیا ۱۲۔

روبرو کھڑے ہونگے) آپ نے فرمایا قیامت کا دن ایمان والوں کے لئے ایسا ہلکا ہوگا کہ ایک فرض نماز
کے برابر معلوم ہوگا۔

(۱۰۱۴) حضرت ابو سعید خدری ہی کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اُس دن کی بابت
جسکا اندازہ پچاس[1] ہزار برس کا ہوگا سوال کیا کہ وہ دن تو بہت بڑا ہوگا آپ نے فرمایا اُس ذات کی قسم
جسکے قبضہ میں میری جان ہے بیشک وہ مومن کے حق میں ایسا ہلکا ہو جاویگا کہ اُسے ایک فرضی نماز سے
جو دنیا میں پڑھتا تھا زیادہ آسان معلوم ہوگا یہ دو نو حدیثیں بیہقی نے قیامت کے دن لوگوں کے اٹھنے اور
پراگندہ ہونے کے باب میں نقل کی ہیں۔

(۱۰۱۵) اسماء بنت یزید رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپ نے فرمایا قیامت کے
دن لوگ ایک زمین پر جمع کئے جاوینگے پھر ایک ڈھنڈورچیا پکار کر کہیگا وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو
(خدا کی عبادت کیواسطے) خوابگاہوں[2] سے جُدا رہتے تھے وہ لوگ کھڑے ہونگے حالانکہ وہ تھوڑے
سے آدمی ہونگے پھر حساب دئے بغیر جنت میں چلے جائینگے پھر باقی لوگوں کو حساب دینے کا حکم ہوگا
یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب حوض کوثر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کرنیکا بیان

پہلی فصل

(۱۰۱۶) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسوقت کہ میں
(شبِ معراج میں) جنت کی سیر کر رہا تھا یکایک ایک نہر پر میرا گزر ہوا اُسکے دونو طرف کھوکھلے[3] موتی
کے گنبد تھے میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے وہ بولے یہ حوض کوثر ہے جو آپکے پروردگار نے آپکو عنایت
کیا ہے یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ اُسکی مٹی خوشبو دار مشک (جیسی) ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۰۱۷) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک مہینہ بھر

---

[1] یعنے اتنہیں وہ دن اتنا بڑا نہ معلوم ہوگا ۱۲ [2] یعنے جو لوگ ہمیشہ عبادت میں لگے رہتے تھے اور
راتوں کو کم سوتے تھے ۱۲ [3] یعنے ایک ایک موتی کے گنبد تھے وہ موتی اندر سے تھوتھے
تھے ۱۲

کے راستہ کے برابر ہے[۱] اور اُسکے دونو کونے (یعنے لمبان چوڑان) برابر ہیں اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اُسکی خوشبو مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اُسکے آبخورے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو کوئی اُسمیں سے پی لیگا پھر وہ کبھی پیاسا ہی نہ ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۱۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میرا حوض اس سے زیادہ دور ہے جتنا ایلہ عدن[۲] سے دور ہے البتہ سفیدی میں برف سے زیادہ ہے اور اُس شہد سے جو دودھ میں ملا ہو زیادہ شیریں ہے اور اسکے برتن (یعنے آبخورے) تاروں کی گنتی سے بہت زیادہ ہیں اور میں (غیر) لوگوں کو اُس سے اسطرح روکونگا جیسے کہ کوئی آدمی (غیر) لوگوں کے اونٹونکو اپنے حوض سے روکتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسدن کیا آپ ہمیں پہچان لینگے آپ نے فرمایا ہاں تمہاری پیشانیاں ایسی ہونگی کہ کسی اور اُمت کی ویسی نہونگی تم لوگ وضو کے نشانوں سے پچکلیاں (سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں) میرے پاس آؤگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس سے منقول ہے آپ نے فرمایا اُسمیں سونے اور چاندی کے آبخورے آسمان کی تاروں کی گنتی کے موافق دکھائی دینگے اور اُسکی دوسری روایت میں یہ ہے جو ثوبان سے منقول ہے کہ کسی نے آپ سے اُسکے پانی کا حال دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اُس میں جنت کے دو پرنالے گرتے ہیں[۳] جو اُس کا پانی بڑھاتے ہیں اُن میں سے ایک سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے۔

(۱۰۱۹) سہل بن سعد کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض کوثر پر تمہارا میر سامان ہونگا جو میرے پاس سے گزریگا اُسمیں سے پانی پیئےگا اور جو کوئی (اُسمیں سے) پی لیگا کبھی پیاسا نہ ہوگا البتہ میرے پاس بہت لوگ آئینگے اُنہیں میں پہچان لونگا اور وہ مجھے پہچان لینگے پھر اُنکے اور

---

[۱] یعنے حوض کوثر اتنا لمبا ہے کہ اُسکی لمبائی کی مسافت مہینہ بھر میں طے ہوتی ہے اور اُسکی چوڑان بھی اتنی ہی ہے یعنے حوض کوثر مربع ہے ۱۲ [۲] ایلہ دریائے یمن کے قریب مُلک شام میں دریا کے متصل ایک شہر ہے اور عدن دریائے ہند کے متصل یمن کا ایک شہر ہے جتنا ان دونوں میں فاصلہ ہے اتنا حوض کوثر کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہے ۱۲ [۳] یعنے جنت کی نہروں سے حوض کوثر میں دو پرنالے آتے ہیں جنکی وجہ سے اُس کا پانی بڑھتا رہتا ہے ۱۲

میرے بیچ میں اوٹ ہوجاویگی میں کہونگا بیشک یہ لوگ میرے امتی ہیں جواب دیا جائیگا بیشک تمہیں معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے تمہارے پیچھے کیا کیا باتیں نئی نئی بنائیں میں کہونگا جن لوگوں نے میرے پیچھے (دین میں) تغیر و تبدل کیا انہیں نکال دو[۵] نکال دو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۰) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مسلمان (میدان حشر میں) روک دیئے جائینگے یہانتک کہ اس سے وہ فکر میں[۵] پڑ جائینگے پھر کہینگے اگر ہم اپنے پروردگار کے پاس کوئی سفارشی لیجائیں اور وہ ہمیں ہماری جگہ سے خلاصی دلادے تو اچھا ہو وہ سب حضرت آدم کے پاس آکے کہیں گے تم لوگوں کے باپ آدم ہو تمہیں خدا نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور تمہیں اپنی جنت میں رکھا اور اپنے فرشتوں سے تمہیں سجدہ کرایا اور تمہیں ہر ایک چیز کا نام سکھایا تم اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کرو کہ وہ ہمیں ہماری اس جگہ سے نجات دے آدم علیہ السلام فرمائینگے میں اس لائق نہیں ہوں پھر اپنی خطا کا ذکر کرینگے جو انسے درخت کے (پھل) کہانیکی وجہ سے سرزد ہوئی تھی حالانکہ اس سے انہیں منع کردیا گیا تھا (پھر کہینگے) ولیکن تم نوح کے پاس جاؤ جو پہلے نبی ہیں کہ انہیں خدا نے زمین والوں کے پاس نبی بناکے بھیجا تھا پھر وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ بھی اسیطرح کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنی اس خطا کا ذکر کرینگے جو انسے اپنے پروردگار سے ناوانستہ (بیٹے کیواسطے) سوال کرنے کیوجہ سے سرزد ہوئی تھی اور (کہینگے) لیکن تم ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ آنحضور فرماتے ہیں پھر وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنے ان تین جھوٹی[۵] باتوں کا ذکر کرینگے جو دنیا میں جھوٹ بولے تھے (کہینگے) ولیکن تم خدا کے بندے موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ انہیں خدا نے توریت دی تھی اور ان سے کلام کیا تھا اور اپنا مقرب و رازدار

---

[۵] ان سے میں بھی نادم ہوں ۱۲ [۵] وہ گھبرا جائینگے کہ ہمیں یہاں کیوں روک دیا ہے حالانکہ یہ میدان ہولناک ہے شاید ہم پکڑے جائیں گے اور دوزخ میں بھیجنے کے لئے ہمیں روکا گیا ہے پھر ایک ایک نبی کے پاس سفارش کرانے کے واسطے جائینگے اس وقت جلال خداوندی دیکھکر کسی نبی کو شفاعت کرنیکی جرأت نہ ہوگی سب عذر کردینگے اخیر میں جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں آئینگے تو آپ شفاعت کرینگے ۱۲ [۵] حالانکہ وہ باتیں درحقیقت جھوٹ نہ تھیں بلکہ محض کسی مصلحت کیوجہ سے مقتضائے حال کے مطابق آپ نے وہ باتیں کہی تھیں اور ظاہر میں وہ جھوٹی معلوم ہوتی تھیں ایک جبکہ آپ کے والد آزر نے آپسے کفار کی عید میں چلنے کو کہا تو آپنے کہدیا میں بیمار ہوں دوسرے جبکہ آپ

اُنہیں بنایا تھا حضور انور فرماتے ہیں پھر وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے تو وہ بھی کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں اور اپنی اُس خطا کا ذکر کرینگے جو انکے ایک آدمی کے مار ڈالنے سے سرزد ہوئی تھی (اور کہینگے) بلکہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے بندے اور اُسکے رسول ہیں اور اللہ کی روح[۱] اور کلمہ ہیں حضور فرماتے ہیں پھر لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ فرمائینگے میں اس لائق نہیں ہوں ولیکن تم خدا کے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اُنکے اگلے پچھلے گناہ خدا نے بخشدیئے ہیں فرماتے ہیں پھر لوگ میرے پاس آئینگے تو میں اپنے پروردگار سے اُس (کی رحمت) کے گھر میں جانیکی اجازت مانگوں گا مجھے خدا کے پاس جانیکی اجازت ملجاویگی جب میں اُسے دیکھونگا تو سجدہ میں گر پڑوں گا پھر جبتک خدا کو منظور ہوگا مجھے اسی طرح رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے محمد سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائیگی اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول ہوگی اور (جو جی چاہے) مانگو تمہیں دیا جائیگا حضور فرماتے ہیں میں اپنا سر اُٹھا کر اپنے پروردگار کی وہ حمد وثنا بیان کرونگا جو کچھ وہ مجھے سکھا دیگا پھر میں سفارش کرونگا اور میرے واسطے ایک حد مقرر کردیجاویگی[۲] پھر میں وہاں سے نکلکے اُنہیں آگ سے نکلواؤنگا اور جنت میں بھجواؤنگا پھر میں دوبارہ جاؤنگا اور اپنے پروردگار سے اُسکے (رحمت کے) گھر میں جانیکی اجازت مانگوں گا تو مجھے خدا کے پاس جانیکی اجازت ملجائیگی جب میں اُسے دیکھونگا تو سجدہ میں گر پڑونگا خدا کو جبتک مجھے یونہی (سجدہ میں) رکھنا منظور ہوگا یونہی رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے محمد سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائیگی اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کیجاویگی اور (جو چاہو) مانگو تمہیں دیا جائیگا حضور فرماتے ہیں پھر میں اپنا سر اُٹھا کے اپنے پروردگار کی وہ حمد وثنا بیان کرونگا جو کچھ وہ مجھے سکھا دیگا پھر میرے واسطے ایک حد مقرر کردیجائیگی میں (وہاں سے) نکلکے اُنہیں آگ سے نکلوا کے جنت میں بھجواؤنگا پھر میں تیسری دفعہ جاؤنگا اور اپنے پروردگار سے اُسکے (رحمت کے) گھر میں جانیکی اجازت مانگوں گا پھر

---

[۱] یعنے خدا کی ڈالی ہوئی روح سے پیدا ہوئے ہیں باپ سے نہیں ہوئے اور خدا کا کلمہ ہیں یعنے خدا کے ایک کلمۂ کُن سے پیدا ہوئے ہیں [۲] یعنے خدا تعالیٰ میرے لئے ایک خاص گنہگاروں کی جماعت مقرر کرکے فرما دیگا کہ ایسے ایسے گنہگاروں کو دوزخ سے نکال لو اُنہیں نکلوا کے میں پھر اُسی طرح سجدہ کرکے سفارش کرونگا دوسری دفعہ بھی اسی طرح ایک جماعت معین کیکے نکالنے کا حکم ہوجائیگا تیسری دفعہ پھر میں اسی طرح سجدہ کرونگا اور ایک خاص جماعت کے دوزخ سے نکالنے کی مجھے اجازت ہو جاویگی یہانتک کہ پھر کوئی جنتی دوزخ میں باقی نرہیگا صرف ہمیشہ کے دوزخی رہجائینگے

مجھے اللہ کے پاس جانیکی اجازت ملجاویگی میں جب خدا کو دیکھونگا تو سجدہ میں گر پڑونگا پھر جبتک خدا کو منظور ہوگا مجھے اسی حال میں رہنے دیگا پھر فرمائیگا اے محمدؐ اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سُنی جائیگی اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کیجاویگی اور (جو چاہو) مانگو تمہیں ملیگا حضور فرماتے ہیں پھر میں اپنا سر اُٹھاؤنگا اور اپنے پروردگار کی حمد وثنا بیان کرونگا جو کچھ وہ مجھے سکھائیگا پھر میں سفارش کرونگا میرے واسطے ایک حد مقرر ہوجائیگی میں (وہاں سے) جاکے اُنہیں دوزخ سے نکلواؤنگا اور جنت میں بھجواؤنگا یہانتک کہ دوزخمیں اُن لوگوں کے علاوہ کوئی باقی نرہیگا جسے قرآن نے روک[۱] لیا ہوگا یعنے جسپر دوزخمیں ہمیشہ رہنا لازم ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑہی عَسیٰ اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا (ترجمہ قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے مقام محمود میں اُٹہائیگا) پھر فرمایا یہی مقام محمود جسکا تمہارے پروردگار نے تمہارے نبی سے وعدہ کیا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۱) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں میں باہم کھلبلی پڑیگی اور سب آدم علیہ السلام کے پاس آکے کہینگے اپنے پروردگار سے (ہماری) سفارش کرو وہ کہینگے میں سفارش کرنیکے قابل نہیں ہوں ولیکن تمہیں ابراہیم کے پاس جانا چاہئے کیونکہ وہ خدا کے دوست ہیں پھر وہ لوگ حضرت ابراہیم کے پاس آئینگے تو وہ بھی (یہی) جواب دینگے میں اس لائق نہیں ہوں لیکن تمہیں موسیٰ کے پاس جانا چاہئے کیونکہ اُنہوں نے خدا سے (کوہ طور پر) باتیں کی ہیں پھر وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ بھی یہی کہینگے میں اس لایق نہیں ہوں لیکن تم حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ خدا کی (ڈالی ہوئی) روح اور خدا کا کلمہ[۲] ہیں وہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس آئینگے تو وہ کہینگے میں اس لایق نہیں ہوں لیکن تمہیں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہیئے پھر وہ سب آدمی میرے پاس آئینگے اور میں کہونگا اس کام کے لایق میں ہوں پھر میں اپنے پروردگار کے پاس آنیکی اجازت مانگونگا اور مجھے اجازت ملجائیگی اور خدا تعالیٰ میرے دلمیں اپنی ایسی تعریفیں القا کریگا جو مجھے اسوقت یاد نہیں ہیں اور اُن لفظوں سے میں خدا کی اُسوقت

---

[۱] یعنے جنکے لئے قرآن میں یہ خبر آگئی ہے کہ یہ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے اُسوقت وہی لوگ رہجا ئینگے اور سبکو میں نکلوا دونگا ۱۲ [۲] یعنے بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور خدا کی روح اُنکی عزت اور بزرگی جتانیکے واسطے کہا گیا ہو جیسے کعبہ کو خدا کا گھر کہتے ہیں اور خدا کا کلمہ اس اعتبار سے کہا گیا کہ آپ صرف ایک کلمہ کن سے بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں ۱۲-

تعریف کرونگا پھر میں اُن لفظوں سے تعریف کرکے خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ کر پڑونگا پھر ارشاد ہوگا اے محمدؐ اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو (جو تمہیں کہنا ہے) تمہاری بات سنی جائیگی اور (جو چاہو) مانگو تمہیں ملیگا اور سفارش کرو تمہاری سفارش[1] قبول ہوگی میں عرض کرونگا اے پروردگار میری امت (کو بخشدے) میری امت کو (بخشدے) ارشاد ہوگا جاؤ جسکے دلمیں جَو کے برابر ایمان ہو (اُسے دوزخ سے) نکال لو میں جا[2] کے یہ کرونگا پھر واپس آکے خدا کی وہ حمد بیان کروں گا اور سجدہ میں گر پڑوں گا ارشاد ہوگا محمدؐ اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائیگی اور سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی میں عرض کرونگا اے پروردگار میری اُمت (کو بخشدے) میری اُمت (کو بخشدے) ارشاد ہوگا جاؤ جسکے دل میں ذرے یا رائی کے دانہ کی برابر بھی ایمان ہو اُسے دوزخ سے نکال لو میں جاکے اس طرح کرونگا پھر واپس آکے خدا کے وہی اوصاف بیان کروں گا اور سجدہ میں گر پڑونگا ارشاد ہوگا اے محمدؐ اپنا سر اُٹھا کے کہو تمہاری بات سنی جائیگی اور سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی میں عرض کرونگا اے پروردگار میری اُمت (پر رحم کر) میری اُمت (پر رحم کر) ارشاد ہوگا جاؤ جسکے دل میں چھوٹے سے رائی کے دانہ[3] سے بہت ہی کم ایمان ہو نکال لو انہیں بھی جاکے میں دوزخ سے نکال لونگا پھر چوتھی دفعہ میں آکے خدا کی انہیں اوصاف کے ساتھ تعریف کرونگا پھر میں سجدہ میں گر پڑوں گا حکم ہوگا اے محمدؐ اپنا سر اُٹھاؤ اور (جو کہنا) ہو کہو تمہاری بات سنی جائیگی اور (جو چاہو) سوال کرو تمہارا سوال پورا ہوگا اور (جسکی چاہیے) سفارش کرو قبول ہوگی میں عرض کروں گا اے پروردگار مجھے اُن لوگوں (کے نکالنے) کیواسطے اجازت دیدے جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا ہے خدا تعالیٰ فرمائیگا یہ تیرا کام نہیں[4] ہے ولیکن مجھے اپنے عزت اور جلال اور اپنے بڑے ہونے

[1] یعنے جنکی شفاعت کروگے تمہاری شفاعت قبول کرکے انہیں دوزخ سے چھوڑ کر جنت میں بھیجدیا جائیگا ۱۲ [2] یعنے جن لوگوں کے دلمیں جَو کے برابر ایمان ہوگا انہیں دوزخ سے نکال لونگا ۱۲ [3] جسکے دل میں ذرا سے رائی کے دانہ کے برابر بھی ذرا سا ایمان ہو اُسے بھی دوزخ سے نکالکر جنت میں داخل کردو ۱۲ [4] یعنے انہیں ہم تیری ہی سفارش کیوجہ سے نہیں نکالینگے بلکہ ہم خود نکالینگے کیونکہ انکے نکالنے کے واسطے ہم ہی زیادہ سزاوار ہیں ۱۲

اور بزرگ ہونیکی قسم! میں بیشک آگ میں سے اُنہیں بھی نکال لونگا جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا ہے (اور کچھ عمل نہیں کئے)[1] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۲) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میری شفاعت کے لائق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے خالص دل یا جی سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۳) ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (پکا ہوا) گوشت لایا اور اُنکو کسی نے دست (کا گوشت) اُٹھا کر دیدیا اور دست کا گوشت آپکو بہت بھاتا تھا آپ نے اُسے دانتوں سے نوچ کے کھایا پھر فرمایا کہ قیامت کے دن جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے اور سورج قریب ہوگا اس وقت میں تمام آدمیوں کا سردار ہونگا اور (اُس دن) لوگوں کو اتنا غم اور سختی پہنچیگی کہ اُسے سہار نہ سکینگے لوگ (ایک دوسرے سے) کہینگے تم کسی ایسے شخص کو کیوں نہیں دیکھتے جو تمہارے پروردگار سے تمہاری سفارش کرے وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئینگے (اس سے آگے) راوی نے شفاعت کی (ساری) حدیث ذکر کی (جو پہلے گذر چکی) اور اسمیں یہ بھی ہے کہ حضور فرماتے ہیں پھر میں آگے چلکے عرش کے نیچے آؤنگا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑونگا پھر خدا تعالیٰ اپنی تعریف و ثنا کے ایسے کلمات مجھ پر ظاہر کریگا جو مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہ کئے ہونگے (ان لفظوں کے ساتھ میں خدا کی حمد و ثنا کرونگا) پھر ارشاد ہوگا —— محمد اپنا سر اُٹھائے (جو چاہو) مانگو تمہیں ملیگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی میں اپنا سر اُٹھا کے عرض کرونگا اے پروردگار میری امت (پر رحم کر) اے پروردگار میری امت (پر رحم کر) ارشاد ہوگا اے محمدؐ اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر حساب دینا (لازم) نہیں ہے جنت کے داہنی طرف والے دروازہ سے اندر بھیجدو اور اس دروازہ کے علاوہ اور دروازوں میں وہ لوگ تمام آدمیوں کے ساتھ شریک ہیں[2] (چاہے جس دروازہ سے چلے جائیں) پھر آنحضور نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے قبضہ

---

[1] یعنے جنہوں نے عمل کچھ نہ کئے ہوں صرف کلمۂ توحید پڑھ لیا ہو اور شرک نکیا ہو اُنہیں میں خود نکالونگا ۱۲۔

[2] مراد یہ ہے کہ جنت کے تمام دروازوں سے جانیکا بھی انہیں اختیار حاصل ہوگا چاہے جس دروازے سے چلے جائیں اور یہ دروازہ خاص انہیں لوگوں کے واسطے ہوگا اس دروازے سے دوسرا کوئی نہ جاسکیگا ۱۲

میں میری جان ہے جنّت کے (دروازوں کے) دو کواڑوں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے کہ مکہ اور مقام ہجر میں ہے[1]
یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۴) حضرت حذیفہ شفاعت کی حدیث میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا پھر امانت اور رشتہ داری (شفاعت کے لئے) بھیجی جائیگی[2] وہ دونوں پُل صراط کے دونوں پہلوؤں میں دائیں بائیں کھڑی ہو جائینگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۵) عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ برتر کا یہ قول جو حضرت ابراہیم کی دعا کے ذکر میں ہے رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ[3] اور جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ[4] پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی یا الٰہی میری امت (پر رحم کر) میری امت پر رحم کر) پھر رونے لگے اللہ برتر نے فرمایا اے جبرئیل محمدؐ کے پاس جاؤ باوجودیکہ تیرے[5] پروردگار کو (یعنی مجھے) خوب معلوم ہے پھر بھی تم محمدؐ سے پوچھو کہ تم کیوں روتے ہو آنحضرت کے پاس جبرئیل آئے اور آپ سے (رونیکا سبب) پوچھا آنحضورؐ نے جبرئیل سے بیان کیا آنحضورؐ فرماتے ہیں پھر جبرئیل نے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہدو بیشک عنقریب ہم تمہاری امت کے بارے میں تمہیں خوش کر دینگے تمہیں غمگین نہیں رکھینگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۶) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ چند آدمیوں نے کہا یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (دیکھو گے) کیا تم کو دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں جبکہ آسمان صاف ہو کچھ ابر نہو کچھ ضرر پہنچتا ہے اور کیا چودھویں رات کو چاند کے دیکھنے میں جبکہ آسمان صاف ہو اُس پر کچھ ابر نہو تمہیں کچھ ضرر پہنچتا ہے صحابہ بولے یا رسول اللہ کچھ (ضرر) نہیں (پہنچتا) آپ نے فرمایا جیسا تمہیں انمیں سے کسی کے دیکھنے میں ضرر نہیں پہنچتا ہوگا ایسا ہی قیامت کے

---

[1] بحرین کے قریب ایک بستی ہے ۱۲ [2] اس وقت امانت اور رشتہ داری دو شخص کی شکل میں بنکر پل صراط کے پہلوؤں میں دائیں بائیں کھڑی ہونگی اور اپنے امانت داروں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنیوالوں کے واسطے پل صراط سے سالم گذرنیکی خدا سے شفاعت کرینگی ۱۲ [3] اے پروردگار بیشک ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے جو کوئی میری تابعداری کرے وہ میرا ہے اور جو کوئی میری نافرمانی کرے تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے [4] اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخشدے تو تو زبردست حکمت والا ہے ۱۲ [5] یعنی تیرے پروردگار کو پہر ایک کی باتیں بخوبی معلوم ہیں مگر محمدؐ کو تسلی دینیکی غرض سے اسے جبرئیل پوچھا گیا

دن خدا کے دیکھنے میں تمہیں ضرر پہنچیگا^{لہ} جب قیامت کا دن ہوگا ایک پکارنیوالا پکاریگا ہر ایک جماعت کو چاہیئے کہ جسکی عبادت کرتے تھے اُسکے ساتھہ ہولیں پہر جو لوگ خدا کے سوا بتوں اور پتھر و لکڑی کی مورتوں کو پوجتے ہیں انمیں سے کوئی نہ بچیگا سارے دوزخکی آگ میں گر پڑینگے یہانتک کہ جب وہی نیک و بد بندے رہجائینگے جو خدا کی عبادت کرتے ہیں تو اُن کے پاس رب العالمین (کا حکم یا فرشتہ) آئیگا ارشاد ہوگا تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو ہر ایک امت تو اُن کے ساتھہ جا رہی ہے جنکی وہ لوگ عبادت کرتے تھے وہ عرض کرینگے اے ہمارے مالک ہم دُنیا میں ان لوگوں سے ایسے حال میں الگ رہے تھے جبکہ ہمیں انکی طرف احتیاج تہی اور اُسوقت انکے ساتھہ نہیں رہے تھے (اب ہم انکا ساتھہ کیوں دینے لگے) اور ابوہریرہ کی روایت میں یہ ہے کہ وہ لوگ کہینگے جبتک ہمارا پروردگار آئے ہماری جگہ یہی ہے (یعنے ہم یہیں کہڑے رہینگے) اور جسوقت ہمارا پروردگار آئیگا ہم اُسے پہچان لینگے اور ابوسعید کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ برتر فرمائیگا کیا تمہارے اور اُس (تمہارے خدا) کے بیچمیں کوئی نشانی ہے کہ (جس سے) تم اُسے پہچان لو وہ کہینگے ہاں (ہے) پہر پنڈلی^{لہ} کہولیجائیگی جو کوئی اپنے طرف سے خدا کو سجدہ کرتا تہا اُنمیں سے اُسوقت کوئی باقی نہ رہیگا سبکو سجدہ کرنیکا حکم ہوگا اور جو لوگ ڈر سے اور لوگوں کے دکہانیکو سجدہ کرتے تھے اُنمیں سے کوئی باقی نہ رہیگا سبکی پیٹھہ ایک تختہ کیطرح ہو جائیگی جب کوئی سجدہ کرنا چاہیگا گُدّی کے بل داوندہا گر پڑیگا پہر دوزخ کی پشت پر پل صراط بہری کیجائیگی اور شفاعت کا دروازہ کہلجائیگا اور سب نبی کہینگے یا الٰہی^{لہ} بچا بچا پہر ایماندار لوگ آنکہہ جہپکنے کیطرح اور بجلی کیطرح اور ہوا کی طرح اور پرند جانوروں کیطرح اور عمدہ گہوڑوں اور اونٹوں کی طرح اُسپر چلینگے بعضے مسلمان نجات^{لہ} پانے والے سالم رہینگے اور بعضے جہٹکارا

لہ یعنے جبکہ انکے دیکھنے میں کچہہ ضرر نہیں پہنچتا تو خدا کے دیکھنے میں بہی تمہیں کچہہ ضرر نہ پہنچیگا بیضرر ضرور دیکھوگے یعنے جیسے انکے دیکھنے میں کسی طرحکی دقت و تکلیف نہیں ہوتی ایسے ہی خدا کے دیکھنے میں بہی کچہہ دقت نہ ہوگی ۱۲

لہ یعنے امر عظیم ظاہر ہوگا اور اسوقت ایسا حال ہوگا کہ کافروں اور مسلمانوں میں خود بخود تمیز ہو جائیگی سب مسلمان سجدہ کرینگے جب کافر سجدہ کرنا چاہیں گے تو انکی پیٹہہ تختہ کی طرح سیدہی رہجائیگی ۱۲ لہ ہر ایک نبی اپنے بچنے کی دعا کریگا کہ الٰہی ہمیں پل صراط سے صحیح و سالم پار اُتار دے صرف حضور انور اپنی امت کیواسطے دعا فرمائینگے کہ الٰہی میری امت کو پل صراط سے صحیح و سالم پار اُتار دیجیئے ۱۲ لہ یعنے کچہہ مسلمان بالکل صحیح و سالم رہینگے اور کچہہ زخمی ہو ہوکر گزر جائینگے اور دوزخی ۱۲

پانیوالے زخمی ہونگے اور بعضے کٹ کٹ کے دوزخ کی آگ میں گر جائینگے پھر جب ایماندار آگ سے چھوٹ جائینگے تو اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ قیامت کے دن اپنے دوزخی بھائیوں کے بارے میں خدا سے اس سے زیادہ جھگڑینگے جیتا کہ تم میں سے کوئی اپنے حق کیلئے جو کہ ثابت ہو گیا ہو مسلمانوں سے جھگڑتا ہے وہ لوگ کہینگے اے ہمارے پروردگار یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے انہیں ارشاد ہوگا جنہیں تم پہچانتے ہو انہیں نکال لو آگ پر انکی صورت (بگاڑنی) حرام ہو جائیگی[1] پھر وہ لوگ بہت سی مخلوق کو نکالینگے اور عرض کرینگے اے ہمارے پروردگار جن لوگوں کے واسطے تو نے ہمیں (نکالنے کا) حکم دیا تھا انمیں سے کوئی دوزخ میں نہیں رہا خدا تعالیٰ فرمائیگا پھر جاؤ اور جس کے دل میں ایک اشرفی کے برابر نیکی پاؤ اُسے بھی نکال لو وہ لوگ بہت سی مخلوق کو نکالینگے پھر ارشاد ہوگا جاؤ اور جسکے دل میں آدھے دینار کے برابر نیکی پاؤ اُسے بھی نکال لو وہ لوگ پھر جا کے بہت سی مخلوق کو نکالینگے پھر ارشاد ہوگا جاؤ اور جس کے دل میں ذرّہ بھر نیکی پاؤ اُسے بھی نکال لو وہ لوگ جا کے بہت سی مخلوق کو نکالینگے پھر عرض کرینگے اے پروردگار ہمنے انمیں کوئی نیک آدمی نہیں چھوڑا (سبکو نکال لیا) پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا فرشتے شفاعت کر چکے اور نبی اور ایماندار لوگ بھی شفاعت کر چکے اب صرف ارحم الراحمین باقی رہگیا ہے پھر خدا تعالیٰ دوزخ میں ایک مٹھی بھر کے انمیں سے ایسے لوگوں کو نکال لیگا جنہوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی (مگر بشرطیکہ وہ کسی کو خدا کا شریک نہ جانتے ہوں) وہ لوگ کوئلے ہو گئے ہونگے پھر انہیں اُس نہر میں ڈالدیگا جو جنت کے منہ (یعنے دروازے) پر ہے اور اُسے نہر حیات کہا جاتا ہے وہ لوگ اُسمیں سے اسطرح نکلینگے جیسے کہ دانہ رو کے کوڑے میں اُگتا ہے پھر وہ لوگ موتیوں کی طرح (چمکتے) نکلینگے انکی گردنوں پر مُہریں ہونگی جنتی کہینگے یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں انہیں جنت میں بے عمل کئے اور بے نیکی کئے داخل کر دیا ہے[2] پھر اُنسے کہا جائیگا تمہارے واسطے جو کچھ تمنے

[1] اُن لوگوں کی صورت آگ نہ بگاڑ سکیگی یہ لوگ پہچان پہچان کر انہیں دوزخ سے نکال لینگے ۱۲-

[2] مراد یہ ہے کہ نہ اُنھوں نے کچھ عمل کئے ہونگے نہ نیکیاں وغیرہ کر کے آگے بھیجی ہونگی صرف کلمہ پڑھا ہوگا انہیں خدا تعالیٰ اپنے دست قدرت سے نکالیگا اور انہیں انکی حسب مراد خواہشیں عطا کریگا اور اُسیقدر اور عنایت فرمائیگا ۱۲-

دیکھا یہ سب کچھ اور اس کے برابر اور بھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۷) ابو سعید خدری ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائینگے اللہ برتر فرمائیگا جسکے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی نیکی ہو اُسے دوزخ سے نکال لو وہ لوگ (اس طرح) نکلینگے کہ جل بھن کر کوئلے ہو گئے ہونگے پھر انہیں نہر حیات میں ڈال دیا جائیگا وہ لوگ اُسمیں سے اسطرح نکلینگے جیسے رو کے کوڑے میں سے دانہ نکلتا ہے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ وہ دانہ زرد بل کھایا ہوا (یعنی تروتازہ) نکلتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۸) حضرت ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھینگے (اس سے آگے) ابو ہریرہ نے ابو سعید کی حدیث پنڈلی کھولنے کے علاوہ[۱] بالمعنے ذکر کی ہے اور فرمایا ہے جہنم کی پشت پر پل صراط کھڑی کیجائیگی سب سے پہلے میں اپنی اُمت کو لیکے پار اُترونگا اور بجز پیغمبروں کے کوئی اور شخص بات نکریگا اور پیغمبروں کا کلام اُسوقت یہ ہوگا یا آلٰہی (ہمیں) بچا (ہمیں) بچا اور دوزخ میں سعدان گھاس کے کانٹوں جیسے آنکڑے ہیں کہ اُنکی بڑائی کی مقدار خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ آنکڑے عملوں کے موافق لوگوں کو اُچک لینگے[۲] بعضے اُنمیں سے اپنے (برے) عملوں کی وجہ سے ہلاک ہونگے اور بعضے ٹکڑے ٹکڑے ہونگے پھر نجات پائینگے یہانتک کہ جب خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہوگا اور جس لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے والیکو دوزخ سے نکالنا منظور ہوگا اور اُنہیں نکالنے کا ارادہ کریگا تو فرشتوں کو حکم دیگا کہ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا تھا اُسے نکال لو فرشتے اُنہیں نکال لینگے اور سجدوں کے نشانوں سے اُنہیں پہچان لینگے اور خدا تعالیٰ آگ پر اُن کے سجدوں کے نشان کھانے[۳] حرام کردیگا سارے آدمی کو سجدے کے نشانوں کے علاوہ آگ کھاجائیگی وہ لوگ آگ سے جلے ہوئے نکلینگے پھر اپر (نہر) حیات کا پانی ڈالا جائیگا تو وہ اسطرح نکلینگے جیسے رو کے کوڑے میں دانہ اُگتا ہے پھر ایک آدمی جنت اور دوزخ کی بیچ میں رہجائیگا اور یہ شخص دوزخیوں میں سے جنت کے داخل ہونے میں سب سے پیچھے ہوگا اُس کا منہ آگ کیطرف ہوگا

---

[۱] یعنے راوی حدیث نے اتنا بیان کرکے ابو سعید کی حدیث بالمعنے نقل کی ہے جسکے لفظ الگ الگ ہیں اور معنے ایک ہیں ہاں اس حدیث میں پنڈلی کھولنے یعنے امر عظیم ظاہر ہونیکا ذکر نہیں ہے ۱۲ [۲] یعنے وہ آنکڑے لوگوں کو دوزخ میں گھسیٹ لینگے ۱۲ [۳] آگ سجدہ کے نشانوں کو ہرگز نہ جلا سکیگی ۱۲

عرض کریگا اے پروردگار میرا منہ آگ کیطرف سے پھیر دے اسکی بدبو نے مجھے تباہ کردیا ہے اور اُسکے شعلوں نے مجھے جلا دیا ہے خدا تعالیٰ فرما دیگا تجھ سے امید ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو اسکے سوا تو اور کچھ مانگیگا وہ عرض کریگا تیری عزت کی قسم اور کچھ نہیں (مانگونگا) جو کچھ خدا تعالیٰ عہد و پیمان چاہیگا وہ بندہ دیگا پھر خدا تعالیٰ اُس کا منہ آگ کیطرف سے پھیر دیگا وہ بندہ جسوقت جنت کیطرف منہ کریگا اور اُسکی خوبیاں دیکھے گا جبتک خدا کو اُس کا خاموش رکھنا منظور ہوگا اُسوقت تک خاموش رہیگا پھر کہیگا اے پروردگار مجھے جنت کے دروازے کیطرف آگے پہنچا دے اللہ برتر فرمائیگا کیا تونے اس بات کا عہد و پیمان نہیں دیا تھا کہ یہ جو سوال میں نے کیا ہے اسکے سوا اور سوال نکرونگا وہ عرض کریگا اے پروردگار تیری ساری مخلوق سے زیادہ بدبخت میں ہی نہیں ہوں اللہ برتر فرمائیگا قریب ہے اگر تجھے یہ دیدیا جائے تو تو اسکے علاوہ اور کچھ مانگیگا وہ بندہ کہیگا تیری عزت کی قسم اسکے سوا اور کچھ نہیں مانگونگا پھر وہ اپنے پروردگار کو جو کچھ اُسے منظور ہوگا عہد و پیمان دیگا اور خدا اُسے جنت کے دروازے کیطرف پہنچا دیگا جب وہ شخص جنت کے دروازے پر پہنچیگا تو جنت کی تازگی اور جو کچھ اُسمیں رونق اور خوشی ہے دیکھیگا تو جبتک خدا کو اُس کا خاموش رکھنا منظور ہوگا خاموش رہیگا پھر کہیگا اے پروردگار مجھے جنت میں پہنچا دے اللہ بزرگ و برتر جواب دیگا اے آدم کی اولاد تجھ پر افسوس ہے کہ تو کیسا عہد شکن ہے کیا تونے یہ عہد و پیمان نہیں کیے تھے کہ جو کچھ ملگیا ہے اسکے سوا اور کچھ نہ مانگونگا وہ عرض کرے گا اے پروردگار تو مجھے اپنی ساری مخلوق سے زیادہ[1] بدبخت نہ کر وہ یہی دعا کرتا رہیگا یہاں تک کہ اس سے خدا کو ہنسی آجائیگی (یعنے خدا اُس سے راضی ہوجائیگا) اور جب خدا کو ہنسی آئیگی (یعنے اُس سے راضی ہوجائیگا) تو اُسے جنت میں جانیکی اجازت ملجائیگی پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا اے بندے جو چیز چاہے آرزو کر (جو تو مانگیگا تیری آرزو پوری ہوگی) پھر بندہ (اپنی) آرزو ظاہر کریگا جبکہ اُسکی امیدیں ختم ہوجائینگی تو خدا تعالیٰ بتائیگا اے بندے ان ان چیزوں کی تمنا اور کر پروردگار اُسے یاد دلائیگا طرف متوجہ ہوگا جبکہ اُسکی امیدیں ختم ہوجائینگی اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ (جو کچھ تونے مانگا) اور اسکے برابر اور تیرے ہی[2] لئے ہے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ یہ اور اسکے دس حصہ برابر

---

[1] یہ جنتی ہوں تو دیکھے کیسے عیش و آرام میں ہیں اور میں ان آراموں سے محروم اور بے نصیب رہوں ۱۲۔

[2] یعنے ہمنے تیری حسب مراد اور اسکے برابر اور عطا کیا اور دوسری روایت کے بموجب دس حصہ اور عنایت فرمایا ۱۲

اور تیرے ہی لئے ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۹) حضرت ابن مسعود نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پیچھے جو جنت میں جائینگے اُنمیں ایک ایسا شخص ہو گا جو ایکبار چلیگا اور ایک بار منہ کے بل گریگا[۱] اور ایک بار آگ اُسے جھلس دیگی جب وہ آگ سے گزر جائیگا تو اُسکی طرف مڑ کر کہیگا وہ ذات پاک بزرگ ہے جسنے تجھ سے مجھے چھڑایا بیشک مجھے خدا نے ایسی چیز دیدی ہے جو اگلے پچھلوں میں سے کسی کو نہیں دی پھر اُسے ایک درخت دکھائی دیگا کہیگا اے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ اسکے سایہ میں آرام لوں اور اس (کے چشمہ) کا پانی پیوں اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے اولاد آدم اگر میں تجھے یہ دیدوں تو شاید تو مجھ سے اسکے علاوہ اور کچھ مانگے گا وہ کہیگا اے پروردگار نہیں (اور کچھ نہ مانگونگا) وہ خدا سے عہد و پیمان کر لیگا کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہیں مانگیگا پر پروردگار اُسے معاف[۲] کر دیگا کیونکہ اسے وہ بات معلوم ہے جس پر وہ صبر نہیں کر سکتا پھر خدا تعالیٰ اُسے اُس درخت کے قریب پہنچا دیگا وہ بندہ اُس درخت کے سایہ میں آرام لیگا اور اُس (کے نیچے کے چشمہ) کا پانی پیئے گا پھر اُسے ایک اور درخت دکھائی دیگا جو پہلے سے بہت اچھا ہو گا وہ بندہ عرض کریگا اے پروردگار مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اُس (کے نیچے کے چشمہ) کا پانی پیوں اور اُسکے سایہ میں بیٹھوں اسکے سوا پھر اور کچھ نہ مانگونگا خداوند کریم فرمائیگا اے اولاد آدم کیا تو نے مجھ سے اقرار نہیں کیا تھا اسکے علاوہ اور کچھ نہ مانگوں گا پھر فرمائیگا اگر میں تجھے اسکے نزدیک پہنچا دوں تو اسکے سوا اور کچھ مجھ سے مانگیگا وہ شخص خدا سے پھر عہد کریگا کہ اسکے سوا اور کچھ نہیں مانگونگا اور خدا اسوجہ سے اُسکا عذر قبول کر لیگا وہ خوب دیکھتا ہے جسپر بندہ صبر[۳] نہیں کر سکتا پھر خدا تعالیٰ اسے اُس درخت کے قریب پہنچا دیگا وہ شخص اُس کے سایہ میں آرام لیگا اور اُس (کے نیچے کے چشمہ) کا پانی پیئے گا پھر جنت کے دروازے کے پاس اُسے ایک اور درخت دکھائی دیگا جو پہلے دونوں درختوں سے بہت اچھا ہو گا وہ شخص کہیگا اے

---

[۱] یعنے سیدھا نہ چل سکیگا کبھی چلیگا اور کبھی اوندھے منہ گر پڑیگا ۱۲ [۲] یعنے اُسکی عہد شکنی کی خطا معاف کر دیگا اور اسپر اُسے کچھ سزا نہ دیگا ۱۲ [۳] یعنے خدا کو بخوبی معلوم ہے کہ بندہ جنت کی نعمتیں دیکھ کر صبر نہیں کر سکتا اس میں یہ مجبور ہے اس واسطے اُسے معذور رکھے گا اور کچھ سزا نہ دیگا ۱۲۔

اے پروردگار مجھے اُسکے پاس پہنچا دے تاکہ میں اسکے سایہ میں بیٹھوں اور اس نیچے کے چشمہ کا پانی پیئوں اس کے سوا میں تجھ سے کچھ نہیں مانگونگا خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولاد آدم کیا تو نے مجھ سے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ اسکے سوا میں تجھ سے کچھ نہیں مانگونگا عرض کریگا اے پروردگار ہاں[ل] اب اسکے سوا اور کچھ نہیں مانگونگا اور پروردگار اُس کا عذر قبول کریگا کیونکہ اُسے وہ خوب معلوم ہے جسپر بندہ صبر نہیں کرسکتا پھر خدا تعالیٰ اُسے اُسکے قریب پہنچا دیگا جب وہ شخص اُسکے نزدیک پہنچ جائیگا تو جنتیوں کی آوازیں سُنکر کہیگا اے پروردگار مجھے اُسکے اندر پہنچا دے خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولاد آدم کونسی چیز سے تو مجھ سے سوال کرنا چھوڑیگا کیا تو اس سے خوش ہے کہ میں[ع] تجھے ساری دنیا اور اُس کے برابر اور دیدوں وہ شخص کہیگا اے پروردگار باوجودیکہ تو تمام جہانوں کا مالک ہے کیا تو مجھ سے ہنسی[ع] کرتا ہے (یہاں تک بیان کرکے) ابن مسعود ہنسنے لگے پھر کہا تم لوگ مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کس بات سے ہنس رہا ہوں لوگوں نے کہا (ہاں) بتاؤ تم کیوں ہنس رہے ہو وہ بولے اسی طرح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تھے صحابہ نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے آپنے فرمایا رب العالمین کے (اُسوقت کے) ہنسنے سے (میں ہنسا ہوں) جبکہ بندہ نے یہ کہا تھا تو باوجود رب العالمین ہونیکے مجھ سے ہنسی کرتا ہے اُسوقت خدا کو ہنسی آگئی تھی پھر خدا تعالیٰ فرمانے لگا میں تجھ سے ہنسی نہیں کرتا لیکن میں جو چاہوں اُسپر قادر ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں جو ابو سعید سے نقل کی ہے اسی طرح ہے مگر انہوں نے یہاں تک یہ نہیں ذکر کیا کہ خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولاد آدم تو کس چیز کے ملنے سے مجھ سے سوال کرنا چھوڑیگا اور اس روایت میں یہ زیادہ ہے اُسے خدا تعالیٰ یاد دلائیگا کہ یہ یہ مانگ پھر جبکہ اُسکی آرزوئیں ختم ہوجائینگی خدا تعالیٰ فرمائیگا یہ (آرزوئیں) اور اس کے دس حصے اور بھی تجھے دیں حضرت فرماتے ہیں پھر وہ بندہ اپنے (جنت کے) گھر میں جائیگا اور اُسکی دو بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں آئینگی اور کہینگی اُس

ل اقرار تو کیا تھا مگر میں بھی تیرا ہی بندہ ہوں مجھپر رحم کر اور دوسروں کی طرح مجھے بھی نعمتیں عطا کر مجھے بے نصیب نہ رکھ اب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگونگا ۱۲ ع مقصود یہ ہے کہ تو سوال کرنے سے باز بھی آئیگا یا نہیں اگر میں تجھے ساری دنیا اور اُسکے برابر اور دیدوں جب بھی خوش ہوگا یا نہیں ع بھلا کہاں میں گنہگار اور کہاں ایسی نعمتیں تو شاید مجھ سے ہنسی کرتا ہے ۱۲

خدا کا شکر ہے جس نے تجھے ہمارے واسطے اور ہمیں تیرے واسطے زندہ کیا ہے آنحضرت فرماتے ہیں وہ بندہ کہیگا جتنا مجھے ملا ہے اتنا کسی کو نہیں ملا۔

(۱۰۳۰) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے لوگوں کو ان گناہوں کی سزائیں جو انہوں نے کئے ہونگے دوزخ کی آگ کے سبب سے پہنچینگی پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے انہیں جنت میں پہنچا دیگا انہیں لوگ جہنمی کہا کرینگے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۱) عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم محمدؐ کی یعنے میری شفاعت سے دوزخ میں سے نکلیگی اور جنت میں چلی جائیگی اور ان کا نام جہنمی رکھا جائیگا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ میری شفاعت کے سبب سے میری اُمّت کی ایک قوم دوزخ سے نکلیگی لوگ اُن کا جہنمی نام رکھینگے[۵۱]۔

(۱۰۳۲) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں جانتا ہوں جو کہ دوزخ سے نکلنے میں سب سے پیچھے اور جنت کے داخل ہونے میں سب سے پیچھے ہوگا وہ وہ شخص ہے جو دوزخ سے ہاتوں اور پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا خدا تعالیٰ فرمائیگا جا جنت میں چلا جا وہ شخص جنت میں آئیگا تو اُسے یہ معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے[۵۲] عرض کریگا اے پروردگار میں نے تو جنت بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے خدا تعالیٰ فرمائیگا جا جنت میں چلا جا کیونکہ دُنیا کے برابر اور اُس کے دس حصہ برابر اور تیرے ہی لئے ہے بندہ کہیگا کیا تو مجھسے مذاق کرتا ہے یا مجھ سے ہنسی کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ حقیقی ہے عبداللہ کہتے ہیں واقعی مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ یہ کہکر ہنسنے لگے یہانتک کہ آپکی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔ اور فرماتے تھے یہ شخص مرتبہ میں سب جنتیوں سے کم مرتبہ کا آدمی ہوگا[۵۳] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

۵۱ کیونکہ وہ لوگ اوّل دفعہ دوزخ میں گئے تھے اور بعد ازاں نجات پاکر جنت میں آئے ہیں ۱۲۔

۵۲ اور آدمی کے جانیکی جگہ بالکل نہیں ہے عرض کریگا کہ الٰہی میں کہاں جاؤں جنت تو کھچا کھچ بھری ہوئی ہے ۱۲ ۵۳ پھر بڑے مرتبے والوں کا تو کیا کہنا ہے کہ انہیں کس کس قدر نعمتیں ملیں گی ۱۲۔

(۱۰۳۳) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں خوب جانتا ہوں جو کہ جنت کے جانے میں سب سے پیچھے اور دوزخ سے نکلنے میں سب سے پیچھے ہوگا وہ وہ شخص ہوگا کہ اُسے قیامت کے دن حاضر کیا جائیگا اور کہا جائیگا اسکے چھوٹے گناہ اسکے روبرو پیش کرو اور اس کے بڑے گناہ معاف کردو پھر چھوٹے گناہ اُسکے روبرو پیش کئے جائینگے اور کہا جائیگا تو نے فلاں فلاں دن ایسے اور ایسے کام کئے تھے اور فلاں فلاں دن ایسے ایسے کام کئے تھے وہ کہیگا ہاں (کئے تھے) اُن کا انکار نکرسکیگا اور یہ اس بات سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں کبیرہ گناہ نہ پیش کئے جائیں پھر اُس سے کہا جائیگا بیشک ہر برائی کے بدلے تجھے ایک نیکی ملیگی وہ کہیگا اے پروردگار مینے بہت سی چیزیں اور کی تھیں اُنھیں میں یہاں نہیں دیکھتا (اسکی کیا وجہ ہے راوی کہتے ہیں) واقعی مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے[۱] یہانتک کہ آپکی کچلیاں ظاہر ہوگئیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار آدمی آگ سے نکالے جائینگے اور خداوند کریم کے روبرو پیش کئے جائینگے پھر اُنھیں آگ میں بھیجنے کا حکم ہوگا اُنمیں سے ایک آدمی مڑ کر عرض کریگا اے پروردگار میں تو امید کرتا تھا کہ جب تو نے مجھے دوزخ سے نکال لیا پھر دوبارہ اُس میں[۲] نہیں بھیجے گا آنحضور فرماتے ہیں خدا تعالیٰ اُسے دوزخ سے نجات دیدیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۵) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایماندار لوگ دوزخ سے چھوٹ کر جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک پل پر روک دیئے جائینگے وہاں ایک سے دوسرے کے دنیا کے باہمی حقوق کا بدلہ دلایا جائیگا یہانتک کہ جب وہ بُرے عملوں اور بُری عادتوں کی بُرائی سے صاف[۳] ستھرے ہو جاوینگے اُسوقت جنت میں جانیکی اُنہیں اجازت دیجائیگی۔ اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے البتہ تم میں سے ہر ایک اپنے جنت کے گھر کو اپنے دنیا کے گھر سے زیادہ پہچان لیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

۵۱ یعنے آپکو اس بات سے ہنسی آگئی کہ بندہ خدا کو مہربان دیکھکر اپنے گناہ خود ظاہر کرنے لگیگا اور اُس کے اظہار سے کچھ خوف نہ کریگا ۱۲ ۵۲ کیونکہ تو فرما چکا ہے کہ ہم کسی کو دوزخ سے نکال کر دوبارہ وہاں نہیں بھیجیں گے ۱۲ ۵۳ یعنے اپنے گناہوں کے موافق تکلیف اُٹھا کر گناہوں سے پاک و صاف ہو جائینگے ۱۲۔

(۱۰۳۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں اُسوقت تک کوئی نہ جائیگا جبتک اُسے یہ نہ دکھا دیا جائے کہ اگر وہ برا ہوتا تو دوزخ کا یہ ٹھکانا تھا تاکہ زیادہ شکر کرے [۱] اور دوزخ میں بھی اُسوقت تک کوئی نہ جائیگا جبتک اُسے یہ نہ دکھا دیا جائیگا کہ اگر نیک ہوتا تو جنت کا یہ ٹھکانا تھا تاکہ اُسے حسرت رہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائینگے تو موت کو لاکے دوزخ اور جنت کے بیچمیں رکھکے ذبح کردیا جائیگا پھر ایک ڈھنڈورچیا پکار دیگا اے جنتیو (خوش رہو) اب موت نہیں ہے اور اے دوزخیو (جلتے رہو) اب موت نہیں ہے پھر جنتیوں کو خوشی پر خوشی زیادہ ہوگی اور دوزخیونکو غم پر غم زیادہ ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۰۳۸) حضرت ثوبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا میرا حوض (اتنا وسیع ہے جتنا) عدن سے موضع بلقا کے قریب والے عمان تک (فاصلہ) ہے [۲] اُسکا پانی دودھ سے بہت سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اُس کے آبخورے آسمان کے ستارونکے برابر ہیں جو کوئی اُسمیں سے ایک دفعہ پی لیگا اُسکے بعد کبھی اُسے پیاس نہ لگیگی سب سے پہلے جو لوگ پینے آئینگے وہ مہاجر فقیر بکھرے ہوئے بالوں والے میلے کپڑوں والے ہونگے جن سے خوشحال عورتوں کا نکاح کوئی نہیں کرتا اور نہ اُنکے واسطے بند کیئے ہوئے دروازے کھلتے ہیں (یعنے کوئی انہیں اپنے پاس نہیں آنے دیتا) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۳۹) زید بن ارقم کہتے ہیں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک مقام پر ٹھہرے

ف ۱ ہر ایک جنتی اور دوزخی کو پہلے دوسرا ٹھکانا دکھایا جائیگا کہ اگر تو ایسے عمل نہ کرتا تو تیرا یہ ٹھکانا ہوتا تاکہ جنتی دوزخ کے ٹھکانے کو دیکھکر اب زیادہ شکر کرے اور دوزخی جنت کا ٹھکانا دیکھکر حسرت کریں گے ۱۲۔

ف ۲ عدن ایک مشہور جگہ کا نام ہے اور عمان مُلک شام میں ایک موضع ہے جو شہر بلقاء کے قریب ہے اس جگہ مُراد یہ ہے کہ جیسے ان دو مقاموں میں فاصلہ ہے ایسے ہی میرا حوض بہت بڑا ہے حقیقۃً برابری مراد نہیں ہے ۱۲۔

تو آپ نے فرمایا تم اُن لوگوں میں جو حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے ایک لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہو کسی نے (زید بن ارقم سے) پوچھا اُس دن تم کتنے آدمی تھے زید بن ارقم نے کہا سات سَو یا آٹھ سَو تھے[۱] یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۹) حضرت سمرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہر ایک نبی کا ایک حوض ہوگا اور بیشک سب نبی اسپر فخر کرینگے کہ کس کے پاس زیادہ لوگ آئینگے اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے پاس سب سے زیادہ لوگ آئینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۴۱) حضرت انس کہتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ قیامت کے دن میری بھی شفاعت کیجیے گا آپنے فرمایا بیشک کرونگا مینے عرض کیا یارسول اللہ پھر میں آپکو کہاں ڈھونڈوں آپ نے فرمایا اگر اول تو مجھے ڈھونڈے تو پل صراط پر تلاش کیجیو مینے کہا اگر پل صراط پر آپ سے میری ملاقات نہو آپنے فرمایا تو میزان کے پاس ڈھونڈ لیجیو مینے عرض کیا اگر میزان عمل کے پاس آپ سے ملاقات نہو۔ آپنے فرمایا پھر حوض کوثر پر تلاش کرلیجیو کیونکہ میں ان تین جگہوں سے الگ نہیں ہوں گا[۲] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۴۲) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کسی نے آپ سے پوچھا کہ مقام محمود کیا ہے آپ نے فرمایا اُس دن خدا تعالیٰ اپنی کرسی پر[۳] نزول فرمائیگا اور وہ اسطرح بولیگی جیسے نئی کاٹھی تنگ ہونیکی وجہ سے بولتی ہے حالانکہ وہ آسمان وزمین کی فراخی کے برابر ہے اور اُس دن تمہیں ننگے[۴] پاؤں ننگے بدن بے ختنہ کیے ہوئے حاضر کیا جائیگا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائیگا خدا تعالیٰ فرمائیگا میرے دوست کو کپڑے پہناؤ پھر جنت کے دو سفید باریک جنتی کپڑے لائے جائینگے

---

[۱] اس حساب سے آٹھ سات لاکھ آدمی ہوئے اور اس سے انحصار مقصود نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے حوض کوثر پر کروڑ ہا مسلمان ہونگے ۱۲ [۲] کیونکہ پل صراط کے پاس کھڑا ہو امت کے صحیح سالم پار اتر نیکی دعا کرونگا پھر ترازو کے پاس ہو امت کے عمل تلواؤنگا بعد ازاں حوض کوثر پر آکے سبھوں کو حوض کوثر کا پانی پلاؤنگا ۱۲ [۳] مقام پر آیا ہے کہ سات آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے مقابل میں ایسے ہیں جیسے بڑے جنگل میں ایک حلقہ کرسی بہت ہی بڑی ہے اس جگہ سے عظمت وجلال خداوندی کا اظہار کرنا مقصود ہے کہ باوجود اسقدر وسیع ہونے کے پھر بھی کرسی تنگ کاٹھی کیطرح چرچراویگی ۱۲

(اور حضرت ابراہیم کو پہنائے جائینگے پھر[۵] انکے بعد مجھے پہنائے جائینگے پھر خدا تعالیٰ کی دائیں طرف ایسے مقام پر میں کھڑا ہونگا کہ سب اگلے اور پچھلے مجھپر رشک کرینگے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۱۰۴۳) مُغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن پُل صراط پر مسلمانوں کی نشانی ربِّ سلم ربِّ سلم کہنا ہوگی (ترجمہ الٰہی ہمیں سلامت رکھہ آلٰہی سلامت رکھہ) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۴۴) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری اُمّت کے بڑے گناہ کرنیوالوں کیلئے ہوگی یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے جابر سے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۵) عوف بن مالک کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے پروردگار کے پاس سے کوئی آیا اور اُسنے مجھے اس بات میں کہ میری آدھی اُمّت جنت میں چلی جائے اور شفاعت کرنے میں اختیار دیا کہ انمیں سے ایک اختیار کرلو میں نے شفاعت کو پسند کرلیا اور شفاعت اُسی شخص کے واسطے ہوگی جو کہ اس حال میں مرجائے کہ خدا کے ساتھہ کسی کو شریک نہ سمجھا ہو یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۶) عبداللہ بن ابی الجدعاء کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میری اُمّت کے ایک آدمی کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ آدمی جنّت میں جائینگے۔ (بنی تمیم ایک بہت بڑا قبیلہ ہے) یہ حدیث ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۷) ابوسعید نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میری اُمّت کے بعضے آدمی ایک بڑی جماعت کی شفاعت کرینگے اور بعضے ایک خاندان کی اور بعضے ایک چھوٹی جماعت کی اور بعضے ایک آدمی کی شفاعت کرینگے یہانتک کہ سب جنّت میں چلے جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۵] یعنے کبیرہ گناہ کرنیوالوں کی شفاعت میں ہی کرونگا اور چھوٹے چھوٹے گناہ ہونگی شفاعت اولیاء علماء صلحاء بھی کرکے چھڑا دینگے ۱۲[۶] یعنے اُس نے یہ کہا کہ خداوند کریم نے مجھے اختیار دیا ہے چاہیے آدھی اُمت کا جنت میں جانا منظور کرلیں یا قیامت کے دن اپنی اُمّت کی شفاعت کرنی منظور کرلیں آپ نے فرمایا میں شفاعت کرنی پسند کرتا ہوں ۱۲۔

(۱۰۴۸) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ بزرگ و برتر نے میری اُمّت کے چار لاکھ آدمی بے حساب جنت میں بھیجنے کا مجھ سے اقرار کیا ہے ابو بکر بولے یا رسول اللہ ہمیں اور زیادہ بتائیے آپ نے اپنی دونوں ہتھلیاں پھیلا کے ملائیں اور فرمایا اور اس طرح (لپ بھر کر لوگوں کو جنت میں بھیجیگا) ابو بکر بولے یا رسول اللہ اور زیادہ فرمائیے آپ نے فرمایا اور اس طرح (لپ بھر کر داخل کریگا) حضرت عمر بولے اے ابو بکر چھوڑو[۵۱] ابو بکر نے جواب دیا اے عمر اگر خدا ہم سبکو جنت میں بھیجدے تو تیرا کیا نقصان ہے حضرت عمر نے کہا (اے ابو بکر) بیشک اگر اللہ بزرگ و برتر تمام مخلوق کو ایک مٹھی میں[۵۲] لیکے جنت میں پہنچانا چاہے تو کر سکتا ہے (پھر تم زیادہ بتائیے زیادہ بتائیے کیوں کہے جاتے ہو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر سچ کہتے ہیں یہ حدیث (مصابیح والے نے) شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۴۹) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی صف باندھکر کھڑے ہونگے اُنکے پاس سے ایک جنتی آدمی گزریگا تو انمیں سے ایک آدمی کہیگا اے فلانے کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں وہ ہوں کہ جسنے تجھے شربت پلایا تھا اور کوئی کہیگا میں وہ ہوں کہ جسنے تجھے وضو کا پانی دیا تھا وہ شخص اُسکی سفارش کریگا اور اُسے جنت میں[۵۳] پہنچا دیگا یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۰۵۰) حضرت ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سے دو آدمی بہت فریاد و زاری کرینگے پروردگار برتر فرمائیگا ان دونوں کو نکالو پھر اُن سے کہیگا کس وجہ سے تمہاری فریاد و زاری اتنی بڑھ گئی وہ کہینگے ہمنے یہ (شور) اسلیئے کیا تاکہ تجھے ہم پر رحم آجاوے فرمائیگا بیشک میری رحمت تم پر یہی ہے کہ تم دونوں جاکے اپنے تئیں آگ میں جس جگہ پہلے تھے ڈالدو اُن میں سے ایک تو اپنے تئیں آگ میں ڈالدیگا اُسپر[۵۴] خدا تعالیٰ وہ آگ ٹھنڈی

---

[۵۱] زیادہ تقریر کیوں کرتے ہو ۱۲ [۵۲] یعنے یہ کیا ضرورت ہے کہ اگر خدا ہم سبکو جنت میں بھیجنا چاہے تو بار بار لپیں بھر کر بھیجے وہ چاہے تو ایک ہی مٹھی میں ہم سبکو جنت میں بھیجدے ۱۲ [۵۳] اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی خدمت کرنی بہت اچھی ہے بہت لوگ اس طرح بھی بخشے جائینگے ۱۲ [۵۴] کیونکہ جب اُس نے خدا کی بات مان لی پھر خدا اُسے عذاب نہ کرے گا ۱۲۔

اور سالم رکھنے والی کر دیگا اور دوسرا شخص کھڑا رہیگا اپنے تئیں آگ میں نہیں گرائیگا اُس سے پروردگار بزرگ و برتر فرمائیگا تجھے اپنے تئیں اس طرح آگ میں ڈالنے سے جسطرح تیرے ساتھی نے ڈال دیا کس نے روک دیا وہ کہیگا اے پروردگار بیشک میں اُمید کرتا ہوں کہ جب تو نے مجھے اسمیں سے نکال لیا تو دوبارہ مجھے اسمیں نہیں بھیجیگا پروردگار بزرگ و برتر اُس سے فرمائیگا تیری اُمید بر آئی[۱] وہ دونوں شخص خدا کی رحمت سے اکٹھے جنت میں چلے جائینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۱) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ آگ پر[۲] سے گزر ینگے پھر اپنے عملوں کے موافق اُس سے نجات پائینگے اُنمیں سے پہلا بجلی کی چمک کیطرح (جاتا) ہوگا پھر ہوا کیطرح پھر دوڑنے والے گھوڑے کی طرح پھر شتر سوار کیطرح پھر آدمی کے دوڑنے کیطرح پھر آدمی کے پیادہ چلنے کیطرح چلتے ہونگے (اور یہ سب نجات پانیوالے لوگ ہونگے) یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۰۵۲) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قیامت کے دن تمہارے سامنے میرا حوض ہوگا اُسکے دونوں پہلوؤں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ جرباء[۳] اور اذرح میں ہے بعض راویوں نے کہا ہے وہ دونوں ملک شام میں دو گاؤں ہیں اُن دونوں میں تین دن کا راستہ، اور ایک روایت میں ہے اُسمیں آسمان کے ستاروں کے برابر[۴] آبخورے ہیں جو کوئی وہاں آکے اُسمیں سے پیئے گا اس کے بعد کبھی اُسے پیاس نہ لگے گی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۳) حضرت حذیفہ اور ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر (قیامت کے دن) لوگوں کو جمع کریگا اور مسلمان کھڑے ہونگے یہانتک کہ جنت اُنکے نزدیک

---

[۱] کیونکہ تو میری رحمت کا اُمیدوار رہا جا میں اپنی رحمت سے تجھے بخشتا ہوں ۱۲ [۲] آگ پر گزرنے سے پل صراط پر گزرنا مراد ہے کیونکہ پل صراط دوزخ کی پشت پر کھڑی ہوگی اور اُسپر سے لوگ راستہ طے کرکے جنت میں جائینگے جیسے جسکے عمل ہونگے اُسطرح وہ تیز چلیگا اور گنہگار کٹ کٹ کر دوزخ میں گر پڑیگی ۱۲ [۳] جرباء اور اذرح قریب قریب مقام ہیں راوی نے جو تین دن کی مسافت کا فاصلہ بتایا یہ اُسکی غلطی ہے بلکہ مراد حضور انور کی یہ ہے کہ جتنا مدینہ سے جرباء اور اذرح تک فاصلہ ہے حوض کوثر اتنا بڑا ہے۔ مرقاۃ ۱۲ [۴] جتنے آسمان کے تارے ہیں اتنے ہی حوض کوثر کے آبخورے ہیں ۱۲

ہو جائیگی، وہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آکے کہینگے اے والد صاحب! ہمارے لئے جنت (کا دروازہ) کھلواؤ وہ کہینگے کیا تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا کے علاوہ کسی اور چیز[۱] نے نکالا ہے میں اس لائق نہیں ہوں تم میرے بیٹے ابراہیم کے پاس جاؤ جو خدا کا دوست ہے آنحضور فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں میں تو دور ہی دور سے دوست تھا تم موسیٰ کے پاس جاؤ جس سے خدا نے باتیں کی تہیں پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے وہ کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں تم عیسیٰ جو خدا کے کلمہ (کن سے پیدا ہوئے) ہیں اور اسکی روح ہیں اُنکے پاس جاؤ پھر حضرت عیسیٰ کہینگے میں اس لائق نہیں ہوں بعد ازاں لوگ محمدؐ کے (یعنے میرے) پاس آئینگے محمدؐ کھڑے ہونگے تو انہیں (شفاعت کی) اجازت ملجائیگی پھر امانت اور رشتہ داری دونوں بھیجی جاوینگی وہ دونوں پل صراط کے دائیں بائیں طرف کھڑی ہو جائینگی سب سے پہلا تمہارا آدمی بجلی کیطرح گزریگا راوی کہتے ہیں میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بجلی کیطرح گزرنا کسطرح ہے آپنے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے کہ بجلی پلک جھپکنے میں کیونکر آتی جاتی ہے پھر دوسرا آدمی ہوا چلنے کیطرح پھر پرند جانور کے اڑنے کیطرح پھر اور آدمیوں کے دوڑنے کی طرح چلینگے انہیں اُن کے اعمال لیجائینگے اور تمہارے نبی پل صراط پر کھڑے ہو کے یہ کہتے ہونگے یا الٰہی (میری اُمت کو) سالم رکھ سالم رکھ یہانتک کہ بندوں کے عمل[۲] (لیجانے سے) ہار جائینگے تو ایک ایسا آدمی آئیگا کہ وہ سُرین کے بل چلنے کے سوا دوسری طرح نہیں چل سکیگا اور آنحضور فرماتے ہیں پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے لٹکے ہونگے انہیں یہ حکم ہوگا کہ جسکے پکڑنیکا حکم ہو اُسے پکڑ لینا پھر زخمی لوگ چھوٹ[۳] جائینگے اور گرے ہوئے دوزخ میں جائینگے اور اُس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے

---

[۱] یعنے میری خطا کیوجہ سے تو تم جنت سے نکالے گئے تھے اب میں اس لائق کہاں ہوں جواب تمہیں بہشت میں جانے کے واسطے گذارش کروں جاؤ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ تمہاری سفارش کرینگے ۱۲ [۲] خلاصہ یہ کہ جیسکے جیسے عمل ہونگے اُسی قدر پل صراط پر تیز چلینگے کوئی بجلی کی طرح اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی پرند جانوروں کی طرح اور کوئی آدمیوں کے دوڑنے کے موافق چلیگا اخیر میں جب ایسے لوگ رہجائینگے کہ اُنکے عمل چلنے سے ہار جائینگے تو لوگ سُرین کے بل گھِسٹتے چلینگے ۱۲ [۳] یعنے جنکے صرف زخم ہی زخم لگینگے کٹ کر دوزخ میں نہیں گرینگے انہیں نجات ملجائیگی اور جو گر پڑینگے وہ دوزخ میں جلینگے ۱۲

بیشک جہنم کی گہرائی ستر برس کی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں سے میری شفاعت کیوجہ سے ایسے لوگ نکلینگے جیسے کہ وہ ثغاریر ہیں ہمنے کہا ثغاریر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا وہ آرے[1] ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۵) حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن یہ تین (طرح کے) آدمی شفاعت کرینگے اوّل نبی پھر عالم پھر شہید یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب جنّت اور اوس کے رہنے والوں کی صفتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۰۵۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسا کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خطرہ گذرا ہے اور تم چاہو تو یہ آیت پڑھو فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین (ترجمہ کسی جان کو نہیں معلوم کہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا چیز چھپا رکھی ہے) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی جگہ ساری دنیا اور دنیا کے سامان سے بہت بہتر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۵۸) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ راہ خدا میں صبح کو یا شام کو جانا دنیا اور دنیا کے سامان سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین پر جھانک لے تو زمین و آسمان کے بیچ میں روشنی کر دے اور ان دونوں کے درمیان کو خوشبو سے بھر دے اور البتہ اُنکی سر کی اوڑھنی دنیا اور دنیا کے سامان سے بہتر ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں

---

[1] یعنی آرے کے ساتھ اس لئے مشابہت دی گئی کہ آریہ بہت جلد بڑھتا ہے اسیطرح دوزخی نہر الحیات سے نکلکر جلد تر و تازہ ہونگے بعضوں نے آریہ کی جگہ ککڑی مراد لی ہے ۱۲۔

ایک ایسا درخت ہے کہ اُسکے سایہ میں سوار سو برس تک چلے تو اُسے طے نہ کر سکے اور تم میں سے ایک کی کمان کی لمبائی کے برابر جنت میں جگہ تمام دنیا اور اُسکے سامان سے جنپر سورج نکلتا اور غروب ہوتا ہے بہتر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۰) حضرت ابو موسی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایماندار کے واسطے جنت میں ایک کھوکلے موتی کا خیمہ ہوگا جوڑان اُسکی ساٹھہ میل کی ہوگی ایک روایت میں ہے لمبائی اُسکی (ساٹھہ میل ہوگی) اُسکے ہر ایک گوشہ میں رہنے والے ہونگے جنہیں اور لوگ نہیں دیکھیں گے اور وہ ایماندار اُنکے پاس آئے جائیگا اور (ایماندار کے لئے) دو جنتیں ہیں جنکے برتن اور تمام سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ایسی ہیں جنکے برتن اور سامان سونے کے ہیں جنت عدن میں لوگوں اور اُنکے پروردگار کے دیدار کے بیچ میں بجز چادر کبریائی کے جو اُسکے چہرے پر ہے اور کچھہ نہو گا یہ روایت متفق علیہ

(۱۰۶۱) حضرت عُبادہ بن صامت کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں ہر ایک درجے میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے بیچمیں ہے اور فردوس اُن درجوں میں سے سب سے اوپر کا درجہ ہے (اُسمیں) جنت کی چار نہریں (پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کی) بہتی ہیں اور اُسکے اوپر عرش ہوگا جب تم خدا سے مانگا کرو تو اُس سے جنت الفردوس ہی مانگا کرو، یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اسے مینے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں پایا اور نہ حمیدی کی کتاب میں پایا (نہ معلوم مصابیح والے نے اسے پہلی فصل میں کیوں لکھدیا)

(۱۰۶۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں ایک بازار ہے اُسمیں تم ہر جمعہ کو جایا کروگے پس باد شمالی کیطرح ہوا چلیگی اور اُن کے چہروں اور کپڑوں پر خوشبو پھیلا دیگی اُن کا حسن و جمال بڑھہ جائیگا پھر وہ اپنے گھروں میں جائینگے تو اُن کا حسن و جمال بڑھا ہوا ہوگا اُنسے اُنکے گھروالے کہینگے بخدا تم تو ہمارے پیچھے حسن و جمال میں بڑھ گئے وہ کہینگے

۱؎ اُسے درخت طوبی کہتے ہیں کہ اُسکے سایہ کی مسافت گھوڑے کے سوار بھی سو برس میں قطع نہ کر سکیں گے ۱۲ ۲؎ یعنے خدا کے دیدار اور اُس بندہ کے بیچ میں صرف ایک چادر کبریائی ہوگی اور کوئی پردہ نہ ہوگا ۱۲ ۳؎ کیونکہ وہاں شمال و جنوب و مشرق و مغرب تو ہوگا نہیں جو اُسے کسی طرف منسوب کیا جاوے بلکہ وہ ہوا باد شمالی جیسی ہوا ہوگی ۱۲۔

خدا کی قسم تم بھی ہمارے پیچھے حسن و جمال میں بڑھ گئے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اوّل گروہ (اُن لوگوں کا) جو جنت میں جا ئینگے چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہونگے پھر جو اُنکے قریب ہونگے وہ ایسے روشن ہونگے جیسے آسمان پر بہت بڑا روشن تارا ہوتا ہے اُنکے دل ایک آدمی کے دل جیسے[1] ہونگے اُنمیں نہ کچھ اختلاف ہوگا اور نہ باہمی عداوت ہوگی ہر ایک کی بڑی آنکھوں والی دو حوریں بیویاں ہونگی خوبصورتی کی وجہ سے اُنکی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اندر سے[2] دکھائی دیگا صبح و شام خدا کی تسبیح کرینگے نہ بیمار ہونگے اور نہ پیشاب کرینگے اور نہ پیخانہ پھرینگے اور نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکینگے اُنکے برتن سونے اور چاندی کے ہونگے اور اُنکی کنگھیاں سونیکی ہونگی اور اُنکی انگیٹھیوں کا ایندھن عود ہوگا اور اُن کا پسینہ مشک کیطرح خوشبودار ہوگا ایک آدمی کی[3] پیدائش کے موافق اپنے باپ آدم کی آسمانی صورت پر ساٹھ ہاتھ (یعنے تیس گز) کے ہونگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۴) حضرت جابر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنتی جنت میں کھائینگے اور پئیں گے اور نہ اسمیں تھوکینگے اور نہ پیشاب کرینگے اور نہ پیخانہ پھرینگے اور نہ ناک سنکینگے صحابہ نے پوچھا پھر کھانے (کے فضلہ) کا کیا حال ہوگا آپنے فرمایا اُسکی ڈکار اور[4] مشک جیسا پسینہ ہوگا۔ تسبیح اور تحمید اسطرح اُنکے دل میں ڈالی جاویگی جیسے کہ سانس آتا جاتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنت میں جائیگا خوش رہیگا محتاج نہ ہوگا اور نہ اُسکے کپڑے پرانے ہونگے اور نہ اُنکی جوانی[5] فنا ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] مراد یہ ہے کہ جیسے ایک آدمی کے دل میں کچھ اختلاف نہیں ہوتا اسیطرح جنتیوں کے دلوں میں بھی کچھ اختلاف نہ ہوگا ۱۲ [2] یعنے نہایت درجہ لطیف اور نازک ہونگی ۱۲ [3] یعنے سبکے دل متحد ہونگے اور سب آدم علیہ السلام کی صورت و سیرت اور قد پر ہونگے ۱۲ [4] یعنے فضلہ ڈکار اور پسینے میں نکل جائیگا۔ اُن کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا ۱۲ [5] ہمیشہ یک حالت پر رہینگے تغیر و تبدل ذرا نہ ہوگا ۱۲

(۱۰۶۶) حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پکارنے والا پکاریگا کہ اب تمہارے لئے (ہمیشہ) تندرست رہنا ہے کبھی بیمار نہ ہوگے اور تمہارے لئے (ہمیشہ) زندہ رہنا ہے کبھی نہ مروگے اور تمہارے لئے (ہمیشہ) جوان رہنا ہے کبھی بڈھے نہ ہوگے اور تمہارے لیے (ہمیشہ) خوش رہنا ہے کبھی محتاج نہ ہوگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۷) حضرت ابو سعید خدری نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنتی اپنے اوپر کے محل والوں کو اسطرح دیکھینگے جیسے کہ کسی چمکتے ستارے کو جو افق مشرق یا مغرب میں باقی رہگیا ہو لوگ دیکھتے ہوں کیونکہ اُن میں سے ایک کی دوسرے پر بزرگی ہوگی لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ نبیوں کے مقام ہونگے جنپر کوئی غیر نہ پہنچ سکے گا آپ نے فرمایا ہاں[۱] اور اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی اُنہوں نے تصدیق کی (اُنکے بھی یہی مقام ہونگے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایسے لوگ جائینگے جنکے دل پرند جانوروں[۲] جیسے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۹) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ جنتیوں سے کہیگا اے جنتیو وہ کہینگے لبیک ربنا وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک (ترجمہ اے پروردگار ہم حاضر ہیں اور تیری خدمت میں مستعد ہیں اور تمام نیکیاں تیرے قبضہ میں ہیں) خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تم خوش ہوگئے وہ کہینگے اے پروردگار ہمیں کیا ہوا جو ہم خوش نہ ہوں حالانکہ تونے ہمیں اتنا دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو اتنا نہیں دیا خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ دوں وہ لوگ کہینگے اے پروردگار اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی اللہ برتر فرمائیگا میں اپنی رضا مندی تمپر اُتار[۳] (یعنے عطا) کرتا ہوں پھر اسکے بعد کبھی تم سے خفا نہ ہونگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] وہ نبیوں کے درجے ہونگے اور جو خدا اور رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں اُنکے بھی یہی مقام ہونگے ۱۲۔
[۲] یعنے اُنکے دل پرند جانوروں کی طرح نرم اور صاف ہونگے یا یہ مراد ہے کہ اُنکے دل خدا پر بھروسہ کرنے میں پرند جانوروں جیسے ہونگے کہ صبح کو وہ خدا پر بھروسہ کرکے روزی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں پھر خدا بھی انہیں بھوکا نہیں پھیرتا ۱۲ [۳] میرا تُمسے خوش رہنا تمہارے حق میں دُنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے ۱۲۔

(۱۰۷۰) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میں سے ہر ایک کا جنت میں ادنیٰ مرتبہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ اُس سے فرمائیگا (جو تیرا جی چاہے) آرزو کر پھر بندہ آرزو کریگا پھر اور آرزو کریگا اور خدا تعالیٰ اُس سے فرمائیگا کیا تو نے[۱] آرزو کرلی وہ کہیگا ہاں خدا تعالیٰ اُس سے فرمائیگا بیشک جو کچھ تو نے مانگا وہ اور اُسکے برابر اور تجھے ملیگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۷۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیحان[۲] اور جیحان اور فرات اور نیل سارے جنت کی نہروں میں سے (آتے) ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۲) حضرت عُتبہ بن غزوان فرماتے ہیں کسی نے ہم سے یہ ذکر کیا کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جاوے اور وہ اُسمیں ستر برس تک گرتا چلا جائے تب بھی اُسکو[۳] جہنم کی گہرائی نہ معلوم ہو خدا کی قسم تم اُس میں بھر جاؤ گے اور بیشک یہ بھی ہم سے ذکر کیا گیا کہ جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں میں چالیس برس کی مسافت ہے اور اُنپر ایک دن ایسا آئیگا کہ وہ بھیڑ سے بھرے ہوئے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۰۷۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں مینے پوچھا یارسول اللہ مخلوق کس چیز سے پیدا ہوئی ہے آپ نے فرمایا پانی سے ہمنے پوچھا بہشت کس چیز کی بنی ہوئی ہے آپنے فرمایا اُس کی ایک اینٹ سونیکی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اُس کا گارا خوشبودار مُشک خالص کا ہے اور اُسکے کنکر موتی اور یاقوت ہیں اور اُسکی خاک زعفران ہے جو کوئی جنت میں جائیگا خوش رہیگا تکلیف میں نہیں رہیگا اور وہاں ہمیشہ رہیگا مرنے کا نہیں اور نہ اُنکے کپڑے پرانے ہونگے اور نہ اُنکی جوانی جائیگی یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے تو اپنی آرزوئیں کرچکا یا اور کوئی آرزو باقی ہے جسوقت بندہ کہیگا اب کوئی آرزو باقی نہیں رہی اُسوقت خدا تعالیٰ فرمائیگا جا مینے تیری سب آرزوئیں پوری کیں اور اسکے برابر تجھے اور دیلیگا

[۲] سیحان وجیحان دو دریا ہیں سیحان ملک شام میں یا مدینہ میں ہے اور جیحان بلخ میں ایک دریا ہے اور فرات کوفہ میں اور نیل مصر میں ہے اور انکے جنتی ہونے سے جنتی نہروں کا نمونہ ہونا مراد ہے یا مراد یہ ہے کہ ان کا پانی اور نہروں کے پانیکی نسبت بہت اچھا ہے ۱۲ [۳] یعنے ستر برس میں بھی جہنم کی تہ تک نہ پہنچے معاذ اللہ منہا اسکی گہرائی کا کیا ٹھیک ہے ۱۲

(۱۰۷۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں ہے جس کا تنہ سونیکا نہ ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں سو درجے ہیں ہر ایک دو درجوں کے بیچ میں سو برس کا فاصلہ ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۱۰۷۶) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں سو درجے ہیں کہ اگر سارے جہانوں والے انہیں سے ایک میں جمع ہو جائیں تو وہ انہیں کافی ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۷۷) حضرت ابوسعید ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ [۱] کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اُن بچھونوں کی بلندی آسمان وزمین کی درمیانی مسافت جیسی پانسو برس کی مسافت [۲] ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۷۸) حضرت ابوسعید ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے جو گروہ جنت میں جائیگا انکے منہ ایسے روشن ہونگے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے اور دوسرا گروہ آسمان کے بہت اچھے چمکتے تارے کی طرح ہوگا انمیں سے ہر ایک مرد کی دو بیویاں ہونگی ہر ایک بیوی ستر جوڑے پہنے ہوگی اُسکے اندر سے اُنکی پنڈلیوں کی ہڈیوں کا گودا دکھائی دیتا ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۹) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جنت میں ایماندار کو اتنی اور اتنی عورتوں سے صحبت کرنیکی طاقت عطا ہو جائیگی کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا مرد میں بہت طاقت ہوگی آپ نے فرمایا سو مردونکی طاقت ملجائیگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۰) سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا اگر ناخون بھر [۳] جنت کی چیز ظاہر ہو جاوے واسکی وجہ سے تمام چیزیں جو کچھ آسمان و زمین کے اطراف تک ہیں

[۱] ترجمہ اور اونچے اونچے بچھونے ہونگے ۱۲ [۲] یعنے وہ بچھونے پانسو برس کی مسافت کے برابر اونچے ہونگے جیسی کہ آسمان اور زمین کے بیچ میں مسافت ہے ۱۲ [۳] مراد یہ ہے کہ جتنی چیز ناخون پر رکھنے کے قابل ذرا سی ہو اگر جنت کی چیز اتنی بھی دُنیا میں ظاہر ہو جاوے تو ساری دنیا میں اُجالا اور روشنی ہو جائے ۱۲

شرابین ہو جائیں اور اگر جنت کا ایک آدمی (دنیا میں) جھانک لے اور اُسکے کڑے (یا کنگن) ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی کو اس طرح مٹا دے جیسے[۱] سورج تاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۸۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بے بالوں والے[۲] امرد سُرمگیں آنکھوں والے ہونگے نہ اُنکی جوانی فنا ہو گی اور نہ اُنکے کپڑے پُرانے ہونگے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۲) معاذ بن جبل نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بن بالوں والے امرد سُرمگیں تیس۳۰ یا تینتیس۳۳ برس کے ہوکے جنت میں جائینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۳) اسماءؓ بنت ابی بکر کہتی ہیں میں نے اُسوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ سے کسی نے سدرۃ المنتہیٰ[۳] کا ذکر کیا آپ نے فرمایا وہ ایسا درخت ہے کہ اُسکی ٹہنیوں کے سایہ میں سوار سو برس تک چلا جائے یا اُسکے سایہ میں سو سوار آرام کرسکیں راوی نے اسمیں شک کیا ہے (کہ آپنے یہ جملہ کہا یا یہ جملہ کہا) اُسپر سونیکے پروانے ہیں اُس کے پھل مٹکوں کے برابر ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۸۴) حضرت انس فرماتے ہیں کسی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کوثر کیا ہے آپنے فرمایا وہ جنت میں ایک نہر ہے جو خدا نے مجھے عطا کی ہے (اُس کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اُس (کے کناروں) میں پرند جانور ہیں جنکی گردنیں اونٹوں کی سی ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا بیشک وہ تو بہت اچھے ہونگے آنحضورؐ نے فرمایا اُنکے کھانے والے اُن سے زیادہ خوش ہونگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۵) حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا جنت میں گھوڑے بھی ہیں آپ نے فرمایا (ہاں) اگر خدا تجھے جنت میں بھیجدے تو جب تو یہ چاہے کہ جنت میں سُرخ یاقوت

---

[۱] جیسے سورج کے آگے تاروں کی روشنی ماند ہو جاتی ہے اسیطرح اُنکے زیور کی چمک کے آگے سورج کی روشنی مٹ جائے ۱۲۔ [۲] یعنی جنتی نوعمر لڑکوں کیطرح بے ڈاڑھی والے امرد ہونگے اُنکی آنکھیں سُرمگیں ہونگی ۱۲۔

[۳] سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام رہتے ہیں ۱۲۔

کے گھوڑے پر سوار ہوں جو جنت[۱] میں جہاں تو چاہے تجھے لئے لئے اڑتا پھرے تو یہ کر سکتا ہے پھر آپ سے ایک آدمی نے یہ سوال کیا یا رسول اللہ کیا جنت میں اونٹ بھی ہیں بریدہ کہتے ہیں اُسے آپ نے وہ جواب نہ دیا جو پہلے کو دیا تھا (بلکہ) یہ فرمایا اگر خدا تجھے جنت میں بھیج دیگا تو جس چیز کو تیرا جی چاہیگا اور جو کچھ تیری آنکھوں کو اچھا معلوم ہوگا وہ تیرے واسطے موجود ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۶) حضرت ابوایوب فرماتے ہیں ایک زمیندار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے بھی ہونگے آنحضور نے فرمایا اگر تو جنت میں چلا گیا تو تجھے یاقوت کا گھوڑا ملیگا اُسکے دو بازو ہونگے پھر اُسپر تو سوار ہوگا پھر جہاں تو چاہے گا وہ تجھے اڑا کے لے جائیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے اسکی سند قوی نہیں ہے اور ابو سورہ اس حدیث کا راوی ضعیف ہے اور مینے محمد بن اسمٰعیل (امام بخاری) سے سنا ہے وہ کہتے تھے ابو سورہ راوی کی یہ حدیث منکر ہے کیونکہ وہ منکر حدیثیں نقل کرتا ہے۔

(۱۰۸۷) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتیوں کی ایکسو بیس صفیں ہونگی انکیں سے اسّی میری اُمت کی اور چالیس[۲] باقی اُمتوں کی ہونگی یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور کتاب بعث ونشور میں بیہقی نے روایت کی ہے۔

(۱۰۸۸) سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر سے نقل کر کے کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دروازے سے میری اُمت جنت میں جائیگی اُسکی چوڑان اپنے گھوڑے سوار کے تین (دن) یا تین برس کی مسافت ہے پھر بھی واقعی وہ لوگ بھچ جائینگے یہانتک کہ آنکے کندھے (بھیڑ کی وجہ سے) اترنے لگینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث ضعیف ہے (کیونکہ) مینے

---

[۱] یعنے اگر جنت میں تیرا جی چاہے کہ میں گھوڑے پر بیٹھوں اور جہاں میرا جی چاہے وہ لئے لئے اڑتا پھرے تو تجھے خداوند کریم گھوڑا بھی دیدیگا ۱۲ [۲] یعنے اسے مختصر جواب دیدیا کہ جس چیز کو تیرا جی چاہیگا وہ ملجائیگی جو جواب پہلے شخص کو دیا تھا وہ نہیں دیا ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ اُمت محمدی کے مسلمان جنتیوں کے دو تہائی ہونگے ایک تہائی اور سارے نبیوں کے اُمتی ہونگے ۱۲ [۴] جنت کے دروازے کی چوڑان ایسا ہے کہ اُسے تین برس میں گھوڑے سوار طے کرے تو طے ہو بادجود اسقدر چوڑے ہونیکے جب میری اُمت اُسمیں جائیگی تو کھوے سے کھوا چھلیگا ۱۲۔

محمد بن اسمٰعیل بخاری سے اس حدیث کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور کہا یخلد[۵۱][۵۲] (خالد) بن ابی بکر منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

(۱۰۴۹) حضرت علی کرم اللہ وجہ روایت کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں ایک بازار ہے جسمیں خرید و فروخت نہیں ہے صرف مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہونگی جب کسی آدمی کو کوئی صورت اچھی لگیگی اسمیں چلا جائیگا (یعنے ویسی صورت کا ہو جائیگا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۵۰) سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ سے ملے تو ابو ہریرہ نے فرمایا میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں ملائے سعید بولے کیا جنت میں بازار بھی ہے ابو ہریرہ نے کہا ہاں (ہے) مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ جنتی جب جنت میں جائینگے تو اپنے اپنے عملونکی زیادتی کے موافق جنت کے درجوں میں اتر ینگے پھر انہیں دنیا کے دنوں کے حساب[۵۳] سے جمعہ کے دن اجازت دیجائیگی کہ وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں اور خدا تعالیٰ انکے لئے عرش کو ظاہر کریگا اور جنت کے ایک بڑے باغ میں انکے لئے ظاہر ہوگا پھر انکے واسطے نور کے اور موتیوں کے اور یاقوت و زبرجد (یعنے زمرد) اور سونے چاندی کے ممبر بچھائے جائینگے اور انمیں کا کم سے کم مرتبہ کے آدمی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھینگے حالانکہ انمیں کوئی کمینہ نہوگا اور یہ لوگ یہ خیال کرینگے کہ کرسیوں[۵۴] والوں کی جگہ ہمسے اچھی ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا ہاں کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں کچھ شک کرتے ہو ہمنے کہا نہیں آپ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کے دیکھنے میں شک نہیں کروگے اور اس مجلس میں کوئی آدمی باقی نہ رہیگا جس سے

---

[۵۱] مراد یہ ہے کہ انکے نزدیک یہ حدیث مجہول ہے ۱۲ [۵۲] اس نام میں صاحب مشکوٰۃ سے غلطی ہوگئی ہے ترمذی میں یخلد کی بجائے خالد ہے ۱۲ وہی صحیح ہے ۱۲ [۵۳] کیونکہ وہاں زمانہ تو ہوگا نہیں جو جمعہ وغیرہ ہو بلکہ جتنا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک دنیا میں زمانہ ہے اتنی مدت کے بعد جنتیونکو اجازت ہوگی کہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں ۱۲ [۵۴] کیونکہ جنت میں ہر ایک کو یہ معلوم ہوگا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے اس سے زیادہ کسی کو نہیں ملا ۱۲۔

خدا تعالیٰ اُسنے درمُنہ کلام نہ کرے یہانتک کہ ایک آدمی سے فرمائیگا اے فلانے فلاں نیکے بیٹے کیا تجھے وہ دن یاد ہے جبکہ تو نے ایسا اور ایسا کہا تہا اُسے خدا تعالیٰ اُسکی دنیا کی کچھہ عہد شکنیاں یاد دلائیگا وہ کہیگا اے پروردگار کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا خدا تعالیٰ فرمائیگا ہاں میری بخشش کی وسعت ہی کیوجہ سے تو اس مرتبہ پر پہنچ گیا[1] وہ لوگ اسی حال میں ہونگے کہ اُنکے اوپر ایک ابر چھا جائیگا اور وہ ابر ایک ایسی خوشبو برسائیگا کہ اُس جیسی خوشبو لوگوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی پہر ہمارا پروردگار فرمائیگا کہ جو کچھہ میںنے تمہارے واسطے بزرگی تیار کر رکھی ہے اُسکے واسطے اٹھو اور جو تمہارا جی چاہے لو پہر ہم ایک ایسے بازار میں جائینگے جو فرشتوں سے بہرا ہوگا کہ ایسا نہ کبھی آنکھہ نے دیکھا ہوگا اور نہ کانوں نے سُنا ہوگا اور نہ دلوں میں اُن کا خیال آیا ہوگا پہر جس چیز کو ہمارا دل چاہیگا وہ ہمیں اُٹھا کر دیدیجائیگی اُس میں خرید و فروخت نہ ہوگی اور اُس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملینگے پہر ایک شخص بڑے مرتبہ والا آئیگا اور اپنے سے کم مرتبہ والے سے ملیگا حالانکہ اُن میں کمینہ نہوگا[2] وہ جو کچھہ اپنے اوپر لباس دیکھیگا اُسے اچھا معلوم ہوگا اُسکی بات پوری نہ ہونے پائیگی کہ اُسے اپنے لباس سے اُس کم مرتبہ والے کا لباس بہتر معلوم ہونے لگیگا[3] اور یہ اس لئے ہے کہ جنت میں کسی کو غمگین ہونا لائق نہیں ہے پہر ہم اپنے اپنے مقاموں پر آئینگے اور ہم سے ہماری بیویاں ملینگی تو کہینگی تم خوب آئے اور اپنے گہر میں آئے اور اِس حال میں آئے کہ تمہارا جمال اُس جمال سے بہتر ہے جو ہمسے جُدا ہونیکے وقت تہا ہم کہینگے ہم آج اپنے پروردگار کے ساتھہ بیٹھے تہے جو ٹوٹے ہوئے کام درست کرتا ہے اور ہمیں اسی طرح واپس آنا لائق بہی ہے جسطرح ہم آئے ہیں[4] یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

---

[1] ورنہ تیری خطاؤں اور عہد شکنیوں پر خیال کیا جاتا تو تو ہرگز نہ بخشا جاتا ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ اُنکے مرتبوں میں باعتبار زیادہ بزرگی کے کمی و بیشی ہوگی کوئی کمینہ نہ ہوگا سب کے سب فضیلت والے ہونگے کوئی کم کوئی زیادہ ۱۲ [3] کیونکہ جب اُس کم والیکا لباس گھٹیا ہوگا اور اس عالی مرتبہ کا عمدہ لباس ہوگا تو وہ کم مرتبہ والا غمگین ہوگا اسلیئے خدا تعالیٰ اُسے بہی ویسا ہی لباس عطا کردیگا تا کہ وہ رنجیدہ نہو ۱۲۔

[4] یعنے آج ہم ایسی مجلس میں بیٹھے تہے جسمیں پروردگار بہی تہا وہی ذات پاک حسن و جمال کی بڑہانیوالی ہے جو کوئی اُسکے پاس بیٹھے وہ اسی قابل ہے کہ اسطرح حسین و جمیل ہوکر پہرے ۱۲۔

(۱۰۹۱) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم سے کم مرتبے والے جنتی کے اسی ہزار خدمتگار اور بہتر بیویاں ہونگی اور اس کے واسطے ایک گنبد موتی اور زبرجد اور یاقوت کا اتنا ہوگا جیسا کہ جابیہ[۱] اور صنعاء کے بیچ میں فاصلہ ہے اور اسی سند سے منقول ہے کہ آنحضور نے فرمایا ہے جو کوئی چھوٹا یا بڑا جنتی مرتا ہے جنت میں وہ سب تیس[۲] برس کے ہوکر جائینگے اس سے کبھی زیادہ نہونگے اور اسیطرح دوزخی ہیں اور اسی سند سے منقول ہے آنحضور نے فرمایا ہے بیشک اُن (کے سروں) پر تاج ہونگے اُس کا گھٹیا سے گھٹیا موتی ایسا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی کردیگا اور اسی سند سے اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ایماندار جب جنت میں اولاد کی آرزو کریگا تو ایک ہی گھڑی میں اُس کا حمل اور بچہ جننا اور سِن پورا ہونا سب کچھ ہو جائیگا جیسا کہ چاہیگا ابو اسحٰق بن ابراہیم اس حدیث میں کہتے ہیں جب ایماندار جنت میں بچے ہونگی خواہش کریگا تو ایک گھڑی میں ہو جائیگا ولیکن وہ خواہش ہی نہیں کریگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور ابن ماجہ نے چوتھا[۳] فقرہ اور دارمی نے اخیر جملہ نقل کیا ہے۔

(۱۰۹۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنت میں حور عین[۴] کا مجمع ہوگا جو اپنی آوازیں دگانیکے واسطے) بلند کرینگی کہ اُس جیسی کسی مخلوق نے کبھی آواز نہ سنی ہوگی اور کہینگی ہم ہمیشہ[۵] رہنے والیاں ہیں ہم کبھی ہلاک نہ ہونگی اور ہم چین و آرام میں ہیں کبھی ہم محتاج نہ ہونگی اور ہم (اپنے خاوندوں سے) خوش ہیں کبھی ہم ناخوش نہ ہونگی اُس شخص کو خوشی ہو جو ہمارے لیئے ہے اور ہم اُسکے لیئے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۳) حکیم بن معاویہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت میں پانی کا دریا ہے اور شہد اور دودھ اور شراب کے بھی دریا ہیں پھر اُنمیں سے اور نہریں[۶] نکلینگی۔ یہ

---

[۱] جابیہ ملک شام میں ایک شہر ہے اور صنعاء مصر کے قریب ایک شہر ہے ۱۲ [۲] ایک دوسری حدیث جو اسی سند سے منقول ہے اُسمیں یہ ہے کہ جنتی سارے تیس برس کے ہونگے خواہ بڈہے مرے ہوں یا بچے یا جو بیچ کے عمر میں مرگئے ہوں ۱۲ [۳] یعنی اس ایک سند سے جو پانچ جملے الگ الگ منقول ہوئے اُنمیں سے چوتھا ابن ماجہ اور پانچواں دارمی نے نقل کیا ہے ۱۲ [۴] عین حوروں کو اسلیئے کہتے ہیں کہ عین کے معنے بڑی آنکھوں والی ہیں اور حوروں کی آنکھیں بڑی بڑی ہونگی ۱۲ [۵] یہی اُنکا گانا ہوگا جو آواز بلند کا سُنینگی ۱۲ [۶] جو سب کے

حدیث ترمذی اور معاویہ سے دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۰۹۴) حضرت ابو سعید رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیشک جنتی آدمی پہلو بدلنے سے پہلے جنت میں ستر ستر مسندوں پر تکیہ لگائیگا پھر اُسکے پاس ایک عورت آئیگی اور اُسکے مونڈھوں پر ہاتھ ماریگی وہ شخص اپنا چہرہ اُسکے رخسارہ میں جو آئینہ سے زیادہ روشن[۵۱] ہوگا دیکھیگا اور ادنیٰ سے ادنیٰ موتی جو اُس عورت پر ہوگا ایسا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کے درمیانی مقام کو روشن کردے وہ عورت اسے سلام کریگی اور وہ سلام کا جواب دیگا اور اُس سے پوچھیگا تو کون ہے وہ جواب دیگی میں منجملہ مزید[۵۲] کے ہوں (جس کا قرآن میں خدا نے وعدہ کیا ہے) اور بیشک وہ ستر کپڑے پہنے ہوگی پھر بھی اُس مرد کی نگاہ اُن میں اسطرح چلی جائیگی کہ اُن کے اندر سے اُس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھ لیگا اور واقعی اُسکے سر پر تاج ہونگے اُس کا ادنیٰ موتی ایسا ہوگا کہ مشرق اور مغرب کے درمیانی[۵۳] مقام کو روشن کر دیگا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۵) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا تھا آپ یہ بیان کررہے تھے کہ ایک جنتی آدمی اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگیگا خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تو جو کچھ چاہتا ہے تجھے میسر نہیں ہے وہ کہیگا ہاں ہے ولیکن میں کھیتی کرنی چاہتا ہوں پھر وہ بیج ڈالے گا اور اُس کا اُگنا اور پکنا اور کٹنا سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو جائیگا اور پہاڑوں کے برابر ہوگا خدا تعالیٰ فرمائیگا اے اولادِ آدم تیرا پیٹ کوئی چیز[۵۴] نہیں بھر سکتی وہ اعرابی (جو آنحضور کے پاس بیٹھا تھا) بولا بخدا میں تو خیال کرتا ہوں کہ وہ قریشی یا انصاری ہونگے کیونکہ یہی لوگ کھیتی کرنے والے ہیں اور ہم تو کھیتی والے ہی نہیں ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۰۹۶) حضرت جابر فرماتے ہیں ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا جنتی سوتے

---

[۵۱] یعنے اُس کا رخسارہ آئینہ سے زیادہ چمکتا ہوگا اُس میں جنتی اپنا منہ دیکھ لیگا ۱۲ [۵۲] یعنے قرآن شریف میں جو خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ ترجمہ ہمارے پاس اور بھی ہے) اُن ہی چیزوں میں سے میں بھی ہوں ۱۲ [۵۳] یعنے وہ ایسا چمکتا ہوا ہوگا جس سے ساری دنیا روشن ہو جائے [۵۴] تجھے جنت میں اسقدر نعمتیں ملتی ہیں پھر بھی تیرے دل سے کھیتی کرنے کی حرص نہ گئی ۱۲۔

آپنے فرمایا (نہیں) سونا تو موت کا بھائی ہے اور جنتی ہرگز مرنیکا نہیں (اسلیئے وہاں کوئی سونیکا بھی نہیں) یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب اللہ برتر کے دیدار کا بیان

پہلی فصل (۱۰۹۷) حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے ایک روایت میں یہ ہے کہ جریر نے کہا ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھ کے فرمایا تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اُس کے دیکھنے میں تم دھکا پیل نہ کرو گے اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم سورج نکلنے سے پہلے اور چھپنے سے پہلے کی نماز پر تم مغلوب نہ ہو تو تم ضرور کرو پھر یہ آیت پڑھی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (ترجمہ سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کر یعنے فجر اور عصر کی نماز پڑھ) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۹۸) صہیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا جسوقت جنتی جنت میں جا چکینگے خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں کچھ تمہیں اور دیدوں وہ کہینگے کیا تو نے ہمارے منہ روشن نہیں کیئے کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور دوزخ سے ہمیں بچا لیا آنحضرت فرماتے ہیں پھر پردہ اٹھ جائیگا اور وہ لوگ خدا تعالیٰ کیطرف دیکھینگے انہیں کوئی چیز اپنے پروردگار کی طرف نظر کرنے سے زیادہ پیاری نہیں ملیگی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ط (ترجمہ نیکی کرنے والوں کے لئے جنت ہے اور کچھ زیادہ (یعنے دیدارِ خدا) ہے۔

۱؎ مثل مشہور ہے کہ سویا ہوا اور مرا ہوا دونوں برابر ہیں ۱۲ ۲؎ کوئی پردہ وغیرہ بیچ میں نہ ہوگا ۱۲۔

۳؎ یعنے فجر اور عصر کی نماز کا بہت خیال رکھو کیونکہ صبح کو اکثر لوگ غافل پڑے سوتے ہیں اور عصر کے وقت دنیا کے دھندوں میں پھنسے ہوتے ہیں ۱۲ ۴؎ مراد یہ ہوگی کہ تو نے ہمیں اتنی نعمتیں دیدیں اب اس سے زیادہ کیا رہ گیا ارشاد ہوگا لو ہمارا دیدار کرلو یہ تمام نعمتوں سے زیادہ ہے ۱۲۔

دوسری فصل (۱۰۹۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ کم مرتبہ کا جنتی وہ آدمی ہوگا جو اپنے باغوں اور بیویوں اور نعمتوں اور خادموں اور تختوں کو ہزار برس کے راستہ سے دیکھیگا (یعنے اُس کا ملک ہزار برس کی مسافت کے برابر ہوگا) اور سب سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہ ہوگا جو صبح وشام خدا کا دیدار دیکھیگا پھر یہ آیت پڑہی وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (ترجمہ اُس دن بہت سے منہ تر وتازہ اور اپنے پروردگار کی طرف نظر کرنے والے ہونگے) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۰) ابورزین عُقیلی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم سب اپنے پروردگار کو قیامت کے دن تنہا دیکھینگے[۱] آپ نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا خدا کی مخلوق میں اسکی کیا نشانی ہے آپ نے فرمایا اے ابورزین کیا تم سب تنہا چودھویں رات کے چاند کو نہیں دیکھتے ہو ابورزین بولے ہاں دیکھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ تو خدا کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور اللہ تو (اُس سے زیادہ) بزرگ و برتر ہے[۲] یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۰۱) حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپنے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں کیونکر اُسے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۰۲) حضرت ابن عباس مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى[۳] وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں آپنے خدا تعالیٰ کو اپنے دل کی آنکھوں[۴] سے دو بار دیکھا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ ابن عباس نے فرمایا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار

---

[۱] یعنے کچھ ایسے بہیڑ بہاڑ تو نہ ہوگی کہ کوئی دیکھے اور کوئی نہ دیکھے ۱۲ [۲] جب تم خدا کی پیدا کی ہوئی چیز کو اس طرح دیکھ لیتے ہو کہ تم میں سے کسی کو اُس کے دیکھنے سے تکلیف نہیں پہنچتی پھر خدا کو اس طرح کیوں نہ دیکھ سکو گے ۱۲ [۳] محمد کے دل نے جو کچھ دیکھا جھوٹ نہیں کہا ہے اور واقعی اُنہوں نے اُس کو دوسری دفعہ دیکھا ہے ۱۲ [۴] اسمیں محدثین اور مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں انہی سر کی آنکھوں سے دیکھا تھا بعض کہتے ہیں دل کی آنکھوں سے دیکھا تھا اور ابن مسعود اور حضرت عائشہ کا قول ہے کہ آیت میں روایت سے جبرئیل علیہ السلام کا اصلی صورت پر دیکھنا مُراد ہے ۱۲۔

کو دیکھا تھا عکرمہ کہتے ہیں میں نے (ابن عباس سے) پوچھا کیا خدا تعالیٰ یہ نہیں فرماتا لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَہُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (ترجمہ خدا کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ لوگوں کی آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے) ابن عباس بولے تیرا ناس جائے یہ اسوقت ہے جبکہ وہ اپنے اُس نور کی تجلی کرے[1] جو کہ وہ ہے اور واقعی آنحضور نے خدا کو دوبار دیکھا ہے۔

(۳۱۰ا) حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ ابن عباس کعب سے میدان عرفات میں ملے تو ان سے کچھ بات پوچھی کعب نے (اُسے بڑی بات سمجھکر) اللہ اکبر کہا یہانتک کہ اُنکے ساتھ پہاڑ گونج اُٹھے ابن عباس نے کہا ہم اولاد ہاشم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار) ہیں[2] (ایسی بات نہیں پوچھتے جو خلاف عقل ہو) کعب بولے بیشک خدا نے اپنے دیکھنے اور کلام کرنیکو محمدؐ اور موسیٰ کے درمیان تقسیم کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دو بار کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کو دو بار دیکھا مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے جا کے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے وہ بولیں تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اُس سے میرے (بدن کی) بال (یعنی رونگٹے) کھڑے ہو گئے میں نے کہا ذرا ٹھہرو[3] میں نے (استدلالاً) یہ آیت پڑھی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (بیشک محمدؐ نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں دیکھیں اور بہت ہی نزدیک ہو گئے) حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ آیت تیرے خیال کو کدھر لیگئی وہ تو جبرئیل ہیں (جنکو آنحضور نے دیکھا اور اُن سے قریب ہو گئے) جسنے تجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے یا اُن باتوں میں سے جن (کے پہنچانے) کا آپکو حکم دیا گیا تھا آپ نے کچھ چھپا رکھا یا آنحضور اُن پانچ باتوں کو جانتے تھے (جنکے بارے میں) خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ[4] اُس شخص نے بڑا بہتان باندھا لیکن آپنے حضرت جبرئیل کو دیکھا تھا اُنہیں اُنکی اصلی صورت میں صرف دو بار دیکھا ہے ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ

---

[1] اور اگر خدا تعالیٰ اسطرح تجلی کرے جسطرح اُسے انسان دیکھ سکے اُسوقت یہ علم نہیں ہے حضرت ابن عباس کا مذہب یہی تھا
[2] ایسی بات ہم نہیں پوچھیں گے جو عقل کے خلاف ہو کیونکہ ہم آنحضرت کے قرابت دار ہیں آپکی باتوں سے خوب واقف ہیں ابن عباس نے کعب سے دیدار خدا کے متعلق کچھ سوال کیا تھا جو انہیں ایک بڑا سوال معلوم ہوا اور ازراہ تعجب پکار کر اللہ اکبر کہا ۱۲
[3] انکار کیوں کرتی ہو خدا کا دیکھنا قرآن سے ثابت ہے حضرت عائشہ نے جواب دیا قرآن میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا ذکر ہے اُس سے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا مُراد ہے تمنے خدا کا دیکھنا کیونکر سمجھ لیا ۱۲ [4] بیشک قیامت کا علم خدا ہی کو ہے وہی

کے پاس اور ایک دفعہ (مکہ کے قریب) موضع اجیاد میں دیکھا تھا اُنکے چھ سو ایسے پر تھے کہ (آسمان و زمین کے) کنارے گھیرے ہوئے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بخاری و مسلم نے کچھ زیادتی اور اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور ان دونوں کی روایتوں میں یہ ہے مسروق کہتے ہیں مینے حضرت عائشہ سے کہا پھر خدا تعالیٰ کا یہ قول کہاں گیا ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی حضرت عائشہ نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے کہ آپکے پاس آدمی کی صورت میں آتے تھے اور اس دفعہ اپنی اصلی صورت میں آئے جسنے سب طرف احاطہ کر لیا۔

(۱۰۴۷) حضرت ابن مسعود خدا تعالیٰ کے اس قول فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اور اس قول مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اور اس قول وَلَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی کی تفسیر میں کہتے تھے کہ آنحضرت نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اُنکے چھ سو پر تھے یہ روایت متفق علیہ ہے ترمذی کی روایت میں ہے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کی تفسیر میں عبد اللہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو رفرف کا جوڑا پہنے ہوئے اسطرح دیکھا تھا کہ آسمان و زمین کے درمیانی فاصلہ کو بھر رکھا تھا اور ترمذی اور بخاری کی ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی کی تفسیر میں منقول ہے کہ ابن مسعود فرماتے تھے آنحضور نے رفرف کے رہنے والے سبز کپڑوں والے کو دیکھا تھا جسنے آسمان کا کنارہ بھر رکھا تھا اور مالک بن انس سے کسی نے اللہ برتر کے اس قول اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ کے بابت دریافت کیا اور کہا کہ ایک قوم (معتزلہ وغیرہ) کا قول ہے (کہ پروردگار کی طرف دیکھنے سے) اپنے ثواب کیطرف دیکھنا مراد ہے امام مالک بولے وہ جھوٹے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے اس قول کَلَّا اِنَّہُمْ عَنْ رَّبِّہِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ سے کہاں (غافل پڑے) ہیں پھر امام مالک نے فرمایا لوگ قیامت کے دن خداوند کریم کو اپنی آنکھوں سے دیکھینگے اور فرمایا اگر ایماندار اپنے پروردگار کو قیامت کے دن نہ دیکھینگے تو خدا تعالیٰ نے

---

۵۱ ترجمہ پھر نزدیک آیا اور لٹک آیا اور جھکا کر دو کمانوں یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہگیا تھا ۱۲ ۵۲ ترجمہ درمیان اُس کے اور محمدؐ کے دو کمانوں کی مقدار یا اس سے بھی کم فاصلہ رہگیا جو کچھ محمدؐ کے دل نے دیکھا جھوٹ نہیں کہا ہے اور واقعی محمدؐ نے اپنے پروردگار کی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں ۱۲ ۵۳ ترجمہ جنتی لوگ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہونگے ۱۲

کافروں کو پردہ[1] سے کیوں عار دلا کے یہ کہا ہے کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون (ترجمہ ہرگز نہیں واقعی کافر اُس دن اپنے پروردگار سے پردہ میں ہونگے) یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۱۰۵) حضرت جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جسوقت کہ جنتی اپنے نعمتوں میں ہونگے یکایک اُنہیں ایک نور چمکتا دکھائی دیگا وہ اپنا سر اٹھائینگے تو دیکھینگے کہ وہ پروردگار ہے جو اُنہیں انکے اوپر سے دیکھ رہا (یا جھانک رہا) ہے اور فرمائیگا اے جنتیو تمپر سلام ہو اور یہی خدا تعالیٰ کے اس قول سلام قولاً من رب رحیم سے مراد ہے کہ جنتیوں کو پروردگار مہربان کیطرف سے سلام کہا جائیگا آنحضرت نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ اُنکی طرف دیکھیگا اور وہ خدا کیطرف دیکھینگے اور جبتک خدا کیطرف دیکھتے رہینگے کسی نعمت کیطرف التفات نہیں کرینگے یہانتک کہ[2] وہ اُنسے پردہ میں ہو جائے پھر اُسکے نور کا اثر باقی رہجائیگا یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب دوزخ اور دوزخیوں کا بیان

پہلی فصل (۱۱۰۶) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ستروان حصہ ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ یہی[3] آگ کافی تھی آپنے فرمایا (ہاں) وہ آگ اس سے انہتر حصے زیادہ ہے انمیں سے ہر ایک کی گرمی اسکے برابر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور یہ لفظ بخاری (کی روایت) کے ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے تمہاری آگ جو کہ آدمی سُلگاتا ہے (اُس سے دوزخ کی آگ انہتر حصہ زیادہ ہے)

(۱۱۰۷) حضرت ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُس دن دوزخ حاضر کیجائیگی اُسکے ستر ہزار لگامیں ہونگی ہر ایک لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے جو اُسے کھینچتے ہونگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے یہ کیوں فرمایا ہے کہ کافر اُس دن پردہ میں ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے آگے پردہ ہوگا اور مسلمان دیدار باری سے فیض یاب ہونگے ۱۲ [2] جب وہ پردہ میں ہوجائیگا اس وقت اور نعمتوں کی طرف التفات کرینگے ۱۲ [3] یہی آگ جلانیکے واسطے کیا کچھ کم تھی جو دوزخ کی آگ اس سے انہتر حصہ زیادہ پیدا کی گئی ۱۲۔

(۱۱۰۸) حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب دوزخیوں سے ہلکا عذاب اُس شخص کا ہوگا جسکی آگ کی جوتیاں اور آگ کے تسمے ہونگے اُن سے اُس کا دماغ اس طرح جوش کھائیگا جیسے ہنڈیا میں جوش آتا ہے اور اُسے یہ معلوم ہوگا کہ مجھ سے زیادہ سخت کسی پر عذاب نہیں ہے حالانکہ یہ سب سے ہلکا عذاب ہوگا[۱] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۰۹) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے آسان عذاب والے ابو طالب ہونگے اور آگ کی جوتیاں پہنے ہونگے جن سے اُن کا دماغ جوش مار یگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۰) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخیوں میں سے اُس شخص کو لایا جاویگا جو دنیا میں بڑا نعمت والا تھا اور اُسے آگ میں غوطہ دیا جائیگا پھر اُس سے کہا جائیگا اے اولادِ آدم کیا تو نے کچھ بہتری دیکھی تھی کیا کبھی تجھے کچھ نعمت ملی تھی وہ کہیگا اے پروردگار خدا کی قسم کچھ نہیں[۲]۔ پھر جنتیوں میں سے ایسے شخص کو حاضر کیا جائیگا جو دنیا میں نہایت محتاج تھا اور اُسے جنت (کی نعمتوں) میں غوطہ دیا جائیگا پھر پوچھا جائیگا اے اولادِ آدم کیا تونے کبھی سختی دیکھی تھی یا کبھی تجھ پر مصیبت پڑی تھی وہ کہیگا اے پروردگار خدا کی قسم کبھی نہیں نہ مجھ پر کبھی سختی گذری اور نہ میں نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۱۱۱) حضرت ابن عباس ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے قیامت کے دن سب سے زیادہ ہلکے عذاب والے دوزخی سے خدا تعالیٰ پوچھیگا اگر تیرے پاس اتنا کچھ ہوتا جتنا (تمام) زمین پر ہے تو کیا تو اس عذاب کے بدلے دیدیتا (یا نہیں) وہ کہیگا ہاں دیدیتا خدا تعالیٰ فرمائیگا میں نے تو تجھ سے اِس سے بہت آسان چیز چاہی تھی جبکہ تو پشتِ آدم میں تھا اور وہ یہ ہے کہ میرا کسی کو شریک نہ بنائیو (تجھ سے یہ بھی نہ ہوسکا) اور تو میرا شریک بنائے بغیر نہ مانا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] پھر جنہیں سخت عذاب دیا جائیگا اُن کا کیا حال ہوگا خداوند کریم اُس سے پناہ میں رکھے ۱۲۔

[۲] ان سختیوں کے سامنے وہ ساری دنیا کی نعمتیں بھول جائیگا اور جنتی جنت کے آراموں کے آگے دنیا کی ساری تکلیفیں بھول جائیگا ۱۲۔

(۱۱۱۲) سمرہ بن جندب نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں[۱] میں سے کچھ ایسے لوگ ہونگے جنکے ٹخنوں تک آگ لگی ہوئی ہوگی اور بعضوں کے گھٹنوں تک لگی ہوگی اور بعضوں کی ازار باندھنے کی جگہ تک لگی ہوگی اور بعضوں کے ہنسلی تک لگی ہوگی یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں کافروں کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں تیز چلنے والے سوار کی تین دن کی مسافت[۲] کا فاصلہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کافر کی ڈاڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اور اسکی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت جیسی ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ابوہریرہ کی یہ حدیث کہ آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی تھی، جلدی نماز پڑھنے کے باب میں گزر چکی۔

دوسری فصل (۱۱۱۴) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ ہزار برس تک جلائی گئی یہانتک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس تک جلائی گئی تو سفید[۳] ہوگئی پھر ہزار برس تک جلائی گئی تو کالی ہوگئی اب وہ کالی اور اندھیری ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کافروں کی ڈاڑھ کوہ احد کی برابر ہوگی اور ان کی ران کوہ بیضا کے برابر ہوگی اور اس کا ٹھکانا دوزخ میں ربذہ[۴] کے مانند تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کافر کی جلد کا موٹاپا بیالیس[۴۲] ہاتھ ہوگا اور بیشک کافر کی ڈاڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اور اسکی جگہ دوزخ میں اتنی ہوگی جتنا مکہ اور مدینہ کے بیچ میں فاصلہ ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] جس قدر جسکے برے عمل ہونگے اسیقدر زیادہ آگ میں جلتے ہوئے ہونگے ۱۲ [۲] یعنی جتنا تین دن میں تیز رفتار سوار راستہ طے کرتا ہے اسقدر کافر کے ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک فاصلہ ہوگا ۱۲

[۳] کیونکہ آگ جب بہت تیز اور صاف ہوتی ہے اس وقت سفید ہوجاتی ہے اور ابتدا میں جب دھوئیں میں ملی ہوئی ہوتی ہے تو سرخ ہوتی ہے ۱۲ [۴] ربذہ ایک گانوں ہے جو مدینہ سے تین دن کے راستہ پر ہے مراد یہ ہے کہ کافروں کا دوزخ میں ٹھکانا اتنا بڑا ہوگا ۱۲

(۱۱۱۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کافر کی زبان تین تین[۳] اور چھ چھ[۶] کوس تک پہنچیگی اور لوگ اُسے روندینگے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۱۱۸) حضرت ابو سعید رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا صعود[۱] ایک آگ کا پہاڑ ہے کہ اُسپر کافر ستر برس میں چڑھایا جائیگا اور اسی طرح اُتارا جائیگا ہمیشہ یہی حال رہیگا، یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۹) حضرت ابو سعید ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ خدا تعالیٰ کے اس قول کالمُہل کی تفسیر میں فرماتے تھے وہ پانی زیتون کے تلچھٹ جیسا ہوگا جسوقت وہ دوزخی کے مُنہ کے نزدیک ہوگا تو اُسکے مُنہ کی کھال (گرمی کے مارے) اُس میں گر پڑے گی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۰) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا بیشک گرم پانی دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائیگا وہ پانی اُنکے پیٹ تک پہنچ جائیگا اور تمام پیٹ کے اندر کی چیزوں کو کاٹ ڈالیگا اور اُسکے قدموں (کیطرف) سے نکالدیگا اور صہر (یعنے گلنے[۲]) سے مُراد یہی ہے پھر ویسا ہی ہو جائیگا جیسے پہلے تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۱) حضرت ابو امامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ کے اس قول یُسْقٰی مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ کی تفسیر نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے وہ پانی دوزخی کے مُنہ کے پاس لایا جائیگا تو اُسے بڑا معلوم ہوگا جسوقت اُسکے قریب آئیگا تو اُس کا مُنہ بھون دیگا اور اُسکے سر کی کھال گر پڑیگی اور جب اُسے پیئیگا تو اُسکی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا یہاں تک کہ وہ اُسکے پیخانہ کے رستہ سے نکل جائینگی خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ (ترجمہ انہیں گرم پانی پلایا جائیگا تو وہ پانی اُنکی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا) اور فرماتا ہے وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا

---

[۱] یعنے قرآن میں جو صعود کا ذکر ہے وہ ایک پہاڑ ہے جسکی چڑھائی اور اُترائی ستر ستر برس کی ہے ۱۲ [۲] یعنے قرآن میں جو مذکور ہے یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ اس گرم پانی سے اُنکے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گلجائینگی اُس سے یہی گرم پانی مراد ہے ۱۲ [۳] دوزخیوں کو پیپ لہو کا پانی پلایا جائیگا وہ اُسے بڑی مشکل سے پیں گے ۱۲۔

بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ (ترجمہ اور اگر کافر فریاد کرینگے تو زیتون کے تلچھٹ جیسے پانی سے اُنکی فریادرسی کیجاویگی جو اُن کے چہروں کو بھون ڈالیگا اور وہ پینے کی بُری چیز ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۲) حضرت ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا دوزخ کے احاطہ کی چار دیواریں ہونگی ہر دیوار کی مٹائی چالیس برس کی مسافت ہوگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۱۲۳) حضرت سعید ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دوزخیوں کے زخموں کے پانی کا ایک ڈول دُنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دُنیا والے سڑ جائیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۴) حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت[۱] اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ پڑھ کے فرمایا اگر زقوم[۲] کا ایک قطرہ دُنیا میں ٹپک جائے تو تمام زمین والوں کی زندگی خراب ہو جائے پھر اُن کا کیا حال ہوگا جنکی وہ غذا ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۱۲۵) حضرت ابو سعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا دوزخی دوزخ میں تیوری چڑھے ہونگے فرماتے ہیں اُنہیں آگ بھون دیگی اور اُن کا اوپر کا ہونٹ اُٹھ کر وسط سر یعنے تالو تک پہنچ جائیگا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائیگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۱۲۶) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا اے لوگو رؤو اور اگر نہ رُو سکو تو رونیکی صورت بناؤ کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنے روئینگے کہ اُنکے آنسو چہروں پر اس طرح بہینگے جیسے کہ نالیاں[۳] ہوتی ہیں پھر آنسو ہو چلینگے تو خون بہیگا اور اُنکی آنکھیں زخمی ہو جائیں گی اور اگر کشتیاں اُن آنسوؤں میں چلائی جائیں تو چلنے لگیں یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

---

[۱] اے ایمان والو خدا سے ڈرو جتنا اُس سے ڈرنا چاہیئے اور مرو تو اسی حال میں مرنا کہ تم خدا کے پورے فرماں بردار ہو ۱۲ [۲] زقوم دوزخ کا ایک درخت ہے جو بہت ہی کڑوا ہے دوزخیوں کے کھانے کو اُس کا پھل ملیگا ۱۲ [۳] اس لئے اگر خدا کے خوف سے دنیا ہی میں رو لو تو اچھا ہے شاید وہاں کے رونے سے بچ جاؤ ۱۲۔

(۲۷۱۱) حضرت ابو درداء کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں پر بھوک (کی مار) ڈالی جائیگی یہ بھوک اُس عذاب کے جو کچھ اُنہیں دوزخ میں ہوگا برابر ہوگی پھر وہ فریاد کرینگے تو اُنکی فریادرسی[۱] میں ایک ایسی گھانس کھانے کو دیجائیگی جو کانٹوں دار کڑوی بدبودار ہوگی کہ اُسکا کھانا نہ اُنہیں موٹا کریگا اور نہ بھوک روکیگا وہ لوگ دوبارہ کھانیکی فریاد کرینگے تو اُنکی فریاد کی وجہ سے ایسا کھانا دیا جائیگا جو گلے میں اٹک جائیگا وہ یاد کرینگے کہ ہم دنیا میں حلق میں اٹکی ہوئی چیز کو پانی وغیرہ سے اُتارتے تھے پھر پانی وغیرہ کی فریاد کرینگے تو اُنہیں گرم پانی لوہے کی زنبوروں[۲] سے اُٹھا کے دیا جائیگا جب وہ اُنکے چہروں کے قریب پہنچیگا تو اُن کے چہروں کو بھون دیگا اور جب اُنکے پیٹوں کے اندر جائیگا تو تمام پیٹ کے اندر کی چیزوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیگا وہ لوگ کہینگے دوزخ کے نگہبانوں سے دُعا کراؤ وہ نگہبان کہینگے کیا تمہارے پیغمبر تمہارے پاس نشانیاں نہیں لاتے تھے وہ کہینگے ہاں (لائے تھے) وہ کہینگے تم خود دعا کرو (ہم سفارش نہیں کرتے) اور کافروں کی دعا بیکار ہوتی ہے آنحضور نے فرمایا ہے وہ لوگ کہینگے داروغہ کو بلاؤ پھر کہینگے اے مالک اپنے رب سے دُعا کرتا کہ (تیرا رب) ہمارے مرنے کا حکم کرے آنحضور فرماتے ہیں وہ اُنہیں جواب دیگا تم ہمیشہ (اسی میں) رہوگے اعمش (راوی حدیث) کہتے ہیں مینے یہ خبر سُنی ہے کہ اُن لوگوں کے پکارنے اور مالک کے اُنہیں جواب دینے میں ہزار برس کا فاصلہ ہوگا آنحضور فرماتے ہیں پھر وہ کہینگے اپنے پروردگار سے دعا کرو تمہارے پروردگار سے بہتر کوئی نہیں ہے وہ کہینگے اے ہمارے پروردگار ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے پروردگار ہمیں اس سے نکال لے اگر ہم پھر ایسا کریں تو واقعی ہم ظالم ہیں حضور انور فرماتے ہیں اُنہیں پروردگار جواب دیگا تم اسمیں ذلیل رہو اور مجھ سے کلام

---

[۱] یعنی اُن کی فریاد کی فریادرسی یہ کیجائیگی کہ بعد مدت کڑوی بدبودار کانٹوں کی گھانس کھانے کو دیجائیگی ۱۲

[۲] کیونکہ گرمی کی شدت سے پانی کے برتن کو ہاتھ بھی نہیں لگایا جائیگا لوہے کے زنبوروں سے پکڑ پکڑ کے اُٹھا کے دیا جائے گا ۱۲ [۳] یعنے کافر اپنے واسطے دعا بھی کرے گا وہ بھی اسے کچھ فائدہ نہ دے گی ۱۲ [۴] تمہاری بخشش ہرگز ہرگز نہیں ہوگی تم چاہے جتنی فریاد کرو تمہاری فریاد ذرا بھی نہیں سنی جائیگی ۱۲-

نہ کرو فرماتے ہیں اُسوقت وہ لوگ ہر طرح کی بہتری سے نااُمید ہوجاوینگے اور اُس وقت نالہ و فریاد اور حسرت اور واویلا کرنا شروع کرینگے عبداللہ بن عبدالرحمن کہتے تھے اور لوگ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی بیان نہیں کرتے (یعنے موقوف روایت کرتے ہیں) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۱۲۸) نعمان بن بشیر کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے مینے تمہیں دوزخ کے عذاب سے ڈرایا ہے مینے تمہیں دوزخ کے عذاب سے ڈرایا ہے یہی کہتے رہے یہانتک کہ اگر آپ میری اس جگہ پر ہوتے تو بازار والے اُسے سن لیتے اُسوقت آپکی چادر جو آپ اوڑھے ہوئے تھے آپکے پیروں پر گر پڑی تھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی کھوپری جیسی چیز کیطرف اشارہ کرکے فرمایا اگر اتنا سیسہ آسمان سے زمین کیطرف (نیچے کو) چھوڑا جائے باوجودیکہ اسکا فاصلہ پانسو برس کا ہے تو بھی وہ زمین پر شام سے پہلے پہنچ جائے اور اگر وہ دوزخ کی زنجیر کے سرے سے چھوڑا جائے تو چالیس برس تک دن رات اُس کے دوزخ کے نیچے کی گہرائی تک پہنچنے سے پہلے تمام ہوجائیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۳۰) حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جہنم میں ایک نالہ ہے جسے ہبہب کہا جاتا ہے اسمیں تمام سرکش لوگ رہینگے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۱۱۳۱) حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا دوزخیوں کے بدن دوزخ میں اسقدر بڑھ جاوینگے کہ ایک کان کی لو اور مونڈھے کے بیچ میں سات سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہوگا اور دوزخی کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی اور ڈاڑھ کوہ اُحد کے برابر ہوگی

(۱۱۳۲) عبداللہ بن حارث بن جزء کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جہنم میں بختی اونٹوں جیسے (بڑے بڑے) سانپ ہیں کہ اُن میں سے کوئی سانپ ایکبار کاٹیگا تو دوزخی کو اُسکے زہر کی تکلیف چالیس برس تک معلوم ہوگی اور بیشک دوزخ میں پالان

۱؎ یعنے آپ نے اس قدر پکار پکار کر فرمایا کہ اگر اس جگہ سے آپ فرماتے تو بازار والے بھی سن لیتے ۱۲ ۲؎ یعنے اگر آسمان سے ایک سیسہ چھوڑا جائے تو بہت جلد زمین پر پہنچ جائے اور اگر دوزخ میں پھینکا جائے تو اُسکی تہ پر چالیس برس میں بھی نہ پہنچے ۱۲ ۳؎ ہبہب کے معنے تیز ہیں اُسے ہبہب اس لئے کہتے ہیں کہ دوزخیوں کو اُسمیں عذاب جلد جلد اور تیز ہوگا ۱۲

بندھے ہوئے خچروں کے برابر بچھو ہیں اگر ایک ان میں سے کسی کو کاٹیگا تو اس کے کاٹنے کی تکلیف چالیس برس تک اسے رہیگی یہ دو نوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۱۳۳۳) حضرت حسن (بصری) فرماتے ہیں ہم سے ابو ہریرہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آنحضور نے فرمایا سورج اور چاند منیر کے دو ٹکڑے ہیں قیامت کے دن یہ دونوں آگ میں لپیٹ کر دوزخ میں ڈال دیئے جائینگے حسن بولے (بھلا) ان دونوں سے کیا گناہ ہو گیا ہے (جس کی وجہ سے یہ دوزخ میں ڈالے جائینگے) حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں تو تم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں (اور تم قیاس لڑاتے ہو کہ یوں کیوں ہوگا) حسن (اتنا کہنے سے خاموش ہو رہے یہ حدیث بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں نقل کی ہے۔

(۱۳۳۴) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دوزخ میں سوائے بدبخت کے کوئی نہیں جائیگا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ بدبخت کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ہے جس نے اللہ کی رضامندی کیلئے اسکی کوئی اطاعت نہ کی اور اس کی ناراضگی کی وجہ سے کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب بہشت و دوزخ کے پیدا کرنے کا بیان

پہلی فصل (۱۳۳۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت اور دوزخ دونوں آپس میں جھگڑیں دوزخ نے یہ کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے متکبر اور ظالموں کے لئے پسند کیا ہے بہشت بولی مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر سوائے ضعیف لوگوں اور کم اعتبار اور بھولے فریب کھانے والوں کے اور کوئی بھی نہیں داخل ہوگا اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے

لہ یعنے تم نص جلی کے مقابلہ میں قیاس کرتے ہو اور دوزخ میں جانیکا سبب عمل کو سمجھتے ہو کیا تمہیں یہ خبر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا دوزخ میں بھیجدیتا اور جو حکم چاہتا ہے کر دیتا ہے صاحب مرقات کہتے ہیں میرے نزدیک حضرت حسن بصری کا مقصود سوال سے یہ تھا کہ انہیں دوزخ میں بھیجنے میں حکمت کیا ہے کیونکہ یہ دونوں تو اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں اور دوزخ تو کافروں و نافرمانوں کیلئے ہے اسکے مقابلہ میں حضرت ابو ہریرہ کا بولنا یوں ہوگا کہ میں نے جو کچھ آنحضور سے سنا تھا تم سے بیان کر دیا اور زیادہ مجھے خبر نہیں ہے ۱۲ مرقات ۵ ؎ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ سارے ہی لوگ ایسے ہونگے کیونکہ بہشت میں بھی ہر قسم کے لوگ بلکہ بعضے بادشاہ تک جائینگے لیکن چونکہ اس میں کثرت آدمی بھولے بھالے ہی ہونگے اس لئے اس نے یہ کہا ۱۲۔

میں اپنے بندوں میں سے جسپر چاہونگا تیری ساتھہ رحمت کرونگا اور دوزخ سے فرمایا کہ بیشک تو میرا عذاب ہے میں اپنے بندوں میں سے جسپر چاہوں گا تیرے ساتھہ عذاب کرونگا اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرنا (میرے ذمہ) ہے لیکن دوزخ یونہی نہیں بھر جائیگی یہانتک کہ اللہ تعالی اپنا پانوں[1] اُس پر رکھہ دیگا اُسوقت (وہ) کہیگی بس بس بس (قدرت الٰہی سے) اُسیوقت بھر جائیگی بلکہ اُسکے بعضے ٹکڑے (خوف کیوجہ سے) بعض کیطرف سمٹ جائینگے پھر اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کریگا ولیکن بہشت کے واسطے بیشک اللہ تعالی ایک نئی مخلوق پیدا کردیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۲۶) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ دوزخ میں ہمیشہ (کچھہ نہ کچھہ) پڑتا رہیگا اور وہ یہی کہتی رہیگی ہَلْ مِنْ مَزِیْد (ترجمہ کچھہ اور ہے) یہانتک کہ رب العزت اُسمیں اپنا قدم رکھدیگا اُسیوقت اُسکے بعضے ٹکڑے بعض کیطرف سمٹ جائینگے اور وہ کہیگی بس بس قسم ہے تیری عزت اور بزرگی کی (کہ مجھے اور ضرورت نہیں) اور بہشت میں بھی خالی مکان پڑے رہینگے یہانتک کہ اللہ تعالی اُسکیلئے ایک اور مخلوق پیدا کرکے انہیں اُن خالی مکانات میں بسادیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت انس کی حدیث (جس کا شروع یہ ہے کہ بہشت مشکل باتوں[2] میں گھیر دی گئی ہے اُس باب میں جہاں نرمی کا بیان ہے گذر چکی ہے۔

دوسری فصل

(۱۳۲۷) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالی نے بہشت کو پیدا کیا تو جبرئیل سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اُسے دیکھو (کہ کیسی ہے) وہ گئے اُسے اور جو اُسمیں رہنے والوں کے لئے اللہ نے تیار کیا تھا سب دیکھا پھر حضور حق میں آنکر عرض کیا کہ اے میرے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی جو اس بہشت (کی خوبیوں) کو سنیگا وہ (کوشش کرکے) ضرور ہی اس میں داخل ہوگا[3] پھر اُسے اللہ تعالی نے مکروہات[4] طبیعت کے ساتھہ گھیر دیا

---

[1] ذات باری میں پاؤں وغیرہ کے اطلاق کرنیکو متشابہات میں سے شمار کیا کرتے ہیں یعنے اسکے معنے سوائے خدا، رسول کے اور کوئی نہیں جانتا اعتقاد یہ رکھنا چاہیئے کہ جو کچھہ اس سے مراد ہے حق ہے ۱۲ [2] یعنے بہشت بڑے مشکل کام اور عبادت میں محنت کرنے سے ہاتھہ آتی ہے ۱۲ [3] مقصود اس جملہ سے بہشت کا کمالِ خوبی اور لطافت بیان کرنی ہے یعنے بہشت ایسی ہے کہ اُسمیں جانیکی ہر کوئی آرزو کریگا اور ہر ایک آدمی اُسمیں جانا چاہیگا ۱۲ [4] اُنسے مراد تکالیف شرعیہ ہیں خواہ وہ قسم اوامر سے ہوں یعنے جنکے کرنیکا حکم ہو اور یا قسم نواہی سے ہوں کہ جنکے کرنیسے منع کیا گیا ہے یعنے بہشت کو ایسی چیزوں پر معلق کردیا کہ بغیر اُنکے کئے کوئی بہشت میں نہیں پہنچ سکتا ۱۲

پھر فرمایا اے جبرئیل اب جاؤ اور پھر اُسے دیکھو آنحضرت فرماتے ہیں چنانچہ وہ گئے اور اُسے دیکھا پھر آئے اور عرض کیا اے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی بیشک مجھے تو اب یہ اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی نہیں داخل ہو سکیگا اور جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو فرمایا اے جبرئیل جاؤ اور دوزخ کو دیکھو آنحضرت فرماتے ہیں وہ گئے اور اُسے دیکھا پھر آئے اور عرض کیا اے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی اسکی تکلیفات کو سنکر اسمیں کوئی بھی نہیں داخل ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے نفسانی خواہشوں سے گھیر دیا پھر فرمایا اے جبرئیل تم اب جاؤ اور اُسے دیکھو آنحضرت فرماتے ہیں وہ گئے اور اسے دیکھا پھر عرض کیا کہ اے میرے پروردگار قسم ہے تیری عزت کی مجھے تو اب یہ اندیشہ ہے کہ اسمیں داخل ہوئے بغیر کوئی بھی نہ رہیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۱۳۳۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور مسجد کے قبلہ کیطرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ جسوقت میں تمہیں یہ نماز پڑھا رہا تھا تو مجھے اس دیوار کیطرف میں بہشت اور دوزخ کی دو صورتیں بنی ہوئی دکھلائی گئیں کہ بھلائی[۱] اور برائی میں آج کے دن جیسی میں نے کبھی کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب شروع پیدائش اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ذکر کا بیان

پہلی فصل (۱۳۳۹) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک آنحضور کی خدمت بابرکت میں (قبیلہ) بنو تمیم کے کچھ آدمی آئے

---

[۱] یعنے بھلائی میں تو سب سے عمدہ اور بہتر بہشت دیکھی اور برائی و تکلیف کی چیزوں میں سب سے بری دوزخ دیکھی اور یہاں یہ شبہہ نہیں ہو سکتا کہ بہشت و دوزخ تو بہت بڑی ہیں یہاں دیوار میں کس طرح معلوم ہو گئیں کیونکہ اُن کی صورت بنی ہوئی سے یہ مقصود ہے کہ وہ عکس کے طور پر دکھائی گئیں اور یہ ہو سکتا ہے ۱۲۔

آپ نے فرمایا اے بنو تمیم تم خوشخبری قبول کرو وہ بولے کہ آپ خوشخبری تو ہمیں دے چکے اب کچھ اور دلائیے پھر اُسیوقت کچھ آدمی اہل یمن کے آگئے آپنے فرمایا اے اہل یمن اسوقت بنو تمیم نے جو خوشخبری قبول نہیں کی اُسے تم قبول کرو وہ بولے ہمنے قبول کرلی ہم تو آپ کی خدمت میں اسیلئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم (اپنے) دین میں سمجھ دار (اور خبردار) ہوجائیں اور تاکہ ہم آپ سے یہ بات پوچھ لیں کہ اس جہان میں جو کچھ یہ چیزیں ہیں سب سے پہلے (یعنے ابتداء میں) کیا چیز تھی آنحضور نے فرمایا کہ (سب سے پہلے) اللہ تھا اس سے پہلے اور کوئی چیز نہ تھی اُس وقت اُس کا عرش (بھی) پانی پر تھا پھر اُسنے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا اور ہر ایک چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا (عمران کہتے ہیں ابھی اتنا ہی قصہ ہوا تھا کہ) میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اے عمران اپنی اونٹنی کو تلاش کرلاؤ وہ کہیں چلی گئی ہے میں اُسے تلاش کرنے کے لئے چلا گیا اور قسم ہے خدا کی (پھر) بیشک میں یہ آرزو کرتا تھا کہ اونٹنی بڑی چلی جاتی لیکن میں (وہاں سے) نہ اُٹھتا تو بہتر تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۰) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بہت دیر تک کھڑے (ہوئے وعظ فرماتے) رہے اور پیدائش کے شروع سے لیکر بہشت والوں کے بہشت میں جانے اور دوزخ والوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا جس شخص کے یاد رہا اُسکے یاد رہا اور جو بھول گیا سو بھول گیا یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۱۴۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب میں یہ لکھ لیا تھا

---

[۱] یعنے احکام اسلام اور عقائد دین سیکھو کیونکہ اعلیٰ مقصود یہی ہے اور چونکہ وہ لوگ غرض دنیوی کیلئے آئے تھے اسلئے انہوں نے یہ جواب دیا ۱۲ [۲] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرش اور پانی دونوں آسمانوں سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس جملہ کے معنے یہ ہیں کہ عرش اور پانی کے بیچ میں کوئی اور چیز حائل نہ تھی یہ مطلب نہیں ہے کہ عرش اسوقت پانی پر کھڑا ہوا تھا لمعات [۳] یعنے یہ پورا قصہ سبھو نکے تو یاد نہیں ہوگا کسیکے یاد ہوگا اور کوئی بھول گیا ہوگا ۱۲ [۴] توربشتی نے لکھا ہے کہ شاید اس کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اور رحمت کے غالب آنے سے یہ مطلب ہے کہ رحمت کے حصے غضب کے حصوں سے زیادہ ہیں ۱۲ اسعید۔

کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے، اب یہ لکھا ہوا عرش کے اوپر اُس کے پاس رکھا ہوا ہے۔
یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۲) حضرت عائشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں آپ فرماتے تھے کہ فرشتے نور سے پیدا کیئے گئے ہیں اور جن آگ کے شعلہ سے اور آدم اُس چیز سے پیدا کئے گئے ہیں جو (قرآن شریف میں) تمہارے لئے بیان کر دیگئی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۳) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کر لیا اور اُن کی صورت بہشت میں بنا دی تو پھر جبتک اللہ نے چاہا انہیں وہیں چھوڑے رکھا پھر ابلیس نکے ادہر ادہر پھرتا رہا تاکہ یہ دیکھے کہ وہ کس قسم سے بنے ہوئے ہیں جب انہیں اندر سے کھوکلا دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ اسطرح پیدا کئے گئے ہیں کہ انکی پیدائش کچھ مضبوط نہیں ہے (یہ فریب میں جلدی آجائینگے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۴۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام نے اسّی برس کی عمر میں بسولہ سے (اپنی ختنہ) کی تھی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۵) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم نے سوائے[۵] تین جھوٹ کے اور کبھی جھوٹ نہیں بولا اُن تینوں میں سے بھی دو ذات خدا میں (یعنی خدا کے لئے) ہیں ایک تو اُن کا یہ کہنا کہ اِنِّی سَقِیْمٌ[۶] (میں بیمار ہوں) دوسرے اُن کا یہ کہنا کہ بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا (ترجمہ یعنے یہ فعل مینے نہیں کیا، بلکہ ان بتوں میں جو سب سے بڑا ہے

[۴] اکثر روایات میں جو یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی مٹی کی لیکر بہت دنوں اُسے ڈالے رکھا پھر مکہ مدینہ کے درمیان بطن نعمان میں اس سے حضرت آدم کو پیدا کیا تو یہ اس حدیث کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اوّل اُسے زمین میں چھوڑے رکھا جسوقت اس مٹی میں صورت انسانیہ کی قابلیت ہوئی تو اُسے بہشت میں لیجا کر وہاں اُس سے صورت آدم کی پیدا کر دی ۱۲ سید

[۵] انبیاء سارے مطلق جھوٹ بولنے سے بھی معصوم ہوتے ہیں یہاں جو حضرت ابراہیم کے جھوٹ بولنے کو فرمایا تو یہ درحقیقت جھوٹ نہ تھا بلکہ بہ نسبت سننے والوں کے آنحضور نے اسے جھوٹ فرمایا ایسی باتونکو جو بظاہر خلاف معلوم ہوں ... معاریض کہتے ہیں

[۶] یہ حضرت ابراہیم نے اُسوقت فرمایا تھا کہ اُنکی قوم کے آدمی اپنی عید کی سیر کیلئے انہیں بلاتے تھے انہوں نے نہ جانیکیلئے یہ حیلہ کیا تھا کہ مجھے لے نہ جائیں ظاہر میں جھوٹا حیلہ معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت حضرت ابراہیم کا مقصود یہ تھا کہ میں بیماری والا ہوں یعنے بیمار ...
انسے پوچھا کہ یہ فعل کسنے کیا تو اُسوقت حضرت ابراہیم نے یہ جواب دیا تھا ۱۲۔

اُسنے کیا ہے اور آنحضور نے فرمایا (تیسرا جھوٹ یہ تھا) کہ ایک روز حضرت ابراہیم اور (انکی بیوی حضرت) سارہ (جا رہے) تھے لیکایک یہ ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس سے گذرے اُس بادشاہ سے کسینے کہدیا کہ اس جگہ ایک شخص ہے اُس کے ساتھ میں ایک عورت سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت ہے اُس بادشاہ نے انکے پاس ایک آدمی کو بھیجا اُسنے (آنکر) ان سے سارہ کی بابت پوچھا کہ وہ (تمہاری) کون ہے انہوں نے فرمایا میری بہن ہے پھر آپ سارہ کے پاس آئے اور اُن سے فرمایا کہ اس ظالم بادشاہ کو اگر اس بات کی خبر ہو جائیگی کہ تو میری بیوی ہے تو یہ مجھسے تجھے چھین لیگا اگر وہ تجھسے پوچھے تو اسطرح بیان کیجیو (کہ بادشاہ جانے کہ) تو میری بہن ہے اسلئے کہ اسلام میں تو میری بہن بھی ہے (یعنے تو میری دینی بہن بھی ہے اگر یہ بات کہدیگی تو کچھ بُری بات نہیں (کیونکہ) (اس وقت) میرے تیرے سوا روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہے پھر اُس ظالم نے سارہ کے پاس ایک آدمی بھیجا وہ اُنہیں وہاں لیگیا تو حضرت ابراہیم کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے جب سارہ اُسکے پاس پہنچیں تو اُسنے اپنے ہاتھ سے انہیں پکڑنا چاہا (خدا کیطرف سے) وہ خود پکڑا گیا اور (پکڑے گئے کی جگہ) یوں بھی منقول ہے کہ اُس کا گلا گھونٹ دیا گیا یہانتک کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارنے لگا اور (سارہ سے) کہا کہ تو میرے واسطے اللہ سے دعا کر انہوں نے اللہ سے دعا کی وہ کھل گیا پھر اُسنے دوسری دفعہ پکڑنا چاہا لیکن وہ اُسی طرح یا اُس سے بھی سختی کے طور پر پکڑا گیا پھر اُسنے کہا کہ تو میرے واسطے اللہ سے دعا کر اور اب میں تجھے ضرر نہیں دونگا انہوں نے اللہ سے دعا کی وہ پھر کھل گیا پھر اُسنے اپنے کسی دربان کو بُلا کر کہا کہ بیشک تو میرے پاس کسی آدمی کو نہیں لایا (یعنے یہ عورت آدمی نہیں ہے) واقعی تو میرے پاس شیطان کو لے آیا ہے پھر سارہ کی خدمت کرنے کے لئے (اپنے پاس سے ایک لونڈی یعنے) ہاجرہ دی سارہ (اُسے لیکر حضرت ابراہیم کے پاس آئیں تو وہ کھڑے ہوئے نماز ہی پڑھ رہے تھے اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا (یعنے یہ پوچھا کہ کیا ہوا) وہ کس طرح پیش آیا) انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کافر کے مکر کو اسکی سینہ میں رد کر دیا اور (یہ) ہاجرہ خدمت کیلئے دلادی حضرت ابوہریرہ (ساری حدیث بیان کرکے) کہنے لگے کہ اے آسمانکے پانی[1] کی اولاد

---

[1] یہ خطاب حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو ہے آسمان کا پانی انہیں اسلیئے فرمایا کہ جیسے پاکیزگی میں آسمان کا پانی سبسے عمدہ ہوتا ہے ایسے وہ گویا نسب میں سبسے بڑھیا اور عمدہ ہیں ۱۲۔

یہ ہاجرہ ہی تمہاری ماں ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہم شک کرنیکے حضرت ابراہیم سے زیادہ لائق ہیں کیونکہ انہوں نے یہ کہا تھا ربِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ (ترجمہ) اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلادے کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کریگا اور حضرت لوط پر اللہ رحم فرمائے کہ وہ (اپنی قوم کے خوف سے) ایک قوی جماعت سے پناہ لیتے تھے[۵۱] اور جتنے زمانہ حضرت یوسف قید خانہ میں رہے ہیں اگر اتنے زمانہ میں۔ رہتا تو میں بلانے والیکا ضرور ہی کہا مان لیتا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۴۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی شرمسار اور پردہ دار[۵۳] آدمی تھے اُن (کے بدن) کی کھال تک بھی کسینے انکی حیا کیوجہ سے نہیں دیکھی تھی اس لیئے بنی اسرائیل میں سے جسنے انہیں تکلیف دینی چاہی دی (یعنے) لوگ یہ کہنے لگے کہ اسقدر پردہ یہ فقط اس لئے کرتے ہیں کہ انکی کھال میں کوئی عیب ہے، یا تو برص ہے اور یا بیضے پھولے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو (اُن کے اس عیب لگانے سے) بری[۵۴] کرنا چاہا تو وہ ایک روز غسل کرنے کے لیئے اکیلے کہیں ہو گئے اور اپنے کپڑے پتھر پر رکھدیئے پتھر اُنکے کپڑے لیکر بھاگ گیا موسیٰ بھی اُسکے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ اے پتھر میرے کپڑے دے اے پتھر میرے کپڑے دے یہانتک کہ وہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک ایسی جماعت کے پاس پہنچا کہ اُن سبھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھا کہ پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں سب میں اچھا بنایا ہے اور وہ سب کہنے لگے قسم ہے خدا کی کہ موسیٰ میں تو کوئی بھی بُرائی نہیں ہے پھر موسیٰ

---

[۵۱] اسکا مفصل بیان قرآن شریف میں دیکھنا چاہیئے ۱۲ [۵۲] حضرت یوسف علیہ السلام نو برس قید خانہ میں رہے جسوقت اُنکے پاس شاہ مصر کیطرف سے آدمی بُلانے آیا تاکہ وہ رہا کرکے اپنا مقرب وزیر بنالے تو حضرت یوسف نے اُسوقت بھی نکلنے میں توقف کیا باوجودیکہ اتنا زمانہ مقید رہ چکے تھے بلکہ یہ فرمایا کہ اول اُن عورتوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھ تک کاٹ ڈالے تھے میری عصمت وغیرت کی تحقیقات کرلیجائے اُسکے بعد میں نکلونگا اسلئے آنحضرت فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف بہت ہی صابر آدمی تھے ۱۲ [۵۳] یعنے شرم کیوجہ سے ہروقت اور ہر حال میں اپنے سارے بدن کو ڈھانکے رکھتے تھے ۱۲ [۵۴] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ہر عیب و نقصان سے جو منکر لوگ اُنپر عیب لگائیں پاک کردیتا ہے تاکہ وہ ساری مخلوق میں معزز و مکرم رہیں ۱۲۔

نے اپنے کپڑے (پتھر) سے لیلئے اور اُسے مارنا شروع کیا تجدا اُنکے مارنے کے باعث پتھر میں تین یا چار یا پانچ[5] نشان پڑ گئے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۷۸) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک روز ایوب علیہ السلام ننگے نہا رہے تھے کہ اُنپر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں انہوں نے انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنا شروع کیا اُنکے پروردگار نے (از راہ خوشی) اُنہیں پکارا کہ اے ایوب کیا تمنے جو چیزیں یہ دیکھی ہیں مینے تمہیں ان سے بے پروا نہیں کیا اُنہوں نے عرض کیا کیوں نہیں قسم ہے تیری عزت کی لیکن تیری برکت کیطرف سے مجھے میں بے پروائی نہیں ہے[1] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۴۷۹) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان آدمی اور ایک یہودی کی آپس میں فحش کلامی ہوگئی مسلمان نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جسنے سارے جہان والوں پر محمد (صلعم) کو برگزیدہ کیا ہے (اسکے جواب میں) یہودی بولا قسم ہے اُس ذات کی جسنے سارے جہان والوں پر موسیٰ (علیہ السلام) کو برگزیدہ کیا ہے اُسیوقت مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر یہودی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑا گیا اور جو کچھ اپنا اور اُس مسلمان کا قصہ گذرا تھا سب آپ سے بیان کیا آنحضور نے اُس مسلمان کو بلایا اور اُس سے اس قصہ کی کیفیت پوچھی اُسنے بھی اُسیکی طرح بیان کردیا پھر آنحضور نے فرمایا کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام پر مجھے بڑائی نہ دیا کرو کیونکہ قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہوکر گر پڑینگے اور اُن کے ساتھ ہی میں بھی گر پڑونگا اور سبسے پہلے مجھے ہوش آئیگا تو یکایک موسیٰ اُسوقت عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہونگے اب میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہونے[2] لوگوں میں تھے اور مجھسے پہلے اُنہیں ہوش آگیا یا کہ وہ اُن لوگوں میں تھے جنہیں اللہ نے (بیہوش ہونے سے) مستثنےٰ کرلیا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے میں نہیں جانتا کہ (انکا بیہوش ہونا) طور کے دن کے بیہوش ہونے

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو اپنے تئیں شکر گذار یکا اعتماد ہو اسے حلال طریقہ سے مال بڑہانے پر حرص کرنی جائز ہو مرقاۃ ۱۲ [2] یعنے اگر موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے تھے اور مجھسے پہلے انہیں ہوش آگیا تو یہ اُنکی فضیلت ظاہر ہے وہ اگر وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ نے مستثنےٰ کرلیا اور بیہوش نہیں ہوئے تو یہ بھی فضیلت ہی ہے ۱۲ عسقلانی۔

کے بدلے شمار کر دیا گیا یا وہ (بیہوش ہو کر) مجھ سے پہلے اٹھا دیئے گئے اور میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ یونس بن متی[ل] سے بھی کوئی افضل ہے اور ابو سعید کی روایت میں یوں ہے کہ تم پیغمبر ونکے درمیان فضیلت نہ دیا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ابو ہریرہ کی روایت میں یوں ہے کہ تم اللہ کے نبیوں کے درمیان ایک کی دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔

(۱۱۵۰) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی کو یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ میں[ل] یونس بن متی سے بہتر ہوں یہ حدیث متفق علیہ ہے اور بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں تو اُسنے جھوٹ بولا۔

(۱۱۵۱) حضرت اُبیّ بن کعب کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس لڑکے کو حضرت خضر نے مار ڈالا تھا تو وہ اس حالت پر پیدا کیا گیا تھا کہ وہ کفر کو اختیار کرتا اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو بھی کفر و سرکشی میں ڈال دیتا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۲) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ حضرت خضر[ل] کا خضر نام اسلیئے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ خشک سفید زمین پر (جہاں گھانس تک نہ تھی) بیٹھے تھے یکایک اُن کے پیچھے سے گھانس لہلہانے لگی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۳) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ موسیٰ بن عمران کے پاس موت کے فرشتے نے آ کر اُنسے یہ کہا کہ تم اپنے پروردگار کیطرف سے (موت کا حکم) قبول کرو حضور فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے فرشتے کی آنکھ پر طمانچہ مارا اور اُس کی آنکھ پھوڑ دی فرماتے ہیں کہ فرشتہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور (جناب الٰہی میں) عرض کیا کہ تو نے

ل صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ متی حضرت یونس کے والد کا نام تھا اور جامع الاصول میں یہ ہے کہ یہ اُنکی والدہ کا نام تھا خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یونس کو خاص اسلیئے ذکر کیا کہ وہ کچھ بہت زیادہ اولو العزم نبی نہ تھے اور اپنی قوم کی ایذا رسانی پر بے صبری کر کے اُنکیلیئے بد دعا کر دی تھی ۱۲ ل اس میں سے دونوں معنے لیتے ہیں یعنے کوئی شخص کیسا ہی بڑا ہو اپنے تئیں اُنسے افضل نہ بتائے اور یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ حضرت کو اُنسے بہتر نہ بتائے یہ آنحضور نے اپنی تواضع اور خاکساری کی وجہ سے فرمایا ہے ورنہ آپکو افضل کہنا جائز ہے ۱۲ ل حضرت خضر کا پہلا نام بلیا تھا بعضے کہتے ہیں کہ یہ ملکان کے بیٹے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ فرعون جو حضرت موسیٰ کے زمانہ میں تھا اُسکے بیٹے ہیں لیکن یہ قول بہت ہی ضعیف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت الیاس کے بھائی مالک کے بیٹے ہیں خبر صحیح یہ ہے کہ یہ بڑی عمر کے نبی ہیں آب حیوۃ انہوں نے پیا ہے لہذا قیامت تک زندہ رہینگے ۱۲ الم۔

مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا تھا جو مرنا نہیں چاہتا اور اسنے میری ایک آنکھ بھی پھوڑ دی آنحضرت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پھر اسکی آنکھ اسکے لگا دی اور فرمایا کہ تو میرے بندہ کے پاس پھر جا اور تو کہہ کہ تو زندگی چاہتا ہے اگر تو زندگی چاہے تو تو ایک بیل کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھدے جسقدر اسکے بال تیرے ہاتھ کے نیچے ہونگے بیشک پھر تو اتنے ہی سال زندہ رہیگا حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ بھلا پھر کیا ہوگا فرشتہ نے کہا کہ تم پھر مر جاؤگے حضرت موسیٰ نے فرمایا تو بس میں ابھی مرنا چاہتا ہوں (پھر یہ دعا کی کہ) اے میرے پروردگار تو مجھے پاک کی ہوئی زمین کے نزدیک کردے (یعنے وہاں دفن ہوں) اگرچہ وہ مقدار ایک پتھر پھینکنے[ف] ہی کے ہو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں انکی قبر دکھا دیتا کہ وہ رستہ کی جانب ریت کے سرخ تودہ کے پاس ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۵) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سارے انبیاء میرے روبرو کئے گئے اور حضرت موسیٰ تو اس قسم کے آدمی تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور مینے عیسیٰ بن مریم کو بھی دیکھا میرے دیکھنے میں ان سے زیادہ تر شباہت میں قریب آدمی عروہ بن مسعود ہیں اور مینے حضرت ابراہیم کو بھی دیکھا ہے انکی شباہت میں زیادہ تر قریب آدمی جو مینے دیکھا ہے وہ تمہارے ساتھی یعنے میں ہوں اور مینے حضرت جبرئیل کو بھی دیکھا ہے انکی شباہت میں زیادہ تر قریب آدمی جو مینے دیکھا ہے وہ دحیۂ بن خلیفہ ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۶) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جس رات کو مجھے فرشتہ لیگیا (یعنے معراج کی رات کو) مینے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ گندم گوں

[ف] زمین پاک سے بیت المقدس مراد ہے اور پتھر پھینکنے کی مقدار سے یہ مطلب ہے کہ بیت المقدس سے اتنے قریب قبر ہو کہ اگر کوئی شخص بیت المقدس سے کھڑا ہو کر قبر کیطرف پتھر پھینکے تو قبر پر پہنچ جائے اور خاص بیت المقدس میں دفن ہونیکو شاید اسلئے نہ فرمایا تاکہ میری قبر مشہور نہ ہو جائے کہ اسکی وجہ سے لوگ فتنہ میں پڑ جائیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متبرک جگہوں میں اور صالحین کی قبروں کے نزدیک دفن ہونا مستحب ہے کیونکہ بیت المقدس میں بھی انبیاء مدفون ہیں وہ جگہ اس زمانہ میں سب جگہ سے زیادہ افضل شمار ہوتی تھی ۱۲۔

لمبے قد مڑے ہوئے بالوں کے ایسے آدمی تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ آدمی خلقت میں متوسط (دیکھنے کے) رنگ میں) مائل بہ سرخی وسفیدی اور سر کے بال سید ہے اور میں نے دوزخ کے دارو غہ مالک کو اور دجال کو بھی اُن نشانیوں کے ضمن میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائی تھیں لہٰذا تمہیں آپکے ان انبیاء سے ملاقات کرنے میں شک نہیں کرنا چاہئیے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب معراج میں میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا (راوی کہتے ہیں) پھر آپ نے اُنکی صفت بیان کی کہ وہ مضطرب درمیانے بالوں والے آدمی تھے گویا وہ قبیلہ شنوءہ کے کوئی آدمی ہیں اور میں حضرت عیسیٰ سے بھی ملا وہ آدمی درمیانے قد کے سُرخ رنگ کے تھے گویا دیماس یعنے حمام میں سے ابھی نکلے ہیں اور میں نے حضرت ابراہیم کو بھی دیکھا اور اُنکی اولاد میں اُنکے مشابہ سب سے زیادہ میں ہوں پھر میرے پاس کوئی (فرشتہ) دو برتن لایا اُن میں سے ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب پھر مجھسے کسی نے کہا کہ اسمیں سے تم جونسا چاہو لیلو میں نے دودھ (کا پیالہ لیکر) پی لیا پھر مجھسے کسی نے کہا کہ تم راہ دکھادئیے گئے (یعنے اللہ نے تمہیں راہ ہدایت دکھادی) یاد رکھو اگر تم شراب لے لیتے تو تمہاری اُمت گمراہ ہو جاتی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مدینہ کے درمیان جارہے تھے ہم ایک جنگل میں سے گذرے تو آنحضور نے پوچھا کہ یہ کونسا جنگل ہے ہمنے عرض کیا کہ یہ ازرق کا جنگل ہے آپنے فرمایا گویا میں اب موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ابن عباس فرماتے ہیں پھر ہم چلدیئے یہانتک کہ جب ہم ایک (پہاڑ کی) گھاٹی پر پہنچے تو آنحضور نے پوچھا کہ یہ کونسے (پہاڑ کی) گھاٹی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ کوہ ہرشا (کی) ہے یا کوہ لِفت (کی) ہے آپنے فرمایا گویا میں یونس (علیہ السلام) کو سُرخ اونٹنی پر سوار ہوئے دے

---

۱ یہاں سے یہ قول راوی کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء کو دیکھنے اور ملنے سے شک میں نہ ہونا چاہیئے ۱۲ ۲ مضطرب کی بہت سی تفسیریں کی ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ اسکے معنے دراز قد کے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ سُبک گوشت کو کہتے ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ یہاں اس کے معنے ہلنے والے کے ہیں ۱۲۔

دیکھ رہا ہوں وہ پشمینہ کا جبہ پہنے ہوئے ہیں اپنی اونٹنی کی مہار کھجور کی چھال کی ہے۔ وہ اس جنگل میں لبیک کہتے ہوئے جارہے ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۹) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ داؤد (علیہ السلام) پر زبور بہت آسان کردیگئی تھی وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم کرتے تھے اور سواری پر زین کسے جانے سے پہلے ہی (ساری) زبور پڑھ لیا کرتے تھے اور اپنے دست کاری ہی کا کھایا کرتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۰) حضرت ابوہریرہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ (حضرت داؤد اور سلیمان کے زمانہ میں) دو عورتیں تھیں دونوں کے دو بیٹے تھے (اتفاق سے) بھیڑیا آیا اور ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے بیٹے کو لیگیا اسکی ساتھ والی نے یہ کہا کہ واقعی بات یہ ہے کہ بھیڑیا تیرے بیٹے کو لیگیا ہے اور وہ دوسری (جسکے بیٹے کو لیگیا تھا) بولی کہ نہیں وہ تیرے بیٹے کو لیگیا ہے اور میرا تو یہ زندہ ہے۔ وہ دونوں اپنا فیصلہ حضرت داؤد کے پاس لیگئیں انہوں نے اس لڑکے کی بابت بڑی کو دلائے جانیکا حکم کردیا (حالانکہ وہ چھوٹی کا تھا) پھر وہ دونوں نکلکر حضرت داؤد کے بیٹے سلیمان کے پاس گئیں اور انسے اپنا قصہ بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ تم میرے پاس ایک چھری لے آؤ تاکہ میں اس لڑکے کو کاٹکر تم دونوں کو آدھا آدھا دیدوں وہ چھوٹی عورت بولی کہ خدا تمپر رحم کرے تم ایسا کام نہ کرو یہ بیٹا اسیکا رہنے دو پھر حضرت سلیمان نے وہ لڑکا اس چھوٹی ہی عورت کو دلادیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

ل اس حدیث میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ انبیاء مرے ہوئے حج وغیرہ کیونکر کرتے ہیں حالانکہ دار آخرت دار العمل نہیں ہے جواب اس کا یہ ہے کہ انبیاء شہداء جیسے بلکہ شہداء سے بھی افضل ہیں اور جیسے اللہ تعالیٰ کے پاس شہداء زندہ ہیں ایسے ہی یہ بھی ہوسکتے ہیں اور جب زندہ ہونگے تو پھر ان افعال سے تقرب الی اللہ حاصل کرنا کچھ بعید امر نہیں ہے علاوہ ازیں ابن عمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موقعہ آنحضور نے خواب میں دیکھا تھا اور انبیاء کا خواب سچا اور حق ہوتا ہے ۱۲ ؎ شاید دونوں عورتوں کے بیٹے ہمشکل اور ہم عمر ہونگے یا یہ کہ ایک عورت انمیں سے چھوٹی تھی ۱۲ ؎ مقصود حضرت سلیمان کا اس سے کاٹنا نہیں تھا بلکہ دونوں کی محبت کا امتحان لینا مقصود تھا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اسکی ماں کونسی ہے کیونکہ جو ماں ہوگی وہ اسکے کاٹنے کو ہرگز نہیں پسند کریگی ۱۲۔

(۱۱۶۱) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا تھا کہ میں ایک رات میں نوّے عورتوں کے پاس جاؤنگا (یعنے اُن سے صحبت کروں گا) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سو عورتوں کے پاس جاؤنگا سبھوں کے ایک ایک سوار پیدا ہوگا وہ راہ خدا میں جہاد کریگا اُن سے فرشتے نے کہا کہ تم انشاءاللہ تعالیٰ کہلو (تا کہ تمہاری یہ مُراد پوری ہو جائے) لیکن اُنھوں نے نہ کہا بلکہ بھول گئے پھر اپنی عورتوں سے صحبت کی لیکن اُن میں سے کسیکو بھی حمل نہ ہوا سوائے ایک عورت کے اُسکے بھی آدھا آدمی جنا اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر وہ انشاءاللہ کہلیتے[۵] تو پھر بیشک اُن کے سارے سوار راہِ خدا میں جہاد کرتے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶۲) حضرت ابو ہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے زکریا (علیہ السلام) بڑہئی تھے (یعنے بڑہئی کا کام کیا کرتے تھے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۱۶۳) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ متصل ہوں اور تمام انبیاء آپسمیں علاّتی[۵] بھائی ہیں انکی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور اصل دین (یعنے توحید) سبھوں کا ایک ہے اور ہمارے (یعنے میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے) درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۱۱۶۴) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت آدم کی ساری اولاد کے دونوں پہلوؤں میں جسوقت وہ پیدا ہوتی ہے شیطان چوکے مارتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم کے وہ اُنکے بھی مارنے چاہتا تھا لیکن جھلی میں[۵] مار دیئے۔ یہ حدیث

---

[۵] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کام کے کرنیکا ارادہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ تبرک سمجھکر یہ کہلے کہ انشاءاللہ تعالیٰ میں یہ کام کرونگا تاکہ وہ کام خدا چاہے تو اسکے آسانی سے ہو جائے ۱۲ [۵] علاّتی بہن بھائی وہ ہوتے ہیں جنکی مائیں مختلف ہوں اور باپ ایک ہو چنانچہ شریعت میں اصل دین یعنے توحید سب پیغمبروں کی ایک ہے اور عقائد دینی میں سب متحد ہیں اگرچہ کسی حکمت اور مصلحت کیوجہ سے اعمال اور شرائع مختلف ہیں تو انبیاء کی شرائع بمنزلہ ماؤں کے ہیں اور اصل دین یعنے توحید بمنزلہ باپ کے ہے ۱۲ [۵] یعنے جھلی جو بچہ پیدا ہونیکے وقت جدا ہوتی ہے شیطان کے چوکے اسمیں لگ گئے اور حضرت عیسیٰ کے جسم پر نہیں لگے ۱۲۔

متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶۵) حضرت ابو موسیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مردوں میں سے بہت سے آدمی کامل ہوگئے لیکن عورتوں میں سوائے عمران کی بیٹی مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ کے اور کوئی کامل نہیں ہوئی اور عائشہ کی فضیلت ساری عورتوں پر ایسی ہے جیسے سارے کھانوں پر ثریدؔ[1] کو فضیلت ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت انس کی حدیث کہ "ا ے ساری مخلوق سے بہتر" اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کہ "سب لوگوں میں کون عزت دار زیادہ ہے" اور حضرت ابن عمر کی حدیث کہ "کریم کریم کے بیٹے" "ایک دوسرے سے فخر کرنے اور حمایت کرنیکے باب میں مذکور ہو چکی ہیں

دوسری فصل (۱۱۶۶) حضرت ابو رزین فرماتے ہیں میں نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمارا پروردگار اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا آپ نے فرمایا عمائ[2] میں جسکے نیچے بھی ہوا تھی اور اوپر بھی ہوا تھی اور اسنے اپنے عرش کو پانی پر پیدا کیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یزید بن ہارون (راوی) کہتے ہیں عماء سے یہ اشارہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی

(۱۱۶۷) حضرت عباس بن عبد المطلب فرماتے ہیں کہ میں بطحاء (مکہ یعنی محصب) میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اتنے ہی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما، تب ایک سحاب (یعنے بادل) وہاں سے گذرا سب لوگ اسے دیکھنے لگے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم اس کا کیا نام لیتے ہو صحابہ بولے کہ اسے سحاب کہتے ہیں آپنے فرمایا اور مزن بھی کہتے ہو انہوں نے کہا ہاں مزن بھی کہتے ہیں آپ نے فرمایا اور عنان بھی کہتے ہو انہوں نے عرض کیا ہاں عنان بھی کہتے ہیں آپ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے سبھوں نے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان یا تو اکہتر

---

[1] ثرید عرب میں اس کھانے کو کہتے ہیں کہ ٹکڑے توڑ کے اس پر شوربا ڈال دیتے ہیں عرب میں اس کھانے کو بہت افضل سمجھتے ہیں ۱۲ [2] عماء بادل اور پتلے ابر کو کہتے ہیں اور یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں ۲ [3] طیبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اکہتر یا بہتر یا تہتر سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ فقط تکثیر مراد ہے کیونکہ اور بعض حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آسمان اور زمین کے بیچ میں بلکہ ہر آسمان کے بیچ میں پانسو برس کا فاصلہ ہے لہذا اس حدیث میں تکثیر ہی مراد لینی زیادہ مناسب ہے ۱۲ مرقات۔

یا بہتر یا تہتر برس (کی مسافت) کا فاصلہ ہے اور اس سے اوپر جو آسمان ہے وہ بھی اسیطرح ہے یہانتک کہ آنحضور نے سات آسمان گنے پھر (فرمایا کہ) ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے اُس کی اوپر کی طرف اور تہ میں اسقدر فاصلہ ہے (یعنے وہ اتنا گہرا ہے) کہ جیسا اس آسمان سے اُس آسمان تک پھر اسکے اوپر آٹھ فرشتے ہیں اُنکے پاؤں اور کولوں کے درمیان ایسا فاصلہ ہے جیسا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پھر انکی پیٹھوں پر عرش ہے اسکی نیچے اور اوپر کی جانب میں اسقدر فاصلہ ہے جیسا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پھر اسکے اوپر اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۸) حضرت جُبَیر بن مُطعم فرماتے ہیں کہ ایک گنوار رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا... قحط کی وجہ سے سب جانیں تکلیف میں پڑ گئیں اور کُنبے (قبیلے بھوکے ہوگئے) اور سب مال بھی برباد ہوگئے اور سب جانور مرگئے آپ ہمارے لئے اللہ سے بارش مانگیئے کیونکہ ہم آپکو اللہ کے سامنے سفارشی ٹھہراتے ہیں آنحضور نے (غصہ میں ہوکر) فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ پھر آپ سبحان اللہ ہی پڑھتے رہے یہانتک کہ اس کا اثر (بوجہ خوف کے) صحابیوں کے چہرے پر معلوم ہونے لگا پھر آپنے (اُس سے) فرمایا تیرا ناس ہو یاد رکھ کہ اللہ کے سامنے کوئی سفارش نہیں کرسکتا اللہ کی شان اس سے بہت ہی بڑی ہے تیرا ناس ہو کیا تو جانتا ہے کہ اللہ (کی عظمت وغیرہ) کیا ہے بیشک اُس کا عرش آسمانوں پر اسطرح ہے اور آپنے قبہ کیطرح اپنی اُنگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا سوار کی کاٹھی کی آواز کیطرح وہ آواز کرتا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۹) حضرت جابر بن عبداللہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کے اُن فرشتوں میں سے جو عرش کے اٹھانے والے ہیں ایک فرشتہ کی کیفیت بیان کروں وہ یہ کہ اُسکے دو کانوں کی لو اور دونوں مونڈھوں کے

[illegible] اللہ تعالےٰ کے کوئی کسیطرح سے برابر نہیں ہے اور نہ ہوسکتا

— [illegible] یعنے برداشت عظمت حق سے عرش عاجز ہوکر اس [illegible] سے چرچر بولا کرتی ہے ۱۲

درمیان سات سو برس کی مسافت[۱] ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۰) حضرت زرارہ بن ابو اوفی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے پوچھا کیا تمنے اپنے رب کو دیکھا ہے یہ سنتے ہی جبرئیل کانپنے لگے اور فرمایا اے محمد بیشک میرے اور اللہ کے درمیان ستر پردے نور کے ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے میں کسیکے قریب بھی ہو جاؤں تو میں فوراً ہی جلجاؤں۔ (یہ حدیث) اسیطرح مصابیح میں ہے اور ابو نعیم نے (اپنی کتاب) حلیہ میں حضرت انس سے نقل کی ہے مگر انہوں نے یہ نہیں ذکر کیا کہ حضرت جبرئیل کانپنے لگے۔

(۱۱۷۱) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اسرافیل کو پیدا کیا اور جس روز سے انہیں پیدا کیا ہے وہ اپنے پاؤں جوڑے[۲] ایسے کھڑے ہیں کہ اپنی نگاہ بھی اونچی نہیں کرتے انکے اور اللہ تبارک و تعالی کے درمیان ستر نور (کے پردے) ہیں ان میں سے جس نور (کے پردے) کے وہ نزدیک ہوجائیں تو فوراً ہی جلجائیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۱۷۲) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسوقت اللہ تعالی نے حضرت آدم اور انکی اولاد کو پیدا کرلیا تو فرشتوں نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے پروردگار تو نے ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جو کھائینگے اور پینگے اور صحبت کرینگے اور (جانوروں پر) سوار ہونگے لہذا تو انکیلئے دنیا کردے اور ہمارے لئے آخرت اللہ تعالی نے فرمایا کہ جنہیں میں نے اپنے دونوں ہاتوں سے پیدا کیا ہے اور ان میں اپنی روح پھونکی ہے انہیں انکی برابر نہیں کرونگا جنکے لئے میں نے یہ کہا کہ ہوجاؤ اور وہ ہوگئے (بلکہ ان سے بڑھے ہوئے رکھونگا۔ یہ حدیث بیہقی

---

[۱] یعنے جسکے مونڈھوں اور کانو نکی لو کے درمیان اسقدر فاصلہ ہو تو اسکے قد کے لمبے ہونیکا تمہیں خود اندازہ کرلینا چاہئے
[۲] مقصود آنحضور علیہ السلام کا یہ ہے کہ جس وقت سے حضرت اسرافیل پیدا ہوئے ہیں جبھی سے حکم الہی کے بجالانے کے لئے اس مستعدی سے کھڑے ہیں کہ اس طرف سے نگاہ بھی نہیں پھیرتے کیونکہ وہ صور کے پھونکنے پر مامور ہیں لہذا ہر لحظہ منتظر ہیں کہ حکم پہنچے تو فوراً ہی صور پھونک دوں ۱۲ [۳] یعنے اسلیئے کہ وہ ان چیزونکا فائدہ دنیا میں اٹھا چکے ہیں اور ہم ان سے محروم ہیں لہذا اسکے عوض میں ہمیں بہشت ملنی چاہئیے ۱۲ [۴] یعنی تم تو فقط کلمہ کن ہی کے کہنے سے پیدا ہوگئے ہو اور انہیں یعنے انکے باپ آدم کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے لہذا تم انکے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ تم انسے کم رہوگے ۱۲۔

نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۷۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پورا مسلمان اللہ کے نزدیک اسکے بعضے فرشتوں سے بھی زیادہ بزرگ ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۴) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مٹی پیدا کی اور اتوار کے دن اسمیں پہاڑ پیدا کئے اور پیر کے دن درخت پیدا کئے اور سب بُری چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن سارے چوپاؤں کو پھیلایا اور جمعہ کے دن اخیر ساعت میں ساری مخلوق سے پیچھے عصر اور شام کے درمیان حضرت آدم کو پیدا کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۵) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی بیٹھے ہوئے تھے یکایک ایک سحاب (یعنے بادل) اُنکے اوپر کو آیا آنحضرت نے پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا یہ عناں ہے یہ زمین کے روایا[۱] ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر بھی لیجا (کر برسا) تا ہے جو اُس کا شکر بھی ادا نہیں کرتے اور نہ اُسے یاد کرتے ہیں پھر آپ نے پوچھا تم جانتے ہو کہ اسکے اوپر کیا ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول ہی خوب واقف ہے آپ نے فرمایا کہ یہ رقیع[۲] ہے اور یہ ایک محفوظ چھت اور (گرنے سے) رُکی ہوئی ایک موج ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُسکا رسول ہی خوب واقف ہے آپنے فرمایا کہ تمہارے اور اُسکے درمیان پانسو برس (کی مسافت) کا فاصلہ ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اُسکے اوپر کیا ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُسکا رسول ہی خوب واقف ہے آپ نے فرمایا ایک ایسا آسمان ہے کہ ان دونوں کے درمیان فاصلہ پانسو برس کی مسافت کا ہے پھر آپ اسیطرح فرماتے رہے یہانتک کہ سات آسمان گنے ہر دو آسمانوں کے درمیان ایسا فاصلہ ہے

[۱] روایا راویہ کی جمع ہے راویہ اُس اونٹ کو کہتے ہیں جس سے پانی کھینچکر زمینوں کو سیراب کیا کرتے ہیں ۱۲۔

[۲] رقیع فعیل کے وزن پر اس آسمان دنیا کا نام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر آسمان کو کہتے ہیں ۱۲۔

کہ جیسا آسمان اور زمین کے بیچ میں ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس سے اوپر کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا کہ اسکے اوپر عرش ہے عرش کے اور آسمان کے درمیان اسقدر فاصلہ ہے کہ جیسا دو آسمانوں کے درمیان ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اسکے نیچے کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب واقف ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ زمین ہے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اسکے نیچے کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسکے نیچے دوسری اور زمین ہے ان کے درمیان بھی پانسو برس[۱] کا فاصلہ ہے یہانتک کہ آپ نے سات زمینیں گنیں ہر دو زمینوں کے درمیان فاصلہ پانسو برس کا ہے پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے اگر تم ایک رسی کے ذریعہ سے سب سے نیچے کی زمین کی طرف لٹک جاؤ تب بھی تم اللہ ہی کے پاس اتروگے پھر آپ نے (استدلال میں یہ آیت) پڑھی ہُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (ترجمہ) اللہ ہی سب سے پہلے سے ہے اور وہی سب سے پیچھے تک رہیگا وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے)۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آیت کو پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضور نے (اس جملہ سے کہ وہ آدمی رسی کے ذریعہ سے لٹکر اللہ ہی کے پاس اتریگا) یہ مراد لی ہے کہ وہ شخص اللہ کے علم[۲] پر اور قدرت پر اور اسکے غلبہ اور تصرف پر اتریگا کیونکہ اللہ کا علم اور اسکی قدرت اور اس کا غلبہ اور تصرف ہر ایک جگہ میں ہے اور وہ عرش پر ہے جیسیکہ اس نے اپنی کتاب میں اپنی تعریف خود کی ہے

---

[۱] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نسبت مسافت دوری زمینوں کی مسافت آسمان جیسی ہے لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زمینیں سب متصل اور ملی ہوئی ہیں کیونکہ ارض تو قرآن شریف میں مفرد آتا ہے اور آسمانوں کو بلفظ جمع ذکر کرتے ہیں تو ان کا یہ کہنا اس حدیث کے بالکل مخالف ہے ۱۲ [۲] یعنی یہ مراد و مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ زمینوں کے نیچے بیٹھا ہے لہذا اگر تم رسی سے وہاں لٹکوگے تو اللہ کے پاس پہنچ جاؤگے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ باعتبار اپنی قدرت کے سب جگہ ہے عرش کے اوپر بھی اور زمینوں کے نیچے جیسی اس کی اوپر قدرت ہے ویسی ہی نیچے بھی ہے ۱۲۔

(۱۱۷۶) حضرت ابوہریرہؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت آدم (کا قد) لمبائی میں ساٹھ[۱] ہاتھ کا تھا اور عرض میں سات ہاتھ کا۔

(۱۱۷۷) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میں نے (آنحضرت ﷺ سے) پوچھا کہ یارسول اللہ سارے انبیاء میں پہلے کونسے نبی تھے آپ نے فرمایا آدم (علیہ السلام) میں نے پوچھا یارسول اللہ وہ نبی بھی تھے آپ نے فرمایا ہاں کلام کئے گئے نبی تھے میں نے پوچھا یارسول اللہ پیغمبر کتنے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ تین سو اور کچھ اوپر دس تھے (یعنی ایک بڑی جماعت تھی اور ابوامامہ کی روایت میں یوں ہے ابوذر فرماتے ہیں میں نے پوچھا یارسول اللہ سارے انبیاء کی پوری گنتی کتنی ہے آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اُن میں سے ایک بڑی جماعت تین سو پندرہ آدمی پیغمبر ہیں۔

(۱۱۷۸) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کسی چیز کی خبر دیکھنے[۲] کے برابر نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اُنکی قوم کے فعلونکی جو اُنہوں نے بچھڑے کی بابت کئے تھے خبر دی اُسوقت حضرت موسیٰ نے (توریت کی) تختیاں نہیں پھینکیں اور جس وقت اُنکے فعلونکو اُنہوں نے خود دیکھ لیا تو سب تختیاں پھینک دیں چنانچہ وہ ٹوٹ بھی گئیں۔ یہ تینوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

باب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگیوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۱۷۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں ہر ایک زمانہ میں اولاد آدم کے بہتر سلسلہ[۳] میں ہوتا چلا آیا ہوں یہانتک کہ میں اس زمانہ میں آگیا کہ جس میں میں پیدا ہوا ہوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے اپنے اللہ کی جانب سے صحیفے اُترے تھے اور وہ رسول ہیں ۱۲ [۲] یعنے خبر اگرچہ یقینی ہو اور اُس کا کہنے والا بھی یقیناً سچا ہو لیکن تاہم جو تاثیر دیکھنے کو ہوتی ہے وہ سننے کو نہیں ہوتی چنانچہ حضرت موسیٰ کو اللہ کے خبر دینے پر وہ تاثیر نہ ہوئی کہ جو خود کے دیکھنے سے ہوئی ۱۲ [۳] یعنے ہر قرن میں جن باپوں کی پشت میں ہوتا تھا وہ سب سے بہتر ہی ہوتے تھے اور جبتک کہ میں پیدا ہوا اس سے پہلے سب بہتر ہی باپوں کی پشتوں میں رہا ہوں ۱۲

(۱۱۸۰) حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (اول) اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو پسند کیا اور کنانہ میں سے قریش کو پسند کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو پسند کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے پسند کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابرہیم اور حضرت اسمٰعیل کو پسند کیا اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو پسند کیا۔

(۱۱۸۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں قیامت تک حضرت آدم کی ساری اولاد کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میری ہی قبر کھلیگی (یعنے سب سے پہلے میں ہی اُٹھوں گا) اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سارے نبیوں میں سب سے زیادہ تابعدار لوگ میرے ہونگے اور میں ہی سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا (یعنے کھلواؤنگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۳) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بہشت کے دروازہ پر میں ہی آؤں گا اور اسے کھلواؤں گا بہشت کا نگہبان پوچھیگا کہ تم کون ہو میں کہونگا محمدؐ وہ کہیگا کہ تمہارے ہی لئے مجھے حکم دیا گیا تھا کہ تم سے پہلے اور کسی کے لئے نہ کھولوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۴) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہشت میں (امت کو لیجانیکے لئے) سب سے پہلے میں سفارش کروں گا اور جسقدر لوگوں نے میری تصدیق کی ہے (یعنے مجھے سچا جانکر میرا کہنا مان لیا) اتنی سارے نبیوں میں سے کسیکی تصدیق نہیں کی (یعنے اتنوں نے کسی کا کہا نہیں مانا) اور نبیوں میں بعضے نبی ایسے بھی ہوئے ہیں کہ انکی امت میں سے فقط ایک ہی آدمی نے انکی تصدیق کی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

لہ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل اور سب لوگوں سے کامل بلکہ اکمل ہیں ۱۲۔

(۵۸۵۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری اور سارے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی محل کی بہت ہی اچھی دیوار بنائی گئی لیکن ایک اینٹ کی جگہ اُس میں چھوڑ دی پھر دیکھنے والے اُسکے گرداگرد پھرے اور سوائے اُسی اینٹ کی جگہ کے اور ساری دیوار کی خوبی دیکھکر تعجب کرنے لگے پھر میں نے اُس اینٹ کی جگہ کو عمدہ طور سے بند کر دیا مجھ ہی سے وہ دیوار[ل] ختم ہوئی اور مجھ ہی پر پیغمبروں کا آنا ختم ہو گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ اینٹ بھی میں ہی ہوں اور خاتم النبیین بھی میں ہی ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۶۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک نبی کو ایسے[۲] معجزے ملے ہیں کہ اُنپر لوگ ایمان لے آئیں اور مجھے جو کچھ ملا ہے وہ وحی کہ مجھپر اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اسلئے مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ لوگ میرے تابعدار ہونگے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۷۱) حضرت جابر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے پانچ چیزیں ملیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں (ایک تو یہ کہ ایک مہینہ کے راستہ سے (دشمنوں کے دلوں میں) میرا خوف پڑ کر مجھے فتح ملجاتی ہے دوسرے یہ کہ میرے (اور میری اُمت کے) لئے ساری زمین نماز پڑھنے کی جگہ اور پاک[۳] کرنے والی چیز بنا دی گئی ہے لہذا میری امت کا کوئی آدمی جہاں ہو اور اُسے نماز کا وقت وہاں ہو جائے تو اُسے وہیں نماز پڑھ لینی چاہیئے تیسرے یہ کہ غنیمت کے مال میرے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں اور مجھ سے پہلے کسیکے لئے حلال نہیں ہوئے چوتھے یہ کہ مجھے شفاعت کا مرتبہ دیا گیا ہے (یعنے میری شفاعت مقبول ہوگی) پانچویں یہ کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

[ل] یعنے پہلے انبیاء اور انکی شریعت بمنزلہ ایک محل کے ہے اُنکے پیدا ہونے سے گویا وہ محل تیار ہو گیا لیکن اُسمیں کچھ کسر باقی تھی کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ کسر پوری کر دی ۱۲ [۲] یعنے ہر زمانہ میں نبیونکو ایسے معجزے ملتے رہے جس سے اُس زمانہ کے لوگ مجبور ہو کر انپر ایمان لاتے رہے لیکن وہ معجزے اُسی زمانہ تک مخصوص رہے اور یہ قرآن شریف فصاحت و بلاغت میں ایسا معجزہ ہے کہ یہ قیامت تک رہیگا ۱۲ [۳] یعنے پانی اگر نہ ہو تو تیمم وضو کا کام دیجائیگا ۱۲۔

(۱۱۸۸) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے چھ خصلتوں کی وجہ سے میں سارے نبیوں پر فضیلت دیا گیا ہوں ایک تو یہ کہ میں جامع کلمے[۱] دیا گیا ہوں دوسرے یہ کہ (دشمنوں کے دل میں میرا) رعب ڈالنے کے ساتھ مدد ملجاتی ہے اور تیسرے یہ کہ غنیمتیں میرے لئے حلال کیگئی ہیں اور چوتھے یہ کہ ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنیوالی چیز بنا دیگئی ہے اور پانچویں یہ کہ میں ساری مخلوق کیطرف بھیجا گیا ہوں (یعنے سب کے لئے نبی ہوں) اور چھٹے یہ کہ نبی آنے مجھپر ختم ہوگئے ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۹) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں جامع کلمے دیکر بھیجا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ مجھے فتح ملجاتی ہے اور ایک روز میں نے اپنے تئیں خواب دیکھا کہ کوئی میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لایا وہ میرے ہاتھ میں رکھدیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹۰) حضرت ثوبان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے میرے لیئے زمین کو سمیٹ دیا تھا چنانچہ میں نے اسکے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور عنقریب میری امت کی بادشاہت وہیں تک پہنچ جائیگی جہانتک کہ اسمیں سے میرے لیئے سمیٹی گئی تھی اور مجھے سُرخ اور سفید (یعنے سونے اور چاندی کے) دو خزانے[۲] دیئے گئے تھے اور میں نے اپنی امت کے لئے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ میری اُمت کو عام قحط کے ساتھ ہلاک نہ کرنا اور اُنپر کوئی دشمن اُنکی جانوں کے سوا غالب نہ کرنا کہ وہ اُنکے رہنے کی جگہ کو مباح (یعنے اور انکی بیخ کنی کردے) اور میرے رب نے فرمایا کہ اے محمد جسوقت میں کسی چیز کا حکم کر دیتا ہوں تو پھر وہ کبھی پھر نہیں سکتا اور میں نے تمہاری امت کے حق میں یہ دعا قبول کرلی کہ انہیں میں عام قحط کے ساتھ تباہ نہیں کرونگا اور نہ اُنپر اُنکی جانوں کے سوا کوئی ایسا دشمن غالب کرونگا کہ جو اُنکی جگہ کو مباح سمجھ لے اگرچہ اُنپر زمین کی

[۱] یعنے کلمے تھوڑے اور عبارت مختصر ہوتی ہے لیکن اسکے معنے بہت سے ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے بعضی حدیثیں مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قرآن شریف مراد ہے کہ اسکے تھوڑے سے لفظوں میں خدا تعالی نے بہت سے معنے جمع کر دیئے ہیں ۱۲ [۲] یعنے ایک خزانہ تو کسری یعنے شاہ فارس کا کہ وہاں سونا بہت ہے اور دوسرا خزانہ قیصر یعنے شاہ روم کا کہ اُسکے خزانہ میں چاندی کثرت سے ہے ۱۲۔

سب طرف کے آدمی کیوں نہ جمع ہو جائیں یہانتک[1] کہ بعض انکا بعض کو برباد کرنے لگے اور بعض بعض کو قید کرنے لگے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۱) حضرت سعد روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ[2] کی مسجد میں تشریف لیگئے اور اسمیں دو رکعت نماز پڑھی اور آپکے ساتھ ہمنے بھی نماز پڑھی اور آنحضور نے بہت دعا مانگی پھر فارغ ہو کر فرمایا کہ مینے اپنے پروردگار سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا چنانچہ اسنے دو مجھے دیدی ہیں اور ایک سے مجھے منع کر دیا ہے[3] مینے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا تھا کہ میری ساری امت کو قحط کے ساتھ ہلاک نہ کرنا میرا یہ سوال اسنے پورا کر دیا دوسرا مینے یہ سوال کیا تھا کہ میری ساری امت کو غرق نہ کرنا اسنے میرا یہ سوال بھی پورا کر دیا اور تیسرے مینے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت کے بیچ میں لڑائی نہ کرنا یہ سوال کرنے سے اسنے مجھے منع کر دیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۲) عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے ملا مینے اُنسے کہا کہ تم مجھسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف بیان کرو کہ جو توریت میں ہیں وہ بولے ہاں قسم ہے اللہ کی بیشک توریت میں آپکی بعض صفتیں تو وہی ہیں جو قرآن شریف میں ہیں کہ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وحرزا للاميين انت عبدي ورسولي سميتك المتوكل ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق ولا يدفع بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويغفر ولن يقبضه الله حتى يقيم به الملة العوجاء بان يقولوا لا اله الا الله ويفتح بها اعينا عميا واذانا صما وقلوبا غلفا (ترجمہ) اے نبی ہمنے بیشک تمہیں (امت کے احوال پر) شاہد اور (نیکو نکو) خوشخبری

---

[1] یعنے جبتک کہ خود تمہاری ہی امت آپسمیں نہ لڑے گی اور ایک دوسرے کو قید نہ کرے گی اسوقت تک کفار کو غلبہ نہیں دیا جائیگا کہ وہ سارے ملک اسلام کو فتح کر لیں ہاں جسوقت یہ خود ہی لڑنے لگینگے اسوقت مغلوب بھی کر دیا جائیگا ۱۲ [2] بنی معاویہ انصار میں سے ایک قبیلہ تھا اور ان کی مسجد کا نشان مدینہ منورہ کے باہر ابتک بھی باقی ہے ۱۲ [3] اس سے معلوم ہوا کہ بعض دعا انبیاء علیہ السلام کی بھی قبول نہیں ہوتی ۱۲۔

دینے والا اور (گنہگاروں کو) ڈرانے والا اور اُمیوں کے لئے پناہ بنا کر بھیجا ہے تو میرا خاص بندہ اور میرا پیغمبر ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھدیا ہے ایسا متوکل ہے کہ نہ بدخصلت ہے اور نہ سخت گو ہے اور نہ بازاروں میں غل مچاتا ہے اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی دیتا ہے بلکہ معاف کر دیتا ہے اور بخشدیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے اُسوقت تک ہرگز موت نہیں دیگا جبتک اس کے سبب سے کج راہ قوم کو سیدھا نہ کردے کہ سب کے سب یہ کلمہ پڑھنے لگیں لا الہ الا اللہ اور جبتک کہ اس کلمہ کے سبب سے اللہ تعالیٰ اندھوں کی آنکھیں اور بہروں کے کان اور وہ دل جنپر پردے پڑے ہوئے ہیں نہ کھول دے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور اسی طرح دارمی نے عطاء سے بواسطہ ابن سلام کے نقل کی ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث "کہ ہم پیچھے آئے ہیں" جمعہ کے باب میں مذکور ہو چکی ہے

دوسری فصل (۱۱۹۳) حضرت خبّاب بن ارت فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اُسے بہت دراز کیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھائی ہے کہ پہلے ایسی کبھی نہیں پڑھائی تھی آپ نے فرمایا ہاں بیشک یہ رغبت اور رہشت[1] کی نماز تھی کیونکہ میں نے اسمیں اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا دو تو مجھے دیدیں اور ایک سے انکار کردیا میں نے یہ سوال کیا تھا کہ میری اُمت کو قحط کے ساتھ برباد نہ کرنا یہ میرا سوال اُسنے قبول کرلیا پھر میں نے یہ سوال کیا کہ میری امت کے لوگوں پر اُنکے سوا کسی دشمن کو غلبہ نہ کرنا چنانچہ یہ سوال بھی قبول کرلیا پھر میں نے یہ سوال کیا کہ (میری امت کے) بعضے آدمی بعضوں کو لڑائی کا مزہ نہ چکھائیں (یعنے آپسمیں اُنکے لڑائی نہ ہو) اس سے مجھے منع کردیا۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۴) حضرت ابو مالک اشعری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے تمہیں تین چیزوں سے پناہ دیدی ہے ایک تو یہ کہ تمپر تمہارا نبی بددعا نہیں کریگا

---

[1] اُمیوں سے مراد عرب ہیں کہ وہ اکثر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور عرب کی تخصیص اسلئے ہے کہ آنحضرت انہیں میں سے تھے اور انہیں میں مبعوث ہوئے ۱۲۔ [2] یعنے جو اُسکے ساتھ بُرائی کرے اُسے سزا نہیں دیتا بلکہ درگذر کرتا ہے ۱۲۔

[3] یعنے میں اس نماز میں دعا کرتا تھا اور اسکے قبولیت کی مجھے اُمید تھی اور نہ قبول ہونیکا ڈر تھا۔ اسلئے میں نے یہ نماز دراز پڑھی اور خشوع وخضوع زیادہ کیا ۱۲۔

جس سے تم سارے برباد ہو جاؤ دوسرے یہ کہ اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں آئینگے تیسرے یہ کہ تم سب[۵۱] لوگ گمراہی پر نہیں جمع ہو گے (یعنے ایک نہ ایک جماعت ہدایت پر ضرور رہیگی)۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۵) حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت پر دو تلواریں ہرگز نہیں جمع[۵۲] کریگا کہ ایک اس امت کی ہو اور ایک اس کے دشمنوں کی ہو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۶) حضرت عباس سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے گویا وہ کوئی بات (کفار وغیرہ سے) سُنکر[۵۳] رنجیدہ ہوکے آگئے تھے اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں سبھوں نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں آپنے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے مجھے اُن سب سے بہتر لوگوں میں کردیا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے دو فرقے کئے اور انہیں سے بھی سب سے بہتر فرقہ میں مجھے کیا پھر اُنکے بہت سے قبیلے کردئے انہیں بھی مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں کیا پھر انکے لئے مکانات (تجویز) کردئے تب بھی میرے لئے سب سے بہتر مکان تجویز کیا لہٰذا میں باعتبار جانوں کے بھی سب سے بہتر ہوں اور باعتبار مکانوں کے بھی سب سے بہتر ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں صحابہ نے (آنحضرت سے) پوچھا کہ یارسول اللہ آپ کیلئے کب نبوت مقرر ہوگئی تھی آپ نے فرمایا جبکہ حضرت آدم روح اور بدن کے درمیان تھے (یعنے اُس وقت اُن کا پتلا بیجان زمین پر پڑا تھا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۵۱] اس سے معلوم ہوا کہ اجماع حجت ہے اور اجماع سے مراد ہر زمانے کے مجتہد اور عالموں کا ایک حکم شرعی پر متفق ہونا ہے ۱۲ [۵۲] تورپشتی نے اسکے معنے یہ کہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر ایسی دو تلواریں جمع نہیں کریگا جو اسکی بیخ کنی کردے بلکہ جب امت آپسمیں لڑیگی تب خدا تعالیٰ کافروں کو انپر مسلط کردیگا تاکہ یہ آپس کی لڑائی سے باز آئیں ۱۲

[۵۳] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ بدتہذیبی کے کلمے کفار سے سُنکر رنجیدہ ہوکے آگئے تھے ۱۲۔

(۱۱۹۸) حضرت عرباض بن ساریہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت حضرت آدم اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور میں اپنے اول ہونیکو تم سے بیان کرتا ہوں کہ اول تو (میری نسبت حضرت) ابراہیم کا دعا کرنا دوسرے حضرت عیسیٰ کا (اپنی امت کو میرے آنیکی) خوشخبری دینا تیسرے جسوقت میری والدہ نے مجھے جنا اُسوقت اُن کا خواب دیکھنا کہ انکیلئے ایک نور ظاہر ہوا ہے جسنے اُنکیلئے شام کے محل[۱] روشن کردیئے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور امام احمد نے ابو امامہ سے اس قول سے لیکر کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں آخر تک نقل کی ہے۔

(۱۱۹۹) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں فخر یہ نہیں کہتا کہ قیامت کے دن میں ساری اولاد آدم کا سردار ہونگا اور میرے ہی ہاتھ میں حمد کا جھنڈا[۲] ہوگا یہ بھی میں فخریہ نہیں کہتا اور اس روز حضرت آدم اور اُنکے سوا جو نبی ہونگے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے اور میری ہی سب سے پہلی قبر پھٹے گی یہ بھی میں فخریہ نہیں کہتا یہ حدیث ترمذی سے روایت کی ہے۔

(۱۲۰۰) حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت مکان سے نکلے جسوقت اُنکے قریب پہنچے تو آپ نے انسے کچھ ذکر کرتے ہوئے سُنا بعض تو ان میں سے یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو (اپنا) دوست بنالیا ہے اور دوسرے لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ سے اللہ نے کچھ گفتگو کی ہے انکے سوا اور لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے کلمے اور اسکی روح ہیں کچھ اور لوگوں نے یہ کہا کہ حضرت آدم کو اللہ نے برگزیدہ کرلیا ہے آنحضور نے انکے پاس آنکر فرمایا کہ مینے تمہاری گفتگو اور تمہارے تعجب کرنے کو سُن لیا ہے

---

[۱] شام کے محل روشن کرنے سے یہ مُراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت مشرق و مغرب کے درمیان اور شام تک پھیل جائیگا جس سے کفر و گمراہی کا اندھیرا مضمحل ہوکر اسلام کی روشنی سے جہان ایسا روشن ہوگا کہ لوگ دیکھینگے ۱۲ [۲] اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ وہ شہرت کی جگہ جھنڈا کہہ دیا کرتے ہیں تاکہ جھنڈے والے کی شہرت اور نام آوری ہوجائے یہاں یہی مُراد ہے کہ آپ حمد میں نام آور ہونگے لیکن اس دوسرے قول سے کہ حضرت آدم وغیرہ سب آپکے تابع یعنے آپکے جھنڈے کے نیچے ہونگے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور کے پاس ظاہری نیزہ بھی ہوگا جیسے کہ امیروں اور بادشاہوں کے واسطے ہوتا ہے اُسکا نام لواء الحمد ہوگا ۱۲۔

کہ حضرت ابراہیم اللہ کے دوست ہیں بیشک وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ اللہ کے ہمراز و ہمکلام ہیں بیشک وہ بھی ایسے ہیں اور عیسیٰ اللہ کے روح اور اُسکے کلمے ہیں بیشک وہ بھی ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم کو اللہ نے برگزیدہ کرلیا ہے بیشک وہ بھی ایسے ہی ہیں لیکن یہ یاد رکھو میں فخر[1] سے نہیں کہتا کہ میں اللہ کا محبوب[2] ہوں اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اُٹھاؤں گا حضرت آدم اور انکے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے اسمیں کچھ فخر نہیں ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہونگا اور میری ہی شفاعت پہلے مقبول ہوگی یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا اور سب سے پہلے بہشت کے دروازے بھی میں ہی کھٹکھٹاؤنگا میرے لئے اللہ تعالیٰ اُسے کھول دیگا اور مجھے اُس میں داخل کردیگا میرے ساتھ ہی غریب مسلمان ہونگے یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا اور میں ہی اگلے پچھلوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۲۰۱) حضرت عمرو بن قیس روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہم (ظہور میں یعنے پیدا ہونے میں سب امتوں سے) پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے اول ہونگے اور میں بغیر فخر کے ایک بات کہتا ہوں کہ بیشک حضرت ابراہیم اللہ کے دوست اور حضرت موسیٰ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے اور میں اللہ کا محبوب اور محب ہوں قیامت کے دن میرے ہی ساتھ حمد کا جھنڈا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بابت (خیر و برکت کا) مجھسے وعدہ کرلیا ہے اور انہیں تین چیزوں سے پناہ دیدی ہے ایک تو یہ کہ اُن سب پر قحط نہیں ڈالیگا دوسرے کوئی دشمن اُنکی بیخ کنی نہیں کریگا تیسرے یہ کہ وہ سب گمراہی[3] پر جمع نہیں ہونگے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۱۲۰۲) حضرت جابر روایت کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں فخر سے نہیں کہتا کہ (قیامت کے دن) میں سارے پیغمبروں سے آگے چلونگا اور یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا کہ میں خاتم النبیین ہوں اور یہ بھی میں فخر سے نہیں

---

[1] یعنے میں فخر کے اور اترانے کے طور پر نہیں کہتا بلکہ اللہ کا شکر کرنے اور اس کا احسان ظاہر کرنیکیلئے تمسے بیان کرتا ہوں ۱۲ [2] یعنے محبوب ہونے کا درجہ دوست ہونے اور گفتگو کرنے اور برگزیدہ کرنے اور ہمراز بنانے سب سے بڑھا ہوا ہے کہ یہ اور کسیکے لئے ثابت نہیں ہوا ۱۲ لمعات [3] یعنے اُنکی امت کے سب لوگ کسی ایسے حکم پر متفق نہیں ہونگے جو باعث گمراہی ہو اسیلئے علماء نے کہا ہے کہ اس امت کا اجماع حجت ہے ۱۲

اُنکا رب سب سے پہلے میں ہی شفاعت کرونگا اور میری ہی شفاعت پہلے مقبول ہوگی یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۱۲۰۳) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسوقت لوگ (قبروں میں سے) نکلینگے تو سب لوگوں سے پہلے قبر سے میں ہی نکلوں گا اور جسوقت وہ (درگاہ خداوندی میں) آئینگے سب سے آگے میں ہی ہونگا اور جسوقت وہ سارے چپ ہو جائینگے اُسوقت اُنکی طرف سے گفتگو کرنے والا میں ہی ہونگا اور جسوقت وہ سب (ایک جگہ) گھر جائینگے اُسوقت سفارش کرنے والا بھی میں ہی ہونگا اور جسوقت وہ بزرگی (اور رحمت) سے نا اُمید ہو جائینگے اُس اُنہیں خوشخبری دینے والا میں ہی ہونگا اُس روز (بہشت اور رحمت کی) کُنجیاں میرے ہاتھ میں ہونگی اور اُس روز حمد کا جھنڈا بھی میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ کے نزدیک حضرت آدم کی ساری اولاد سے زیادہ معزز ہوں میرے گرد اگرد ہزار خادم (اُس روز) ایسے پھرینگے گویا وہ پوشیدہ انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۲۰۴) حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ (قیامت کے دن) بہشت کے جوڑوں میں سے میں ایک جوڑا پہنکر عرش کی دائیں جانب کھڑا ہونگا ساری مخلوق میں میرے سوا اُس جگہ کھڑا ہونیوالا اور کوئی نہیں ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور جامع الاصول کی روایت میں ابوہریرہ ہی سے روایت ہے کہ سب سے پہلے میری ہی قبر پھٹے گی اُسیوقت میں کپڑے پہنے ہونگا۔

(۱۲۰۵) حضرت ابوہریرہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ

ف یعنے جس وقت درگاہ خداوندی میں سب لوگ بوجہ خوف و دہشت کے اپنا اپنا عذر بیان نہیں کر سکینگے تو اُسوقت مجھے بولنے کی قدرت ہوگی چنانچہ اُنکی طرف سے میں گفتگو کروں گا اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اُس روز اور تمام انبیاء شفاعت کرنے سے خاموش ہونگے اُنہیں بولنے تک کی قدرت نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ آپ پر شفاعت کا دروازہ کھولدے گا آپ اُسکی حمد و ثنا کرکے پھر شفاعت کرینگے ۱۲ لمعات ف۲ پوشیدہ سے یہ مُراد ہے کہ وہ گرد و غبار سے محفوظ ہونگے یعنے بہشت کے خادم صفائی اور سفیدی میں اس انڈے جیسے سفید ہونگے جو گرد و غبار سے بالکل محفوظ ہو ۱۲۔

تم لوگ میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا کرو صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ وسیلہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ جنت میں بلند اعلیٰ درجہ ہے وہ سوائے ایک آدمی کے اور کسیکو نہیں مل سکتا میں یہ امید کرتا ہوں کہ وہ آدمی میں ہو جاؤں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۶) حضرت ابی بن کعب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جسوقت قیامت کا دن ہوگا تو میں بے فخر کے کہتا ہوں کہ میں سارے نبیونکا امام اور انکی طرف سے گفتگو کرنے والا اور انکی شفاعت کرنے والا ہونگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر نبی کے لئے نبیوں میں سے دوست اور قریب ہیں اور میرے قریب اور دوست میرے باپ اور اللہ کے دوست حضرت ابراہیم ہیں پھر آپنے (اس کے استدلال میں) یہ آیت پڑھی اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (ترجمہ) سب لوگوں میں ابراہیم کے قریب بیشک وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکی تابعداری کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے (وہ بھی قریب ہیں) اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا دوست اور کارساز ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۲۰۸) حضرت جابر روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام اخلاق کو پورا کرنے اور اچھے کاموں کو کامل کرنیکے لئے بھیجا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۱۲۰۹) حضرت کعب احبار توریت سے نقل کرکے فرماتے ہیں ہمنے (توریت میں) لکھا ہوا دیکھا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں وہ میرے مختار بندے ہیں نہ وہ بدخلق ہیں اور نہ وہ بازار وں میں شور و غل مچاتے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی دیتے ہیں بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخشدیتے ہیں آنکے پیدا ہونیکی جگہ مکہ ہے اور انکے ہجرت کی جگہ طیبہ (یعنی مدینہ منورہ) ہے بادشاہی[۱] انکی شام میں ہے انکی امت (کے لوگ) انکی بہت ہی تعریف کرتے ہونگے (یعنی) خوشی میں اور غمی میں اللہ کا شکر کرینگے اور ہر جگہ میں وہ اللہ کا شکر کرتے ہیں اور ہر اونچی جگہ پر وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں (نماز کے وقتوں کے لئے) وہ سورج کی نگہبانی کرینگے جس وقت نماز کا وقت ہو جائیگا وہ نماز پڑھینگے اور اپنی

---

[۱] یہاں بادشاہت سے مراد خلافت اور دین ہے کیونکہ دین ملک شام میں زیادہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے مراد یہ ہے کہ شام کے شہروں میں لڑائی اور جہاد کثرت سے ہوگا اسلئے اُس طرف کی سفر کا حکم ہے ۱۲ مترجم

کمر و نپر (یعنے ناف پر) وہ تہبند باندھینگے اور وہ اپنے ہاتوں پانوؤنپر (وضو کرینگے) آسمان و زمین کے بیچ میں ایک پکارنے والا انمیں سے پکاریگا (یعنے اونچی جگہ کہڑے ہوکر اذان کہیگا) انکی ایک صف لڑائی میں اور ایک صف نماز میں برابر کہڑی ہوتی ہوگی رات کو (ذکر الٰہی میں خوف کیوجہ سے) انکی ایسی پست آواز ہوگی جیسے شہد کی مکھی کی ہوتی ہے۔ یہ لفظ مصابیح کے ہیں اور یہی روایت دارمی نے کچھ تغیر کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۱۰۱۲) حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف توریت میں لکھے ہوئے ہیں اور یہ بہی (لکھا ہوا ہے) کہ حضرت عیسیٰ بن مریم انکے پاس (یعنے ایک حجرہ میں) دفن ہونگے ابو مودود (جو اسی حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ اس حجرہ میں ابہی ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۰۱۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انبیاء پر اور سارے آسمان والونپر (یعنے فرشتونپر) فضیلت دی ہے لوگوں نے پوچھا اے ابو عباس اللہ نے آپکو آسمان والونپر کسطرح فضیلت دی ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا تہا کہ انمیں سے جو یہ کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اُسے سزا ہم دوزخ دینگے کیونکہ ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہمنے تمہیں فتح ظاہر دیدی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچہلے گناہ سب بخشدے۔ لوگوں نے پوچھا اور انبیاء پر کس طرح فضیلت ہے (وہ بولے اسطرح کہ اور دونکے حق میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے ہر ایک رسول

لہ یعنے وہ لوگ پردہ خوب کرتے ہیں اپنا ستر ظاہر نہیں کرتے ۱۲ ۲ یعنے یہ آیت وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ تو گویا اس آیت میں فرشتونکو اس طرح کی سختی اور تیزی سے خطاب کرکے فرمایا انپر سخت عذاب مقرر کردیا ۱۲ ۳ یعنے یہ آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس نرمی سے خطاب فرمایا ۱۲ ۴ یعنے یہ آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ ترجمہ تینوں آیتوں کا متن میں مذکور ہے ۱۲

اُسی قوم کی زبان میں بھیجا ہے تاکہ وہ اُنکیلئے (احکام الٰہی) بیان کردے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے فضیلت دیدیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا کہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ (ترجمہ) ہمنے تمہیں تمام ہی لوگوں کیطرف بھیجا ہے تو آپکو اللہ نے جن اور انسان سبھو نکی طرف بھیجا ہے (اور انبیاء کو یہ مرتبہ نہیں ملا اس لئے آپکو فضیلت ہے)۔

(۱۲۱۲) حضرت ابوذر غفاری فرماتے ہیں میںنے (آنحضور سے) پوچھا کہ یارسول اللہ آپنے یہ کسطرح معلوم کرلیا کہ آپ نبی ہیں یہانتک کہ آپ نے اسپر یقین کرلیا آپ نے فرمایا اے ابوذر میں بطحاء مکہ کے کسی جانب میں تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے ایک اُن میں سے زمین کیطرف اُتر آیا اور دوسرا آسمان وزمین کے درمیان رہا اُن میں سے ایکنے اپنی ساتھی سے کہا کہ کیا وہ یہی ہیں (یعنی وہ پیغمبر یہی ہیں) وہ بولا ہاں اُسنے کہا انہیں ایک آدمی سے تولو چنانچہ مجھ اُس آدمی سے تولا اور میں اُس سے بھاری رہا پھر اُسنے کہا انہیں دس آدمیوں سے تولو چنانچہ مجھے اُنسے بھی تولا تب بھی اُنسے میں ہی بھاری رہا پھر اُسنے کہا کہ انہیں سو آدمیوں سے تولو چنانچہ میں سو آدمیوں سے بھی تولا گیا اُنسے بھی میں ہی وزن دار رہا پھر اُسنے کہا کہ انہیں ہزار آدمیوں سے تولو چنانچہ اُنسے بھی مجھے تولا لیکن تب بھی میں ہی بھاری رہا گویا ان ہزار آدمیوں کو میں اب دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکے ہونیکے[۵۲] ترازو میں سے مجھپر گر پڑے ہیں پھر اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تو انہیں انکی ساری امت سے بھی تولیگا تب بھی یہی بھاری رہینگے۔ یہ دونوں حدیثیں دارمی نے نقل کی ہیں۔

(۱۲۱۳) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھپر قربانی فرض کی گئی ہے اور تمپر فرض نہیں کیگئی اور مجھے چاشت کی نماز کا حکم کیا گیا اور تمہیں اُسکا حکم نہیں کیا گیا۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

[۵۱] یعنے کیا یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی اللہ تعالےٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ دنیا میں میرا ایک پیغمبر ہے تم اُسکے پاس جاؤ وہ بولا ہاں وہ یہی ہیں صاحب لمعات نے لکھا ہے کہ حصول یقین اور استدلال کا موقعہ فقط فرشتہ کا یہی کہنا ہے اور اس کے بعد میں جو کچھ ہے وہ تتمہ ہے ۱۲ [۵۲] یعنے جس پلڑے پر وہ ہزار آدمی تھے وہ پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے ایسا اونچا ہوا کہ گویا وہ میرے اوپر گر پڑینگے ۱۲۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں اور آپکی صفتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۲۱۴) حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میرے بہت سے نام ہیں میں محمد ہوں میں ہی احمد ہوں اور میں ہی مٹانیوالا ہوں کہ میری وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے اور میں ہی اُٹھانیوالا ہوں کہ (قیامت کے دن سب) لوگ میرے پیچھے اُٹھینگے اور میں ہی عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے کہ اُسکے پیچھے کوئی نبی نہ ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۱۵) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے بہت سے نام بتایا کرتے تھے فرماتے تھے کہ میں ہی محمدؐ اور احمد ہوں میں ہی مقفی[۱] اور حاشر ہوں میں ہی نبی التوبہ اور نبی الرحمت ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۶) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا تمہیں تعجب نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے (کفار) قریش کے بُرا کہنے اور اُنکے لعنت کرنیسے کسطرح بچالیا ہے کہ وہ مذمم[۲] کو بُرا کہتے اور لعنت کرتے ہیں اور میں محمدؐ ہوں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۲۱۷) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک کے (اگلی جانب کچھ بال سفید ہوگئے تھے اور جسوقت آپ تیل لگایا کرتے تھے[۳] تو وہ بال معلوم نہ ہوتے تھے اور جسوقت بال بکھرے ہوئے ہوتے تھے تو معلوم ہو جایا کرتے تھے اور آپ کی ڈاڑھی کے بال بہت کثرت سے تھے ایک آدمی کہنے لگا کہ آپ کا چہرہ مبارک

---

[۱] مقفی یعنے سب پیغمبروں کے پیچھے آنیوالا اور حاشر کے معنے اُٹھانے والا یہ معنے پہلی حدیث میں گذر چکے ہیں ۱۲ [۲] مشرک لوگ کمبخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہتے تھے جو معنے میں محمدؐ کے معنی کی نقیض ہے اور مذمم ہی کے نام سے آپکو پُکار کر بُرا کہتے تھے اس لئے آنحضرت فرماتے ہیں کہ مشرک مذمم کو بُرا کہتے ہیں اور میرا تو نام مذمم نہیں ہے پس اللہ نے مجھے اُنکے کہنے سے بچا دیا ۱۲ [۳] یعنے چونکہ تیل لگانیسے بال مجتمع ہو جاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال کم تھے اسلیئے معلوم نہ ہوتے تھے اور جسوقت خشک ہو کر جُدے جُدے ہوتے تو معلوم ہونے لگام کرتے تھے ۱۲۔

تلوار جیسا ہے جابر نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا ہے اور آپ کا چہرہ گول تھا اور میں نے آپکے مونڈھے کے پاس کبوتری کی انڈے جیسی مہر (نبوت) دیکھی ہے وہ آپ کے بدن کے مشابہ تھی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۸) حضرت عبداللہ بن سرجس فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور (ایک مرتبہ) میں نے آپکے ساتھ روٹی اور گوشت یا فرمایا کہ ثرید کھایا تھا پھر آپ کے پیچھے جا کر میں نے مہر نبوت کی طرف دیکھا کہ آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں بائیں مونڈھے کی نرم ہڈی کے پاس کو ایک مٹھی سی ہے اس کے اوپر بہت سے تل مسوں جیسے ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۱۹) خالد بن سعید کی دختر ام خالد کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے بہت سے کپڑے آئے انمیں ایک چھوٹی سی سیاہ کملی بھی تھی آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس ام خالد کو لے آؤ (چونکہ میں چھوٹی سی تھی اسلئے) مجھے کوئی اٹھا کر لے گیا آپ نے وہ کملی اپنے ہاتھ سے مجھے اڑھا دی پھر (مجھے دعا کے طور پر) فرمایا اسے پرانی کر اور پھاڑ اسے پرانی کر اور پھاڑ اور اس کملی میں سبز یا زرد کچھ نقش تھے اسلئے آنحضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے ام خالد یہ کپڑا سنا ہے اور سنا حبشہ میں عمدہ کو کہتے ہیں ام خالد کہتی ہیں پھر میں آپکی مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی (جیسے کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے) میرے والد نے مجھے ڈانٹا آنحضور نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو (ڈانٹو نہیں) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۰) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ بہت ہی ٹھنگنے تھے نہ نہایت ہی سفید (رنگ کے) تھے اور نہ بالکل گندم گوں تھے اور نہ آپ کے بہت ہی مڑے ہوئے بال تھے اور نہ بالکل ہی سیدھے تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو پورے چالیس برس کی عمر میں

ؔلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان گوشت کا ایک ٹکڑا ابھرا تھا بدن شریف کے اعضا سے کسیقدر اونچا تھا گولائی اور مقدار میں کبوتری کے انڈے جیسا اور اس کا رنگ آنحضرت کے بدن مبارک کے مشابہ تھا جب مایہ نہ بطور داغ کے تھا اور نہ برص کے اسے مہر نبوت کہتے ہیں اسکی خبر پہلے نبیوں کی کتابوں میں برابر چلی آتی تھی اور یہ تشبیہات کہ انڈے وغیرہ جیسی تھی فقط لوگوں کو بتانے کیلئے کہی جاتی ہیں ورنہ اسکی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے ۱۲ ؔلہ آنحضرت کے روبرو جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تھا تو آپ یہی دعا دیتے تھے جس سے مراد یہ ہوتی کہ تیری عمر دراز ہو اور یہ کپڑا پرانا ہو کر پھٹ جائے ۱۲۔

رسول بنایا تھا پھر دس[۵] برس آپ مکہ معظمہ میں رہے اور دس ہی برس مدینہ منورہ میں رہے پورے
ساٹھ برس کی عمر میں اللہ نے آپکو وفات دیدی اسوقت آپکے سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک میں
بیس بال بھی سفید نہ تھے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اوصاف بیان کرنے لگے کہ آپ درمیانے قد کے آدمی تھے نہ بہت ہی لمبے تھے اور نہ بہت ہی
ٹھنگنے تھے آپ کا رنگ بہت ہی چمکتا ہوا تھا اور انس فرماتے ہیں کہ آنحضور کے بال آدھے
کانوں تک تھے اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ مونڈھوں اور کندھوں کے بیچ تھے یہ روایت
متفق علیہ ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں انس فرماتے ہیں کہ آنحضور کا سر مبارک
بڑا تھا اور دونوں قدم موٹے تھے مینے آپ کے بعد میں اور آپسے پہلے کوئی آپ جیسا نہیں
دیکھا اور آپکی دونوں ہتیلیاں چوڑی تھیں اور انس کی دوسری روایت میں یوں
ہے فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں قدم اور ہتیلیاں موٹی تھیں۔

(۲۱ ۱۲) حضرت براء کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے تھے آپ کے
دونوں مونڈھوں کے بیچ میں بہت چوڑان تھی آپکے بال ایسے تھے کہ دونوں کانوں کی لوتک
پہنچتے تھے مینے آپ کو ایک سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا ہے مینے آپسے اچھی خوبصورت کبھی کوئی
چیز نہیں دیکھی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے فرماتے ہیں کہ مینے
مونڈھوں تک کے بالوں والا سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
زیادہ خوبصورت کوئی آدمی نہیں دیکھا آپکے بال ایسے تھے کہ دونوں مونڈھوں پر لگتے تھے دونوں
مونڈھوں کے درمیان فراخی تھی نہ آپ بہت ہی لمبے تھے اور نہ بہت ٹھنگنے تھے۔

---

[۵] آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں دس برس رہنا تو یقینی ہے لیکن مکہ کی بابت مختار یہ ہے
کہ آپ تیرہ برس رہے راوی نے کسر کا اعتبار نہیں کیا اسی لحاظ سے آپکی عمر بھی ساٹھ برس کی بتائی ورنہ در
حقیقت آپکی عمر تریسٹھ برس کی تھی [۱۲] آدمی کے بالوں کے تین نام ہیں جُمّہ لِمّہ وفرہ وفرہ وہ بال ہیں جو کان کی
لوتک پہنچے ہوئے ہوں اور لمّہ وہ کہ جو لوسے نیچے ہو جائیں اور جسوقت کندھوں تک پہنچ جائیں تو انہیں جمّہ کہتے ہیں
اور کبھی جمہ مطلق بالوں کو بھی کہدیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں قسم کے بال رکھے ہیں کبھی کیسے اور کبھی کیسے
اسلیئے روایتوں میں مختلف قسم کے آتے ہیں اور سرخ جوڑے سے سرخ دھاری دار کپڑے مراد ہیں ۱۲۔

(۱۲۲۲) سماک بن حرب نے حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم اشکل العین منہوس العقبین تھے کسی نے سماک سے پوچھا کہ ضلیع الفم کے کیا معنے ہیں انہوں نے فرمایا کہ کشادہ دہن کو[۵۱] (یعنے بڑے منہ والے کو) کہتے ہیں کسی نے پوچھا کہ اشکل العین کے کیا معنے فرمایا لمبے پلکوں[۵۲] والے کو کہتے ہیں کسی نے پوچھا کہ منہوس العقبین کے کیا معنے انہوں نے فرمایا کہ ایڑیوں پر کم گوشت والے کو کہتے ہیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۲۳) حضرت ابوطفیل فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ سفید رنگ کے ملیح درمیانے (قد کے) تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۴) حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے کسی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کو پوچھا (کہ آنحضور نے خضاب کیا ہے یا نہیں) انہوں نے فرمایا کہ آپ تو خضاب لگانیکی عمر ہی کو نہیں پہنچے آنحضور کی ریش مبارک میں چند سفید بال ایسے تھے کہ اگر میں شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپکے سر مبارک میں چند سفید بال ایسے تھے اگر میں شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے انس فرماتے ہیں کہ بیشک کچھ سفیدی ٹھوڑی اور نیچے کے ہونٹ کے بیچ میں اور کن پٹیوں میں اور کچھ سر میں تھی (اور کہیں نہ تھی)

(۱۲۲۵) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی چمکتے ہوئے رنگ کے تھے گویا آپ کے پسینے کے قطرے موتی ہوتے تھے جس وقت آپ چلتے تھے تو آگے کی طرف جھکتے تھے اور میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتیلیوں سے زیادہ نرم کبھی کوئی دیباج[۵۳] اور ریشم نہیں چھوا اور نہ میں نے کبھی کوئی مشک اور عنبر ایسا سونگا جسکی خوشبو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے عمدہ ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲۶) حضرت ام سلیم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ہاں دوپہر کو آرام

---

۵۱ اہل عرب مردوں کے لئے کشادہ دہنی کو بہت ہی عمدہ سمجھتے ہیں بلکہ مردوں کے لئے تنگ دہنی کو عیب جانتے ہیں ۱۲ ۵۲ علماء نے لکھا ہے یہ سماک کا بیان اشکل العین کے معنوں میں ٹھیک نہیں ہے انسے خطا ہو گئی ہے اشکل العین اصل میں اسے کہتے ہیں کہ آنکھ کی سفیدی میں سرخ ڈورے کھنچے ہوئے ہوں ۱۲

۵۳ دیباج ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہوتا ہے ۱۲۔

کرنے کیلئے آیا کرتے تھے وہ چمڑیکا ایک بچھونا بچھا دیا کرتی تھیں آنحضورؐ اسپر سو جایا کرتے تھے اور ام سلیمؓ آپ کا پسینہ جمع کر کے خوشبو میں ڈال لیا کرتی تھیں (ایک روز) آنحضورؐ نے پوچھا کہ اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو وہ بولیں کہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اسے اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں اور آپ کے پسینہ کی خوشبو سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے اور ایک روایت میں یوں ہے ام سلیمؓ نے عرض کیا کہ ہم اپنے بچوں کے لئے اس سے برکت کی امید رکھتے ہیں آپ نے فرمایا تم خوب کرتی ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲۷) حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر آنحضورؐ (مسجد سے) نکلکر اپنے گھر کیطرف تشریف لے چلے اور آپ کے ساتھ ہی میں بھی چلدیا پھر آپ کے سامنے چند لڑکے آگئے آنحضورؐ نے انمیں سے ایک ایک کے دونوں رخسار ونپر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور میرے رخساروں پر بھی ہاتھ پھیرا مجھے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی معلوم ہوئی گویا عطار نے اپنا ہاتھ ابھی (خوشبو کے) ڈبہ سے نکالا ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے اور حضرت جابرؓ کی حدیث کہ "میرے نام پر نام رکھا کرو" یہ ناموں کے باب میں اور سائب بن یزید کی حدیث کہ میں نے "مہر نبوت کی طرف دیکھا" یا نبوتؐ کے احکام کے باب میں مذکور ہو چکی ہیں۔

دوسری فصل (۱۲۲۸) حضرت علی بن ابو طالبؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ بہت ہی ٹھنگنے تھے سر آپ کا بڑا تھا ڈاڑھی آپکی گھنی تھی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم آپ کے موٹے تھے رنگ آپ کا سفید سرخی مائل تھا آپکی ہڈیوں کی جوڑ موٹے تھے آپ کے سینہ سے ناف تک ایک لکیر بالوں کی لمبی تھی جسوقت آپ چلتے تھے تو آگے کی طرف جھکتے تھے جیسے

۱؎ ام سلیم اور ام حرام دونوں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ تھیں یا تو رضاعی اور یا نسبی آپ دونوں کے پاس تے جاتے تھے ورنہ غیر عورتوں کے پاس آنحضرتؐ ہرگز نہیں جاتے تھے ۱۲ سید ۲؎ یعنے ہم اسے اپنے چھوٹے بچوں کے ملدیتے ہیں تاکہ اسکی برکت سے بیمار سے بچے بلاؤں سے بچ جائیں اور انہیں برکت ہو ۱۲ ۳؎ یہ خوشبو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدائتہ تھی اگر آپ اور خوشبو نہ لگاتے یہ خوشبو تب بھی رہتی تھی لیکن باوجود اسکے بھی آنحضورؐ اور خوشبو لگاتے رہتے تھے کیونکہ وحی آتی تھی اور فرشتوں سے ملاقات ہوتی تھی اور خوشبو لگانی سنت ہے ۱۲ ۴؎ مقصود اس سے یہ ہے کہ آپ خوب قوی آدمی کی طرح چلا کرتے تھے اور پاؤں مبارک زمین سے خوب قوت کے ساتھ اٹھاتے تھے ۱۲۔

کہ آپ بلندی سے (نشیب میں) اُترتے ہیں میں نے آپ سے پہلے اور آپکے بعد میں آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۲۲۹) حضرت علی ہی سے روایت ہے کہ جسوقت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کیا کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ نہ آپ بہت لمبے تھے اور نہ بہت ہی ٹھگنے تھے بلکہ درمیانے قد کے لوگوں میں سے تھے اور آپ کے بال بہت سے مڑے ہوئے نہ تھے اور نہ بہت ہی سیدھے تھے ہاں کچھ مڑے ہوئے تھے اور آپ کے منہ پر بہت گوشت چڑھا ہوا نہ تھا اور نہ چہرہ بالکل گول تھا ہاں آپ کے چہرہ مبارک میں ایک قسم کی کچھ گولائی تھی رنگ آپ کا سفید سُرخی ملا ہوا تھا دونوں آنکھیں سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی تھیں ہڈیوں کے سرے موٹے تھے سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی دونوں ہتیلیاں اور قدم آپ کے موٹے تھے جسوقت آپ چلتے تھے ایسے جھکتے تھے گویا کہیں بلندی سے نشیب میں اُترتے ہیں اور جسوقت آپ کسیطرف منہ پھیرتے تھے تو تمام بدن ہی کو پھیر دیتے تھے اور آپکے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ہی خاتم النبیین تھے اور آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی دل تھے اور باعتبار زبان کے آپ سب لوگوں سے زیادہ سچے تھے اور آپ سب لوگوں سے زیادہ نرم طبیعت تھے اور اپنے قبیلہ میں آپ سب سے زیادہ معزز تھے جو شخص آپکو یکایک دیکھتا تھا ڈر جاتا تھا اور جو آپ سے رلا ملا رہتا تھا تو وہ پہچان کر آپ سے محبت کرنے لگتا تھا ہر ایک (یعنے ہر شخص) آپکی تعریف کرنے والا یہی کہتا تھا کہ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۰) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ کو جاتے تھے اور پھر آپکے پیچھے کوئی جاتا تھا تو آپکی عمدہ خوشبو کی وجہ سے یہ ضرور ہی پہچان لیتا تھا کہ آنحضور اس راستہ سے تشریف لیگئے ہیں یا جابر نے یہ فرمایا کہ آپکے پسینہ کی خوشبو کی وجہ سے (ضرور پہچان لیتا تھا) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

ف ۵ یعنے جس راستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاتے تھے وہ راستہ خوشبو سے اسقدر معطر ہوتا تھا کہ آپکے پیچھے جانے والا ہر شخص یہ پہچان لیتا تھا کہ اس راستہ سے آپ تشریف لیگئے ہیں اور یہ خوشبو آپکی وہبی ذاتی تھی ۱۲۔

(۱۲۳۱) ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر کہتے ہیں میں نے معوذ بن عفراء کی بیٹی سے کہا کہ تم ہمسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ صفت بیان کرو وہ بولیں کہ اے میرے بچے اگر تو آپکو دیکھتا تو گویا تو نے نکلے ہوئے سورج کو دیکھلیا[1] یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۲) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا پھر میں نے آنحضور کیطرف اور چاند کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ دونوں میں کون اچھا ہے (آنحضور سرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے) اسلیئے میرے نزدیک آپ اُسوقت چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھے یہ روایت ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۳) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی گویا سورج آپکے چہرہ مبارک میں چلتا تھا اور میں نے آنحضور سے زیادہ چلنے والا کبھی بھی کوئی نہیں دیکھا گویا آپ کے لئے زمین لپیٹ دی جایا کرتی تھی ہم لوگ بامشکل بھاگا کرتے تھے اور آپکو پرواہ بھی نہ ہوتی تھی[2]۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۴) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیاں کچھ پتلی تھیں اور آپ (اکثر) بجز مسکرانے کے ہنسا نہیں کرتے تھے اور جسوقت میں آپکی طرف دیکھتا تھا تو (اپنے دلمیں یہ) کہتا تھا کہ آپنے آنکھوں میں سُرمہ لگایا ہے حالانکہ سُرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے تھے[3]۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۲۳۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کے دونوں دانت کشادہ تھے جسوقت آپ کچھ گفتگو کرتے تھے تو آپ کے دانتوں میں سے کچھ نور جیسا نکلتا ہوا معلوم ہوا کرتا تھا۔ یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے آپ کے چہرۂ انور سے ایسا جلال اور دبدبہ اور نورانیت ظاہر ہوتی تھی کہ گویا سورج نکلا ہوا ہے ۱۲۔
[2] یعنے آپ بطور خود بآسانی ایسے چلتے تھے کہ آپ کو پرواہ بھی نہ ہوتی تھی اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ لوگ دوڑتے ہوئے تھک جاتے تھے اور آپ بغیر دوڑے ہی بلکہ بآسانی چلنے میں بھی اوروں سے آگے چلتے تھے ۱۲
[3] یعنے سُرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے تھے بلکہ آپکی آنکھیں سُرمگیں قدرتی تھیں ۱۲۔

(۱۲۳۶) حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ جب وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوا کرتے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک ایسا روشن ہو جاتا تھا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسے پہچان[1] لیا کرتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۳۷) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا پھر وہ بیمار ہو گیا تو آنحضور صلعم اسکی عیادت کے لئے اسکے پاس تشریف لیگئے وہاں دیکھا اسکے سرہانے اسکا باپ توریت[2] پڑھ رہا ہے آنحضور نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جسنے حضرت موسیٰ پر توریت نازل کی تھی کیا تم توریت میں میری تعریف اور صفت اور میرا پیغمبر ہونا پاتے ہو وہ بولا نہیں (لیکن جبھی) وہ لڑکا بولا کہ ہاں یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی ہم توریت میں آپکی تعریف اور صفت اور آپ کا پیغمبر ہونا برابر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اسی وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اسکے سرہانے سے اسے لہٹا کر دو اور اس اپنے بھائی (مسلمان کے) تم خبر گیراں رہو۔ یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کی ہے

(۱۲۳۸) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ میں بھیجی ہوئی رحمت[3] ہوں۔ یہ حدیث دارمی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے روایت کی ہے۔

باب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوش خلقیوں اور عادتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۲۳۹) حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس نبی صلی علیہ وسلم کی

---

[1] یعنے چہرۂ مبارک کی روشنی اور تازگی کی وجہ سے ہم سب لوگ یہ پہچان لیتے تھے کہ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں ۱۲ [2] یعنے جس طرح ہمارے یہاں نزع کے وقت سورہ یٰسین پڑھا کرتے ہیں اسیطرح وہ بھی کچھ توریت میں سے پڑھ رہا تھا ۱۲ [3] یعنے میں جہان والوں کے لئے رحمت ہوں اللہ تعالےٰ نے مجھے تمہارے لئے بطریق تحفہ کے بہیجا ہے جسنے تحفہ قبول کر لیا اُس کا مطلب پورا ہوگا اور جسنے قبول نہ کیا وہ ناامید اور ٹوٹے میں رہیگا ۱۲۔

کی خدمت کی ہے آپنے مجھے کبھی اُف بھی نہیں کی اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا ہے اور اور یہ کیوں نہیں کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۰) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش خلقی میں سب لوگوں سے بہتر تھے ایک روز آنحضور نے مجھے کسی ضرورت کے لیئے بھیجا (یعنے فرمایا کہ وہاں ہو آؤ) مینے کہا قسم ہے اللہ کی میں تو نہیں جاؤنگا[1] اور میرے دل میں یہ تھا کہ جہاں آپ نے حکم دیا ہے میں جاؤنگا چنانچہ میں (اسی خیال سے) نکلا یہانتک کہ میں لڑکوں کے پاس پہنچا وہ بازار میں کھیل رہے تھے (میں بھی وہیں ٹھیر کر دیکھنے لگا) یکایک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے آکر میری گدّی پکڑلی انس کہتے ہیں مینے جو آپکی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے فرمایا اے اُنَیس[2] ہمنے جہاں تمہیں بھیجا تھا کیا تم وہاں گئے تھے مینے کہا ہاں یا رسول اللہ میں اب جاتا ہوں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۱) حضرت انس ہی فرماتے ہیں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ جارہا تھا اور آنحضور ایک نجرانی چادر موٹی کنّی کی اوڑھے ہوئے تھے آپکو ایک گنوار نے دیکھا اور آپ کی چادر پکڑ کر آپ کو اس سختی کے ساتھہ کھینچ لیا کہ آپ اُسکے سینہ کے پاس گھسٹ آئے یہانتک کہ آپکی گردن کے کنارہ کی طرف جو مینے دیکھا تو آپ کو سختی کے ساتھہ کھینچنے کی وجہ سے چادر کی کنّی کے گردن پر نشان پڑ گئے تھے پھر وہ بولا کہ اے محمد اللہ کا مال جو تمہارے پاس ہے اُس میں سے کچھہ مجھے بھی دلائیے آپ نے اُسکی طرف دیکھا اور آپ ہنسنے لگے پھر اُسے دینے کے لئے حکم کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۲) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے (ایک مرتبہ) رات کے وقت اہل مدینہ ڈر گئے[3] (اور شور مچایا) لوگ (شور وغل کی) آواز کیطرف گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اسوقت حضرت انس چھوٹے بچے نادان تھے بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے جبہی تو انہوں نے یہ بات کہدی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھہ التفات نہیں کیا ۱۲ [2] اُنیس انس کی تصغیر ہے جیسے یہاں بچوں کو چھو نگڑا کہتے ہیں ۱۲ [3] مینے کچھہ آواز چور یا دشمن وغیرہ کی سنکر ڈر گئے اور فریاد رسی کے لئے شور وغل مچایا اسلیئے سب لوگ اُدھر دوڑے ۱۲

اُن لوگوں کے آگے ہوئے اور آواز (یعنے شور و غل) کیطرف سب سے آگے بڑھ گئے اور آپ یہ فرماتے تھے کہ ڈرو نہیں ڈرو نہیں اُسوقت آپ ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اُسپر زین بھی نہ تھی اور آپ کے گلے میں تلوار پڑی ہوئی تھی پھر آپ نے فرمایا کہ مینے اس گھوڑے کو دریا کیطرح چلتا) پایا[1] اور کچھہ بھی نہیں دیکھا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۳) حضرت جابر فرماتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسینے کچھہ سوال کیا ہو اور آپ نے نہیں کہدیا ہو (بلکہ آپ برابر دیتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۲۴۴) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسقدر بکریاں مانگیں جو دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیں آپ نے اُسے وہ دیدیں پھر وہ آدمی اپنی قوم میں گیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم تم سب مسلمان ہوجاؤ بخدا بیشک محمدؐ تو اسقدر بہت دیتے ہیں کہ وہ اپنے فقر سے بھی نہیں ڈرتے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۵) حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ (غزوۂ) حنین سے واپس آتے کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ جارہے تھے گنوار لوگ آنحضور سے مانگنے کے لئے آنکر چمبٹ گئے یہانتک کہ آپکو تنگ کرتے ہوئے) ایک کیکر کی درخت کی طرف کو لیگئے اُسمیں آپکی چادر اٹک گئی آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ تم مجھے میری چادر دیدو اگر میرے پاس بقدر ان درختونکی گنتی کے بھی چوپائے ہوتے تو میں انہیں تمہیں لوگوں میں تقسیم[2] کردیتا پھر تم مجھے نہ بخیل دیکھتے اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل پاتے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۲۴۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نماز پڑھچکتے تھے تو مدینہ (والوں) کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لیکر آیا کرتے تھے جو لوگ برتن لیکر آتے

---

[1] ایک اور روایت میں آیا ہے کہ وہ گھوڑا بہت کم رفتار تنگ قدم تھا لیکن اُسدن کے بعد وہ ایسا تیز رفتار ہوگیا تھا کہ اُس سے کوئی گھوڑا سبقت نہیں کرسکتا تھا اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اُس گھوڑیکا حال حضور کی سواری مبارک کی برکت سے ایسا بدلا کہ اُسکی برابر کوئی نرہا اور اس سے معلوم ہوا کہ دشمن کی خبر لانیکے لئے انسان کا تنہا سبقت کرنا جایز ہے جبتک کہ وہاں ہلاکی متحقق نہو ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ اگر لوگ جاہل ہوں انہیں معلوم نہو تو اوصاف حمیدہ کے ساتھہ اپنی تعریف کردینی جایز ہے تاکہ وہ اُسپر اعتماد کرلیں ۱۲۔

آنحضور اُسمیں اپنا دستِ مبارک (یعنے ایک انگلی) ڈبا دیتے اور اکثر صبح کو ٹھنڈے وقت بھی لایا کرتے تو تب بھی آپ اُس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے (یعنے سردی کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے تھے)۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۴۷) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ مدینہ والوں کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تھی وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لیجاتی تھی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۸) حضرت انس ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ خرابی تھی وہ (آنحضور سے) بولی کہ یا رسول اللہ مجھے (لوگوں سے پوشیدہ) آپ سے کچھ کام ہے آپ نے فرمایا اے فلانے کی والدہ (پوشیدگی کے لئے) جونسا کوچہ تم چاہو دیکھ لو تاکہ میں (تم سے سنکر) تمہارا کام پورا کردوں چنانچہ کسی راستہ میں آپ تنہا اُس کے ساتھ گئے (اور اُسے جواب اُسکی بات کا دیا) یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے مطمئن ہوگئے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۹) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ کسی پر لعنت کرتے تھے نہ کسی کو بُرا کہتے تھے غصہ کے وقت فقط یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہوا (خدا کرے) اُسکی پیشانی مٹی میں بھرے[۱]۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۰) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کسیتے (آنحضور سے) کہا کہ آپ مشرکوں پر بد دعا کیجیے آپ نے فرمایا کہ میں (بد دعا کرنے اور) لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں میں تو فقط رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۱) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس بن بیاہی لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے جو پردہ میں ہوتی ہے جسوقت کوئی چیز آپکو ناخوش (اور بُری) معلوم ہوا کرتی تھی تو ہم اُسے آپ کے چہرہ سے پہچان لیا کرتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۵۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا یہاں

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ کوچہ میں عورت کے ساتھ خلوت کرنی مکان میں خلوت کرنے جیسی نہیں ہے علاوہ اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابی رعایت ادب کیوجہ سے کچھ فاصلہ پر کھڑے تھے ۱۲ [۲] اس لفظ کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ بددعا ہو اسوقت اس سے یہ مراد ہوگی کہ خدا تجھکو ذلیل و خوار کرے اور یا یہ کہ دعا مراد ہو کہ خداوند کریم تجھسے سجدہ کرائے یعنے تجھے زیادہ نمازی کردے ۱۲۔

تک کہ میں آپ کا کوّا دیکھوں[1] بیشک آپ مسکرایا کرتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۳) حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پے در پے باتیں نہیں کیا کرتے تھے جسطرح کہ تم لوگ کرتے ہو آپ جُدی جُدی بات کیا کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہے تو گن لے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۵۴) اسود کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ اپنے اہل خانہ کی مہنت یعنے اپنے اہل خانہ کی کام کاج میں[2] رہا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لیجاتے۔ یہ روایت بخاری نقل کی ہے۔

(۱۲۵۵) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (اللہ کی طرف سے) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپ اُن دونوں میں سے آسان ہی کو لیتے تھے جبتک کہ وہ (باعث) گناہ نہ ہوتا اور اگر (باعث) گناہ ہوتا تو پھر اُس کام میں سب لوگوں سے زیادہ دور رہتے اور آپ نے اپنے لئے کبھی کسی چیز کا بدلہ نہیں لیا ہاں اگر کوئی ایسا کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اُس میں اللہ کے واسطے سزا دیتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۵۶) حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو ہاں راہِ خدا میں برابر جہاد کیا کرتے تھے اور آپ کو کبھی کسی سے ایسی تکلیف نہیں پہنچی[3] کہ جسکا آپ نے اُس تکلیف دینے والے سے بدلہ لیا ہو ہاں اگر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کوئی کچھ کرتا تھا تو آپ اللہ کے واسطے اُسے برابر سزا دیتے تھے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۱۲۵۷) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آٹھ برس کی عمر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور دس برس خدمت میں رہا ہوں آنحضورؐ نے ایسی چیز پر جو میرے ہی

---

[1] یعنے بہت منہ پھاڑ کر کبھی نہ ہنستے تھے جس سے میں آپ کا کوّا منہ کا دیکھ لوں اور روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت ہنسا بھی کرتے تھے لہذا یہاں بھی معنے مراد ہونگے کہ زیادہ منہ پھاڑ کر نہ ہنستے تھے ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ گھر کا اور گھر والوں کا کام کاج کرنا سُنت انبیاء اور خصلت صالحین میں سے ہے ۱۲ [3] مقصود اس سے یہ ہے کہ آپ نے کسی سے اپنی تکلیف کا بدلہ ہی نہیں لیا ورنہ تکلیفیں تو آپکو بکثرت پہنچیں ۱۲

ہاتھوں سے ضایع ہوگئی ہو مجھے کبھی بھی ملامت نہیں کی اگر آپکے گھر والوں میں سے کوئی ملامت کرنیوالا مجھے ملامت کرتا تو آپ فرماتے کہ اسے چھوڑو اگر یہ کام مقدر میں ہوتا تو ہو جاتا۔ یہ لفظ مذکورہ مصابیح کے ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کچھ فرق کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۱۲۵۸) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے اور نہ فحش گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں شور و غل مچاتے تھے اور نہ برائی کا بدلہ آپ برائی سے لیتے تھے بلکہ معاف کر دیتے اور درگذر کرتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۵۹) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے ہیں کہ آپ مریض کو پوچھنے کیلئے اور جنازہ کے ساتھ جایا کرتے تھے اور غلام کی دعوت قبول کر لیا کرتے تھے اور گدھے پر سوار ہو جایا کرتے تھے بیشک (غزوہ) خیبر کے دن میں نے آپکو گدھے[۱] پر سوار ہوئے دیکھا ہے کہ اسکی باگ[۲] چھوارے کی چھال کی تھی۔ یہ روایت ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۰) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتہ آپ گانٹھ لیا کرتے تھے اور اپنا کپڑا آپ سی لیتے تھے اور جسطرح تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے اسی طرح آپ بھی کیا کرتے تھے اور فرماتی ہیں آنحضرت اور لوگوں کی طرح ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں آپ جوئیں دیکھ لیتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ آپ نکال لیا کرتے تھے اور اپنے کام آپ ہی کر لیا کرتے تھے (یعنے دوسروں سے کم کراتے تھے) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۱) خارجہ بن زید بن ثابت کہتے ہیں کہ بہت سے آدمی حضرت زید بن ثابت کے پاس آئے اور وہ اُن سے کہنے لگے کہ آپ ہم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیجئے زید بن ثابت کہنے لگے کہ میں آنحضور کا پڑوسی تھا جسوقت آپ پر وحی اُترتی تھی تو آپ میرے پاس کسی بھیج دیتے اور میں (وہاں جاکر) آپ کے لیئے وہ وحی لکھا کرتا تھا اور آپ کا یہ حال تھا کہ جسوقت

---

[۱] ابن ملک کہتے ہیں اس حدیث میں اسبات کی دلیل ہے کہ گدھے پر سوار ہونا سنت ہے اب جو شخص گدھے کی سواری سے ناک چڑھائے جیسے کہ بعض متکبر اور ہندوستانکے جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں تو وہ سب گدھے سے بھی بدتر اور ذلیل تر ہیں ۱۲ مرقات [۲] یعنے باوجودیکہ وہ دن اظہار شوکت و دبدبہ کا تھا لیکن باینہمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر بے تکلفی اور کسر نفسی تھی ۱۲۔

ہم دُنیا کا ذکر کرتے تو ہمارے ساتھ آپ بھی دُنیا کا ذکر کرنے لگتے اور جس وقت آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرنے لگتے اور جس وقت کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اُسی کا ذکر کرتے اور یہ سب[1] احوال میں تم سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بیان کرتا ہوں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۲) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے تو آپ اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ میں سے نہیں کھینچا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا ہاتھ کھینچ لیتا تھا اور نہ آپ اُسکے منہ کیطرف سے اپنا مُنھ پھیرا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ خود آپکے منہ کیطرف سے اپنا منہ پھیر لیتا اور آپکے گھٹنے ہم نشین سے آگے بڑھے ہوئے کبھی نہیں دیکھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۳) حضرت انس ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز باقی نہیں[2] رکھا کرتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۲۶۴) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چپ رہا کرتے تھے یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۲۶۵) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل[3] اور ترسیل ہوا کرتی تھی۔ یہ روایت ابو داود نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۶) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح پے در پے باتیں نہیں کیا کرتے تھے بلکہ آپ اس طرح باتیں کرتے تھے کہ ایک دوسری بات سے جُدی ہوتی تھی جو شخص آپ کے پاس بیٹھتا تھا اُنہیں یاد کر لیتا تھا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] حضرت زید بن ثابت کا مقصود اس عبارت سے صحت حدیث کی تاکید کرنی اور اسکے اہتمام کو ظاہر کرنا ہے۔

[2] یہ حکم خاص بہ نسبت ذات شریف کے تھا کہ آپ خاص اپنے لئے توکل علی اللہ کیوجہ سے کچھ ذخیرہ نہیں رکھتے تھے ورنہ اور روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ اپنے اہل و عیال کیلئے بسبب اُنکے ضعف اور قلت صبر کے ایک سال کا ذخیرہ رکھ دیتے تھے لیکن اپنا حال یہی تھا کہ اپنے لئے ایک دن کا بھی نہیں رکھتے تھے ۱۲

[3] یعنے قرأت آپکی ایسی ہوتی تھی کہ ترتیل سے ایک ایک حرف جُدا جُدا کرکے پڑھا کرتے تھے اور ترسیل یہ کہ آپ باتیں ٹھہر ٹھہر کر کیا کرتے تھے ۱۲ ۔

(۱۲۶۷) حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء فرماتے ہیں کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکراتے ہوئے کسیکو نہیں دیکھا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۶۸) حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرنے کے لئے بیٹھتے تھے تو آپ اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے یہ روایت ابوداود نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۲۶۹) عمرو بن سعید نے حضرت انس سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل و عیال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان مینے کسیکو نہیں دیکھا آنحضرت کے صاحبزادے ابراہیم عوالی[۱] مدینہ میں دودھ پیتے تھے اور آپ انہیں دیکھنے کے لئے جاتے تھے ہم بھی آپکے ساتھ ہوتے تھے آپ دودھ پلانے والی کے گھر میں چلے جاتے تھے حالانکہ اسمیں دھواں گھٹا ہوا ہوتا تھا کیونکہ انکا ظئر[۲] لوہار تھا اور آنحضور انہیں لیکر پیار کیا کرتے تھے پھر واپس چلے آتے تھے عمرو کہتے ہیں کہ ابراہیم کا انتقال ہو گیا تو آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بیٹا ابراہیم شیرخواری کی حالت میں مر گیا اور بیشک اسکیلئے بہشت میں دودھ پلانے والی ہیں کہ دودھ پلانے کی مدت کو وہ پورا کرینگی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۷۰) حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ ایک عالم یہودی کے جسے لوگ "فلاں ہے" کہا کرتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ چند دینار تھے اُسنے آنحضرت پر تقاضہ کیا آپنے اس سے فرمایا کہ اے یہودی اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں تجھے دیدوں وہ بولا کہ اے محمد جب تک تم مجھے نہیں دیدوگے میں تمہیں چھوڑنے کا بھی نہیں آنحضور نے فرمایا تو اسوقت میں تیرے پاس ہی بیٹھا ہو نگا[۳] چنانچہ آپ اسکے پاس ہی بیٹھے رہے وہیں آپنے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر کی نماز پڑھی آپ کے صحابی اس یہودی کو بہت دھمکاتے اور ڈراتے رہے اور جو کچھ یہ لوگ اُسسے

---

[۱] یعنے اُن گاؤں میں جو مدینہ منورہ کی بلندی کی جانب تھے ۱۲ [۲] ظئر اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی کے بچہ کو دودھ پلائے اور کبھی اس عورت کے خاوند کو بھی ظئر کہہ دیتے ہیں اور ابراہیم کا دایہ کا نام ام سیف تھا اور اُسکے خاوند کا نام ابو سیف ۱۲ [۳] اس سے معلوم کہ تمام شب آپ اسکے پاس بیٹھے رہے یا کہ شاید دونوں مسجد ہی میں ہوں ۱۲

ڈرانیکے لیئے کر رہے تھے آنحضور بھی سمجھ گئے (آپنے انہیں منع کر دیا) انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایک یہودی نے آپکو روک رکھا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے پروردگار نے عہد والے یا بے عہد والے پر ظلم کرنے[1] سے منع کر دیا ہے اور جب دن نکل آیا تو وہ یہودی مسلمان ہو گیا اُسنے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپ بیشک اللہ کے پیغمبر ہیں اور میرا نصف مال راہ خدا میں لگا دیجیئے یہ یاد رہے قسم ہے اللہ کی یہ جو کچھ مینے آپکے ساتھ کیا ہے[2] فقط اس لئے کیا ہے کہ مینے آپ کی تعریف توریت میں دیکھی تھی کہ محمدؐ بن عبداللہ کے پیدا ہونیکی جگہہ مکہ ہے اور انکی ہجرت کرنیکی جگہ طیبہ (یعنے مدینہ منورہ) ہے اور اُنکی بادشاہت شام میں ہوگی نہ وہ بدزبان ہے نہ وہ سخت عادت ہے اور نہ بازاروں میں شوروغل مچاتا ہے اور نہ فحش کی وضع اختیار کرنیوالا ہے اور نہ بیہودہ بات کہنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ میرا مال ہے جسطرح اللہ تعالٰی آپ کو بتائے آپ اُسمیں حکم کر دیجیئے اور (راوی کہتے ہیں کہ) وہ یہودی بہت ہی مالدار تھا۔ یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۶۷۱) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذکر (الٰہی) بہت کیا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں کم کیا کرتے اور نماز لمبی پڑھا کرتے تھے اور خطبہ چھوٹا پڑھا کرتے تھے اور رانڈ عورتوں اور مسکینوں کے ساتھ چلنے سے کچھ عار نہیں کرتے تھے اور اُنکا ہر ایک کام کر دیا کرتے تھے۔ یہ روایت نسائی نے اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۲) حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ ابو جہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ ہم لوگ تمہیں

---

[1] یعنے اب اگر میں اس یہودی کو ناراض کر کے اس کا قرض دیئے بغیر اس سے جدا ہو جاؤں تو یہ ظلم ہے کیونکہ اسمیں دوسرے کا دل دُکھانا ہے اور ظلم کرنے سے مجھے اللہ نے منع کر دیا ہے ۱۲۔

[2] یعنے یہ جو کچھ قول میں یا فعل میں آپ کے ساتھ مینے سختی کی ہے فقط اس لیئے کی ہے تاکہ میں یہ دیکھوں کہ جو اوصاف میں نے آپ کے توریت میں دیکھے تھے وہ برابر ملتے ہیں یا نہیں لہذا میں نے دیکھ لیئے اور پورے پائے لہذا اب معاف کیجئے ۱۲۔

جھوٹا نہیں بتاتے بلکہ جو کچھ تم لیکر آئے ہو اُسے جھوٹا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انکے جواب میں یہ نازل فرمایا فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ (ترجمہ) یہ کافر لوگ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۱۲۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے) فرمایا اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ پہاڑ سونیکے (ہوکر) چلنے لگیں میرے پاس ایک فرشتہ آیا تھا اور بیشک اُسکی کمر (لمبائی میں خانہ) کعبہ کے برابر تھی اُسنے (مجھسے) کہا کہ تمہارا پروردگار تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ تم پیغمبر اور خاص بندے ہونا چاہتے ہو یا پیغمبر اور بادشاہ ہونا چاہتے ہو میں نے (مشورہ کیلئے) جبرئیل کیطرف دیکھا اُنھوں نے مجھے اشارہ کیا کہ اپنے تئیں پست رکھو اور ابن عباس کی روایت میں یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کیطرف اسطرح دیکھا جیسے کوئی مشورہ لینے والا دیکھا کرتا ہے حضرت جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنے تئیں پست رکھو اس لیئے مینے کہدیا کہ میں پیغمبر اور خاص بندہ ہی رہنا چاہتا ہوں عائشہ فرماتی ہیں کہ اس قصہ کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تکیہ لگاکر نہیں کھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں اسطرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھایا کرتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھا کرتا ہے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

باب حضرت کے پیغمبر ہونے اور وحی کے شروع ہونے کا بیان

۱؎ یعنے قرآن شریف اور شریعت کو جھوٹا کہتے ہیں اور اسیکے باعث تمہیں جھوٹا کہدیتے ہیں لیکن احمق کو اتنی عقل نہیں تھی کہ جب آپ کاروبار دنیا ہی میں کسی سے جھوٹ نہیں بولتے تو کار دین میں کیونکر جھوٹ بولینگے خاصکر خدا تعالیٰ پر کیسے جھوٹ باندہ سکتے ہیں حق بات یہ ہو کہ یہ کمبخت حسد کیوجہ سے جلتے تھے کہ انہیں اتنا بڑا رتبہ کیوں ملگیا ہم انکے تابعدار کسطرح ہو جائیں ۱۲ ۲؎ یعنے فقر اور بندگی کو اختیار کرلو کیونکہ یہ باعث تواضع و خاکساری ہو اور اللہ کے نزدیک اس سے بلند مرتبہ ہوتا ہے اور بادشاہی اور دولت مندی اختیار نکرنا کیونکہ وہ خدا کو بھول جانے اور تکبر و سرکشی کرنیکا باعث ہو جس کی وجہ سے اللہ کی نظر سے گر پڑتا ہو اور یہ کلیہ قاعدہ نہیں ہو بلکہ باعتبار اکثر کے ہے ۱۲

پہلی فصل (۱۲۷۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں پیغمبر کیے گئے تھے بعد اسکے تیرہ ۱۳ برس آپ مکہ میں رہے اسوقت آپکے پاس وحی آتی تھی پھر آپکو ہجرت کرنے کا حکم ہوا چنانچہ آپ ہجرت کرکے دس ۱۰ برس (مدینہ منورہ میں) رہے اور جسوقت آپکا انتقال ہوا ہے آپکی عمر تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی - یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۵) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (پیغمبر ہونیکے بعد) پندرہ ۱۵ برس مکہ میں رہے اور آپ (ان پندرہ برسوں میں سے) سات برس ایک آواز (فرشتہ کی) سنتے رہے اور روشنی دیکھتے رہے اور (فرشتہ وغیرہ) آپ کچھ نہیں دیکھتے تھے اور (انہیں پندرہ ۱۵ برسوں میں سے) آٹھ برس آپکے پاس وحی آتی رہی اور آپ مدینہ منورہ میں دس ۱۰ برس رہے جسوقت آپکی وفات ہوئی آپکی عمر پینسٹھ برس کی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساٹھ برس کی عمر ہونے پر وفات دی تھی - یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۷۷) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ نے) اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ نے) تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں وفات پائی ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے محمد بن اسمعیل بخاری فرماتے ہیں کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کی بابت) تریسٹھ ۶۳ برس کی روایتیں کثرت سے ہیں۔

(۱۲۷۸) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اول جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی شروع ہوئی ہی تو آپکو سوتے میں سچے خواب دکھائی دیتے تھے اور جو خواب آپ دیکھتے تھے (اسکی تعبیر) صبح کی روشنی کیطرح ظاہر ہو جایا کرتی تھی پھر آپ کو تنہائی پسند ہو گئی اور (کوہ) حراء کے غار میں تنہا رہا کرتے

ف مکہ میں آنحضور نبی ہونیکے بعد کل تیرہ ہی برس رہے ہیں جن صحابیوں نے مکہ میں ٹھیرنا پندرہ ۱۵ برس شمار کیا ہے انہوں نے ایک آپکی ولادت کے سال دوسرے آپکی ہجرت کے سال کو علیحدہ علیحدہ شمار کیا ہے اس حساب سے پندرہ ۱۵ برس گنتے ہیں ۱۲ ف انہوں نے کسر کے تین برس چھوڑ کے دہائیاں بتا دیں اور کسر کا لحاظ نہیں کیا ۱۲ ف یہ قصہ ابتدائی ہے یعنے ظہور نبوت اور نزول وحی سے پہلے یہ حال تھا جسوقت آپکو گھر والوں کا خیال آتا تو گھر آجایا کرتے تھے ۱۲

اور آپ اپنے گھر آنے سے پہلے چند روز وہیں تحنث یعنے عبادت کیا کرتے تھے اور آپ ان چند دنوں کا کھانا ساتھ[ف] لیجایا کرتے پھر خدیجہ کے پاس چلے آتے اور اسی طرح کچھ کھانا لیکر چلے جاتے یہانتک کہ آپ غار حرا[ف] ہی میں تھے کہ آپکے پاس وحی آگئی یعنے آپکے پاس فرشتہ نے آنکر کہا کہ پڑھو آپ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں آنحضور فرماتے ہیں کہ پھر مجھے اسنے پکڑ کر بھینچا یہانتک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر اسنے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھو مینے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں اسنے مجھے پکڑ کر دوسری دفعہ پھر بھینچا یہانتک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر اسنے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو مینے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں اسنے پھر پکڑ کر مجھے تیسری دفعہ بھینچا یہانتک کہ مجھے تکلیف ہوئی پھر مجھے چھوڑ کر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (ترجمہ) اپنے اس پروردگار کے نام (کی برکت) سے پڑھ جسنے پیدا کیا (یعنے) اسنے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا پڑھ اور تیرا پروردگار جسنے قلم کے واسطے سے سکھادیا وہ بہت ہی بزرگ ہے اسنے انسان کو وہ باتیں سکھلادیں جو انسان نہیں جانتا تھا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو لیکر واپس آئے دل آپ کا کانپ رہا تھا اور حضرت خدیجہ کے پاس گئے آپنے ان سے فرمایا کہ مجھے کپڑا اڑھاؤ مجھے کپڑا اڑھاؤ چنانچہ انہوں نے آپکو کپڑا اڑھادیا یہاں تک کہ آپسے وہ خوف (ولرزہ) جاتا رہا پھر آپنے حضرت خدیجہ سے اپنا سارا قصہ بیان کرکے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے خدیجہ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا قسم ہے اللہ کی تمہیں اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کریگا کیونکہ تم تو صلہ رحمی کرتے ہو اور سچی بات کہتے ہو اور (دوسرونکا اپنے ذمہ) بوجھ اٹھاتے اور محتاج کے لئے کماتے ہو اور مہمان داری کرتے ہو اور خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے

[ف] اس میں اسطرف اشارہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں ساتھ لیجانی توکل کے منافی نہیں ہیں اور آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلوت کی مدت ہر سال میں ایک مہینہ ہوتی تھی اور وہ مہینا رمضان المبارک کا ہوتا تھا ۱۲ [ف] حراء مکہ معظمہ میں ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے وہاں سے نظر جمال کعبہ پر پڑتی تھی ۱۲-

حادثوں پر مخلوق کی مدد کرتے ہو پھر خدیجہ آپکو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل[1] کے پاس لیگئیں اور اُن سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے ذرا اپنے بھتیجے کی بات سُن ورقہ نے آنحضرت سے کہا کہ اے بھتیجے کہو تم کیا دیکھتے ہو آنحضور نے جو کچھ دیکھا تھا سب اُن سے بیان کیا وَرَقَہ نے آپ سے کہا کہ یہ ناموس[2] وہی ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ پر اُتارا تھا کاشکے میں تمہاری نبوت کے وقت جوان قوی ہوتا کاشکے جسوقت تمہاری قوم تمہیں نکالیگی میں زندہ ہوتا آنحضور نے پوچھا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکال دینگے اُنہوں نے کہا ہاں جو کوئی آدمی کبھی ایسے چیز لایا جیسے تم لائے ہو تو اُس سے برابر دشمنی کی ہے اگر مینے تمہارا وہ زمانہ پایا تو میں خوب کمر باندھکر تمہاری مدد کرونگا پھر ورقہ کچھ بھی نہ ٹھہرے کہ وفات پا گئے پھر وحی منقطع ہوگئی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور بخاری نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ جو حدیث ہمیں پہنچی ہے اُسمیں یہ بھی ہے کہ (وحی کے منقطع ہو جانیسے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غم ہوا یہانتک کہ صبح کو کئی مرتبہ اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھتے تاکہ اوپر سے گر کر مر جائیں اور جسوقت پہاڑ کی چوٹی پر اپنے تئیں گرانے کو پہنچتے اُسیوقت آپ سے حضرت جبرئیل آکر کہتے کہ اے محمد بیشک تم تو اللہ کے سچے پیغمبر ہو اس سے آپکے دل کو تسکین ہوتی اور کچھ طبیعت ٹھیر جاتی

(۱۲۷۹) حضرت جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ وحی کے بند ہونے (اور پھر اُسکے پے در پے آنے) کا بیان فرماتے تھے کہ میں جا رہا تھا مینے ناگاہ آسمان کی طرف سے ایک آواز سُنی اور مینے نظر جو اوپر اُٹھائی تو ناگہاں وہی فرشتہ جو (غار) حرا میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے بیچ میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا معلوم ہوا مجھے اُس سے اسقدر دہشت ہوئی کہ میں زمین پر گر پڑا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس

---

[1] کیونکہ حضرت خدیجہ خالد بن اسد بن عبد العزیٰ کی بیٹی تھیں اور وَرَقہ نوفل بن اسد کے بیٹے تھے۔ یہ وَرَقَہ زمانۂ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور بہت بڈھے اور اندھے تھے انہوں نے انجیل کا ترجمہ زبان عربی میں کیا تھا ۱۲ [2] ناموس اُسے کہتے ہیں جو باطنی بھید جانتا ہو اہل کتاب حضرت جبرئیل کو ناموس کہا کرتے تھے

آیا کہ مجھے (جلدی سے) چادر اُڑھاؤ مجھے چادر اُڑھاؤ چنانچہ انہوں نے مجھے چادر اُڑھا دی اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (ترجمہ) اے کپڑا اوڑھنے والے اُٹھہ کھڑا ہو اور (مخلوق کو عذاب سے) ڈرا اور اپنے پروردگار کی حمد بیان کر اپنے کپڑوں کو خوب پاک کر اور پلیدیکو چھوڑ) پھر وحی گرمائی اور پے در پے آنے لگی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۰) حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ حارث[۱] بن ہشام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے پاس وحی کسطرح آتی ہے آپنے فرمایا کہ کبھی تو (فرشتہ کی آواز) مجھے گھنٹہ کی آواز جیسی آتی ہے اور یہ (یعنے اسکا سمجھنا) مجھپر بہت[۲] دشوار ہے پھر یہ موقوف ہو جاتی ہے تو جو کچھہ اُسنے کہا تہا میں اُس سے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی میرے روبرو فرشتہ آدمی کی صورت بنکر آجاتا ہے اور مجھسے گفتگو کر لیتا ہے پھر جو کچھہ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں عائشہ فرماتی ہیں بخدا سخت جاڑے کے دنوں میں میں نے آپ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی کہ جسوقت آپ سے وہ موقوف ہو جاتی تو آپکی پیشانی سے پسینہ بہا کرتا تہا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۱) حضرت عُبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تہی تو آپ پر اسکی وجہ سے بہت سختی[۳] ہوا کرتی تہی اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا تہا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضور اپنا سر جہکا لیا کرتے تہے اور آپکے سب اصحاب بہی اپنے سر جہکا لیا کرتے تہے جسوقت وحی آپ سے موقوف ہو جاتی آپ اپنا سر اُٹھا لیتے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۲۸۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ (ترجمہ) تم اپنی قوم میں سے جو بہت ہی قریب رشتہ دار ہوں اُنہیں (عذاب الٰہی سے) ڈرا دو (تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مکان سے) باہر تشریف لائے اور قریش کے قبیلوں کو پکارنا شروع کیا

---

[۱] یہ حارث ابوجہل کا بہائی ہے فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو گیا تہا ۱۲ [۲] یعنے اسلئے کہ جو آواز گھنٹہ کے مشابہ ہو اس کا مقصود اور اسکے معنے مشکل سے سمجھہ میں آتے ہیں بہ نسبت اُس آواز کے جو آدمی کی صورت میں ہو کر روبرو باتیں کرے ۱۲

[۳] اس سختی کا سبب یا تو یہ تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے یاد رکہنے کا اہتمام بہت کرتے تھے اس اہتمام ہی میں آپ پریشان ہو جاتے تہے اور یا سختی کا سبب یہ تہا کہ وحی میں کبہی وعید اور سختی کا بہی حکم ہوتا تہا آنحضور کو اپنی اُمت کے لحاظ سے غم ہوتا تہا کہ اس وعید اور سختی کے مستحق نہیں یہ تہہ ا ۱۲

کہ اے بنی فہر اے بنی عدی یہانتک کہ سب لوگ جمع ہوگئے اور کسی آدمی نے یہ کیا کہ خود نہ جاسکا تو اُسنے اپنی طرف سے ایک آدمی کو بھیج دیا تاکہ وہ دیکھے کہ کیا ہورہا ہے اور ابولہب[۵] اور قریش کے آدمی سب آگئے اُسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے یہ بتاؤ اگر میں تم سے یہ بیان کروں کہ تمہیں لوٹنے کے لئے اس پہاڑ کی طرف سے ایک لشکر نکلتا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل میں سے نکلتا ہے تو کیا تم مجھے سچّا سمجھوگے سبھوں نے کہا ہاں (ہم تمہیں سچّا ہی سمجھینگے کیونکہ جب سے تمہیں آزمایا ہے تو سچا ہی پایا ہے آپ نے فرمایا تو بیشک میں تمہیں ایک بہت سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو آگے آنیوالا ہے ابولہب بولا تیرا ناس جائے کیا تونے اس لیئے جمع کیا تھا اُسیوقت یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (ترجمہ) ابولہب کے دونوں[۶] ہاتھ کٹیں اور کٹ ہی گئے) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ ۱۴

(۱۲۸۳) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (خانہ) کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور (کفار) قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں وہیں بیٹھی تھی۔ یکایک اُنمیں سے ایک آدمی (یعنے ابوجہل) بولا کوئی تم میں (ایسا بہادر) ہے جو آلِ فلاں کے اونٹوں میں (جو ذبح کئے گئے ہیں) جائے اور اُنکی اوجھڑی اور خون اور آنول نال لاکر اُسکو اپنے پاس رہنے دے یہانتک کہ جسوقت یہ (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ کرے تو اسکے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں رکھدے (تاکہ یہ دبا رہ جائے) اُسیوقت اُن میں سے ایک آدمی سب سے زیادہ بدبخت بدنصیب اُٹھا اور اُسنے (وہی پلیدی کی سب چیزیں لاکر) جب آنحضور سجدہ کرنے لگے تو آپ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں سے رکھدیا اور آنحضرت سجدہ ہی میں رہے کفار لوگ ہنسنے لگے یہانتک کہ ہنسی کیوجہ سے بعضے بعضوں پر گرنے لگے ایک

---

[۵] ابولہب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا یہ ظالم کبھی مسلمان نہیں ہوا ۱۲۔

[۶] بعض روایت میں آیا ہے کہ ابولہب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مارنے کے لئے اپنے دونوں ہاتوں میں پتھر لئے ہوئے تھا اس لئے اُسکے دونوں ہاتوں ہی کے لیئے ہلاکت کا حکم آیا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے چونکہ اکثر کام ہاتوں ہی سے ہوتے ہیں اس لئے یہاں ہاتوں سے اُسکی ذات مراد لی ہے ۱۲۔

آدمی حضرت فاطمہ زہراؓ کے پاس گیا (اور آپ سے سب حال بیان کیا) وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آنحضور ابھی سجدہ ہی میں تھے یہانتک کہ آپکے اوپر سے اُسے اُٹھا کر پھینک دیا اور پھر بُرا بھلا کہتی ہوئی اُنکی طرف گئیں اور جسوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو آپنے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ یا الٰہی تو قریش کو برباد کر اور آپکی عادت تھی کہ جسوقت آپ کسی پر بددعا کرتے تھے تو تین ہی مرتبہ کیا کرتے تھے اور جسوقت (اللہ سے) کچھ سوال کرتے تو وہ بھی تین ہی مرتبہ کرتے (کفار پر آپنے یہ بددعا کی) کہ یا الٰہی تو عمرو بن ہشام (یعنے ابوجہل) اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابو معیط اور عمارہ بن ولید کو برباد کر۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی بدر کے دن ہمنے ان سبھوں کو میدان جنگ میں) پچھڑے ہوئے دیکھ لیا پھر اُن سبھونکو لوگوں نے ایک کنوئیں کیطرف کھینچکر جو بدر کا کنواں تھا اس میں ڈال دیا اسکے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اس کنوئیں میں ڈالے گئے ہیں اُنکے ساتھ ہی لعنت بھی رہی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۱۲۸) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے (آنحضور سے) پوچھا کہ یارسول اللہ کیا آپ پر اُحد کے دن سے کوئی زیادہ سخت دن گذرا ہے (کیونکہ جنگ احد میں آپکو بہت ہی تکلیف ہوئی تھی) آپنے فرمایا بیشک مجھے تمہاری قوم سے اُحد کے دن سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی ہے اُنہیں میں سے ایک عقبہ[۲] کا دن ہے کہ جسوقت مینے اپنے تئیں ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا (یعنے مینے خود اسکے پاس جاکر اُسے سمجھایا) تو اُسنے جو میں چاہتا تھا بالکل نہ مانا میں غم کی وجہ سے اپنا سا منہ لیکر وہانسے چلا آیا اور قرن الثعالب[۳] تک مجھے بالکل ہوش

[۱] حضرت فاطمہ زہرا کی عمر اسوقت بہت تھوڑی تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکتالیس برس کی عمر میں یہ پیدا ہوئیں تھیں اس حدیث سے حضرت فاطمہ کی عالی ہمتی اور بزرگی معلوم ہوئی کہ باوجود کم عمری کہ اُنہیں منہ در منہ بُرا کہا ۱۲ [۲] عقبہ سے شاید جمرۃ العقبہ مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے ہوکر تمام لوگونکو اسلام کیطرف بلایا کرتے چنانچہ آپ ایک مرتبہ وہانسے قبیلہ بنی ثقیف کی طرف تشریف لیگئے اور یہ ابن عبد یالیل بن کلال جو ثقیف کے سرداروں میں سے تھا اسے اسلام کیطرف بلایا آگے حدیث میں اس کا حال آتا ہے ۱۲ [۳] قرن الثعالب ایک جگہ کا نام ہے اہل نجد کی وہ میقات ہے یعنے وہ لوگ حج کے لئے وہاں سے احرام باندھکر آتے ہیں اور اسکو قرن منازل بھی کہتے ہیں ۱۲

نہ آیا جسوقت مجھے وہاں ہوش آیا تو مینے اپنا سر دیعنے نگاہ، اُٹھاکر جو دیکھا تو ناگہاں میں ایک ابر کے نیچے تہا اُسنے مجہپر سایہ کر رکہا تہا مینے دیکھا تو یکایک اُسمیں جبرئیل معلوم ہوئے اُنہوں نے مجھے پکار کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم کا کہنا اور جو اُنہوں نے تمہیں جواب دیا ہے بیشک سب سُن لیا ہے اور اب تمہارے پاس پہاڑ و نکا فرشتہ بہیجا ہے تاکہ جو کچھ تم اُنکے حق میں چاہو اُسے حکم کردو پہر اُس فرشتہ نے آکر مجھے سلام کیا پہر کہا اے محمدؐ بیشک اللہ نے تمہاری قوم کی باتیں سُن لی ہیں اور میں پہاڑ و نکا فرشتہ ہوں تمہارے پروردگار نے تمہارے پاس مجھے اسلیئے بہیجا ہے کہ تم جو کچھ اپنا حکم چاہو مجھے کردو اگر تم یہ چاہو کہ انکے اوپر ان دونوں پہاڑوں اخشبین[1] کو ملادوں تو میں کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا دنہیں، بلکہ مجھے یہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی پشتوں سے ایسے آدمی پیدا کرے جو اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور اُس کا کسیکو شریک نہ ٹہیرائیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۸۵) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ احد کے دن دلڑائی میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دانتوں میں سے جنہیں رَباعیہ[2] کہتے ہیں ایک دانت ٹوٹ گیا اور آپکے سر مبارک میں زخم آیا آنحضورؐ اُس سے خون کو پونچہتے ہوئے فرماتے تہے کہ ایسی قوم کسطرح چہٹکارا پاویگی جسنے اپنے نبی کا سر زخمی کردیا اور رَباعیہ کا ایک دانت توڑ دیا۔ یہ روایت مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت کیطرف اشارہ کرکے فرماتے تہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوم پر بہت ہی سخت غصہ ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ ایسا کریں اور اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر بہت ہی سخت غصہ ہوتا ہے جسے راہ خدا میں اللہ کا رسول قتل کردے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

---

[1] اخشبین دو پہاڑ و نکا نام ہے کہ معظمہ ان دونوں کے بیچ میں بستا ہے ۱۲ [2] آگے کے چار دانت دو اوپر دو نیچے کے کو رباعیہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنی طرف سے نیچے کا دانت ٹوٹ گیا تہا اور وہ بھی سارا نہیں ٹوٹا تہا بلکہ کچھ ٹکڑہ اسمیں سے جُدا ہوگیا تہا اور نیچے کا لب مبارک بھی زخمی ہوا تہا اور یہ چوٹ آنحضورؐ کے حضرت سعد بن ابی وقاص کے بہائی عُقبہ بن ابی وقاص کے ہاتھ سے لگی تہی بعد میں بحکم الٰہی اُسکی اولاد میں جو نہ بلوغ کو پہنچتا تو اُس کا ایک دانت آگے کا ضرور ہی ٹوٹ جاتا تہا ۱۲

تیسری فصل (۱۲۸۷) یحییٰ بن ابو کثیر کہتے ہیں مینے ابو سلمہ بن عبدالرحمان سے پوچھا کہ قرآن شریف کی سب میں پہلے کیا چیز نازل ہوئی ہے انہوں نے فرمایا کہ یا ایہا المدثر مینے کہا کہ لوگ اقرا باسم ربک کہتے ہیں (کہ سب سے پہلے یہی نازل ہوئی ہے) ابو سلمہ نے فرمایا کہ مینے حضرت جابر سے اسی کو پوچھا تھا اور مینے بھی اُن سے اسی طرح کہا تھا جس طرح اب تمنے مجھسے کہا ہے جابر نے مجھسے فرمایا کہ میں تمسے وہی بیان کرونگا جو ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے آنحضور نے فرمایا تھا کہ مینے حرا میں ایک مہینہ گوشہ نشینی کی اور جب گوشہ نشینی پوری کر چکا تو میں نیچے اُترا اور مجھے کسی نے آواز دی مینے اپنے دائیں طرف دیکھا تب مجھے کچھ نہ معلوم ہوا اور مینے اپنے بائیں طرف دیکھا تب بھی مجھے کچھ نہ معلوم ہوا اور مینے اپنے پیچھے دیکھا تب بھی مجھے کچھ نہ معلوم ہوا پھر مینے اوپر سر اُٹھایا تو مینے ایک چیز دیکھی پھر میں خدیجہ کے پاس آیا اور مینے کہا کہ مجھے کپڑا اُڑھاؤ اُنہوں نے مجھے کپڑا اُڑھا دیا اور میرے اوپر مجھے ہوش میں آنے کے لئے کچھ ٹھنڈا پانی ڈال دیا اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا المدثر (قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز فاہجر) اور یہ قصہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

باب نبوت کی نشانیوں کا بیان[2]

پہلی فصل (۱۲۸۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل آئے اور آنحضور اسوقت لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انہوں نے آپکو پکڑ کے چت لٹا لیا اور پھر آپ کا دل چیر کر اُسمیں سے کچھ جما ہوا خون نکال لیا اور فرمایا کہ تمہارے

[1] یہاں راوی کو نسیان کی وجہ سے شبہ ہو گیا ہے کیونکہ سب میں پہلے اقرا باسم ربک ہی اُتری ہے اور وحی موقوف ہونیکے بعد جسوقت پھر وحی شروع ہوئی تب پہلے یا ایہا المدثر نازل ہوئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ کی حدیث میں اس کا تفصیل سے ذکر ہے ۱۲۔

[2] یعنے اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افعال بیان ہونگے جو پیغمبر ہونیکی نشانیاں ہیں کہ عقلمند آدمی انہیں دیکھکر آپکے پیغمبر ہونے کو پہچان سکتا ہے ۱۲۔

بدن میں یہ شیطان کا حصہ تھا پھر اُس دل کو سونے کے لگن میں آبِ زمزم[1] سے دہویا پھر اُسے ملا کر اُسی جگہ لگا دیا اور لڑکے دوڑتے ہوئے آپکی والدہ یعنے دایہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو کسی نے قتل کر دیا (دایہ کی قوم کے) لوگ آپکی طرف گئے تو آپ کا رنگ متغیر تہا انس فرماتے ہیں کہ آپکے سینہ مبارک پر سوئی کے ٹانکو کا نشان مینے دیکہا ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۸۹) حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہا میں مکہ معظمہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں کہ وہ مجھے میرے پیغمبر ہونے سے پہلے سلام کیا کرتا تہا اسلیے میں اُسے اب بہی پہچانتا ہوں - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۰) حضرت انس فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا سوال کیا تہا کہ آپ (اپنے پیغمبر ہونیکی) اُنہیں کوئی نشانی دکہادیں چنانچہ آپ نے اُنہیں چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکہلا دیئے یہاں تک کہ اُن سبہوں نے یہ دیکہہ لیا کہ کوہ حرا اُن دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں تہا - یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۱) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند کے پہٹکر دو ٹکڑے ہوگئے تہے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر (معلوم ہوتا) تہا اور دوسرا اُس کے نیچے اُسوقت آنحضور نے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگ میرے اس معجزے کے گواہ رہنا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۲) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) ابو جہل نے (صحابہ سے) کہا کہ کیا محمد تمہارے سامنے اپنا منہ خاک میں آلودہ کرتا ہے (یعنے نماز میں آپ سجدہ کرتے ہیں)

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آبِ زمزم سب پانیوں سے بہتر اور افضل ہے اگرچہ بہشت ہی کا پانی ہو کیونکہ اگر اور کوئی پانی اس سے افضل ہوتا تو آپ کا قلب مبارک فرشتے اُسی سے دہوتے لیکن جو پانی جنگ کے موقعہ پر آنحضور کی اُنگلیوں میں سے نکلا تہا وہ بیشک اس سے افضل تہا کیونکہ وہ دست مبارک کے اثر سے تہا اور یہ آب زمزم حضرت اسمٰعیل کے قدم کا اثر ہے ۱۲

کسی نے کہا ہاں وہ منحوس بولا قسم ہے لات[1] اور عزّیٰ کی اگر میں اُسے ایسے کرتے ہوئے کبھی دیکھ لوں تو اُس کی گردن پانوں سے کچل دوں پھر ابوجہل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نماز ہی پڑھ رہے تھے اُسنے آپکی گردن اپنے پانوں سے کچلنے کا قصد کیا ناگہاں وہ آپکی طرف سے اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کو ہٹا اور اپنے تئیں اپنے ہاتھوں سے بچاتا تھا کسی نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا کہنے لگا میرے اور اُس کے بیچ میں آگ کی ایک خندق اور دہشت اور بازو ہو گئے پھر آنحضور نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آتا تو فرشتے اُس کا ایک ایک ٹکڑا کر کے اُچک لیتے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۴۴۲) حضرت عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر تھا یکایک حضور انور کی خدمت عالی میں ایک آدمی آیا اور اسنے اپنے فاقہ (اور تنگدستی) کی آپ سے شکایت کی پھر آپ کے پاس ایک اور آدمی آیا اُسنے آپ سے رہزنی کی شکایت کی (یعنے یہ کہا کہ راستہ میں ڈاکے پڑتے ہیں) آنحضور نے (مجھسے) فرمایا کہ اے عدی کیا تمنے (شہر[2] [illegible]) دیکھا ہے اگر تمہاری عمر زیادہ ہوئی تو تم بیشک دیکھ لوگے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چلیگی یہانتک کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کریگی اور سوائے خدا کے وہ کسی سے نہیں ڈریگی (یعنے اسقدر امن کا زمانہ ہوگا) اگر تمہاری زندگی رہی تو (تم دیکھ لینا کہ شاہ) کسریٰ کے خزانے فتح ہو جائینگے اگر تمہاری زندگی زیادہ رہی تو تم دیکھوگے کہ ایک آدمی سونے یا چاندی کی مٹھی بھر کر نکلیگا اور ایسے شخص کو تلاش کرے گا جو کہ اُس سے اُسے لے لے لیکن اُس سے لینے والا آدمی کوئی نہیں ملیگا[3] اور بیشک کہ تم میں سے ہر ایک جو کہ ملاقات کا دن ہوگا اللہ سے اس طرح ملاقات کریگا کہ اسکے اور اللہ کے بیچ میں کوئی مترجم بھی نہ ہوگا جو اُسکی طرف سے کچھ عرض ہی کر دے پھر (اُسوقت) بیشک اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہیں بھیجا تھا یا اُسنے تجھے میرے احکام نہیں پہنچائے تھے بندہ کہیگا ہاں پہنچائے تھے پھر فرمائیگا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا اور میں نے تجھپر اپنا فضل نہیں کیا تھا وہ کہیگا کیوں نہیں (تو نے سب طرح

---

[1] لات اور عزّیٰ دو بتوں کے نام ہیں ۱۲ [2] حیرہ کوفہ کے گرد نواح میں ایک بہت بڑا اسنے شہر کا نام ہے اور نیشاپور میں اس نام سے ایک محلہ بھی مشہور ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں وہ شہر مذکور ہی مراد ہے ۱۲ [3] علماء نے کہا ہے کہ یہ حال وسعت رزق اور کثرت مال کا اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کے وقت ہوگا اور بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایسا حال حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں ہو چکا ہے ۱۲۔

احسان کیا تھا) پھر یہ بندہ اپنی دائیں طرف جو نگاہ کریگا تو دوزخ ہی دیکھیگا اور بائیں طرف جو نگاہ کریگا تو پھر بھی دوزخ ہی دیکھیگا لہذا تم لوگ (دوزخ کی) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑہ ہی (کو صدقہ کرکے اس کے سبب سے) بچو اور جسے یہ بھی میسر نہو تو وہ نرم کلام ہی دکر کے اس سے بچ جائے عدیؓ فرماتے ہیں کہ (حضور کے فرمان کے مطابق) میں نے ہودج نشین عورت کو تو دیکھ لیا ہے کہ وہ شہر حیرہ سے چلی یہانتک کہ اس نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اللہ کے سوا اُسے کسی کا ڈر نہ تھا اور (دوسری بات) میں ان لوگوں میں خود تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا اب اگر تمہاری عمر زیادہ ہوگی تو جو کچھ نبی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُسے بیشک تم دیکھ لیناکہ آدمی مال کی مٹھی بھر کر نکلیگا - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

(۱۲۹۴) حضرت خبّاب بن اَرَتّ فرماتے ہیں کہ ہمنے (مشرکوں کی سختی کی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ خانہ کعبہ کے سایہ میں اپنے سر کے نیچے کملی رکھے ہوئے بیٹھے تھے اور ہمیں واقعی مشرکوں سے سخت تکلیف پہنچی اسلیئے ہمنے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا نہیں کرتے اُسیوقت آپ بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا کہ اُس کے لیئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اُسے اُسمیں گاڑ کر پھر آرا لایا جاتا اور اُسکے سر کے اوپر رکھکر اُس کے دو ٹکڑے کردیئے جاتے لیکن یہ سخت عذاب بھی اُسے اُسکے دین سے نہیں باز رکھتا تھا اور بعضے آدمی کے گوشت کے اندر ہڈیوں اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھی کیجاتی تھی لیکن اس تکلیف میں بھی وہ اپنے دین سے نہیں رُکتا تھا اور قسم ہے اللہ کی بیشک اللہ اس امر دین کو پورا کریگا یہانتک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت کی طرف جائیگا اور اُسے اللہ کے سوا یا بکریوں کی وجہ سے بھیڑیئے کے سوا اور کسی کا بھی ڈر نہیں ہوگا لیکن (میں کیا کروں) تم لوگ جلدی کرتے ہو - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے -

---

۱؎ حضرت عدی بن حاتم نے ۶۸ھ یا ۶۹ھ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ سے پہلے انتقال کیا ہے ۱۲-

۲؎ مقصود آنحضور کا اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ تھا کہ جیسا ان لوگوں نے صبر کیا کہ اپنے دین پر ثابت قدم رہے اور تکلیف کی پرواہ نہیں کی ایسے ہی تمہیں بھی صابر رہنا چاہیئے گھبرانا نہیں چاہیئے حالانکہ تمہیں تو اُنکی برابر تکلیف بھی نہیں پہنچی ہے ۱۲

۳؎ صنعاء ملک یمن میں ایک بہت سرسبز شہر کا نام ہے اور دمشق کے دروازہ پر صنعاء ایک بستی بھی ہے اور حضر موت بھی یمن کے پرلی جانب ایک موضع ہے حضرت صالح علیہ السلام وہیں ہوئے اور وہیں انکی وفات ہوئی اور بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں اولیا بکثرت پیدا ہوتے ہیں گویا اُس زمین ہی میں اس کا کچھ اثر ہے ۱۲-

(۱۲۹۵) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملحان کی بیٹی اُمّ حرام کے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے اور اُمّ حرام حضرت عُبادہ بن صامت کے نکاح میں تھی آنحضرت ایک روز اُنکے پاس تشریف لائے اُنھوں نے آپکو کھانا کھلایا پھر وہ آپکے سر میں جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں اور آنحضور سو گئے پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اُمّ حرام[۱] کہتی ہیں مینے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کو کسنے ہنسادیا آپنے فرمایا میری اُمّت کے بہت سے لوگ راہ خدا میں لڑنے والے میرے روبرو پیش کئے گئے تھے اس دریا (یعنے سمندر) کی موج پر وہ اس طرح سوار ہونگے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں یا وہ اُن بادشاہوں جیسے ہیں جو تخت پر ہوتے ہیں مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی اُنہی ہی میں کردے آپنے میرے لئے دعا کردی پھر سر رکھکر سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے مینے پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کو کسنے ہنسادیا آپنے جس طرح پہلے فرمایا تھا فرمایا کہ میری اُمّت کے لوگ راہ خدا میں لڑتے ہوئے میرے روبرو پیش کئے گئے تھے مینے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی اُنہیں سے کردے آپ نے فرمایا کہ تم تو پہلوں میں سے ہو (راوی کہتے ہیں کہ) پھر ام حرام حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں دریا میں سوار ہوئیں اور اپنی سواری سے گر گئیں جسوقت دریا سے نکلیں فوت ہو گئیں۔ یہ روایت علیہ ہے۔

(۱۲۹۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ضماد مکہ میں آئے اور یہ قبیلہ ازد شنوءہ[۲] کا آدمی تھا اور اس ہوا (یعنے آسیب جن وغیرہ) پر منتر کیا کرتا تھا اسنے مکہ والوں کے بیوقوف احمق آدمیوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ محمدؐ مجنوں ہے اس نے کہا کہ اگر میں اُس آدمی (یعنے آنحضرت) کو دیکھ لوں تو شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے اُسے شفا ہی دیدے راوی کہتے ہیں چنانچہ وہ آپ سے ملا اور کہنے لگا کہ اے محمدؐ بیشک میں ایسی ہوا کا علاج کرتا ہوں کیا تمہیں بھی اسکی ضرورت ہے آنحضور نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ

---

[۱] امام نوی لکھتے ہیں کہ اسپر سب علماء کا اتفاق ہے کہ ام حرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھیں لیکن اسمیں اختلاف ہے کہ آپ کا اُن سے کیا رشتہ تھا بعض کہتے ہیں کہ آپکی رضاعی خالہ تھیں بعض کہتے ہیں کہ آپ کے والد یا دادا کی خالہ تھیں ۱۲ مرقات [۲] شنوءہ یمن میں ایک بہت بڑا قبیلہ ہے اور ازد اسی میں سے ایک قبیلہ ہے ضماد اسی میں کا ایک شخص تھا آنحضرت کے پیغمبر ہونے سے پہلے بھی آپ سے شناسائی رکھتا تھا اور بڑا طبیب اور افسوں گر اور طالب علم آدمی تھا ۱۲۔

نحمدہ ونستعینہ من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد اُس نے کہا اِن کلمات کو میرے سامنے پھر پڑھو چنانچہ آپنے اُسکے روبرو تین مرتبے پڑھے اُس نے کہا کہ مینے کاہنوں کی اور جادوگروں کی باتیں اور شاعروں کے کلام سب سُنے ہیں لیکن ایسے کلمات مینے کبھی نہیں سُنے بیشک یہ کلمات تو دریا (کلام) کے بیچ میں پہنچ گئے ہیں اپنا ہاتھ لاؤ میں تم سے مسلمان ہونے پر بیعت کرتا ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور مصابیح کے بعضے نسخوں میں ہے (قاموس البحر کی جگہ) ناموس البحر پہنچا ہے (یعنے اسکے بھی بیچ کے ہیں)۔ اور دو حدیثیں ایک حضرت ابوہریرہ کی کہ کسریٰ ہلاک ہوگا اور دوسری حضرت جابر بن سمرہ کی کہ ایک جماعت فتح کیجائیگی لڑائیوں کے باب میں مذکور ہو چکی ہیں اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے

تیسری فصل (۱۲۹۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں مجھسے ابوسفیان بن حرب نے منہ در منہ[۱] بیان کیا وہ کہتے تھے کہ اُسی مدت[۲] میں جو ہمارے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں (صلح حدیبیہ کی مدت) تھی میں چلا کہتے ہیں اور جسوقت میں شام میں گیا تو یکایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہرقل[۳] (شاہ روم) کے پاس پہنچا ابوسفیان کہتے ہیں کہ وہ خط دحیہ کلبی لائے تھے اُنہوں نے بُصریٰ کے حاکم کو دیا بُصریٰ کے حاکم نے ہرقل کے پاس پہنچا دیا (جسوقت وہ خط پہنچا) تو ہرقل نے (اپنے اہلکاروں سے) پوچھا کہ یہاں کوئی اس شخص کی قوم کا آدمی ہے جو اپنے کو نبی کہتا ہے اُنہوں نے کہا ہاں چنانچہ مجھے معہ قریش کی جماعت کے طلب کیا ہم سب ہرقل کے پاس گئے اور اُسکے روبرو بٹھا دیئے گئے پھر ہرقل نے (قریشیوں سے مخاطب ہوکر) کہا کہ تم میں سب سے زیادہ اُس شخص کا قریب النسب کون ہے جو اپنے تئیں نبی کہتا ہے ابوسفیان کہتے ہیں مینے کہا میں (ان سب سے زیادہ اُنکا قریب النسب)

---

[۱] یعنے میرے اُنکے درمیان کوئی تیسرا شخص واسطہ نہیں ہے بلکہ وہ کہتے تھے اور میں سُنتا تھا حضرت ابن عباس کو اس کہنے سے اس روایت کی صحت بیان کرنی مقصود ہے ۱۲ [۲] اس مدت سے مراد صلح حدیبیہ کی مدت ہے جو ۶ھ میں ہوئی اور دس برس کی ٹھیری تھی لیکن بوجہ عہد شکنی کفار کے کہ اُنہوں نے بعضے خزاعہ کو جو آنحضرت صلعم کے ہم قسمی تھے قتل کردیا تھا اسلیئے ۸ھ میں اُنسے جنگ ہوئی اور مکہ فتح ہوگیا ۱۲ [۳] ہرقل شاہ روم کا نام تھا اور قیصر اُس کا لقب ہے اور سب سے پہلے گرجا گھر اُسی نے بنائے تھے اور دینار و نیز سکہ بھی اول اُسی نے لگایا تھا ۱۲

ہوں (یہ سنکر) لوگوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا پھر اپنے ترجمان کو بلاکر اُس سے کہا ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے اُس شخص کا حال پوچھتا ہوں جو اپنے تئیں نبی کہتا ہے اگر یہ مجھسے جھوٹ بیان کرے تو تم (فوراً) اسکی تکذیب کر دینا ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ کا الزام لگائینگے تو یقیناً میں آپکی نسبت جھوٹ بولدیتا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا تم ان سے پوچھو کہ اُن کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے کہتے ہیں مینے کہا وہ ہم میں (بڑے) نسب والے ہیں پھر ہرقل نے کہا کہ کیا اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے مینے کہا نہیں پھر اُسنے کہا کہ کیا تم اُنپر اس بات کے کہنے سے پہلے جو انہوں نے کہی ہے جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے (یعنے جھوٹا سمجھتے تھے) مینے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کہ امیر لوگوں نے انکی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے مینے کہا (امیروں نے نہیں) بلکہ کمزور لوگوں نے (پھر) ہرقل نے کہا کہ اُن کے پیرو دن بہ دن بڑہتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں مینے کہا (کم) نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ کیا کوئی ان میں سے اُن کے دین سے ناخوش ہوکر پھر بھی جاتا ہے بعد اسکے کہ وہ اُس میں داخل ہو جائے ابوسفیان کہتے ہیں مینے کہا نہیں پھر ہرقل نے کہا کیا تم نے اُن سے کبھی جنگ کی ہے مینے کہا ہاں تو وہ بولا کہ تمہاری جنگ انسے کیسی رہی کہتے ہیں مینے کہا کہ لڑائی ہمارے اور اُن کے درمیان ڈول کی مثل ہے (کبھی) وہ ہم سے لے لیتے ہیں[1] اور (کبھی) ہم اُنسے لے لیتے ہیں پھر ہرقل نے کہا کیا وہ (کبھی) وعدہ خلافی کرتے ہیں مینے کہا نہیں اور آجکل انسے (صلح) میں ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (صلح کے زمانہ) میں کیا کرینگے (وعدہ خلافی یا وعدہ وفائی) ابوسفیان کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی اس کلمہ کے سوا اور کہیں مجھے قابو نہیں ملا کہ میں کوئی آپکے حالات میں داخل کر دیتا پھر ہرقل نے کہا کہ آیا کسی نے ان سے پہلے بھی یہ بات کہی ہے (یعنے نبوت کا دعوی کیا ہے) مینے کہا نہیں بعد اسکے ہرقل نے اپنے ترجمان[2] سے کہا کہ ابوسفیان سے کہدے کہ مینے تم سے تمہارے اندر ان کا نسب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے درمیان نسب والے ہیں اور تمام پیغمبر اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح

---

[1] یعنے کبھی وہ فتح کرکے کچھ مال وغیرہ لیجاتے ہیں اور کبھی ہم اُن سے لے آتے ہیں ۱۲ [2] یعنے جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا ۱۲

(عالی نسب مبعوث ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تم نے بیان کیا کہ نہیں ورنہ (اپنے دل میں) میں نے کہا تھا کہ اگر اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو میں کہدونگا کہ وہ ایسے ایک شخص ہیں کہ اپنے باپ کا مُلک (لینا) چاہتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اُنکی پیروی کرنے والے لوگ رذیل ہیں یا شریف تم نے بیان کیا کہ (شریف نہیں ہیں بلکہ رذیل ہیں اور (دراصل) تمام پیغمبروں کے پیرو یہی لوگ (ہوئے) ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا اس سے پہلے کہ انہوں نے یہ بات جو کہی ہے کہیں تم انہیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو تم نے کہا کہ نہیں (اب) یقیناً میں جانتا ہوں کہ (کوئی شخص) ایسا نہیں ہوسکتا کہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اللہ پر جھوٹ بولنے لگے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص بعد اسکے کہ اُن کے دین میں داخل ہو جائے ان کے دین سے ناخوش ہو کر (دین سے) پھر بھی جاتا ہے تو تم نے بیان کیا کہ نہیں اور (واقعی) ایمان (کا حال) ایسا ہی ہے جبکہ اسکی بشاشت دلوں میں بسجائے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور (درحقیقت) ایمان کا یہی حال (ہوتا ہے) یہانتک کہ کمال کو پہنچ جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا تم نے (کبھی) اُن سے جنگ کی ہے تم نے بیان کیا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے اور جنگ تمہارے ان کے درمیان ڈول کے مثل رہی ہے وہ تم سے لے لیتے ہیں اور تم اُن سے لے لیتے ہو اور (درحقیقت سارے پیغمبر اسیطرح آزمائے جایا کرتے ہیں اور پھر آخر انجام سب انہیں کا ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور (بات یہ ہے کہ) تمام پیغمبر اسیطرح وعدہ خلافی نہیں کیا کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا یہ بات (یعنے اپنے نبی ہونیکی خبر) تم میں سے کسی اور نے بھی کہی تھی تو تم نے بیان کیا کہ نہیں میں نے (اپنے دل میں) یہ کہا تھا کہ اگر یہ بات اُن سے پہلے کوئی کہہ چکا ہوتو میں کہدونگا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اُس قول کی تقلید کرتے ہیں جو اُن سے پہلے کہا جا چکا ہے ابوسفیان کہتے ہیں پھر ہرقل نے پوچھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں ہمنے کہا ہمیں نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ دینے اور صلہ رحمی کرنے

---

۱ یعنے انکے تابعدار لوگ فقیر اور گوشہ نشین لوگ ہیں یا کہ دولتمند اور جاہ وحشم والے ہیں ۱۲ ۲ یعنے اول پیغمبروں کو دین کے دشمنوں سے مقابلہ کرکر آزمایا جاتا ہے اور پھر آخر کار پیغمبروں ہی کی فتح ہوکر دین الٰہی سارے میں غالب آتا ہے اور انہیکی مدد ہوتی ہے ۱۲۔

اور پرہیزگاری کرنے کا حکم دیتے ہیں ہرقل نے کہا اگر جو تم کہتے ہو سچ ہے تو بیشک وہ نبی ہیں اور واقعی میں (کتب سابقہ سے) جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں لیکن میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ تم[۱] میں سے ہونگے میں اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو مجھے اُن سے ملنے کا بہت شوق ہے اور اگر میں اُنکے پاس ہوتا تو یقیناً میں اُنکے پیروں کو دھو دھو کر پیتا اور عنقریب وہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائینگے پھر ہرقل نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا (مبارک) خط منگایا اور اُسے پڑھا یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں نے نقل کی ہے اور یہ پوری حدیث کفار و نکو خط لکھنے کے باب میں پہلے گذر چکی ہے

باب معراج[۲] کے بیان میں

پہلی فصل

(۱۲۹۸) حضرت قتادہ انس بن مالک سے وہ مالک بن صعصعہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شب معراج کا قصہ بیان کیا فرمایا کہ اسوقت میں حطیم میں تھا اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ ناگہاں میرے پاس کوئی شخص آیا اُس نے یہاں سے یہاں تک یعنے حلق کے گڑھے سے (جسے ہنسلی کہتے ہیں) زیر ناف کے بالونتک چیرا اور میرا دل نکال لیا پھر میرے پاس ایک لگن سونے کا ایمان سے بھرا ہوا لایا گیا (اسمیں) میرا دل دھویا پھر ایمان سے بھر دیا بعد اسکے دل کو اُسی جگہ پر لگا دیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ بعد اسکے پیٹ کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایمان اور حکمت سے بھر دیا پھر میرے پاس کوئی ایک سپید جانور خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا لایا اُسے براق[۳] کہتے تھے جہانتک اُسکی نگاہ پہنچتی تھی وہیں تک وہ اپنا ایک قدم رکھتا تھا پھر

---

[۱] یعنے مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ پیغمبر ملک عرب یعنے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں ہونگے بلکہ میرا تو یہ خیال تھا کہ وہ حضرت اسحٰق کی اولاد یعنے ہم میں سے ہونگے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے انبیا حضرت اسحٰق ہی کی اولاد سے ہوئے ہیں ۱۲

[۲] اسمیں اختلاف ہے کہ معراج آنحضور کو کون سے سال اور کون سے مہینہ میں ہوئی تھی اکثر علما اس طرف ہیں کہ رسول ہونیکے بعد بارہویں سال ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ستائیسویں رمضان شریف کو ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو ہوئی تھی چنانچہ اہل مدینہ کا عمل در آمد اسی پر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ۵ھ یا ۶ھ میں ہوئی تھی ۱۲

[۳] اسمیں اختلاف ہے کہ یہ براق آپ ہی کیلئے خاص تھا یا کہ یہ سب انبیا کیلئے تھا جبکہ صحیح تر یہی ہے کہ وہ براق سب انبیا کی سواری کیلئے مقرر تھا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر ایک نبی کیلئے اُنکے مرتبے کے مطابق علیحدہ ایک ایک براق ہے اور یہ براق آپ ہی کے لئے مخصوص تھا ۱۲

مجھے اُس پر سوار کیا اور جبرئیل مجھے لیکر چلے یہانتک کہ اس ورلے آسمان پر پہنچے جبرئیل نے (آسمان کا دروازہ) کہلوایا (وہاں سے) کسی نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کہا جبرئیل اُسنے پوچھا اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ اُسنے پوچھا کیا انکے پاس (انہیں بلانے کے لئے) کوئی بھیجا گیا تھا (یا بن بلائے آئے ہیں) جبرئیل نے کہا ہاں (بلانے کے لئے میں گیا تھا) اُسنے کہا انہیں مرحبا ہو یہ بہت ہی اچھے آنے والے آئے ہیں اور (آسمان کا دروازہ) کھولدیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا یک وہاں حضرت آدم موجود تھے جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باوا آدم ہیں تم انہیں سلام کرو چنانچہ مینے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا نیکبخت بیٹے اور نیکبخت نبی کو مرحبا ہو پھر جبرئیل مجھے اوپر لیگئے یہانتک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور (اسکا دروازہ) کھلوایا کسینے کہا کون ہے کہا جبرئیل اُسنے پوچھا اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ اُسنے پوچھا کیا انکے پاس (انہیں بلانے کے لئے) کوئی بھیجا گیا تھا جبرئیل نے کہا ہاں اُسنے کہا انہیں مرحبا ہو اُنہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (آسمان کا دروازہ) کسینے کھول دیا جب میں (وہاں) پہنچا تو دیکھا یک حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کھڑے تھے اور یہ دونوں (آپسمیں ایک دوسرے کی) خالا کے بیٹے ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ یحییٰ ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں تم ان دونوں کو سلام کرو مینے سلام کیا اُن دونوں نے (مجھے) جواب دیا پھر کہا کہ نیکبخت بھائی اور نیکبخت پیغمبر کو مرحبا ہو پھر جبرئیل نے مجھے تیسرے آسمان کیطرف چڑھایا اور (اُسے) کھلوایا کسی نے پوچھا یہ کون ہے کہا جبرئیل کسینے کہا اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ کسی نے کہا کیا ان کے پاس کوئی (بلانے کے لیے) بھیجا گیا تھا کہا ہاں کہا انہیں مرحبا انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (آسمان کا دروازہ) کھول دیا گیا جب میں (وہاں) پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف کھڑے ہیں جبرئیل نے کہا یہ یوسف ہیں تم انہیں سلام کرو مینے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا) جواب دیا پھر فرمایا

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان میں حقیقۃً دروازے ہیں اور انپر نگہبان اور دربان مقرر ہیں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ دروازے بیت المقدس کے مقابلہ میں ہیں ۱۲۔ ۲؎ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام اور انبیاء کو پہلے اسلیئے کرایا کہ آنحضور ایسے عالی مرتبہ کو پہنچے ہوئے تھے کہ اُس سے بڑا کوئی مرتبہ خیال میں بھی نہیں آتا لہذا ایسے وقت میں تعلیم تواضع اور شفقت ضروری تھی اس تواضع ہی کے لئے اُنہوں نے اس طرح کیا ۱۲۔

نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو مرحبا ہو پھر جبرئیل نے مجھے جو تھے آسمان پہ چڑھایا اور اُس کا (دروازہ) کھلوایا کسینے پوچھا یہ کھلوانے والا کون ہے کہا جبرئیل کہا اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ کہا کیا انکے پاس کوئی (بلانے کے لئے) بھیجا گیا تھا کہا ہاں کہا انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا اور (دروازہ) کھول دیا جب میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت ادریس کھڑے ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ حضرت ادریس ہیں تم انہیں سلام کر دیے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا جواب دیا پھر فرمایا نیکبخت بھائی اور نیکبخت پیغمبر کو مرحبا ہو پھر جبرئیل نے مجھے پانچویں آسمان پر چڑھایا اور (اُس کا دروازہ) کھلوایا کسی نے پوچھا یہ کھلوانے والا کون ہے کہا جبرئیل کسینے کہا اور تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمدؐ اُس نے پوچھا کیا ان کے پاس (انہیں بُلانے کے لئے) کوئی بھیجا گیا تھا کہا ہاں (وہاں سے) کہا گیا انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (دروازہ) کھول دیا جب میں وہاں پہنچا تو ناگہاں حضرت ہارون کھڑے تھے جبرئیل نے کہا کہ یہ ہارون ہیں تم انہیں سلام کر و میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا) جواب دیا پھر فرمایا کہ نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو مرحبا کو پھر جبرئیل نے مجھے اوپر چڑھایا یہانتک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے انہوں نے (اُس کا دروازہ) کھلوایا (وہاں سے) کہا گیا کہ کون ہے کہا جبرئیل کہا گیا کہ تمہارے ساتھ اور کون ہے کہا محمدؐ اُسنے پوچھا کیا انکے پاس (انہیں بُلانے کے لئے) کوئی بھیجا گیا تھا (یا خود آئے ہیں) کہا ہاں (بھیجا گیا تھا) کہا انہیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا پھر (آسمان کا دروازہ) کھول دیا اور جب میں پہنچا تو ناگہاں حضرت موسیٰ کھڑے تھے جبرئیل نے کہا یہ حضرت موسیٰ ہیں اور تم انہیں سلام کر و میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے (سلام کا) جواب دیا اور فرمایا نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو مرحبا ہو جس وقت میں اُن سے آگے بڑھا تو موسیٰ رونے لگے[1] اُن سے پوچھا گیا کہ تمہیں کسنے رلایا ہے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک لڑکا جو میرے بعد میں پیغمبر ہوا ہے اُسکی اُمت کے لوگ بہشت میں جانے والے میری اُمت کے

---

[1] حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا ہمارے پیغمبر علیہ السلام یا اُمت سے حسد کرنے کے باعث نہیں تھا کیونکہ حسد تو اللہ تعالیٰ عوام مومنین کے دلوں میں سے بھی نکال دیتا ہے چہ جائیکہ ایسے برگزیدہ بندے کہ جو کلیم اللہ ہوں حسد کریں بلکہ رونا فقط اسلیئے تھا کہ آپکی امت کی کثرت اور اُسکے آدمی نیک و صالح ہونیکی وجہ سے جو آپ کے بعد مرتبے بڑھتے وہ فوت ہوگئے اسلئے آپ کو رنج ہوا ۱۲۔

بہشت میں جانیوالوں سے زیادہ ہونگے پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا اور (جب اوپر پہنچے تو) جبرئیل نے (آسمان کا دروازہ) کھلوایا (وہاں سے) کہا گیا کہ یہ کون شخص ہے کہا جبرئیل کہا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ؐ اُسنے پوچھا کیا انکے پاس بھیجا گیا تھا کہا ہاں اُسنے کہا انھیں مرحبا ہو انہوں نے یہ بہت ہی اچھا سفر کیا جب میں (وہاں) پہنچا تو ناگہاں حضرت ابراہیم کھڑے معلوم ہوئے جبرئیل نے کہا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم ہیں لہذا تم انہیں سلام کرو چنانچہ مینے انہیں سلام کیا اور انہوں نے (سلام کا) جواب دیا پھر فرمایا نیکبخت بیٹے اور نیکبخت نبی کو مرحبا ہو پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ[لہ] کیطرف چڑھایا اُسکے بیر تو ہجر[عہ] کے مٹکوں جیسے تھے اور اس کے پتے ہاتیوں کے کانوں جیسے تھے جبرئیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر مینے کہا اے جبرئیل یہ دو نہریں کیسی ہیں اُنھوں نے فرمایا کہ ہاں دو نہریں جو پوشیدہ ہیں یہ بہشت میں (جاتی) ہیں اور جو دو ظاہر (معلوم ہوتی) ہیں وہ نیل اور فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور[سہ] دکھایا گیا پھر میرے پاس (چند پیالے) ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودہ کا اور ایک پیالہ شہد کا لایا گیا مینے دودہ کا پیالہ لے لیا پھر جبرئیل نے کہا کہ یہ فطرت (یعنے دین اور اسلام) ہے تم اور تمہاری اُمت اسپر رہوگے پھر مجھپر پچاس ۵۰ نمازیں روزانہ (ادا کرنی) فرض کیگئیں میں واپس آیا اور حضرت موسیٰؑ کے پاس سے گذرا انہوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا حکم ہوا ہے مینے کہا کہ مجھے ہر دن میں پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا ہے اُنھوں نے فرمایا کہ ہر دن میں پچاس ۵۰ نمازیں پڑھنے کی تمہاری اُمت میں طاقت نہیں ہوگی اور قسم ہے اللہ کی بیشک میں تم سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر آیا ہوں اور بنی اسرائیل کا مینے بہت ہی سخت علاج[سہ] کیا (تاکہ وہ راہ راست

لہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک درخت کا نام ہے اُسکی جڑ بھی ساتویں ہی آسمان میں ہے اور سدرہ لغت میں بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور منتہیٰ اسلئے کہتے ہیں کہ فرشتوں وغیرہ کا سوائے انبیا کے اس سے آگے گذر نہیں ۱۲ عہ ہجر ایک شہر کا نام ہے وہاں مٹکے بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں ۱۲ سہ بیت المعمور ساتویں آسمان میں ایک خانہ خدا ہے خانہ کعبہ کے محاذات میں ذکر اُس کا آیندہ حدیث میں آئیگا ۱۲ سہ یعنے باوجودیکہ بنی اسرائیل تمہاری اُمت سے بہت قوی تھی لیکن تاہم مینے اُنکے ساتھ بہت کوشش کی تب بھی وہ اصلاح پذیر نہوئے اور تمہاری اُمت تو اس سے بھی زیادہ کمزور ہے لہذا اُسپر جہانتک ہو تخفیف ہونی چاہیئے ۱۲۔

بر رہیں) لہذا تم اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کرو میں واپس گیا چنانچہ دس نمازیں میرے ذمہ سے اللہ نے کم کردیں پھر میں لوٹکر حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسیطرح فرمایا پھر میں واپس گیا چنانچہ دس نمازیں میرے ذمہ سے اللہ نے اور کم کردیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح فرمایا پھر میں واپس گیا چنانچہ میرے ذمہ سے پھر اللہ نے دس نمازیں کم کردیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر اسی طرح فرمایا پھر میں واپس گیا پھر اللہ نے میرے ذمہ سے دس نمازیں کم کردیں اور ہر دن میں دس نمازیں پڑھنے کا مجھے حکم دیا چنانچہ میں واپس ہوکر حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پھر بھی اسی طرح فرمایا میں پھر واپس گیا پھر مجھے ہر دن میں پانچ[۵] نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا میں واپس ہوکر حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے پوچھا کہ اب تمہیں کیا حکم ہوا ہے میں نے کہا کہ ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا مجھے حکم ہوا ہے انہوں نے فرمایا کہ تمہاری امت تو ہر دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھے گی اور واقعی میں نے تم سے پہلے لوگوں کا تجربہ کرلیا ہے اور بنی اسرائیل کا میں نے بہت ہی سخت علاج کیا لہذا اب بھی) تم اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اس سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کرو آنحضور فرماتے ہیں کہ (حضرت موسیٰ کے فرمانے کی وجہ سے) میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا یہانتک کہ مجھے خود ہی شرم آگئی لیکن میں راضی (بھی) ہوگیا اور میں نے (وہ پانچ نمازیں) تسلیم کرلیں جب اس جگہ سے بڑھا تو کسی پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فرض تو (وہی مقررہ) جاری رکھا اور اپنے بندوں سے میں نے تخفیف کردی (یعنے ثواب پچاس ہی کا دونگا) - یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[۵] اس میں اختلاف ہے کہ ان پانچ نمازوں سے پہلے جو پچاس نمازوں کا حکم تھا تو وہ وجوبی تھا یا نہیں خطابی نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ نے جو آنحضرت کو بار بار واپس بھیجا اور آپ نے بھی ہر مرتبہ تخفیف چاہی اور تخفیف ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ وہ حکم قطعی واجب نہ تھا ورنہ اسمیں تخفیف نہ ہوتی اور نہ آپ بار بار جاتے لیکن بعضوں نے لکھا ہے کہ اگر وہ حکم واجب نہ تھا تو اسمیں تخفیف کرانیکی کیا حاجت تھی کیونکہ اس کا ادا کرنا ضروری نہ تھا لہذا حق یہ ہے کہ اول اللہ نے پچاس ہی نمازیں فرض کی تھیں مگر پھر اپنی رحمت سے انہیں منسوخ کرکے پانچ نمازیں انکی جگہ کردیں ۱۲

(۲۹۹) ثابت بنانی حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایک جانور سپید لمبا (سا) لایا جو گدہے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اُس کا قدم اُسکی انتہاء نظر پر پڑتا تھا میں اُسپر سوار ہوا یہانتک کہ میں بیت المقدس میں پہنچا اور مینے اُسے اُسی حلقہ سے جس سے اور انبیاء باندہ تے تھے باندہ دیا فرماتے ہیں پہر میں مسجد میں گیا اور وہاں دو رکعت نماز پڑہی پہر میں باہر نکلا تو جبرئیل میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودہ کا لائے مینے دودہ ہی کو پسند کر لیا پہر جبرئیل کہنے لگے کہ تمنے فطرت (یعنے دین اسلام) کو پسند کیا ہے پہر مجھے آسمان پر چڑہایا اور (راوی کہتے ہیں کہ پہر) ثابت نے حضرت انس کی حدیث کے معنے جیسی حدیث بیان کی کہ آنحضور نے فرمایا (پہلے آسمان پر) یکایک میں حضرت آدم کے پاس تہا اُنہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیئے دعاء خیر کی اور تیسرے آسمان (کے حال) میں فرمایا کہ یکایک میں حضرت یوسف کے پاس پہنچا کہ اُنہیں نصف حسن ملا ہوا تہا اُنہوں نے (دیہی) مجھے مرحبا کہا اور میرے لیئے دعاء خیر کی (راوی کہتے ہیں) اور ثابت نے حضرت موسیٰ کے رونے کا ذکر نہیں کیا اور ساتویں آسمان (کے حال) میں آنحضور نے فرمایا کہ میں ناگہاں حضرت ابراہیم سے ملا وہ بیت المعمور سے اپنی کمر لگائے ہوئے بیٹھے تہے اور اُس بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں کہ پہر وہ واپس اُسکی طرف نہیں آتے ہیں (یعنے زیادتی فرشتوں کی وجہ سے اُنکی اندر جانیکی پہر نوبت نہیں آتی ہے) پہر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کیطرف لیگئے ناگہاں اُسکے پتے تو ہاتیوں کے کانوں جیسے تہے اور اُسکے پہل مٹکوں جیسے اور جب حکم الٰہی سے اُسے اُس چیز نے ڈہانک لیا کہ جسنے ڈہانک لیا تہا تو وہ متغیر ہو گئی اور اب اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکہتا جو اسکی حسن (و خوبی) کی تعریف بیان کر سکے پہر جو کچھ میری طرف اللہ کو وحی کرنی تہی مجہپر وحی کی اور ہر رات دن میں پچاس نمازیں مجہپر فرض کیں اور میں اُتر کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اُنہوں نے پوچھا کہ تمہارے پروردگار نے

ف۱ یعنے دروازہ مسجد کے قریب جہاں اور انبیا اپنے براقوں کو یا اسکو باندہ تے تہے مینے بہی باندہ دیا ۱۲ ف۲ بعضوں نے کہا ہے کہ فرشتوں کے بازوؤں نے اُسے ڈہانک لیا تہا اور بعض کہتے ہیں کہ سونے کی ٹڈیوں نے یا اور رنگ برنگ کی چیزوں نے جنکی حقیقت کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا تہیں ۱۲-

تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا کہ ہر رات و دن میں پچاس نمازیں (دن ہی) فرض کی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اپنے پروردگار کے پاس تم واپس جاؤ اسلئے کہ تمہاری امت انکے (ادا کرنیکی) طاقت نہیں رکھیگی کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزمایا اور جانچ لیا ہے آنحضور فرماتے ہیں میں اپنے رب کی طرف واپس گیا اور میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری امت پر کچھ تخفیف کر دے چنانچہ پانچ نمازیں مجھسے کم کر دیگئیں پھر میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ پانچ نمازیں میرے ذمہ سے کم کر دی ہیں انہوں نے فرمایا کہ تمہاری امت میں اتنی بھی طاقت نہیں ہوگی لہذا تم اپنے رب کے طرف پھر جاؤ اور اس سے تخفیف کا سوال کرو آنحضور فرماتے ہیں پھر میں ہمیشہ اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (اب) بیشک ہر رات دن میں یہ پانچ نمازیں ہیں (لیکن ہر نماز کے لئے دس (نمازوں کا ثواب) ہے اور اس حساب سے) یہ پچاس نمازیں ہونگی (علاوہ اسکے) جو شخص ایک نیکی کرنیکا قصد کریگا اور وہ اسے کر نہیں سکیگا تو اسکیلئے ایک نیکی کا ثواب لکھدیا جائیگا اور اگر اس نیکی کو کرلیگا تو اسکیلئے دس نیکیوں کا ثواب لکھا جائیگا اور جو شخص ایک گناہ کا قصد کریگا اور اسے کریگا نہیں تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائیگا واگر کرلیگا تو اس کا ایک ہی گناہ لکھا جائیگا پھر میں اترا یہانتک کہ حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور میں نے ان سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ اور اس سے تخفیف چاہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا بیشک میں تو اپنے رب کے پاس واپس گیا تھا یہانتک مجھے خود اس سے شرم آگئی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۰۰) ابن شہاب نے حضرت انس سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر بیان کرتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے اوپر سے میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبرئیل اترے انہوں نے میرا سینہ چاک کیا پھر اسے آب زمزم سے دھویا پھر جبرئیل ایک لگن سونے کا حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا لائے اسے میرے سینہ میں الٹ کر پھر سینہ کو ملا دیا اور میرا ہاتھ

۱؎ متغیر ہوگئی یعنی اپنی پہلی حالت سے اور ترقی پر ہو کر اس کا مرتبہ عالی ہوگیا ۱۲ ۲؎ یہاں براق کی سواری اور مسجد اقصیٰ کے جانیکا ذکر نہیں ہے اسی سبب سے بعض علماء اسطرف گئے ہیں کہ معراج اور شب میں ہوئی ہے اور اسراء (یعنی بیت المقدس کی سیر) اور شب میں ہوئی ہے اور براق کی سواری شب اسراء میں تھی اور شب معراج میں نہ تھی واللہ اعلم ۱۲۔

پکڑ کر مجھے آسمان کیطرف چڑہایا جب میں اس آسمانِ دنیا پر پہنچا تو جبرئیل نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ کہولو اُسنے پوچھا یہ (کہلوانے والا) کون ہے کہا یہ جبرئیل ہے اُسنے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے اُنہوں نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُس نے پوچھا کیا (انہیں بلانیکیلئے) اُنکے پاس کوئی بھیجا گیا تھا انہوں نے کہا ہاں اور جب اُس نے (آسمان کا دروازہ) کھول دیا تو ہم آسمان دنیا کے اوپر چڑہے ناگہاں وہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے اُنکی داہنی طرف بھی بہت سے آدمی تھے اور بائیں طرف بھی جسوقت وہ داہنی طرف دیکھتے تھے تو ہنستے تھے اور جسوقت اپنے بائیں طرف دیکھتے تھے روتے تھے اور اُنہوں نے (میرے لئے) فرمایا کہ نیکبخت نبی اور نیک بیٹے کو مرحبا ہو میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں انہوں نے فرمایا یہ آدم ہیں اور یہ لوگ انکی دائیں طرف اور بائیں طرف انکی اولاد کی روحیں[۱] ہیں دائیں طرف والے تو ان میں سے بہشت والے ہیں اور جو روحیں انکے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی ہیں جسوقت یہ اپنے دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی کی وجہ سے ہنستے ہیں اور جسوقت اپنے بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج کے باعث) روتے ہیں (پھر ہم آگے چلے) یہانتک کہ مجھے دوسرے آسمان پر چڑہایا اور جبرئیل نے اُسکے داروغہ سے کہا کہ کہولو (اُس کے داروغہ نے) اُسسے اسیطرح کہا جسطرح پہلے نے کہا تھا انس فرماتے ہیں پھر ابوذر نے یہ ذکر کیا کہ آنحضور نے حضرت آدم اور حضرت ادریس اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم کو (وہاں موجود) پایا اور یہ بیان نہیں کیا کہ اُنکے مرتبے کس طرح[۲] تھے فقط یہ تو ذکر کیا کہ آنحضور نے حضرت آدم کو آسمان دنیا پر پایا اور حضرت ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا ابن شہاب کہتے ہیں مجھسے ابن حزم نے یہ بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری دونوں کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ

[۱] قاضی کہتے ہیں کہ کفار کی روحیں سجین میں قید ہیں اور نیکو نکی روحیں علیین میں چین کرتی ہیں اب دونوں قسم کی روحیں پہلے آسمان پر کسطرح اور کیوں جمع کیگئیں اس کا جواب بعضوں نے یہ دیا ہے کہ شاید روحیں کسیوقت حضرت آدم کے روبرو پیش کیجاتی ہوں اور اتفاق سے جسوقت آنحضور وہاں سے گذرے ہوں تو روحوں کے پیش ہونے ہی کا وقت ہو یا یہ کہ جو روحیں آپ نے اُسوقت دیکھیں وہ اسوقت تک بدنوں میں داخل نہ کی گئیں بلکہ بدنوں سے پہلے انہیں پیدا کر کے حضرت آدم کے دائیں بائیں اُنکے رہنے کی جگہ کر دی ہیں ۱۲۔

[۲] یعنے ہر ہر پیغمبر کون کون سے آسمان پر تھے یہ ترتیب ذکر نہیں کی مجملاً ذکر کر دیا ۱۲۔

علیہ وسلم فرماتے تھے پھر مجھے اوپر چڑھایا یہانتک کہ میں ایک مکان ہموار پر پہنچا دہاں میں قلموں کے لکھنے کی آواز سنتا تھا ابن حزم اور انس کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں انہیں لیکر وہاں سے پھرا جب حضرت موسیٰ کے پاس تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے لئے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کی ہیں انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے رب کی طرف پھر جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں طاقت نہیں ہے حضرت موسیٰ نے مجھے پھیرا (میں گیا) اللہ نے کچھ نمازیں کم کردیں میں واپس پھر کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ اللہ نے کچھ نمازیں کم کردی ہیں انہوں نے فرمایا تم اپنے رب کے پاس پھر جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں اسکی بھی طاقت نہیں ہوگی میں واپس گیا اور خوب عرض کیا اللہ نے کچھ اور کم کردیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے فرمایا تم پھر اپنے رب کے پاس جاؤ کیونکہ تمہاری امت میں اسکی بھی طاقت نہیں ہوگی میں واپس گیا اللہ نے فرمایا کہ (اب پڑھنے اور ادا کرنے میں) یہ پانچ نمازیں ہیں اور یہی (ثواب میں) پچاس ہیں کیونکہ میرا کہنا بدلا نہیں جاتا پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا انہوں نے فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ (اور نمازیں کم کراؤ) میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے پروردگار سے کلام کرتے ہوئے حیاء آتی ہے پھر جبریل مجھے لیگئے یہانتک کہ مجھے انہوں نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا اور اسے طرح طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے پھر مجھے بہشت میں پہنچا دیا تو دیکھا کہ اس میں گنبد موتیوں کے تھے اور اسکی مٹی مشک[1] تھی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۰۱) حضرت عبداللہ (بن مسعود) فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے[2] آسمان پر ہے جو (اعمال اور نیکیاں وغیرہ) زمین سے اوپر چڑھتی ہیں تو اسی تک پہنچتی ہیں پھر وہاں سے (بعض فرشتوں کے بقدرت الٰہی) اٹھا لیجاتی ہیں اور جو چیز اوپر سے نیچے اترتی ہے وہ بھی وہیں تک پہنچتی ہے پھر

[1] یعنے اس مٹی میں خوشبو مشک کی آتی تھی یا یہ کہ وہ مٹی حقیقت میں مشک ہی تھی ۱۲

[2] مظلوۃ کے شارح کہتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ کو چھٹے آسمان میں کہنا کسی راوی سے وہم ہوگیا ہے اور ٹھیک وہ ہے جس میں تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے ۱۲ مرقات۔

وہاں سے (فرشتوں کے ذریعہ سے) لیلی جاتی ہے (اس آیت کی تفسیر میں کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی (ترجمہ) اسوقت سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھانک لیا تھا جسنے بھی ڈھانک لیا تھا ابن مسعود فرماتے ہیں کہ (وہ ڈھانکنے والی چیز) سونے کے پروانے تھے پھر فرماتے ہیں کہ (اسوقت) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دیگئیں (یعنی) پانچ نمازیں دیگئیں اور سورہ بقرہ کے خاتمہ[1] کی آیتیں دیگئیں اور آپکی امت میں سے جو شخص اللہ کا کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے اُس کا کبیرہ گناہ تک بخشدیا جائیگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں اپنے تئیں حطیم میں (کھڑا ہوا) دیکھ رہا تھا اسوقت قریش (کے لوگ) مجھسے میرے شب معراج کے جانے کا حال پوچھنے لگے اور انہوں نے مجھسے بیت المقدس کی ایسی چیزیں پوچھی جو میرے یاد نہیں رہی تھیں میں اسوقت ایسا غمگین ہوا کہ ایسا غم مجھے کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے اٹھا کر میرے سامنے کردیا پھر وہ لوگ جو مجھسے پوچھتے تھے میں اُسے دیکھ دیکھکر انہیں بتاتا رہا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں دیکھا اور حضرت موسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور وہ درمیانے قد کے دُبلے آدمی تھے مڑے ہوئے بال گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے آدمیوں میں سے ایک آدمی ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے سب لوگوں سے زیادہ تر اُنکے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور حضرت ابراہیم بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے سب لوگوں سے زیادہ تر اُنکے مشابہ تمہارا ساتھی ہے یعنی میں پھر نماز کا وقت ہوگیا اور میں نے انہیں نماز پڑھائی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھسے کسی نے کہا اے محمد[2] یہ مالک دوزخ کے داروغہ ہیں لہٰذا تم انہیں سلام کرلو میں اُنکی طرف متوجہ ہوا انہوں نے پہلے ہی مجھے سلام کرلیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

تیسری فصل (۱۲۰۳) حضرت جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

۱ یعنی آمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک اور انکے لوئیے جانے سے مراد انکی دعاؤں کی قبولیت کا دیا جانا ہے ۱۲

۲ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ احوال آسمان پر ہوا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت کی امامت بھی انبیاء کیلئے آسمان پر ہوئی ہو لیکن سیاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیا بیت المقدس میں تھے ۱۲۔

سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب کفار نے (شب معراج کی بابت) مجھے جھٹلانا شروع کیا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں نے اُسے دیکھکر اُسکی نشانیاں اُنسے بیان کرنی شروع کیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

باب معجزوں کے بیانمیں

پہلی فصل (۱۳۰۴) حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق (ہجرت کے قصہ کو بیان کرتے وقت) فرماتے تھے کہ ہم (دونوں) غار[1] میں تھے میں نے مشرکوں کے قدم اپنے سروں پر دیکھے اور میں نے (بباعث خوف آنحضور سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی ان میں سے اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لیگا آپ نے فرمایا اے ابو بکر اُن دو کے ساتھ تمہارا کیا خیال ہے جنکے ساتھ تیسرا خدا (بھی) ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۰۵) حضرت براء بن عازب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اُنہوں نے حضرت ابو بکر سے پوچھا کہ اے ابو بکر مجھے یہ بتاؤ جس وقت تم رات کو (ہجرت کر کے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تو تم دونوں نے کسطرح کیا تھا اُنہوں نے فرمایا کہ ہم (اُس مرتبہ) ساری رات چلے اور صبح کو (آدھے دن تک) چلے یہانتک کہ ٹھیک دوپہر ہو گیا اور راستہ صاف ہو گیا کہ (اُسوقت) اُسپر کوئی نہیں چلتا تھا اور ہمیں ایک بڑا لمبا پتھر معلوم ہوا اُس کا سایہ (بھی ہو رہا) تھا اُس پر دھوپ نہیں آئی تھی ہم اُس کے پاس اتر گئے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جگہ ہموار کر دی تاکہ آپ اُس پر سو جائیں اور اُسپر میں نے پوستین بچھا دیا اور میں نے (آنحضرت سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس پر سو رہیے اور میں آپکی چاروں طرف کی نگہبانی کرونگا چنانچہ آپ سو گئے اور میں نکلکر نگہبانی کرنے لگا ناگہاں میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا میرے سامنے سے چلا آتا ہے میں نے اُس سے پوچھا کیا

[1] مراد اس غار سے کوہ ثور کا غار ہے جو ثور کے اوپر کی جانب میں تھا اور ثور مکہ کی نواح میں ایک پہاڑ کا نام ہے اور معجزہ اس قصہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی ہمت تلاش کرنے سے پھیر دی اور غار کے اندر انہیں نہ دیکھنے دیا اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت نے اُنکے اندھے ہونیکی دعا کی تھی چنانچہ وہ اُسی غار کے گرد پھرتے تھے لیکن اُنہیں کچھ معلوم نہ ہوتا تھا ۱۲۔

تیری بکریوں میں (کسی کے) دودھ ہے وہ بولا ہاں میں نے کہا کیا تو دوہیگا وہ بولا ہاں اسنے ایک بکری پکڑ کر ٹھ کے پیالہ میں تہوڑا سا دودہ دوہا اور میرے ساتھہ ایک چھاگل تھی میں نے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے اٹھا رکہی تہی آپ اس سے سیراب ہوتے تہے (یعنے اس سے ہی پیتے بھی تہے اور اسی سے وضو بھی کرتے تہے پہر میں آنحضور کے پاس آگیا اور میں نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا بلکہ میں بیٹھہ گیا یہاں تک کہ آپ جاگ گئے میں نے دودہ پر تہوڑا سا پانی ڈالا یہانتک کہ وہ نیچے تک سرد ہو گیا پہر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پی لیجیے آپ نے پی لیا حتیٰ کہ میں بھی خوش ہو گیا پہر آپنے پوچھا کہ کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا میں نے کہا ہاں ہو گیا ابو بکر فرماتے ہیں پہر ہم سورج ڈہلنے کے بعد چلدیئے اور ہمارے پیچھے ہی سُراقہ بن مالک آگیا میں نے (آنحضور سے) کہا کہ یا رسول اللہ اب ہمارے پکڑنے کو دشمن آگیا آپنے فرمایا تم رنج نہ کرو کیونکہ ہمارے ساتھہ اللہ ہے چنانچہ آپنے اُسپر بددعا کی اُسیوقت اُس کا گھوڑا ایک سخت زمین میں پیٹ تک دہنس گیا سُراقہ کہنے لگا میں تمہیں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے مجہپر بددعا کی ہے اب تم دونوں میرے فائدہ کی دعا کر دو اور میں تمہارے سامنے اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ اب جو شخص تمہیں ڈہونڈنے والا آئیگا میں اُسے واپس کر دونگا آنحضرت نے اُسکیلئے دُعا کر دی وہ (دہنسنے سے) بچگیا پہر اسنے یہ شروع کیا کہ وہ جس سے ملتا تہا یہی کہتا تہا کہ اس طرف سے تو تمہیں میرا ڈہونڈنا کافی ہے (ادہر کیوں جاتے ہو غرضکہ) اور جس سے ملا اُسیکو واپس کر دیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳) (۶۶) انس فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن سلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ میں) آنے کا حال سُنا تو وہ کسی باغ میں میوہ توڑ رہے تہے اُسیوقت آنحضور کی خدمت میں آئے اور عرض

۱ یعنے اس قدر پانی ڈالا کہ سب دودہ سرد ہو گیا اور اہل عرب کی یہ عادت ہے کہ دودہ میں ٹہنڈا پانی ڈالکر پلاتے ہیں تاکہ دودہ کی حرارت جاتی رہے اسے لسّی کہتے ہیں ۱۲ ۲ یہ سُراقہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گیا تہا اور ہجرت کے وقت اہل مکہ نے اسے اور بہت سے آدمیونکو اس بات پر مقرر کیا تہا کہ جو محمد کو لائے اُسے ہم سو اونٹ دینگے ۱۲ ۳ یعنے باوجودیکہ وہ ایک کام میں مصروف تہے اور فرصت نہ تہی لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات دیکھ چکے تہے اور آپکی نبوت کے ظہور کے منتظر تہے اسلیئے فوراً ہی خدمت عالی میں حاضر ہو گئے اور یہ عبد اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تہے اور علم توریت میں یہ یکتا تہے اور بعد مسلمان ہونیکے یہ بڑے رتبہ کے صحابیوں میں شمار ہوتے تہے ۱۲

کیا کہ میں آپ سے ایسی تین باتیں پوچھتا ہوں جنہیں پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں جانتا لہذا اول آپ یہ بتائیے کہ) قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی کونسی نشانی ہے دوسرے اہل بہشت کا پہلا کھانا کونسا ہے تیسرے بچہ کو اسکے باپ یا ماں کیطرف کونسی چیز کھینچ لیتی ہے (یا انکے ہمرنگ اور مشابہ کسلئے ہو جاتا ہے) آنحضور نے فرمایا کہ مجھے یہ سب باتیں جبرئیل نے ابھی بتائی ہیں لہذا سب سے پہلے قیامت کی نشانی ایک آگ ہے جو مشرق کیطرف سے لوگوں کو لیکر مغرب کی طرف کو جمع کریگی اور وہاں سب سے پہلا کھانا جو اہل بہشت کھائینگے وہ مچھلی کے جگر کی زیادتی ہوگی (یعنے کلیجے میں جو کلیجے ہی کا ٹکڑا لٹکا ہوتا ہے وہ غذا ہوگی) اور تیسرا جواب یہ کہ) جسوقت مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آجائے تو مرد بچہ کو (اپنی مشابہت کیطرف) کھینچ لیگا اور جسوقت عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آجائیگی تو عورت کھینچ لیگی عبداللہ بن سلام نے (اسیوقت کلمہ) پڑھا کہ اشہدان لاالٰہ الااللہ وانک رسول اللہ اور کہنے لگے یارسول اللہ بیشک یہود (لوگ) بہت بہتانی قوم ہے اگر وہ میرے مسلمان ہونیکو اس سے پہلے ہی جان لینگے کہ آپ اُنسے (میرا حال) پوچھ لیں تو وہ مجھ پر بہتان (اور عیب) لگادینگے (لہذا آپ پہلے ہی پوچھ لیجئے چنانچہ عبداللہ اندر ہوگئے) اور اُسیوقت یہود آگئے آنحضور نے پوچھا کہ تم لوگوں میں عبداللہ بن سلام کیسے آدمی ہیں وہ بولے کہ ہم سب سے اچھے ہیں اور اچھے ہی کے بیٹے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور سردار ہی کے بیٹے ہیں (یعنے وہ بھی اور اُنکے والد بھی سردار اور بہتر ہی تھے آنحضور نے فرمایا تم یہ بتاؤ اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں وہ کہنے لگے خدا اُنہیں اس سے بچائے (وہ کیوں مسلمان ہوتے) اسی وقت عبداللہ بن سلام نکلے اور کہا اشہدان لاالٰہ الااللہ وان محمداً رسول اللہ پھر یہود کہنے لگے کہ یہ تو ہم سب سے بُرا ہے اور بُرے ہی کا بیٹا ہے (غرضکہ) پھر انہیں عیب لگانے لگے عبداللہ بن سلام نے کہا یارسول اللہ اسیلئے[1] میں ڈرتا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷، ۱۳۰) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ جسوقت ابوسفیان کے (جنگ کیلئے) آنیکی ہمارے پاس خبر پہنچی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ والوں سے) مشورہ کیا اور سعد بن عبادہ

---

[1] یعنے میرے عرض کرنے کا یہی سبب تھا کہ میرا حال آپ ان سے پوچھ لیجئے تاکہ اُن کا سچ جھوٹ معلوم ہو جائے ۱۲۔

کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم سواریوں (وغیرہ) کو دریا میں گھسا دیں تو ہم برابر گھسا دینگے و اگر آپ ہمیں یہ حکم کریں کہ ہم اُن کے جگر برکٖ غماد تک ماریں تو ہم برابر کرینگے انس فرماتے ہیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (جنگ کے لئے) برانگیختہ کیا چنانچہ سب چلدئے یہانتک کہ بدر میں جا اُترے پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلانے کے مرنیکی جگہ ہے اور آنحضور نے اُس زمین پر اپنا دست مبارک رکھکر فرمایا کہ یہاں اور یہاں انس فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کسی نے بھی کچھ تجاوز نہ کیا (یعنے سب کفار اُسی اُسی جگہ پر مرے جہاں آپنے اشارہ کر دیا تھا)۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸ ۱۳) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ (جنگ) بدر کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تھے اور یہ دُعاء فرماتے تھے یا الٰہی میں تیری امان اور تیرے وعدہ کا پورا کرنا چاہتا ہوں یا الٰہی اگر (آج) تو (مسلمانوں کا مرنا) چاہیگا تو آج کے بعد تیری کوئی عبادت کرنے والا نہیں رہے گا پھر حضرت ابو بکر نے آنحضور کا دست مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکو اسیقدر دعا کافی ہے آپنے اپنے پروردگار سے دعا کرنے میں بہت مبالغہ کیا ہے (لہذا اب رہنے دیجیئے) اُسیوقت آنحضور زرہ پہنے ہوئے خوشی کے مارے جلدی سے یہ پڑھتے ہوئے نکلے سیہزم الجمع ویولون الدبر (ترجمہ کفار وکی) فوج عنقریب شکست دیدیجائیگی اور وہ (کفار لوگ) پشت پھیر دینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹ ۱۳) حضرت ابن عباس ہی روایت کرتے ہیں کہ بدر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ف برکِ غماد یمن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اور گھوڑوں کے جگر مارنے سے یہ مراد ہے کہ ہم سواری کے وقت انہیں ہانکیں گے کہ چلتے وقت سوار کے پانوں اُنکے جگروں پر لگتے ہیں ۱۲۔

ف بدر مکہ مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے ۱۲ ف یعنے اگر اس دفعہ مسلمانوں کی شکست ہوگئی تو سارے ہی مسلمان مارے جائینگے روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہیگا ۱۲ ف بدر مکہ مدینہ کے درمیان مدینہ سے چار منزل پر ایک کنوآں ہے اور یہ جنگ بدر ۲ہجری میں سترہویں رمضان المبارک روز جمعہ کو ہوا ہے اور اس حدیث میں معجزہ یہ ہے کہ آنحضرت نے روز بدر میں جبرئیل کو جنگ کے لیئے اپنے ہمراہ دیکھا ۱۲۔

تھے کہ یہ جبرئیل ہیں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں اُس پر جنگ کے ہتیار ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی۔

(۱۰ ۱۳) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ اُس دن (یعنے جنگ بدر کے دن ایک انصاری مُسلمان آدمی ایک مشرک آدمی کے پیچھے جو اُس مُسلمان کے آگے تھا (مارنے کے لئے) دوڑتا تھا کہ ایک اس مُسلمان نے اُس کافر کے اوپر کوڑے کے مارنے کی اور ایک سوار کی آواز سُنی وہ کہتا تھا اے خیزوم[۱] آگے بڑھ جسوقت اس مُسلمان نے اپنے آگے اُس مشرک کی طرف دیکھا تو وہ چت پڑا ہوا تھا اسنے جو اُسے (غور سے) دیکھا تو اُسکی ناک پر نشان پڑا ہوا تھا اور اس کا منہ چر گیا تھا جیسکہ کوڑے کے مارنے سے چر جاتا ہے اور وہ تمام جگہ سبز ہو گئی تھی پھر اُسی انصاری نے آکر سارا قصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا تم سچ کہتے ہو یہ فرشتہ تیسرے[۲] آسمان کی کمک سے تھا اور اُس روز مسلمانوں نے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور ستر ہی کو قید کیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱ ۱۳) حضرت سعد بن ابو وقاص فرماتے ہیں کہ (جنگ) اُحد کے دن مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو آدمیوں کو دیکھا وہ سپید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور بہت ہی لڑنے والوں کی طرح لڑتے تھے مینے اُن دونوں کو (راوی کہتے ہیں) یعنے جبرئیل اور میکائیل کو اس سے پہلے اور بعد میں کبھی نہیں دیکھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲ ۱۳) حضرت براء فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابیوں کی) ایک جماعت کو ابو رافع[۳] کیطرف (اُسے مارنے کے لئے) بھیجا چنانچہ عبداللہ بن عتیک رات کو اُس کے گھر میں چلے گئے اور اُسے سوتے ہوئے کو قتل کر دیا حضرت عبداللہ بن عتیک ہی بیان کرتے ہیں کہ مینے تلوار اُسکے پیٹ میں رکھی یہانتک کہ وہ اُسکی کمر تک پہنچ گئی اُسوقت مینے جان لیا کہ میں اسے مار چکا ہوں پھر مینے (نکلنے کے لئے) دروازے کھلنے شروع کئے یہانتک کہ میں زینہ تک پہنچ گیا پھر مینے (زمین سمجھکر) جو اپنا پاؤں

---

[۱] خیزوم حضرت جبرئیل کے گھوڑے کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کسی اور فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے ۱۲ [۲] یعنے یہ کوڑا تیسرے آسمان کے فرشتہ کا تھا اور اسمیں اسپر تنبیہ ہے کہ مدد سارے آسمانوں سے آئی تھی ۱۲ مرقات۔

[۳] یہ ابو رافع ایک یہودی تھا اسکی کنیت ابو الحقیق تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں یہ اول درجہ کا دشمن تھا اسنے بہت سی عہد شکنیاں بھی کیں اور فتنے بھی پھیلاتا تھا اور آنحضرت سے بچکر اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا ۱۲ مرقات لمعات۔

رکھا تو میں چاندنی رات میں نیچے گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اُسے اپنی پگڑی سے باندھ لیا پھر
میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا بعد اُسکے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں آ کر آپ سے
سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا تم اپنا پانوں پھیلاؤ میں نے اپنا پانوں پھیلایا آپ نے اُس پر ہاتھ پھیر دیا
پھر وہ ایسا اچھا ہو گیا گویا اسمیں کبھی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی - یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے
(۳۱۳) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جنگ احزاب کے دن ہم (مدینہ کے گرد) خندق کھود رہے تھے کہ
ایک بہت سخت پتھر نمودار ہوا لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ خندق
میں یہ بہت سخت پتھر نکل آیا ہے آپ نے فرمایا (خندق میں) میں اترونگا پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپکے
پیٹ پر (بھوک کی شدت کیوجہ سے) پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم تین روز وہاں رہے ہمنے کوئی چکھنے
کی چیز تک نہیں چکھی تھی پھر آنحضور نے کدال لیکر (اُس پر) مارا چنانچہ وہ پتھر ریت کی طرح ہو کر پھسلنے
لگا اور میں وہاں سے لوٹکر اپنی بیوی کے پاس آیا میں نے (اُس سے) پوچھا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے
کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوکا دیکھا ہے اُسنے ایک تھیلا نکالا اسمیں قریب ساڑھے
تین سیر کے جو تھے اور ہمارے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ تھا میں نے اس بچہ کو ذبح کیا اور اُسنے وہ
جو پیسے یہانتک کہ ہمنے گوشت کو ہانڈی میں پکنے کے واسطے چڑھا دیا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ سے چپکے سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمنے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کیا
ہے اور (میری) بیوی نے قریب ساڑھے تین سیر کے جو پیسے ہیں آپ تشریف لیچلیے اور چند آدمی
اور آپکے ساتھ ہوں (کیونکہ کھانا تھوڑا ہی ہے سبھوں کو کافی نہیں ہوگا) اُسیوقت آنحضور نے زور سے
آواز دی کہ اے خندق والو واقعی جابر نے کچھ مہمانداری کی ہے لہذا تم سب چلو اور آنحضور نے (مجھ
سے) فرمایا کہ جبتک میں نہ آؤں تم اپنی ہانڈی کو (چولہے سے) نیچے نہ اتارنا اور نہ تم آٹے کی روٹی پکانا
(خیر جسوقت آنحضور ہمارے گھر پہنچگئے تو میں نے آپکے سامنے آٹے کو رکھدیا آپ نے اُسمیں تھوک دیا
اور دعا برکت کردی پھر ہماری ہانڈی منگا کر اُسمیں بھی تھوک دیا اور دعا برکت کردی پھر آپ نے
میری بیوی سے فرمایا کہ تم پکانے والی کو بُلالو کہ وہ تمہارے ساتھ روٹی پکائے
اور اپنی ہانڈی میں سے پیالے بھر بھر کر دیتی رہو اور اسے نیچے نہ اتارنا حضرت جابر فرماتے
ہیں کہ وہ لوگ ہزار آدمی تھے میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ واقعی اُن سبھوں نے کھا لیا یہانتک

کہ وہ چھوڑ کے چلے گئے اور ہماری ہانڈی تو جیسی[1] تھی ویسے ہی جوش مار رہی تھی اور آٹا بھی جیسا تھا ویسے پک رہا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۱۴) حضرت ابو قتادہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودتے وقت عمار سے فرمایا اور آنحضور اُن کے سر پر سے خاک جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے اے بچارگی[2] سمیّہ کے بیٹے کی تمہیں ایک باغی جماعت[3] قتل کریگی۔ یہ روایت مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۵) حضرت سلیمان بن صُرَد کہتے ہیں کہ جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں سے (کفار کی) فوجیں متفرق ہو گئیں اور چلی گئیں تو آنحضور نے فرمایا کہ ہم اُنسے جنگ کرینگے وہ ہم سے جنگ نہیں کرینگے ہم ہی اُنکی طرف جائینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۶) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (جنگ) خندق سے واپس آگئے اور آپنے ہتیار (بدن سے کھول کر) رکھدئیے اور غسل (بھی) کرلیا تو حضرت جبرئیل اپنے سر سے غُبار جھاڑتے ہوئے آپکے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے تو ہتیار رکھدئیے قسم ہے اللہ کی مَنے ابھی ہتیار نہیں رکھے آپ اُنکی طرف چلئے آپ نے پوچھا کہاں حضرت جبرئیل نے بنی قریظہ[4] کی طرف اشارہ کیا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف چلدئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور بخاری کی روایت میں ہے حضرت انس فرماتے ہیں کہ جسوقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنی قُریظہ کی

---

[1] خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا کہ ساڑھے تین سیر جو اور ایک بکری کے بچہ میں ایکہزار آدمیوں نے با فراغت کھا بھی لیا اور پھر بھی دونوں چیزیں جوں کی توں باقی رہیں ۱۲ [2] سمیّہ حضرت عمار کی والدہ کا نام ہے مکہ میں یہ مسلمان ہو گئی تھیں اور مسلمان ہونے پر انہیں سخت تکلیفیں دیگئیں تاکہ یہ اسلام سے پھر جائیں آخر کار ابو جہل کمبخت نے انکی پیشاب گاہ میں خنجر مار کر جان سے مارڈالا مگر یہ دین اسلام سے نہیں پھریں اور حضرت عمار کے پکارنے سے آنحضور کا مطلب یہ ہے کہ اے عمار ایک وقت تمہیں بھی سختی اور مصیبت پہنچیگی لہذا مجھے تم پر رحم آتا ہے ۱۲ [3] باغی جماعت سے حضرت امیر معاویہ کے ہمراہی مُراد ہیں کیونکہ حضرت عمارؓ امیر المومنین حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں قتل ہوئے ہیں لیکن باینہمہ حضرت معاویہ پر لعن طعن کرنا ہرگز جایز نہیں ۱۲ [4] بنی قریظہ یہود میں سے ایک قوم تھی کہ مدینہ سے تین چار کوس پر رہتی تھی اور اُنھوں نے عہد شکنی بھی کی تھی کہ احزاب کا ساتھ دیا تھا اور انکے قلعہ نشان کچھ ابتک بھی باقی ہیں ۱۲۔

طرف چلے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سواری کا غبار چڑھتا ہوا بنی غنم کو چوں میں گویا میری آنکھوں میں پھر رہا ہے۔

(۱۰۹۶ ۱۲) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (پانی کی) ایک چھاگل تھی آنحضور نے اس سے وضو کرلیا پھر سب لوگ آپکی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ سوائے آپ کی چھاگل کے اور ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے ہم وضو کریں اور پئیں (یہ سنتے ہی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں رکھا اُسیوقت آپکی انگلیوں نے بیچ سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا جابر فرماتے ہیں اُسوقت پیا بھی اور وضو بھی کیا کسینے جابر سے پوچھا کہ (اُس روز) تم لوگ کتنے تھے اُنہوں نے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تب بھی وہ ہمیں پانی کافی ہوتا[۱] اور ہاں) ہم (اُس روز) پندرہ سو[۱۵۰۰] آدمی تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۹۷ ۱۳) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ حدیبیہ[۲] کے دن ہم چودہ سو[۱۴۰۰] آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے ہمنے اُس کا سارا پانی کھینچ لیا اور اُس میں ایک قطرہ (پانی کا) نہ چھوڑا پھر یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچگئی آپ وہاں آئے اور اُسکی مینڈھ پر بیٹھ گئے پھر ایک برتن پانی کا منگاکر وضو کیا پھر کلی کی اور دعاء (برکت) کرکے وہ پانی کنوئیں میں ڈالدیا پھر فرمایا کہ ایک گھنٹہ تک تم اسے چھوڑے رکھنا (براء فرماتے ہیں کہ) پھر لوگوں نے وہاں سے کوچ کرنے تک اپنے تئیں اور اپنی سواری کے جانوروں کو خوب سیراب کیا یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۰۹۸ ۱۴) عوف (تابعی نے) ابو رجاء سے انہوں نے عمران حصین سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی اُسیوقت آپ (سواری سے) اُترے اور فلانے شخص کو بلوایا ابو رجاء تو اُس فلانے شخص کا نام لیتے تھے لیکن عوف بھول گئے اور حضرت علی کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور پانی تلاش کرو چنانچہ وہ

---

[۱] یعنے پانی تو کل کبھی ہو اور ضرورت پانی کی سبھوں کو ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ پانی کسیطرح کافی نہیں ہوسکتا اسلئے کوئی تدبیر ہونی چاہیئے ۱۲ [۲] حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے دس بارہ کوس پر ہے اس روایت میں چودہ سو[۱۴۰۰] آدمی مذکور ہیں اور اس سے پہلی میں پندرہ سو[۱۵۰۰] تھے حالانکہ دونوں قصہ ایک ہی ہیں وجہ اختلاف یہ ہے کہ آدمی آتے جاتے رہتے ہونگے کبھی اتنے رہے کبھی اُتنے ہوگئے ۱۲۔

دونوں گئے اور ایک عورت سے ملے جو (اونٹ کے اوپر) دو پکھالوں کے بیچ میں بیٹھی ہوئی تھی وہ دونوں اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے لوگوں نے اُسے اونٹ پر سے اُتار لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگاکر پکھالوں کے دہانوں سے اُسمیں پانی ڈالا اور لوگوں میں آواز دیدیگئی کہ (آنکر) پانی لیلو چنانچہ سبھوں نے لے لیا عمران کہتے ہیں کہ ہم چالیس آدمی پیاسے تھے جتنے اسقدر پانی پیاکر ہم سیراب ہوگئے اور جو ہمارے ساتھہ مشکیں اور برتن تھے جتنے سب بھر لئے اور قسم ہے خدا کی جسوقت لوگ اُس پکھال سے علیحدہ ہوئے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسوقت پانی لینا شروع کیا تھا اس سے اب اسکی پکھالیں زیادہ بھری ہوئی ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۲۰) حضرت جابر فرماتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے یہانتک کہ ایک فراخ جنگل میں جاکر اُترے اور آنحضور قضائے حاجت (یعنے پاخانہ) کے لئے تشریف لیگئے اور آپنے کوئی ایسی چیز نہ دیکھی جس سے کہ وہ پردہ[1] کرلیں اور اُس جنگل کے دونوں کنارونپر دو درخت کھڑے ہوئے تھے (یعنے ایک اسطرف اور ایک اُسطرف) آنحضور اُن میں سے ایک کی طرف گئے اور اُسکی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی پکڑکے فرمایا کہ حکم الٰہی سے تو میری فرمانبرداری کر چنانچہ وہ آپکے ساتھہ ہولیا جیسیکہ اونٹ نکیل پڑا ہوا اپنے کھینچنے والے کے ساتھہ ہو لیتا ہے یہانتک آپ (اُسے بیچ میں چھوڑکر) دوسرے درخت کے پاس آئے اور اُسکی ٹہنیوں میں سے بھی ایک ٹہنی پکڑکر فرمایا کہ حکم الٰہی سے تو میری فرماں برداری کر چنانچہ وہ بھی اُسیطرح آپ کے ساتھہ ہولیا یہانتک کہ جب آنحضور دونوں کے بیچ میں ہوگئے تو فرمایا کہ تم دونوں حکم الٰہی سے میرے قریب ہوجاؤ چنانچہ وہ دونوں قریب ہوگئے اور میں بیٹھا ہوا یہ باتیں اپنے دل میں کرتا رہا[2] یکایک جو میرا اُدہر منھہ ہوا تو آنحضور (فارغ ہوکر) میری طرف آتے تھے اور دونوں درخت جُدے جُدے ہوکر ہر ایک اپنی اپنی جگہ کھڑا تھا۔ یہ روایت مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۱) یزید بن ابو عُبَید کہتے ہیں میں نے حضرت سَلَمہ بن اکوَع کی پنڈلی میں چوٹ کا ایک نشان

---

[1] یعنے تاکہ لوگوں کا سامنا نہ ہو کیونکہ ایسے وقت میں پردہ ضرور ہونا چاہئے ۱۲ [2] یعنے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر عجیب دیکھا تو میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ یہ کیا ہے اور کیونکر ہوا اس حرکت دل میں سوچنے کو حدیث نفس کہتے ہیں ۱۲۔

دیکھا میں نے پوچھا کہ اے ابو مسلم[1] یہ کیسی چوٹ ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ چوٹ میرے (جنگ) خیبر کے دن لگ گئی تھی لوگ تو یہ کہتے تھے کہ سلمہ مارا گیا (مگر) پھر (میری قسمت کہ) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اسپر تین مرتبہ پھونک ماردی پھر ابتک مجھے اس میں تکلیف نہیں معلوم ہوئی یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید[2] اور حضرت جعفر اور ابن رواحہ کے مرنے کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو سنادی اور فرمایا کہ اول جھنڈا زید نے لیا تھا پھر وہ مارے گئے تو جعفر نے لیا پھر وہ مارے گئے تو ابن رواحہ نے لیا اور (راوی کہتے ہیں کہ اسوقت) آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (فرمایا) یہانتک کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے یعنے خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انپر فتح کردی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۴) حضرت عباس فرماتے ہیں کہ (جنگ) حنین[3] کے دن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا جسوقت مسلمانوں کی اور کافرونکی آپس میں مڈ بھیڑ ہوئی تو مسلمان پشت پھیر کر بھاگنے لگے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خچر کو ایڑ مارکر کافرونکی طرف دوڑانا شروع کیا اور میں آنحضور کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے اسے اس ارادہ سے روکتا تھا کہ وہ جلدی نہ کرے اور ابو سفیان بن حارث آنحضور کی رکاب پکڑے ہوئے تھے پھر آنحضور نے فرمایا کہ اے عباس اصحاب سمرہ[4] کو آواز دو عباس فرماتے ہیں کہ میں بہت بلند آواز آدمی تھا میں نے بہت ہی بلند آواز سے کہا کہ اصحاب سمرہ کہاں ہیں عباس فرماتے ہیں قسم ہے خدا کی جسوقت انہوں نے میری آواز سنی تو وہ اس طرح دوڑے جس طرح گائیں اپنے بچوں پر دوڑتی ہیں اور (آنکر) کہنے لگے یا حضرت ہم حاضر ہیں یا حضرت ہم حاضر ہیں پھر مسلمان اور کافر خوب لڑے اور انصار ایک دوسرے کو پکارتے

[1] ابو مسلم حضرت سلمہ بن اکوع کی کنیت تھی ۱۲ [2] یہ تینوں صاحب جنگ موتہ میں شہید ہوئے ہیں اور موتہ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے اسپر سنہ میں لڑائی ہوئی تھی کل مسلمان اس جنگ میں تین ہزار تھے اور ہرقل شاہ روم کے آدمی ایک لاکھ تھے ۱۲ مرقات [3] حنین مکہ اور طائف کے درمیان عرفات سے پرے ایک موضع ہے اسپر بعد فتح مکہ کے ماہ شوال سنہ میں جنگ ہوئی تھی ۱۲ [4] سمرہ کیکر کے درخت کو کہتے ہیں اور اصحاب سمرہ بہت سے صحابی تھے جنہوں نے حدیبیہ میں لڑنے مرنے پر بیعت کی اس بیعت کو بیعت الرضوان بھی کہتے ہیں ۱۲

تھے یہ کہتے تھے اے انصار کی گروہ اے انصار کی گروہ پھر پکار صرف حارث بن خزرج ہی کی اولاد میں رہی پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر سوار ہوئے وے اسطرح لڑائی کو دیکھا جیسے کوئی گردن اونچی کرکے دیکھتا ہے اور فرمایا اسوقت لڑائی گرما رہی ہے بعد اس کے آپنے چند کنکریاں لیکر کافروں کے منہ پر ماریں پھر فرمایا قسم ہے رب محمدؐ کی کہ کافروں کو شکست ہوگئی (راوی کہتے ہیں) پھر قسم ہے اللہ کی کہ آنحضور نے اُن کنکریوں ہی سے گویا اُنہیں شکست دیدی (کیونکہ) پھر میں ہمیشہ اُنکی (تلواروں وغیرہ کی) دھار کند اور اُنکے کام خراب ہی دیکھتا رہا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۰) ابو اسحاق کہتے ہیں ایک آدمی حضرت براء (بن عازبؓ) سے کہنے لگا کہ اے ابو عمارہ تم (جنگ حنین کے دن (کفار سے ڈرکر) بھاگ گئے تھے انہوں نے فرمایا نہیں قسم ہے اللہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہرگز پیٹھ نہیں پھیری لیکن دراصل میں یہ بات ہوئی کہ کفار سے لڑنے کے لئے آنحضور کے صحابیوں میں سے نوجوان آدمی نکلے جنکے پاس کچھ زیادہ ہتیار بھی نہ تھے اور وہ ایسے تیرانداز[۱] آدمیوں کے مقابلہ میں ہوئے کہ جنکا کوئی تیر (خالی یعنے بے لگے زمین پر) نہیں پڑتا تھا ان لوگوں نے اُن نوجوانوں کے اسقدر تیر مارے کہ اُنکے کسی تیر نے خطا نہیں کی اُسی وہ نوجوان[۲] آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ سفید خچر[۳] پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث خچرؐ کو آگے سے پکڑے ہوئے تھے آنحضرت (خچرؐ سے) اُترے اور اللہ سے مدد طلب کی اور فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب (ترجمہ) میں نبی ہوں جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں پھر آپنے (مسلمانوں کو جمع کرکے) اُنکی صف بندی کی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری نے یہ بالمعنے نقل کی ہے اور (بخاری مسلم) دونوں کی ایک روایت میں یوں ہے براء فرماتے ہیں قسم ہے اللہ کی ہمارا (ہمیشہ سے) یہ حال تھا کہ جسوقت سخت لڑائی ہوتی تو آنحضرت کے پاس پناہ لیا کرتے تھے اور بیشک بہادر آدمی ہم میں وہی ہوتا

---

[۱] یہ تیرانداز کافروں میں قبیلہ ہوازن کے آدمی تھے یہ ظالم اس فن میں ایسے ماہر تھے کہ ان کا کوئی تیر لگنے سے خالی نہیں جاتا تھا ۱۲ [۲] یعنے وہ بھی کبھی بھاگے نہیں تھے بلکہ کمک لینے کے لئے اپنے سپہ سالار سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف آئے تھے تاکہ پھر کمک لیکر خوب لڑیں ۱۲ [۳] آپکے اس خچرؐ کا نام دُلدُل تھا ۱۲

تھا کہ جو آپ کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر رہتا تھا۔

(۱۳۲۵) حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر حنین کے دن لڑے ہیں جس میں آنحضرتؐ کے بعض صحابہ[ل] نے پشت دیدی تھی اور جب کافروں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو آپ خچر سے اترے پھر زمین میں سے ایک مٹھی مٹی کی لیکر اُن کافروں کے مونھوں پر ماری اور فرمایا ان کے مونھ کا ناس ہو پھر یہ کیفیت ہوئی کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسا کوئی آدمی پیدا نہیں کیا تھا جسکی دونوں آنکھوں میں اس مٹھی میں سے مٹی نہ بھر گئی ہو اور سارے کافر پیٹھ دیکر بھاگے اللہ نے اُنہیں بھگا دیا اور اُن کی غنیمتیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کردیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۳۲۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم (جنگ) حنین میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آنحضورؐ نے اپنے ہمرائیوں میں سے ایک شخص[ع] کے حق میں جو اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا فرمایا کہ یہ دوزخیوں میں سے ہے اور جب جنگ کا وقت آیا تو اُس آدمی نے (کافروں سے) بہت ہی سخت جنگ کی اور اس کے زخم بھی بہت آگئے پھر ایک آدمی (آنحضورؐ کی خدمت میں) آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ یہ بتائیے کہ جس کے حق میں آپ یہ بیان کرتے تھے کہ دوزخیوں میں سے ہے اُس نے تو راہِ خدا میں واقعی بہت ہی سخت جنگ کی ہے اور اُسکے زخم بہت آگئے پھر آنحضورؐ نے فرمایا یاد رکھو بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے پھر بعضے آدمی ابھی کچھ شک میں تھے اور اُس آدمی کی یہی حالت تھی یکایک اُسے زخم کی تکلیف معلوم ہوئی اُسیوقت اُسنے اپنا ہاتھ ترکش میں ڈالا اور ایک تیر کھینچکر اُس سے اپنا سینہ کاٹ لیا جبھی بہت سے مسلمان آدمی دوڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی بات سچی

[ل] ان صحابہ سے وہی مراد ہیں جو غریب ملک لینے گئے تھے اور اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین معجزے ہوئے ایک تو یہ کہ ایک مٹھی مٹی کی سب کافروں کی آنکھوں میں پہنچ گئی دوسرا یہ کہ اُس تھوڑی سی مٹی میں سب کی آنکھیں بھر گئیں تیسرا معجزہ یہ کہ کفار باوجودیکہ چار ہزار آدمی تھے لیکن اُنہیں کو شکست ہوئی ۱۲ [ع] اس شخص کا نام قزمان تھا اور یہ منافقوں میں سے تھا لیکن اس کا نفاق ظاہر نہ تھا ۱۲

کردی اُس فلاں آدمی نے اپنا سینہ کاٹ کر اپنے تئیں مار ڈالا آنحضور نے (یہ سُنکر) فرمایا اللہ اکبر میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اُسکا رسول ہوں اے بلال اُٹھکر پکار دو کہ بہشت میں مومن کے سوا کوئی نہیں جائیگا اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر (گنہگار) آدمی سے بھی مدد کرا دیتا ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی نے جادو کر دیا تھا جسکی وجہ سے آپ کو یہ خیال[1] ہوتا تھا کہ یہ کام میں کر چُکا ہوں حالانکہ وہ کام آپ نے کیا نہ ہوتا تھا یہانتک کہ ایک روز آپ میرے پاس تھے آپنے کئی مرتبہ دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ تمہیں خبر بھی ہے کہ جو میں اللہ سے پوچھتا تھا اُسنے بیشک مجھے (آج) جواب دیا ہے (یعنے خواب میں) میرے پاس دو[2] آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے سر کے قریب بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے قریب پھر اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے دوسرے نے کہا کہ انپر جادو کیا گیا ہے اُسنے پوچھا کہ جادو (بھلا) کسنے کیا ہے وہ بولا کہ لبید بن اعصم یہودی نے اُسنے پوچھا کہ جادو کس چیز سے کیا ہے دوسرے نے کہا کہ ایک کنگھی میں اور اُن بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں اور نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں (جادو کیا ہے) اُس نے پوچھا کہ پھر یہ چیزیں کہاں ہیں اُسنے کہا کہ ذروان کے کنوئیں میں پھر اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کو لیکر اُس کنوئیں کی طرف گئے اور (وہاں جاکر) فرمایا کہ وہ یہی کنواں ہے جو مجھے (خواب میں) معلوم ہوا اور اُس کنوئیں کا پانی گویا مہندی کا نچوڑ (یعنے سرخ) تھا اور اُسکی کھجوریں یعنے خوشے جن پر جادو کر کے اندر ڈال دیا تھا) گویا شیطانوں[3] کے سر ہیں آنحضور نے اُنہیں نکلوا لیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۲۸) حضرت ابوسعید خُدری فرماتے ہیں ایک روز ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور آنحضرت (مال غنیمت) تقسیم کر رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ آیا اور یہ (قبیلہ

---

[1] بعضوں نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ آپ پر نسیان غالب آگیا تھا جسکی وجہ سے آپ یہ خیال کرتے تھے کہ میں یہ کام کر چکا ہوں اور کیا نہ ہوتا تھا اور یہ حال امر دنیا ہی میں تھا امر دین میں نہیں تھا ۱۲ [2] یعنے دو آدمیوں کی صورت میں دو فرشتے آئے ۱۲ [3] شیطانوں کے سروں کے ساتھ مشابہت بسبب وحشت ناک اور بدہیئت ہونیکی دی ہے اہل عرب شیطانوں کے سروں کو نہایت ہی برے اور بدہیئت جانتے ہیں اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شیطانوں سے خبیث سانپ مراد ہیں ۱۲۔

بنی تمیم کا ایک آدمی تھا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ آپ انصاف کیجئے آپنے فرمایا تیرا ناس جائے جب میں ہی انصاف نہیں کرونگا تو اور کون انصاف کریگا اگر مینے انصاف نہ کیا تو بیشک تو نامراد اور نقصان دار ہو گیا حضرت عمر کہنے لگے یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیئے میں اسکی گردن اڑادوں آپ نے فرمایا چھوڑدو کیونکہ اسکے ساتھی ایسے ہونگے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنی نماز انکی نماز کے سامنے حقیر سمجھے گا اور اپنے روزہ کو ان کے روزوں کے سامنے (حقیر سمجھے گا) وہ لوگ قرآن شریف پڑھینگے لیکن یہ پڑھنا ان کے حلقوں سے نہیں اترےگا وہ دین سے اس طرح نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ تیر کے پیکان اور اسکے پٹھے سے نضی تک دیکھا جاتا ہے (کہ اس میں کہیں خون لگا ہے یا نہیں) اور نضی تیر کو کہتے ہیں پر تک پھر اس تیر پر کچھ اثر نہیں ملتا حالانکہ وہ تیر اسکی پلیدی اور خون میں کو نکل گیا ہوتا ہے اسکی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی سیاہ رنگ ہوگا اور اسکی دونوں بازو دنمیں ایک بازو عورت کی پستان کیطرح ہوگا یا گوشت کے ایک ٹکڑے جیسا ہلتا ہوگا اور یہ لوگ سارے آدمیوں سے بہتر فرقہ کے مقابلہ میں نکلینگے ابو سعید فرماتے ہیں میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہ حدیث مینے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابوطالب نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے میں بھی انکے ساتھ تھا انہوں نے اسی آدمی کے تلاش کرنیکا حکم دیا چنانچہ تلاش کیا گیا پھر کوئی اسے انکے پاس لایا یہانتک کہ مینے بھی اسے دیکھا کہ جو صفت آنحضور نے بتائی تھی وہ اسی صفت پر تھا اور ایک روایت میں (اسکی جگہ کہ ذوالخویصرہ آیا) یوں ہے کہ ایک ایسا آدمی آیا جسکی دونوں آنکھیں اندر گھسی ہوئی تھیں پیشانی ابھری ہوئی تھی داڑھی گنجان رخسارے ابھرے ہوئے اور سر منڈا ہوا اسنے کہا اے محمد اللہ سے ڈرو آپنے فرمایا کہ جب میں ہی اسکی نافرمانی کرونگا تو فرمانبرداری اور کون سا شخص کریگا اللہ تعالیٰ مجھے ساری زمین والوں پر امانت دار جانتا ہے لیکن مجھے امانت دار نہیں سمجھتے پھر ایک آدمی نے اس کے قتل کر دینے کو پوچھا آپنے اسے منع کر دیا جب وہ پشت پھیر کے چلا تو آپ نے فرمایا کہ اسی کی نسل سے ایسے لوگ ہونگے جو قرآن پڑھینگے لیکن قرآن انکے حلقوں سے نیچے نہیں اتریگا وہ اسلام سے ایسے

ملے یعنے انکی قرأت اور انکے اعمال اوپر نہیں چڑھینگے اور مقبول نہیں ہونگے یا قرآن انکی زبانوں سے تجاوز کرکے انکے دل تک نہیں پہنچیگا اور تاثیر نہیں کریگا ۱۲ ملے اس بہتر فرقہ سے حضرت علی اور انکے ہمراہی مراد ہیں ۱۲

نکل جائینگے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ مسلمان لوگوں کو قتل کرینگے اور بت[۱] پرستوں کو چھوڑ دینگے واقعی اگر مینے انہیں پایا تو میں انہیں قوم عاد[۲] کیطرح قتل کرونگا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۲۹) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کیطرف بلاتا تھا کیونکہ وہ مشرکہ تھی پھر ایک روز جو مینے اسے مسلمان ہونے کے لئے کہا تو اسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مجھ ایسی بات سُنائی جو مجھے بہت بری معلوم ہوئی میں اُسیوقت روتا ہوا آنحضور کی خدمت بابرکت میں آیا اور مینے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دیدے جبھی آپ نے فرمایا یاالٰہی ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے اور میں بوجہ دعاء آنحضرت کے خوش ہوتا ہوا وہاں سے نکلا جب میں (اپنے) دروازے پر پہنچا تو ناگہاں وہ بند تھا اور میری والدہ نے میرے پاؤں کی آواز سُنی اور کہنے لگی کہ اے ابو ہریرہ تم وہیں رہنا اور مینے پانی کے گرنے کی آواز سُنی چنانچہ میری والدہ نے غسل کیا اور اپنا کرتہ پہنکر ابھی جلدی کی وجہ سے اوڑھنی نہیں اوڑھی تھی کہ دروازہ کھولدیا پھر کہا اے ابو ہریرہ (میں مسلمان ہوتی ہوں) اشہد ان لاالٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ پھر میں خوشی کے مارے روتا[۳] ہوا آنحضور کی خدمت میں گیا آپ نے اللہ کی حمد بیان کی (یعنے شکر کیا) اور فرمایا کہ بہتر ہوا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۳۰) حضرت ابو ہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ تم لوگ یہ کہتے ہو گے کہ ابو ہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سب سے زیادہ نقل کرتا ہے (کہیں کوئی اپنی طرف سے تو نہیں کہدیتا) حالانکہ اللہ (یعنے روز قیامت) ہمارے وعدہ گاہ[۴] ہے اور واقعی (اس زیادہ بیان کرنے کا سبب یہ ہی کہ)

---

[۱] یعنے انہیں لایق اور مناسب تو یہ تھا کہ وہ بت پرستوں سے جنگ کریں لیکن وہ انہیں چھوڑ کر اہل اسلام ہی سے جنگ کرینگے ۱۲ [۲] عاد کیطرح قتل کرنے سے یہ مراد ہے کہ انکی بیخ کنی بالکل کردونگا فقط بیخ کنی ہی میں تشبیہ بیان کرنی مقصود ہے کیونکہ عاد تے قتل نہیں کئے گئے بلکہ ایک تیز ہوا سے انکی بیخ کنی کردیگئی تھی ۱۲ [۳] رونا غم و رنج کی وجہ سے تو ہوتا ہی ہے لیکن کبھی خوشی کی وجہ سے بھی رونا آجاتا ہے چنانچہ بعضے خوش طبعوں نے کہا ہے کہ جو رونا خوشی کا ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ غم آنسوؤں کی صورت میں ہوکر نکلجاتا ہے ۱۲ [۴] یعنے اگر مینے کوئی بات حدیث میں اپنی طرف سے کمی بیشی کی ہوگی تو قیامت کے دن ہمیں اپنے وعدہ پر اللہ سے ملنا ہے وہ اسکی ہمیں سزا دیگا ۱۲۔

ہمارے بھائی مہاجرین کو تو (حضور انور کی خدمت میں رہنے سے) اُنکے بازاری کاروبار روکدیتے تھے (کیونکہ مہاجرین تاجر لوگ تھے) اور ہمارے انصاری بھائیونکو اُنکے مال (و زراعت) کا کام اُنہیں روکے رکھتا تھا اور میں (اُس زمانہ میں) فقیر آدمی تھا کہ صرف اپنے پیٹ کی سیری پر ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس رہتا تھا اور ایک روز آنحضور نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اب اپنا کپڑا پھیلادے یہانتک کہ میں اپنی یہ گفتگو پوری کروں پھر وہ اُس کپڑے کو اکٹھا کرکے اپنے سینہ سے لگالے تو وہ میری ان باتوں میں سے کبھی بھی کوئی بات نہیں بھولیگا اُسیوقت مینے اپنی کملی پھیلادی میرے پاس اُسکے سوا اور کوئی کپڑا ہی نہ تھا یہانتک آنحضور نے اپنی گفتگو پوری کرلی پھر مینے اُسے اکھٹا کرکے اپنے سینہ سے لگالیا پھر قسم ہے اُس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا تھا کہ آپ کی اُن باتوں میں سے آجکے اس دن تک مینے کوئی بات نہیں بھولا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۱) حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں (ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ کیا تم ذی الخلصہ[1] (کی ایذا رسانی) سے مجھے راحت نہیں دوگے مینے عرض کیا ہاں کیوں نہیں اور میں گھوڑے پر ٹھیر نہیں سکتا تھا (یعنے گر پڑا کرتا تھا) یہی مینے آنحضور سے ذکر کیا آپ نے میرے سینہ پر اپنا دست مبارک مارا یہانتک کہ آپکے ہاتھ کا اثر مجھے اپنے سینہ میں معلوم ہوا اور آپ نے فرمایا یاالٰہی جریر کو (گھوڑے پر) ثابت رکھ اور انہیں ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا ہوا کردے جریر فرماتے ہیں کہ بعد اُسکے میں اپنے گھوڑے پر سے کبھی نہیں گرا راوی کہتے ہیں پھر جریر احمس[2] کے ڈیڑھ سَو سوارونکو لیکر (ذی الخلصہ کی طرف) روانہ ہوئے اور آگ سے جلا کر اُسے وہیں توڑ ڈالا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۳۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی[3] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا پھر وہ

[1] ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کے بتخانہ کا نام تھا اسے کعبۃ الیمامہ بھی کہتے تھے اسکے اندر ایک بت تھا اُسکا نام خلصہ لیتے تھے اور آنحضور کا مقصود یہ تھا کہ اُسے توڑ کر مجھے اُسکے رنج سے چھڑا دو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفوس کاملہ کو عبادت غیر اللہ سے تکلیف ہوتی ہے ۱۲ [2] احمس قریش میں سے چند قبیلوں کا نام ہے اُنکی شجاعت کی وجہ سے انکا یہ نام رکھا رکھا گیا تھا کیونکہ احمس حماستہ سے ہے اور حماستہ کے معنے شجاعت کے ہیں ۱۲ [3] یہ شخص نصرانی تھا مسلمان ہوگیا اور مرتد ہوکر پھر نصرانی ہوگیا ۱۲

اسلام سے پھر کر مشرکوں میں جا ملا آنحضور نے فرمایا کہ (اسکے مرنے کے بعد) اسے زمین قبول نہیں کریگی
(انس فرماتے ہیں) پھر ابو طلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس ملک میں وہ شخص مرا تھا وہ وہاں گئے اور اسے
قبر سے باہر پڑا ہوا پایا اُنہوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے (جو یوں پڑا ہے) اُنہوں
نے کہا کہ ہم اسے کئی مرتبہ دفن کر چکے ہیں لیکن زمین ہی قبول نہیں کرتی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۱۳۳۲) حضرت ابو ایوب فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اسوقت
سورج غروب ہو چکا تھا آنحضور نے ایک آواز سنی اور فرمایا کہ یہود یونکو قبروں میں عذاب دیا جا
رہا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۱۳۳۳) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر[1] سے تشریف لائے
اور جب آپ مدینہ منورہ کے پاس پہنچے تو ایسی سخت ہوا چلی قریب تھا کہ سوار کو (اُڑا کر نظروں سے)
پوشیدہ کردے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہوا کسی منافق کی موت کے وقت بھیجی
گئی ہے پھر آپ مدینہ میں آئے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا منافق مرگیا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے
(۱۳۳۵) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ (مکہ سے مدینہ منورہ
کیطرف) چلے جاتے تھے جسوقت ہم عسفان[2] میں آئے تو آنحضور وہاں کئی روز تک ٹھیرے رہے
اور لوگ کہنے لگے کہ ہم یہاں کسی کام میں بھی نہیں ہیں اور ہمارے گھر والے ہم سے چونکہ غائب ہیں
اسلئے ہمیں انپر اطمینان بھی نہیں ہے پھر یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی آپنے فرمایا قسم
ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جبتک کہ تم مدینہ میں جاؤ گے مدینہ کی ہر
گھاٹی اور راستہ پر دو فرشتے (کھڑے ہوکر) اُسکی نگہبانی کرینگے پھر فرمایا چلو چنانچہ سب
چلدیے اور مدینہ کیطرف متوجہ ہوئے پھر قسم ہے اُس ذات کی کہ جسکی قسم کھائی جاتی ہے جسوقت
ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو ابھی ہم اپنے (اونٹوں کے) کجاوے نہیں رکھنے پائے تھے کہ بنو
عبداللہ بن غطفان نے ہمپر حملہ کیا اور اس سے پہلے اُنہیں کسی چیز نے نہ اُبھارا۔

[1] بعضوں نے کہا ہے کہ یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا اور اُس منافق کا نام رفاعہ بن زید تھا
اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سفر غزوہ بنی مصطلق کا تھا اور منافق کا نام رافع تھا ۱۲ [2] عسفان مکہ معظمہ
سے دو منزل پر ایک موضع کا نام ہے ۱۲۔

یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۲۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی پھر جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک گنوار کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ (بارش نہ ہونیکی وجہ سے) مال جاتے رہے اور بال بچے بھوکے مرنے لگے لہذا آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجئے اسیوقت آنحضور نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حالانکہ اسوقت آسمان میں ہم ابر کا ایک ٹکڑا تک نہیں دیکھتے تھے پھر قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی آپ نے ہاتھ (نیچے) نہیں رکھے تھے کہ پہاڑوں جیسا ابر اٹھا بعد اسکے آپ ابھی منبر سے نہیں اترے تھے کہ بارش کا پانی میں نے آپکی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھا اور اُس روز اور اگلے روز اور اُس سے اگلے روز (غرضکہ) دوسرے جمعہ تک ہمارے یہاں بارش ہوتی رہی پھر وہی گنوار یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکانات گر گئے ہیں اور مال (وغیرہ) غرق ہو گئے ہیں لہذا اب آپ ہمارے لئے اللہ سے (ابر کے کھلنے کی) دعا کیجئے پھر اُسیوقت آپنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خدا وندا ہمارے گرداگرد برسا اور ہمپر نہ برسا[۵] پھر آنحضور نے ابر کے جسطرف اشارہ کیا فوراً ہی کھل گیا اور مدینہ کے اوپر مثل گڑھے[۶] کے ہو گیا اور نالۂ قناۃ ایک مہینہ تک بہتا رہا اور جو کوئی کسی طرف سے آتا تھا تو وہ بارش کی کثرت ہی بیان کرتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپنے یہ دعا کی یا الٰہی ہمارے گرداگرد برسا اور ہمپر نہ برسا یا الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر اور نالوں میں اور درختوں کے اوگنے کی جگہوں میں برسا انس فرماتے ہیں پھر ابر کھل گیا اور ہم باہر نکل کر دھوپ میں چلنے لگے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۲۷) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک کھجور کے تنہ پر[۷] تکیہ لگا لیا کرتے تھے اور جب آپ کیلئے منبر بنگیا اور آپ (خطبہ پڑھنے

---

[۵] اس حدیث کے اس موقعہ پر امام نووی نے لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب بارش اس کثرت سے ہونے لگے کہ اس سے مخلوق خدا کو تکلیف و ضرر ہو تو مستحب ہے کہ ایسی دعا کرے یا الٰہی مکانوں پر بارش نہو اور اسکیلئے نماز پڑھنا یا جنگلوں میں جمع ہونا مشروع نہیں ہے ۱۲ [۶] یعنے مدینہ کی تمام اطراف میں ابر تھا اور مدینہ پر برستا تھا لیکن مدینہ پر بالکل ابر نہ تھا بلکہ اُسکے اوپر کھل کے گڑھے کی مانند ہو گیا تھا ۱۲ [۷] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے منبر کے بننے سے پہلے آنحضور اُس پر تکیہ لگا لیا کرتے تھے ۱۲۔

کے لئے) اُس پر کھڑے ہوئے تو وہ کھجور کا تنہ جسکے پاس پہلے آپ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے وہ چلّایا یہانتک کہ قریب پھٹنے کے ہو گیا اُسیوقت آنحضرت (منبر سے نیچے) اُترے اور اُسے پکڑ کر اپنے گلے سے لگا لیا پھر وہ ستون اُس بچّہ کی طرح رونے لگا جو چُپکا کیا جاتے ہوئے رویا کرتا ہے پھر خاموش ہو گیا آنحضرت نے فرمایا کہ جو ذکر (الٰہی) یہ سنا کرتا تھا اب یہ اُسکے نہ سننے پر رویا تھا - یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۳۸) حضرت سلمہ بن اکوع روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا آپ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا وہ بولا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا آپنے فرمایا (خدا کرے کہ) تو نہیں کھا سکے (راوی کہتے ہیں) کیونکہ وہ تکبری کی وجہ سے نہیں کھاتا تھا سلمہ کہتے ہیں کہ بعد اسکے وہ شخص اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منھ تک نہ اُٹھا سکتا تھا - یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۳۹) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ ڈر گئے اُسیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے ایک سست (کم رفتار) گھوڑے پر سوار ہو کر گئے اور وہ گھوڑا بہت ہی اپنے قدم کو پاس پاس رکھتا تھا اور جسوقت آنحضرت واپس آئے تو فرمایا کہ ہمنے تمہارے گھوڑے کو (تیز چلنے میں) دریا جیسا پایا اور بعد آنحضرت کی سواری کے وہ گھوڑا ایسا ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اُسکے برابر نہیں چل سکتا تھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ بعد اُس دن کے کوئی گھوڑا اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا - یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۰) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جسوقت میرے والد کا انتقال ہوا تو اُن کے ذمہ بہت سا قرض تھا مینے اُنکے قرض خواہوں کے روبرو یہ بات کہی کہ جو کچھ میرے والد کے ذمہ قرض ہے اسکے عوض تمام کھجوریں لے لیں اُنہوں نے انکار کر دیا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ احد کے دن (لڑائی میں) میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے ذمہ) بہت ہی قرض چھوڑا ہے اور میں اب یہ چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپکو (میرے پاس) دیکھ لیں تاکہ

ف۱ یہ قرض خواہ یہودی لوگ تھے اور وہ کھجوریں بظاہر قرض سے کم معلوم ہوتی تھیں اس لئے اُنہوں نے اُنکے لینے سے انکار کر دیا کہ ہم تو اپنا پورا روپیہ وصول کرینگے ۱۲

شاید وہ کچھ رعایت کردیں) آپنے مجھسے فرمایا تم جاکر ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگادو چنانچہ ایسا ہی کیا پھر میں نے آپکو بلایا جب قرضخواہوں نے آپکو دیکھا تو گویا وہ اسوقت مجھپر دلیر ہوگئے اور جب آنحضرت نے انہیں یہ کرتے ہوئے دیکھا تو آپ سب میں بڑے ڈھیر کے گرداگرد تین مرتبہ پھرے پھر اُسکے اوپر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ تم اپنے قرضخواہوں کو میرے پاس بلالاؤ (چنانچہ وہ آگئے) اور آنحضور اُنہیں ناپ ناپ کر دیتے رہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے ذمہ سے انکا قرض ادا کردیا اور میری یہی خوشی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا قرض ادا کرادے اور (اگرچہ) میں اپنے بہنوں[۱] کے پاس ایک کھجور بھی واپس لیکر نہ جاؤں پھر اللہ تعالیٰ نے (آنحضور کے معجزے کی برکت سے) سارے ڈھیر بچادئیے یہانتک کہ میں اُسی ڈھیر کو جسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے دیکھتا تھا گویا اُسمیں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۱) حضرت جابرہی فرماتے ہیں کہ ام مالک اپنی کپی میں کچھ گھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفۃً بھیجا کرتی تھیں پھر اُن کے بچے اُن سے لگاون مانگنے آتے اور اُنکے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اُسی کپی کیطرف جسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجتی تھیں جاتیں اور اُسمیں سے گھی لے لیتیں اور اُن کے گھر والوں) کا لگاون ہمیشہ اسی میں سے نکلتا رہتا یہاں تک کہ (ایک روز) اسے نچوڑ لیا پھر آنحضور کی خدمت میں آئیں آپنے پوچھا کیا تمنے اُسے نچوڑ لیا؟ یہ بولیں ہاں آپنے فرمایا اگر تم اُسے ویسی ہی چھوڑے رکھتیں تو برابر (اس میں سے) لگاون نکلتا رہتا یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۲) حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے (میری والدہ) ام سلیم سے کہا کہ مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سنی ہے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپکو بھوک (لگ رہی) ہے لہذا تمہارے پاس کوئی چیز ہے (یا نہیں)، اُنھوں نے کہا ہاں (ہے) پھر ام سلیم نے کئی روٹیاں جو کی نکالیں اور اپنی اوڑھنی نکالکر تھوڑی سی اوڑھنی میں وہ روٹیاں لپیٹ دیں پھر انہیں میری

---

[۱] اور روایتوں میں آیا ہے کہ جسوقت حضرت جابر کے والد کا انتقال ہوا تو انہوں نے آٹھ بیٹیاں چھوڑی تھیں انکی وجہ سے حضرت جابر اور بھی زیادہ پریشان تھے ۱۲ [۲] یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چونکہ اسمیں تحفہ جایا کرتا تھا اسلیئے آپکی برکت سے پھر ہمیشہ اُسمیں سے لگاون کا کام چلتا تھا یہانتک کہ ایکروز ام مالک نے زیادتی ضرورت کیوجہ سے جو اُسے نچوڑ لیا تو اسوجہ سے اُسمیں بے برکتی ہوگئی ۱۲۔

بغل میں چھپا کر تھوڑی سی اوڑھنی میرے سر پر لپیٹ دی پھر مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
بھیجدیا چنانچہ میں وہ لیکر گیا اور مینے آنحضرت کو مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا اور آپکے پاس اور لوگ بھی تھے
مینے انہیں سلام کیا آپنے مجھسے پوچھا کہ کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے مینے کہا ہاں آپنے فرمایا کھانا دیکر
مینے کہا ہاں جو لوگ آپکے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا تم سب کھڑے ہو جاؤ (یعنی تاکہ ابو طلحہ کے گھر
چلیں) اور آپ (معہ صحابہ کے) چلدیئے اور آگے آگے میں چلا یہانتک کہ ابو طلحہ کے پاس پہنچ مینے
(گھر میں جاکر) ابو طلحہ کو خبر دی اُنہوں نے فرمایا اے ام سلیم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آدمیونکو
لیکر آگئے ہیں حالانکہ ہمارے پاس اُنکے کھلانے کو کچھ نہیں ہے اُنہوں نے کہا کہ اللہ اور اُسکا
رسول جانیں ؎۲ (تم خاموش رہو) پھر ابو طلحہ (آنحضرت کے استقبال کے لئے) گئے اور آپ سے
ملے پھر آپ تشریف لائے اور ابو طلحہ آپکے ہمراہ تھے آنحضور نے (مکان میں آنکر) فرمایا کہ اے ام
سُلَیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ چنانچہ اُم سلیم وہی روٹیاں لائیں آنحضور نے اُن روٹیونکو
توڑ دینے کے لئے) فرمایا چنانچہ وہ توڑ دی گئیں اور ام سلیم نے ایک کپی نچوڑ کر اُنپر کچھ (گھی) لگاون لگادیا
پھر جو اللہ کو منظور تھا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر (کچھ) پڑھا بعد اسکے فرمایا کہ دس آدمیونکو
اجازت دو (کہ وہ آنکر کھانا شروع کردیں) چنانچہ ابو طلحہ نے دس آدمیوں کو بلایا وہ کھانے
لگے یہانتک کہ اُنکے پیٹ بھر گئے پھر وہ باہر چلے گئے پھر آپ نے فرمایا کہ دس دس آدمیوں
کو بُلاتے رہو چنانچہ (اسیطرح) سب لوگوں نے کھالیا اور سب لوگ ستر یا اسی آدمی تھے - یہ روایت

؎۱ روٹیونکی ایسی احتیاط اس لئے کی تھی کہ حضرت انس اُسوقت بہت چھوٹے تھے انکی عمر اُسوقت آٹھ نو
برس کی تھی لہذا اندیشہ تھا کہ یہ کہیں ڈال نہ جائیں علاوہ ازیں روٹی کا ادب بھی حتی الوسع ضروری ہے ۱۲
؎۲ گویا ام سلیم اپنی دانائی اور دینداری کے باعث سمجھ گئیں کہ آنحضرت اظہار معجزہ کے لیے تشریف لائے
ہیں کیونکہ کھانا توجسقدر تھا آپنے دیکھ ہی لیا تھا اگر کوئی اور مصلحت نہ ہوتی تو آپ کاہیکو تشریف لاتے ۱۲۔
؎۳ بعضوں نے کہا ہے کہ آنحضرت نے سبھونکو ایک ہی مرتبہ کھانیکی اجازت اسلئے نہیں دی کہ جسوقت
تھوڑے سے کھانیکو دیکھتے تو کھانیکی طرف اُنکی حرص زیادہ ہوتی اور وہ یہ گمان کرتے کہ اس سے ہمارا پیٹ
نہیں بھریگا اور حرص برکت کو کھو دیتی ہے اور بعضوں نے دس دس بُلانیکی یہ وجہ لکھی ہے کہ مکان میں
زیادہ آدمیوں کی گنجائش نہ تھی ۱۲ لمعات۔

متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ دس دس آدمیوں کو بلاؤ چنانچہ وہ گئے آپ نے فرمایا کھاؤ اور بسم اللہ کرلینا پھر لوگوں نے کھایا یہانتک کہ آپ نے اسیطرح اسی آدمیوں کے ساتھ کیا بعد اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور گھر والوں نے کھایا اور کچھ باقی بھی چھوڑ دیا اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ میرے پاس دس دس آدمیوں کو بھیجو اور آپ نے چالیس آدمی تک گنے بعد اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا (انس فرماتے ہیں) میں دیکھنے لگا کہ اس میں سے کچھ کم بھی ہوا ہے یا نہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے پھر آنحضرت نے جو کچھ باقی رہا تھا سب جمع کیا اس کے بعد اس میں دعاء برکت کی چنانچہ وہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو گیا پھر آنحضور نے فرمایا کہ لو اسے کھاؤ۔

(۱۴۴۳) حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موضع زوراء[۱] میں تھے آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھدیا اسیوقت انگلیوں کے بیچ میں سے پانی ابلنے لگا چنانچہ سب لوگوں نے وضو کرلیا قتادہ کہتے ہیں مینے حضرت انس سے پوچھا کہ تم اس روز کتنے آدمی تھے انہوں نے فرمایا کہ تین سو یا تین سو سے کچھ زیادہ تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ ہم (صحابہ لوگ پہلے زمانہ میں) آیتوں کو (سبب[۲]) برکت گنا کرتے تھے اور تم لوگ (آجکل) آیتوں کو (سبب) خوف گنتے ہو (ایک مرتبہ) ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے (اتفاق سے) پانی کم ہو گیا آنحضور نے صحابہ سے فرمایا کہ تم بچا ہوا پانی تلاش کر کے لاؤ چنانچہ وہ ایک برتن لائے اسمیں تھوڑا سا پانی تھا آنحضور نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا پھر آپ نے فرمایا کہ مبارک پانی پر آجاؤ اور برکت ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور بخدا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے بیچ میں سے پانی کو ابلتے ہوئے دیکھا ہے اور واقعی جو کھانا کھایا جاتا تھا ہم اسکی تسبیح سنا کرتے تھے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۴۴۵) حضرت ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سنا (

---

[۱] زوراء مدینہ منورہ میں بازار کے قریب ایک مشہور جگہ کا نام ہے ۱۲ لمعات [۲] مقصود حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ ہے کہ آیتیں اگرچہ کافروں اور منکروں کے ڈرانے کے لئے نازل ہوئی ہیں لیکن نسبت ایمان والوں کے تو وہ آیتیں باعث برکت اور زیادتی ایمان ہیں لہذا انہیں خوش ہونا چاہیئے ۱۲ طیبی۔

کو خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ تم شام سے لیکر رات بھر چلوگے اور کل کو انشاء اللہ تعالیٰ ایک پانی پر[1] پہنچ جاؤ گے چنانچہ سب لوگ اس طرح چلے کہ کوئی کسیکی طرف التفات نہیں کرتا تھا ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے یہانتک کہ نصف رات ہو گئی آنحضور نے راستہ سے ایک طرف کو ہوکر (سونے کے لئے بچھونے پر) سر مبارک رکھدیا اور (خادموں سے) فرمایا کہ ہماری نماز کی خبر رکھنا (یعنے جب صبح ہو ہمیں اُٹھا دینا چنانچہ آپ سو گئے اتفاق سے) پھر سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی جاگے اور دھوپ آپ کی کمر پر پھیلی ہوئی تھی آپ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ سوار ہو جاؤ[2] چنانچہ ہم سب سوار ہو کر چلدئے یہانتک کہ سورج (خوب) اونچا ہو گیا تب آنحضرت اُترے اور اپنا لوٹا جو میرے ساتھ تھا منگایا اور اُسمیں تھوڑا سا پانی تھا آپنے اُس پانی سے بہ نسبت اور دفعہ کے تھوڑا تھوڑا پانی لیکر وضو کیا ابو قتادہ کہتے ہیں اور تھوڑا سا پانی اُس لوٹے میں باقی رہگیا پھر آپنے فرمایا کہ ہمارے لوٹے کو حفاظت سے رکھنا عنقریب اس سے ایک (عجیب) بات ظاہر ہوگی پھر حضرت بلال نے نماز کے لئے آذان دی اور آپ نے دو رکعت (سنت فجر) پڑھکر پھر صبح کی نماز پڑھائی اور (پڑھکر) سوار ہو گئے اور آپکے ساتھ ہم بھی سوار ہو گئے پھر ہم لوگوں کے پاس (جو قافلہ میں سے آگے چلے گئے تھے) ایسے وقت پہنچے کہ دن چڑھگیا تھا اور (دھوپ کے باعث) ہر چیز گرما گئی تھی اور وہ لوگ کہر ہے تھے کہ یا رسول اللہ ہم تو پیاس کی وجہ سے مر گئے آپنے فرمایا تم مروگے نہیں پھر آنحضور نے وہی لوٹا منگا کر (اسمیں سے پانی) ڈالنا شروع کیا اور ابو قتادہ لوگوں کو پلاتے جاتے تھے یہانتک ہوا کہ لوگ لوٹے میں پانی دیکھکر (زیادہ پیاس کیوجہ سے) اُسپر اوندھے گرنے لگے آنحضور نے فرمایا کہ تم لوگ بھلے[3] طور آہستگی سے رہو عنقریب تم سب سیراب ہو جاؤ گے چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا (کہ سب پی پی کر علحدہ ہوتے رہے) اور آنحضور ڈالتے رہے اور میں پلاتا رہا یہانتک کہ سوائے میرے اور

---

[1] اس پانی سے وہ پانی مراد ہے جو معجزے سے پیدا ہوگا جس کا بیان آخر حدیث میں آئیگا ۱۲ [2] دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس جگہ میں شیطان کا اثر زیادہ ہے (حتے کہ نماز قضا ہوگئی) لہذا یہاں سے چلا جانا چاہئیے ۱۲ اس سے معلوم کہ جس جگہ کوئی حکم خدا ترک ہو جائے خواہ قصد سے ہو یا بغیر قصد کے یا ممنوع فعل کرلیا ہو تو اُس جگہ کو چھوڑ دینا مستحب ہے ۱۲ [3] یعنے آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ بے سختی کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے ۱۲

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی باقی نہ رہا پھر آپنے پانی ڈالکر مجھسے فرمایا کہ تم پی لو مینے عرض کیا کہ میں نہیں پیونگا جبتک کہ آپ نہ پی لیں آپنے فرمایا ان ساقی القوم آخرہم (ترجمہ لوگونکا پلانے والا اُنسے پیچھے (پیا کرتا ہے) ابو قتادہ کہتے ہیں چنانچہ اول مینے پیا بعد میں آپنے پیا اور فرماتے ہیں کہ جسوقت لوگ اور پانی پر پہنچے تو سب خوش خرم اور سیراب ہو گئے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور اسی طرح صحیح مسلم میں ہے اور اسیطرح حمیدی کی کتاب اور جامع الاصول میں ہے اور مصابیح میں اخرہم کے بعد لفظ شرباً زیادہ بیان کیا ہے (یعنے پلانے والا پینے میں پیچھے ہوتا ہے)۔

(۱۴۴۶) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک[1] کے دن جب لوگونکو سخت بھوک لگی تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ لوگوں سے بچے ہوئے توشے منگا کر اُنمیں برکت ہونے کی اللہ سے دعا کیجیئے آپ نے فرمایا ہاں اچھا چنانچہ آنحضور نے چمڑیکا ایک دسترخوان منگایا اور اُسے بچھا کر پھر بچے ہوئے توشے منگائے اور لوگ لانے لگے ایک چنے کی مٹھی بھر کر لایا اور دوسرا ایک لپ کھجورونکی لایا اور کوئی شخص روٹی کا ٹکڑا لایا یہانتک کہ اُس دسترخوان پر کچھہ تھوڑی سی چیز جمع ہو گئی پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر دعاء برکت کی پھر (لوگوں سے) فرمایا کہ تم اپنے برتنوں میں (بھر کے) لیجاؤ چنانچہ سبھوں نے اپنے اپنے برتنونمیں لے لیا یہانتک کہ سارے لشکر میں کوئی برتن بھرے بغیر نہ چھوڑا ابو ہریرہ فرماتے ہیں پھر لوگوں نے اسقدر کھایا کہ سب شکم سیر ہو گئے اور کچھہ بچ بھی گیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ اشھد ان لاالٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ پڑھکر فرمایا کہ ایسا کوئی بندہ نہیں ہے جو ان دونوں[2] گواہیوں کے ساتھہ خدا سے ملے اور کچھہ شک نکرتا ہو اور اُسے بہشت سے روکدیا جائے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۷) حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت زینب سے نئی شادی ہوئی تھی کہ میری والدہ اُم سلیم نے کھجوریں اور کچھہ گھی اور کچھہ پنیر لیکر اُنکا ملیدہ بنایا اور اُسے ایک ہنڈلی میں ڈالکر کہنے لگیں کہ اے انس تم یہ ملیدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیجاؤ اور تم کہنا

---

[1] تبوک ایک جگہ کا نام ہے اسمیں اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ کا راستہ ہے تبوک پر جنگ سنہ ۹ھ ماہ رجب میں ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوؤں میں آخری غزوہ یہ تبوک ہی کا ہوا تھا ۱۲ [2] یعنے جو شخص توحید اور رسالت دونوں کی گواہی دیتا ہو بغیر شک کے اللہ سے ملے تو وہ بہشت سے نہیں روکا جائیگا ۱۲۔

کہ یہ ملیدہ آپکے پاس میری والدہ نے بھیجا ہے اور اُس نے آپکی خدمت میں سلام کہہ عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ یارسول اللہ یہ آپکی خدمت میں ہماری طرف سے تھوڑی ہی سی چیز ہے[۵] (انس فرماتے ہیں) میں گیا اور (جسطرح میری والدہ نے کہا تھا) مینے عرض کیا آپ نے فرمایا تم اسے رکھدو پھر آپ نے چند آدمیوں کا نام لیکر فرمایا کہ تم جاؤ اور فلانے اور فلانے اور فلانے کو میرے پاس بلالاؤ بلکہ جس شخص سے تم ملو اُسے میرے پاس بلالانا چنانچہ جنکا آپ نے نام لیا تھا اور جن سے میں ملا سبھونکو بلا لایا اور جب میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے کسی نے پوچھا اے انس اُس روز تم کتنے آدمی تھے انھوں نے فرمایا کہ تین سو سے کچھ اوپر تھے (انس فرماتے ہیں) پھر مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس ملیدہ پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا اور جو اللہ کو منظور تھا پڑھا پھر آپ نے دس دس آدمیوں کو بلانا شروع کیا کہ وہ اُس میں سے کھاتے تھے اور آنحضور اُنسے فرماتے تھے کہ بسم اللہ کر لینا اور ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے آگے کھائے انس فرماتے ہیں کہ (جو لوگ آتے تھے) انھوں نے کھالیا یہانتک کہ اُنکے پیٹ بھر گئے اور ایک جماعت جاکر پھر دوسری جماعت اندر آئی یہانتک کہ سبھوں نے کھالیا آنحضور نے مجھسے فرمایا اے انس کونڈی کو اٹھا لو مینے اٹھا لیا اور مجھے معلوم نہیں ہوا کہ جسوقت مینے رکھا تھا اُس وقت اُس میں کھانا زیادہ تھا یا جسوقت مینے اٹھایا اُسوقت زیادہ تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۵۴۳۶) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوکر جہاد کیا ہے اور میں ایک آبکش اونٹ پر سوار تھا وہ ایسا تھک گیا کہ چل نہیں سکتا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے آملے اور فرمایا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہوا مینے عرض کیا کہ یہ تھک گیا ہے آنحضور نے اُسکے پیچھے ہوکر اُسے ہانکا اور اُس کے (تیز چلنے کے) لئے آپ نے دعا کی پھر وہ ہمیشہ اور اونٹوں سے آگے چلنے لگا اُسکے بعد آنحضور نے مجھسے پوچھا کہ اب اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو مینے عرض کیا کہ اچھا ہے آپ کی برکت اسے پہنچ گئی ہے آپ نے فرمایا تم اسے چالیس[۴] درہم کے عوض میرے

---

[۵] یعنے یہ قدرے قلیل چیز ہے اگرچہ یوجہ کمی کے آپکے لائق نہیں ہے لیکن برگ سبز ست تحفۂ درویش کا مضمون ہے لہذا قبول فرما لیجئے ۱۲

ہاتھ بیچ ہو میں (یہ سنتے ہی) اُسے اس شرط[۵۱] پر بیچ دیا کہ مدینہ منورہ تک میں سوار ہو لونگا اور
اور جب آپ (بھی) مدینہ پہنچ گئے تو صبح ہی کو میں آپ کے پاس اونٹ لیکر گیا آپ نے اُسکی
قیمت مجھے دیدی اور وہ اونٹ بھی مجھی کو واپس دیدیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۴۹) حضرت ابو حُمَیدؓ ساعدی فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ
جنگ تبوک کے لئے چلے اور وادی القریٰ[۵۲] میں ہم ایک عورت کے باغیچہ کے پاس پہنچے آنحضرت نے
(صحابہ سے) فرمایا کہ تم لوگ اس باغ کے پھل کا اندازہ کرو (کہ کسقدر ہے) چنانچہ ہمنے (اپنے
اپنے خیال میں) اُس کا اندازہ کر لیا اور آنحضور نے خود دس[۵۳] وسق کا اندازہ کیا اور آپ نے
اُس عورت سے فرمایا کہ جبتک ہم انشاء اللہ تعالیٰ تیرے پاس واپس آئیں تو اسکے وسق یاد رکھنا
(ابو حمید فرماتے ہیں) اور ہم آگے چلدیئے یہانتک کہ ہم تبوک میں پہنچے پھر آنحضور نے فرمایا کہ
رات کو عنقریب تم پر بہت تیز ہوا چلیگی لہذا اسمیں کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جسکے پاس اونٹ
ہو وہ اُس کا پابند (یعنے پاؤں کی رسّی) مضبوط باندھ دے (چنانچہ) پھر بہت تیز ہوا چلی
اور ایک آدمی کھڑا ہو گیا تھا ہوا نے اُسے اٹھا کر طَیّ[۵۴] کے دو پہاڑوں پر پھینکدیا پھر ہم (مدینہ
کی طرف) روانہ ہوئے جب وادی القریٰ آئے تو اُسی باغ پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُس عورت سے اُسکے باغیچہ کا حال پوچھا کہ اُس کا پھل کسقدر ہوا تو وہ بولی کہ دس وسق ہوئے
تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۵۰) حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک تم عنقریب
مصر کو فتح کرلوگے اور مصر ایک ملک ہے کہ اسمیں قیراط کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور جسوقت

---

[۵۱] اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع میں ایسی شرط کرنی جایز ہے جسمیں بائع کا کچھ نفع ہو لیکن
اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی شرطیں جایز نہیں ہیں لہذا یا تو یہ حدیث منسوخ ہے اور یا یہ شرط عین
عقد میں نہ ہوئی ہو بلکہ بعد بیع ہو جانیکے حضرت جابر نے یہ گذارش خدمت عالی میں کی ہوگی آپنے قبول فرمالیا
واللہ اعلم ۱۲ لمعات [۵۲] وادی القریٰ ایک موضع ہے اُسکے اور مدینہ منورہ کے درمیان تین روز کی مسافت ہے ۱۲۔
[۵۳] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع قریب ساڑھے تین سیر وزن کا نام ہے ۱۲ [۵۴] طَیّ بلکہ یمن میں ایک قبیلہ
بڑے کا نام ہے اور حاتم طائی بھی وہیں رہتا تھا اور اسکے رہنے ہی کی وجہ سے وہاں کے پہاڑ بھی اسی نام سے مشہور ہیں ۱۲۔

تم اُسے فتح کر لو تو اُسکے باشندوں کے ساتھ احسان کرنا کیونکہ اُنسے (ہمارا) ایک عہد اور علاقہ ہے یا فرمایا کہ عہد اور (علاقہ) سسرال ہے پھر جسوقت تم وہاں دو آدمیونکو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے دیکھو تو تم وہاں سے نکل آنا ابوذر فرماتے ہیں کہ (حسب الارشاد آنحضرت میں نے خود عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ کو اور اُسکے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں وہاں سے نکل آیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔"

(۱۳۵۱) حضرت حذیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ میں اور ایک روایت میں یوں ہے آپنے فرمایا کہ میری امت میں بارہ[12] منافق ایسے ہونگے کہ وہ بہشت میں نہیں جائینگے اور (جانا کیا بلکہ بہشت کی خوشبو بھی نہیں سونگھینگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے (اور یہ ہونا محال ہے) اُن بارہ میں سے آٹھ[8] کو تو دبیلہ برباد کردیگا دبیلہ آگ کا شعلہ ہے جو اُنکی بغلوں میں نمودار ہوگا یہانتک کہ اُسکی حرارت کا اثر اُنکے سینوں میں ہوگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور سہل بن سعد کی حدیث کہ یہ جھنڈا میں کل کو دونگا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کے باب میں اور حضرت جابر کی حدیث کہ گھاٹی پر کون شخص چڑھیگا جامع المناقب میں انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کرینگے۔

دوسری فصل

(۳۵۲) حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ ابوطالب (مُلک) شام کیطرف (تجارت کے لئے) گئے اور اُنکے ساتھ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ چند قریشی بوڑھوں کے تشریف لے چلے جب یہ سب ایک راہب کے پاس پہنچے تو وہاں (کچھ دیر آرام کرنے کے لئے) اُتر گئے اور سواریوں کے کجاوے کھول دئے پھر وہ راہب[2] اُنکے پاس آیا اور اس سے پہلے یہ سب اُسکے

---

[1] قیراط ایک مختلف وزن کا نام ہے مکہ میں ایک دینار کے جو بیسویں[24] حصہ کا نام قیراط ہے اور عراق میں دینار کے بیسویں حصہ کا نام ہے آنحضور کا مقصود یہ ہے کہ قیراط باوجودیکہ ایک بہت ہی تھوڑی چیز ہے لیکن اہل مصر کی ایسی سخت عادت ہے کہ وہ معاملات اکثر اسی کا ذکر زبان پر رکھتے ہیں ۱۲ [2] یعنے بسبب ابراہیم صاحبزادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اُنکی والدہ ماریہ قبطیہ اہل مصر ہی کی قوم سے تھیں ۱۲ [3] راہب تارک دنیا کو کہتے ہیں یہ راہب ایک نصرانی عالم تھا اور اُس کا نام بحیرا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوقت عمر بارہ[12] برس کی تھی اور روایتوں میں آیا ہے ۱۲ وہ راہب اُٹھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے سے لگایا اور آپکی صفات اور احوال کہ کسطرح سوتے ہیں اور کسطرح کھاتے پیتے اور اخلاق کیسے ہیں سب پوچھے ۱۲

پاس سے جاتے تو تو انکے پاس وہ کبھی نہ آتا تھا ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ابھی یہ لوگ اپنے کجاوے ہی کھول
رہے تھے کہ وہ انکے اندر کچھ ڈھونڈھتا پھرنے لگا یہاں تک کہ (اندر) آکر رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگا کہ یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے پیغمبر ہیں انہیں اللہ نے
جہان والوں کے لئے رحمت کر کے بھیجا ہے قریشی بوڑھوں نے اس سے پوچھا کہ تجھے یہ کسطرح معلوم
ہوا وہ کہنے لگا جسوقت تم گھاٹی سے اوپر چڑھے تو کوئی درخت اور پتھر (انکے سامنے) سجدہ کرنے سے
نہیں رہا ... پیغمبر ان نبی کے سوا اور کسیکو سجدہ نہیں کرتیں اور بیشک میں انہیں مہر نبوت کے سبب سے
ہی پہچانتا ہوں وہ انکے مونڈھے کی ہڈی کے نیچے سیب جیسی ہے پھر وہ چلا گیا اور انکے لئے اسنے
کھانا تیار کیا جب وہ انکے پاس کھانا لایا تو آپ اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے راہب نے کہا کہ
انکے پاس کسیکو بھیجو (دیکھو تو مقدم وہی ہیں) پھر آپ تشریف لائے اور آپکے اوپر ایک ابر سایہ کئے
ہوئے تھا جسوقت آپ ان لوگوں کے قریب پہنچے تو وہ سب آپسے پہلے درخت کے سایہ میں ہو بیٹھے
تھے جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ ہی پر آگیا (جھک گیا) وہی راہب کہنے لگا کہ تم درخت کے سایہ کو
دیکھو کہ انہیں کے اوپر چلا گیا ہے پھر اسنے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے (کر پوچھتا) ہوں کہ
کہ تم میں ان کا متولی اور وارث کون ہے انہوں نے کہا ابو طالب پھر وہ برابر ابو طالب کو قسمیں
دیتا رہا (کہ انہیں سفر میں تکلیف ہوگی لہذا واپس بھیجدو) یہانتک کہ ابو طالب نے آپکو واپس
روانہ کر دیا اور حضرت ابو بکر نے آپ کے ساتھ (حفاظت کے لئے) بلال کو بھیجا اور اسی راہب
نے موٹی سی روٹی اور روغن زیتون راستہ کے خرچ کو دیا یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۵۸۱۳/۱۱) حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا
پھر ہم مکہ کے کسی طرف کو نکلے تو جو پہاڑ اور درخت آپکے سامنے آتا تھا وہی یہ کہتا تھا کہ السلام علیک
یا رسول اللہ۔ یہ روایت ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

سلہ اگرچہ آنحضور کے سر پر ابر کا سایہ تھا لیکن مجلس میں آپکے ... اور امتیاز دینے کے واسطے
درخت کا بھی سایہ آپ ہی کی طرف ڈھل گیا یا ابر کا سایہ جاتا رہا ہو اور اظہار معجزے کے لئے درخت
کا سایہ جھک آیا ہو اور ابر کا سایہ معجزہ کی قسم سے تھا نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ نہ رہتا تھا بلکہ ضرورت کے وقت
کبھی ہوتا تھا ۱۲

(۱۳۵۴) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ شب معراج کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زین کسا ہوا اور لگام دیا ہوا براق لایا گیا اُس نے آپکے روبرو شوخی کی تو حضرت جبرئیل نے اُس سے کہا کہ کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ گرامی قدر تجپر کوئی بھی سوار نہیں ہوا راوی کہتے ہیں (یہ سنتے ہی) براق پسینہ پسینہ ہوگیا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔[۱]

(۱۳۵۵) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب ہم بیت المقدس کے پاس پہنچے تو جبرئیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کرکے اس سے پتھر میں سوراخ کرلیا پھر اُس سے براق کو باندھ دیا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۵۶) حضرت یعلیٰ بن مرۃ الثقفی فرماتے ہیں کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تین معجزے (ایک سفر میں) دیکھے ہیں (ایک تو یہ) ایک روز ہم آنحضرت کے ساتھ جارہے تھے جسوقت ہم ایک اونٹ کے پاس سے نکلے تو اُس سے پانی کھینچا جارہا تھا جب اُس اونٹ نے آپکو دیکھا تو چلانے لگا اور اپنی گردن (نیچے) رکھ دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر بیٹھ گئے پھر آپنے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ آپکے پاس آیا آپنے فرمایا کہ اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچدو اُسنے کہا یا رسول اللہ (میں بیچتا نہیں ہوں) بلکہ آپ کے لئے یہ ہبہ کرتا ہوں اور بات اتنی ہے کہ یہ اونٹ ایسے گھروالوں کا ہے کہ جنکے پاس اس کے سوا معیشت کا اور کوئی سلسلہ نہیں ہے آپ نے فرمایا لیکن جب تم اس کا ایسا حال ذکر کرتے ہو تو میں اسے فقط اسلیئے خریدتا تھا کہ بیشک اس نے کام زیادہ لینے اور کم کھلانے کی شکایت کی تھی لہذا تم اسکے ساتھ بھلائی کرتے رہنا (یعلیٰ کہتے ہیں دوسرا یہ کہ) پھر ہم آگے آگے چلے اور ایک پڑاؤ پر اُترے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہیں سوگئے پھر ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا یہانتک کہ اُسنے آپ پر سایہ کرلیا پھر اپنی اسی جگہ پر چلا گیا جب آنحضور جاگے تو مینے یہ ماجرا آپسے ذکر کیا آپنے فرمایا یہ ایک درخت ہے اسنے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت لی

---

[۱] بظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس براق پر اور انبیاء بھی سوار ہوئے تھے ۱۲ [۲] گھروالوں سے اُسکی مُراد اپنے تئیں اور اپنے گھروالے ہی تھے مطلب اس کا یہ تھا کہ مجھے بیچ دینے میں تو کچھ انکار نہیں ہے لیکن اسکے باعث ہم غریبوں کی روزی چل رہی ہے ۱۲۔

تھی کہ یا اللہ کے پیغمبر کو سلام کرلے اللہ نے اسے اجازت دیدی پھر یعلی کہتے ہیں (تیسرا یہ کہ) ہم آگے چلے اور ایک پانی کے پاس سے نکلے وہاں ایک عورت آپکے پاس اپنے بچہ کو لائی کہ اسے جنون[۱] تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی ناک پکڑ کر فرمایا کہ نکل میں محمد اللہ کا رسول ہوں پھر ہم چلدیئے اور جب واپس آئے تو اسی پانی کے پاس سے نکلے آنحضرت نے اس عورت سے اس بچہ کا حال پوچھا وہ کہنے لگی قسم ہے اس ذات کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپکے جانیکے بعد ہمنے اس لڑکے سے کوئی شک کی بات نہیں دیکھی۔ یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۳۵۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے لڑکیکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لائی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ میرے اس لڑکے کو کچھ جنون سا ہے اور بیشک وہ اسے صبح اور شام کو کھانے کے وقت لپٹ جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اسیوقت اس لڑکے نے کچھ قے کی اور اسکے پیٹ میں سے کتے کے کالے پلے جیسا کچھ نکلکر دوڑنے لگا۔ یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۵۸) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرت اسوقت اہل مکہ کی کرتوت[۲] کے باعث خون میں بھرے ہوئے غمگین بیٹھے تھے انہوں نے (آپکی تسلی کے لئے) فرمایا یارسول اللہ کیا آپ یہ بات چاہتے ہیں کہ ہم (آپکے نبی ہونے کی) آپکو ایک نشانی دکھادیں حضور انور نے فرمایا ہاں انہوں نے اپنے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھکر فرمایا کہ آپ اسے بلائیے چنانچہ آپ نے بلایا تو وہ آکر آپکے روبرو کھڑا ہو گیا پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ اسے حکم کیجیئے تاکہ یہ واپس چلا جائے آنحضور نے اسی کو حکم کیا چنانچہ وہ واپس چلا گیا اسوقت آپنے فرمایا کہ میری تسلی کیلئے[۳] مجھ یہی کافی ہو۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

---

[۱] یعنے بظاہر دیوانہ معلوم ہوتا تھا لیکن درحقیقت اس پر شیطانوں کا یا کہ جنوں کا اثر تھا ۱۲۔

[۲] اس سے جنگ احد کے دن کی کفار کی زیادتی مراد ہے کہ اس میں حضور انور کا دندان مبارک ٹوٹ گیا تھا اور رخسارہ شریف پر زخم آیا تھا اور آنحضور خون میں بھر گئے تھے ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ خارق عادت کا ظہور میں آنا حصول یقین اور دفع رنج و غم میں موثر ہے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ جسے بارگاہ خدا میں تقرب حاصل ہو اور دشمنوں کے ہاتھ سے اسے تکلیف پہنچے تو اسے بھی صبر کرنا چاہیئے ۱۲۔

(۱۳۵۹) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں ہم سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک گنوار آیا اور جب وہ نزدیک آ گیا تو آنحضرت نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو اس بات پر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اُس کا بندہ اور اُس کا رسول ہے وہ بولا کہ آپ کے اس کہنے پر اور کون گواہی دیتا ہے آپ نے فرمایا یہ کیکر کا درخت (گواہی دیتا ہے) پھر آنحضور نے اُس درخت کو بلایا حالانکہ وہ نالہ کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا وہ (وہیں سے) زمین کو پھاڑتا ہوا آپ کے روبرو کھڑا ہو گیا آپ نے تین۳ مرتبہ گواہی دلائی اُسنے تین۳ ہی مرتبہ گواہی دی کہ بیشک اسیطرح ہے جسطرح آپ نے فرمایا پھر وہ درخت اپنے اُگنے کی جگہ چلا گیا۔ یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک گنوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آ کر کہنے لگا میں کسطرح پہچانوں کہ آپ پیغمبر ہیں آپ نے فرمایا اگر میں اس کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں تو وہ اس بات کی گواہی دیگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں پھر آنحضور علیہ السلام نے اُس خوشہ کو بلایا چنانچہ وہ کھجور کے درخت سے اُتر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمین پر گر گیا آپنے فرمایا واپس چلا جا چنانچہ وہ چلا گیا پھر وہ گنوار مسلمان ہو گیا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کر کے اسے صحیح کہا ہے

(۱۳۶۱) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک بکریاں چرانے والے کے پاس ایک بھیڑیا آیا اور اُسنے بکریوں میں سے ایک بکری پکڑ لی پھر اُس چرواہے نے اُسے تلاش کر کے اُس سے وہ بکری چھین لی ابوہریرہ فرماتے ہیں پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دم اپنے دونوں پاؤں کے بیچ میں رکھ لی اور کہنے لگا کہ میں نے ایسے رزق کا ارادہ کیا تھا جو مجھے اللہ نے دیا تھا اور میں نے وہ لے (بھی) لیا تھا (لیکن) تو نے پھر مجھ سے چھین لیا وہ آدمی کہنے لگا قسم ہے اللہ کی میں نے آجکے دن جیسا (کوئی عجیب امر) نہیں دیکھا کہ یہ بھیڑیا ہو کر باتیں کرتا ہے اُس بھیڑیئے نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ دو سنگستان[۵] کے درمیان کھجوروں کے درختوں میں ایک آدمی ہے وہ تمہیں ایسی خبریں سناتا ہے جو پہلے ہو چکی ہیں اور جو تمہارے بعد میں ہونگی ابوہریرہ فرماتے ہیں وہ آدمی یہودی تھا اُسیوقت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور (سارا ماجرا) آپ سے

[۵] اس سے مراد مدینہ منورہ ہے کہ وہ دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور مراد اُس آدمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۱۲

بیان کیا اور خود مسلمان ہو گیا آنحضور نے اُسکی بات کا یقین کر لیا پھر آپنے فرمایا بیشک یہ قیامت سے پہلے کی نشانیاں ہیں (اور) قریب ہے کہ آدمی (اپنے گھر سے) نکلیگا اور جب وہ واپس آئیگا تو اُسکے دونوں جوتے اور اُسکا کوڑا اُس سے وہ باتیں بیان کر دیگا جو اُسکے پیچھے اُسکے گھر والوں نے کی ہونگی یہ روایت شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۳۶۲) ابو العلاء سمرہ بن جندب سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پے در پے صبح سے شام تک ایک پیالہ میں کھانے جایا کرتے تھے۔ دس آدمی (کھانے سے فارغ ہوکر) اٹھتے تھے اور دس (کھانے کے لئے) بیٹھتے تھے ہم لوگ (سمرہ سے) کہنے لگے پھر اس پیالہ میں کہاں سے امداد ہوتی تھی اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تمہیں کس بات سے تعجب ہے، اور کہیں سے امداد نہ ہوتی تھی فقط اسطرف سے امداد ہوتی تھی یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۳) حضرت عبد اللہ بن عمرو نقل کرتے ہیں کہ (جنگ) بدر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین سو پندرہ سواروں کو لیکر نکلے (پھر) یہ دعا کی کہ یا الٰہی یہ سب بے سواری ہیں تو انہیں سواری دے یا الٰہی یہ ننگے بدن ہیں انہیں تو کپڑے پہنا یا الٰہی یہ سب بھوکے ہیں تو ان کے پیٹ بھر دے چنانچہ اللہ نے آپکو فتح دی پھر سب لوگ واپس ہوئے تو انمیں سے ہر آدمی ایک یا دو اونٹ لیکر واپس ہوا اور سب کپڑے پہنکر آئے اور سبھوں کے پیٹ بھر گئے یہ حدیث ابو داود نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۴) حضرت ابن مسعود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے بیشک تم لوگوں کی (آیندہ خدا کیطرف سے) مدد ہوگی اور تمہیں (غنیمتیں) ملینگی اور تمہاری فتح ہوگی لہذا تم میں سے جو شخص ایسا زمانہ پائے اُسے چاہیئے کہ اللہ سے ڈرتا رہے اور اچھی باتیں بتائے اور بُری باتوں سے روکے۔ یہ حدیث ابو داود نے نقل کی ہے۔

لہ یعنے اُسنے بھیڑیئے وغیرہ کا قصہ بیان کیا آپکو اُس کا یقین آگیا ۱۲ لہ یعنے وقت ظہور معجزہ کے ایک ہی پیالہ کھانے میں سے تمام روز کھائے جایا کرتے تھے ۱۲ لہ مشہور یہ ہے کہ بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ سواروں کو لیکر چلے تھے جن میں ستتر مہاجرین میں سے تھے اور دو سو چھتیس انصاری تھے ۱۲ لمعات۔

(۱۳۶۵) حضرت جابرؓ نقل کرتے ہیں کہ اہل خیبر میں سے ایک یہودی عورت[1] نے ایک بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا پھر اُسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفۃً بھیجدیا آنحضور نے ایک دست لیکر اس میں سے کچھ کھایا اور آپ کے ساتھ آپکے صحابہ میں سے بھی ایک جماعت نے کھایا پھر آنحضرت نے (صحابہ سے) فرمایا کہ تم (کھانے سے) اپنے ہاتھ روک لو اور اس یہودیہ عورت کے پاس اُسے بلوانے کیلئے کسی آدمی کو بھیجا وہ آئی آپنے فرمایا کہ تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے وہ بولی کہ آپ کو کسنے بتادیا آپ نے فرمایا دست نے (بطور اعجاز اشارہ کرکے فرمایا) کہ مجھے اس نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے (یعنی دستی نے کہ اس میں زہر ملایا ہے) یہودیہ نے اقرار کیا ہے، کہا تھا کہ اگر پیغمبر ہونگے تو آپکو نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر پیغمبر نہیں ہیں تو ہم آپ سے آرام میں ہوجائینگے پھر آنحضور نے اسکی خطا معاف کردی اور اس کو سزا نہیں دی اور آپکے صحابہ میں سے جنہوں نے اُس بکری کا گوشت کھایا تھا وہ سب مرگئے اور آنحضور نے اسی بکری کے کھانے کی وجہ سے اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگوائے اور ابو ہند نے سینگی اور چھری سے آپ کے پچھنے لگائے تھے اور ابو ہند انصار میں سے قبیلہ بنی بیاضہ کا غلام تھا۔ یہ روایت ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۶) حضرت سہل بن حنظلیہؓ نقل کرتے ہیں کہ حُنین کے دن صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے اور بہت دور تک چلے گئے یہاں تک کہ رات ہوگئی پھر ایک سوار دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ واقعی میں فلانے فلانے پہاڑ پر چڑھا تھا ناگہاں میں نے قبیلہ ہوازن کو دیکھا کہ وہ اپنے بابوں کے اونٹ[2] پر اپنی عورتوں اور چوپاؤں کو لئے ہوئے حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں (یہ سُنکر) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے اور فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ کل صبح کو یہ مسلمانوں کی غنیمت ہوگی پھر فرمایا آجکی رات ہماری پاسبانی کون کریگا انس بن ابو مرثد غنوی نے کہا یارسول اللہ میں (کرونگا) آپ نے فرمایا تو تم سوار ہوجاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے

---

[1] یہ عورت سلام بن مشکم کی بیوی تھی اسکا نام زینب بنت حارث تھا ۱۲ [2] عرب میں یہ ایک مثل ہے اور اُن لوگوں کے حق میں بولی جاتی ہے جو لڑنے مرنے کیلئے سب آجائیں اور کسیکو پیچھے نہ چھوڑیں لہٰذا اس سے مراد یہ ہے کہ قبیلہ ہوازن کے سب آدمی آگئے ہیں ۱۲

پر سوار ہو گئے پھر آپ نے فرمایا تم اس گھاٹی میں جاکر پہاڑ کے اوپر چڑھ جاؤ (راوی کہتے ہیں) پھر جسوقت صبح ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد[۱] کیطرف تشریف لیگئے وہاں آپنے دو رکعت پڑہیں پھر (لوگوں سے) پوچھا کہ تمہیں اپنا سوار معلوم ہوا ہے ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ نہیں تو معلوم نہیں ہوا پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی (اور آنحضرت نماز پڑھانے لگے) اور آپ نماز پڑھاتے ہوئے کن انکھیوں سے اُس گھاٹی کیطرف دیکھتے جاتے تھے یہانتک کہ جسوقت آپ نماز پڑھا چکے تو فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ کیونکہ تمہارا سوار آگیا ہے چنانچہ پھر ہم بھی درختوں کے بیچ میں سے اُسی گھاٹی کو دیکھنے لگے یکایک وہ آگیا اور آنحضرت کے روبرو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں گیا یہانتک کہ میں اس گھاٹی کے اوپر پہنچگیا جہاں کے لئے مجھے آنحضرت نے حکم کیا تھا پھر جسوقت صبح ہوئی تو مینے دونوں گھاٹیوں کو جھانکا (کہ اُن میں کوئی چھپا ہوا نہ بیٹھا ہو) اور مینے وہاں کسیکو نہیں دیکھا پھر آنحضرت نے اُس سے پوچھا کہ تم آج کی رات (گھوڑے سے) اُترے بھی تھے یا نہیں اُسنے عرض کیا نہیں سوائے نماز پڑھنے یا استنجا کرنے کے آپ نے فرمایا کہ اس رات کے بعد اگر تم کچھ عمل[۲] نکرو گے تو تمپر کچھ گناہ نہیں ہے یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں چند کھجوریں لایا اور مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے انکیں دعا برکت کر دیجئے آنحضور نے انہیں اپنے دستِ مبارک میں لیا پھر اُن میں میرے لئے دعاء برکت کر کے (مجھسے) فرمایا انہیں لو اور اپنے تہیلہ میں ڈال لو جب تم انہیں سے کچھ لینی چاہو تو اسمیں اپنا ہاتھ ڈالکر نکال لینا اور تہیلہ کو (اُلٹا کر کے) کبھی نہ جھاڑنا (ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ) پھر اتنے وسق اُن کھجوروں میں سے مینے راہ خدا میں دئے اور انہیں میں سے ہم سب کھاتے رہے اور کھلاتے (بھی) رہے اور وہ تہیلا میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا یہانتک کہ حضرت عثمان کے شہید ہونے کا دن ہوا اور وہ تہیلا کھُل کر جاتا رہا[۳]۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جو جگہ کہ وہاں نماز پڑھنے کے لئے بنا رکھی تھی ۱۲ [۲] اس عمل سے مراد قسم نوافل اور مستحبات ہیں فرائض نہیں کیونکہ وہ کسی طرح ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ عمل سے مراد یہاں جہاد ہے ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ جب لوگو میں اختلاف اور فساد پھیل جاتا ہے تو برکت اُٹھہ جاتی ہے ۱۲۔

تیسری فصل (۱۳۶۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ (ہجرت سے پہلے) مکہ میں رات کو قریش آپس میں[1] مشورہ کرنے لگے بعضوں نے کہا کہ جسوقت صبح ہو تم انہیں یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رسی سے باندہ لو اور بعضوں نے کہا کہ (باندہو نہیں) بلکہ اُنہیں قتل کردو اور بعضوں نے کہا کہ (قتل کرنے کی بھی ضرورت نہیں) بلکہ یہاں سے نکال دو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع دیدی چنانچہ اُس رات حضرت علی تو آپکے بچھونے پر سوئے اور آنحضور نکلکر غار (ثور) پر جا پہنچے اور مشرک لوگ حضرت علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھکر رات بھر انکی (قتل کرنے کے واسطے) حفاظت کرتے رہے اور جسوقت صبح ہوئی تو انپر اُنہوں نے حملہ کیا کفار نے جسوقت (آپکی جگہ) حضرت علی کو دیکھا تو اللہ نے اُنکی بدخواہی اُنہیں پر پھیردی (یعنے سب شرمندہ رہگئے) اور پوچھنے لگے کہ یہ تمہارا ساتھی کہاں ہے حضرت علی نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں لیکن وہ جسوقت آپکے پاؤں کا نشان ڈہونڈکر آپ کے پیچھے پیچھے چلدئے اور جب آپ اُس پہاڑ پر پہنچے تو آپکے پاؤں کا نشان اُنسے گم ہوگیا پھر وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار (ثور) کے پاس سے نکلے تو اُنہوں نے اُس کے دروازہ پر مکڑی کا جالا دیکھا اور (آپس میں) کہنے لگے کہ اگر وہ اسکے اندر جاتے تو اس کے دروازہ پر مکڑی کا جالا نہوتا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسی غار میں تین دن تک ٹھہرے رہے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۶۹) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں جب خیبر فتح ہوا تو کسینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری (بھنی ہوئی) تحفۃً بھیجی جس میں زہر ملا ہوا تہا آنحضور علیہ السلام نے (صحابہ سے) فرمایا کہ یہود میں سے جسقدر لوگ یہاں ہوں اُنہیں تم میرے پاس جمع کرو چنانچہ سب یہودیوں کو آپکے سامنے جمع کیا آنحضور نے اُنسے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھونگا پھر (اگر تمنے جھوٹ بولا اور میںنے ہی اُسکا جواب دیا تو) کیا تم لوگ

---

[1] یہ مشورہ دارالندوہ میں ہوا تہا اور شیطان بصورت شیخ نجدی ہوکر وہیں پہنچگیا یعنے جسوقت کفار مشورہ کرنے لگے تو ابلیس ایک بوڑھے میاں کی شکل میں وہاں پہنچا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نجد سے تمہاری خیرخواہی اور تمہیں مشورہ دینے کیلئے آیا ہوں ۱۲ [2] یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ [3] جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر داخل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کبوتری اور ایک مکڑی کو بھیجدیا چنانچہ کبوتری نے دروازہ کے نیچے کیجانب میں اُسیوقت انڈے دیدیئے اور مکڑی نے جالا تن دیا ۱۲ مرقات مختصر

مجھے اُس میں سچا سمجھو گے وہ بولے اے ابو القاسم[۵] ہاں آپ نے اُن سے پوچھا کہ تمہارا باپ کون تھا (یعنے تم کسکی اولاد میں ہو) اُنھوں نے کہا فلاں (یعنے فلانے کی اولاد میں) آپ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں تھا اُنھوں نے کہا (بیشک) آپ نے سچ فرمایا اور خوب فرمایا پھر آنحضور نے پوچھا اگر میں تم سے اور کوئی بات پوچھوں (اور تمہارے جھوٹ بولنے کے بعد میں ہی جواب دوں) تو کیا تم لوگ مجھے سچا سمجھو گے وہ بولے اے ابو القاسم ہاں اگر ہم تم سے جھوٹ بولینگے تو جسطرح تمنے ہمیں ہمارے باپ کے بارہ میں پہچان لیا اسیطرح تم پہچان لینا آنحضور نے اُنسے پوچھا (بتاؤ) دوزخی کون لوگ ہیں اُنھوں نے کہا کہ ہم تو اسمیں تھوڑی دیر تک رہینگے پھر ہمارے بعد اسمیں تم رہو گے آنحضور نے فرمایا اسمیں تمہیں ذلیل رہو گے بخدا تمہارے بعد ہم اُسمیں ہرگز نہیں رہینگے پھر آپ نے پوچھا اگر میں تم سے کوئی اور بات پوچھوں تو تم مجھے (جواب دینے میں اسکے) سچا سمجھو گے اُنھوں نے کہا اے ابو القاسم ہاں آپ نے فرمایا کیا تمنے اس بکری میں زہر ملایا ہے اُنھوں نے کہا ہاں آپ نے پوچھا تمہیں اسپر کسنے اُبھارا اُنھوں نے کہا ہمنے یہ چاہا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے (چھوٹ کر) آرام میں ہو جائینگے و اگر تم سچے ہو گے تو تمہیں یہ نقصان نہیں دیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۷۰) حضرت عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور بعد اسکے منبر پر چڑھکر ہمیں نصیحت فرماتے رہے یہانتک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پھر آپ اُترے اور نماز پڑھاکر پھر منبر پر چڑھ گئے اور نصیحت فرمائی یہانتک کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر آپ اُترے اور عصر کی نماز پڑھکر پھر منبر پر چڑھ گئے یہانتک کہ سورج غروب ہو گیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا آنحضور نے (اسوقت) بیان کر دیا اب ہم میں سے جسکا سب سے زیادہ حافظہ تھا وہی سب سے بڑا عالم ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۳۷۱) معن بن عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے اپنے والد عبدالرحمن سے سنا ہے وہ فرماتے تھے میں نے مسروق سے پوچھا تھا کہ جس رات کو جنات نے قرآن شریف سنا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکی خبر کسنے دیدی تھی اُنھوں نے فرمایا مجھسے تمہارے والد یعنے حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا تھا وہ فرماتے تھے کہ آنحضور

[۵] ابو القاسم آنحضور کی کنیت تھی اور آپکا نام محمد[illegible] یہ نام توریت وانجیل میں شایع اور مشہور تھا [illegible] سچے پیغمبر ہونے پر دلیل تھا اسلئے یہودی لوگ بے نصیبی سے کم ایا کرتے تھے کنیت سے پکارا کرتے تھے ۱۲ ۵ یعنی [illegible]

[illegible] یعنے [illegible] یہ ہی اسکے [illegible] کیا ۱۲ منہ

کو انکی خبر ایک درخت نے کر دی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۲۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ مکہ مدینہ کے بیچ میں ہم حضرت عمر کے ساتھ تھے ہم پہلی تاریخ کا چاند دیکھنے لگے اور میں بہت تیز نظر آدمی تھا اسلیئے (سب سے پہلے) مینے چاند دیکھ لیا اور میرے سوا (میری نسبت) کوئی یہ نہ کہتا تھا کہ اسنے چاند دیکھ لیا ہے (کیونکہ میرے دیکھنے کی کسیکو خبر ہی نہ تھی) پھر مینے حضرت عمر سے کہا کہ کیا تم چاند نہیں دیکھتے (یعنے مینے انہیں بتایا اور انہوں نے غور بھی کیا لیکن) پھر انہیں نظر نہ آیا انس کہتے ہیں حضرت عمر فرمانے لگے کہ میں عنقریب اسے اپنے بچھونے پر لیٹے لیٹے کر دیکھ لونگا[۱] پھر انہوں نے ہمسے اہل بدر کا قصہ بیان کرنا شروع کیا فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک روز پہلے اہل بدر کے (مشرک لوگوں کے) مرنیکی بہت سی جگہیں بتا دی تھیں اور فرماتے جاتے تھے کہ انشاءاللہ تعالیٰ کل کو یہ فلانیکی مرنیکی جگہ ہوگی اور انشاءاللہ کل کو یہ فلانیکے مرنیکی جگہ ہوگی حضرت عمر فرماتے ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جسنے آنحضرت کو حق کے ساتھ بھیجا تھا کہ جو جگہ آنحضور نے جدی جدی متعین کر دی تھیں کسینے بھی انسے کچھ تجاوز نہیں کیا (یعنے سب انہیں جگہوں میں مرے) پھر وہ سب ایک گڑھے میں ایک کے اوپر ایک ڈالدیئے گئے اور آنحضور (پھر ادھر) تشریف لے گئے اور انکے پاس پہنچکر پکارا کہ اے فلانے فلانے کے بیٹے اے فلانے فلانے کے بیٹے کیا جو تم سے اللہ نے اور اسکے رسول نے وعدہ کیا تھا وہ تمنے سچا پایا یا نہیں[۲] اور بیشک مجھسے جو اللہ نے وعدہ کیا تھا مینے تو سچا پالیا پھر (مینے یعنے) عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسے بدنوں سے کہ جنمیں جان نہیں ہے کسطرح گفتگو کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو باتیں میں ان سے کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سن سکتے ہاں یہ بات جدی ہے کہ وہ مجھے کسی بات کا جواب نہیں دیسکتے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۵۷۲۴) حضرت زید بن ارقم کی بیٹی انیسہ اپنے والد سے نقل کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پوچھنے کے لئے تشریف لائے اور وہ کسی بیماری میں مبتلا تھے آپ نے فرمایا کہ اس بیماری کا تو تمپر کچھ اندیشہ نہیں

---

[۱] یعنے اب تکلیف اٹھا کر اور غور کر کے مجھے اسکے دیکھنیکی ضرورت نہیں ہے میں تھوڑی دیر کے بعد بالکل بے مشقت دیکھ لونگا اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی چنداں ضرورت نہو اسمیں فضول وقت نہ کھوئے لمعات

[۲] یعنے اللہ نے اور اسکے رسول نے تمسے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم احکام الٰہی نہ مانوگے تو دنیا میں بھی ذلیل ہوگے اور عذاب آخرت ذ ـ رہیگا ۱۲

اس سے بھی رہ گئی ہے آنحضور نے فرمایا اگر تم مجھے اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہلوں انہوں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ اسکے دودھ دیکھیں تو دوہلیں چنانچہ آنحضور نے اس بکری کو منگایا اور اسکے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور بسم اللہ پڑھکر ام معبد کے حق میں اس بکری کے لئے دعا کی چنانچہ (دودھ دوہانیکے لئے) اس بکری نے اپنے پانوں کھولے اور دودھ اتار کر جگالی کرنے لگی پھر آنحضور نے ایک ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کر دے پھر دیاروں سے بہتا ہوا اسمیں دودھ دوہا یہانتک کہ جھاگ اوپر تک آگئے پھر آپ نے وہ دودھ ام معبد کو پلایا چنانچہ وہ سیراب ہوگئیں اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا وہ بھی سیراب ہوگئے پھر اوروں کو پلایا یہانتک کہ وہ بھی سیراب ہوگئے پھر ایک دفعہ دوہنے کے بعد آنحضور نے پھر دوہا یہانتک کہ وہ برتن بھر گیا اور اسے ام معبد کے پاس ہی چھوڑ دیا اور ام معبد کو مرید کر کے اس کے پاس سے چلد ئیے۔ یہ روایت شرح السنۃ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن الجوزی نے کتاب الوفاء میں نقل کی ہے اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔

باب کراماتوں[۲] کا بیان

پہلی فصل (۱۳۷۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت اُسَید بن حُضَیر اور عَبّاد بن بِشر دونوں اپنی کسی ضرورت کی بابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے یہانتک کہ اُس سخت اندھیری رات میں سے ایک گھڑی پھر رات چلی گئی پھر وہ دونوں آپکے پاس سے نکلکر اپنے اپنے گھرونکے طرف پھرنے لگے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی سی لاٹھی تھی اور ایک کی لاٹھی نے چراغ کیطرح ان دونوں کیلئے روشنی کر رکھی تھی چنانچہ وہ اُس کی روشنی میں چلتے رہے اور جب دونوں کا راستہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا گیا یہاں تک کہ اپنے گھر پہنچگئے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنی یہ تو ایسی مشقت اور تکلیف میں گرفتار ہے کہ اسکے دودھ بالکل نہیں ہے ۱۲ [۲] کرامت اُس فعل کو کہتے ہیں جو خارق عادت ہو اور دعوی نبوت کے ساتھ مقرون نہ ہوا اور کفار کے مقابلہ میں ہوا اور تمام اہل سنت کا کرامتِ اولیاء پر اتفاق ہے فقط معتزلہ لوگ انکار کرتے ہیں ۱۲

(۱۳۷۹) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب جنگ احد پیش آئی تو رات کو میرے والد نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میں اپنے تئیں یہ خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابی سب سے پہلے شہید ہونگے تو میں بھی انہیں میں مارا جاؤنگا اور بیشک میرا بیٹے بعد میں اپنا تم سے زیادہ عزیز بجز ذات مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو نہیں چھوڑ ونگا (یعنے تمسے زیادہ عزیز میرا اور کوئی نہیں ہے) اور (اے بیٹا) میرے ذمہ قرض ہے اُسے تم ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھہ بھلائی کرنیکی میری وصیت قبول کرو (جابر فرماتے ہیں) پھر جسوقت ہمیں صبح ہوئی تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے اور میں نے انہیں ایک اور شخص کے ساتھہ ایک ہی قبر میں[۱] دفن کر دیا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۸۰) حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب صُفّہ[۲] واقعی فقیر آدمی تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو تو اُسے چاہئے کہ ایک تیسرا آدمی (انمیں سے) لیجائے اور جسکے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو لیجائے اور (ایک روز میرے والد) حضرت ابو بکر تین آدمیوں کو لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیونکو لیگئے اور حضرت ابو بکر نے (بھی اُس روز) رات کا کھانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کھایا پھر (وہیں) ٹھیر گئے یہانتک کہ عشاء کی نماز ہوگئی (اور وہ نماز پڑھکر بھی) پھر (وہیں) واپس چلے گئے اور وہیں رہے یہانتک کہ آنحضور نے بھی کھانا کھالیا پھر بہت رات گذرنے کے بعد جب اللہ کو منظور ہوا ابو بکر (اپنے گھر) آئے تو اُنسے اُنکی بیوی نے کہا کہ تمہیں اپنے مہمانوں کے پاس آنے سے کسنے روکدیا[۳] تھا انہوں نے پوچھا کہ کیا تو نے ابھی انہیں کھانا نہیں کھلایا وہ بولیں کہ مہمانوں نے تمہارے آئے بدون (کھانا کھانے سے) انکار کر دیا تھا حضرت ابو بکر (یہ سنکر) بہت غصہ ہوئے اور فرمایا بخدا میں کھانا کبھی نہیں کھاؤنگا پھر اُنکی بیوی نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی

---

[۱] یعنے بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شہداء احد کے حق میں آپ نے حکم دیدیا تھا کہ ایک ایک قبر میں دو دو کو دفن کریں اور دوسرے شخص عمرو بن الجموح یا حضرت جابر کے پھوپھا تھے اور اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ایک قبر میں دو کو دفن کرنا جائز ہے ۱۲ [۲] صُفّہ مسجد سے ملی ہوئی ایک جگہ تھی وہاں صحابہ میں سے بہت سے فقراء قیام پذیر تھے ...... اُنہیں کو اصحاب صُفّہ کہتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے اسقدر دیر کہاں لگائی کہ مہمان ابتک تمہارا انتظار کرتے رہے ۱۲

نہیں کہائیگی پہر سب مہمانوں نے بہی قسم کہالی کہ وہ بہی نہیں کہائینگے حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ یہ سب شیطانی اثر ہے پہر کہانا منگایا اور خود بہی کہایا اور مہمانوں نے بہی کہایا پہر جو لقمہ وہ اوپر اُٹہاتے تہے تو اُس کے نیچے (برتن میں) اُس سے زیادہ بڑہجاتا تہا حضرت ابو بکر نے اپنی بیوی سے فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا (عجیب امر) ہے (کہ کہانا کم نہیں ہوتا) اُنہوں نے فرمایا قسم ہے مجہے اپنی آنکہہ کی ٹہنڈک کی کہ اب یہ کہانا پہلے سے تین حصے زیادہ ہے پہر سبہوں نے کہاکر اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہیجدیا پہر یہ بہی کہینے ذکر کیا کہ آنحضرت نے (بہی) اُس میں سے کہایا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث "کہ ہم کہانے کی تسبیح سُنا کرتے تہے" معجزوں میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل

(۱۳۸۱) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب نجاشی[۱] کا انتقال ہو گیا تو ہم آپسمیں یہ باتیں کیا کرتے تہے کہ اُنکی قبر پر ہمیشہ نور معلوم ہوتا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳۸۲) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ جب صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلانا چاہا تو سب یہ کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اُتار کر نہلائیں جیسے کہ آپ ہمارے مردوں کو برہنہ کرکے نہلایا کرتے تہے یا کہ آپکو کپڑوں سمیت ہی نہلادیں جب اُنہوں نے آپسمیں اختلاف[۲] کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر نیند مسلط کردی یہانتک کہ ہر ایک آدمی کی ٹہوڑی (نیند کی وجہ سے) چہاتی پر لگی ہوئی تہی پہر اُنسے کسینے مکان کے کونہ میں سے گفتگو کی اور اُنہیں معلوم نہیں ہوا کہ وہ کون شخص تہا (اُسنے یہ کہا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے کپڑوں سمیت غسل دیدو پہر سب اُٹہے اور آپ کو غسل دیا اور آپ کا کُرتہ آپکے بدن ہی پر تہا اُسکے اوپر سے پانی ڈال کر اس سمیت ملتے تہے یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے جس جگہ سے وہ نوالہ لیا جاتا تہا اُسی جگہ اُس نوالہ سے زیادہ اور پیدا ہو جاتا تہا ۱۲ [۲] نجاشی حبشہ کا بادشاہ تہا اول یہ نصرانی دین پر تہا بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اور حبشہ ہی میں اُسکا انتقال ہو گیا لیکن آنحضرت نے مدینہ منورہ میں غائبانہ انکے جنازہ کی نماز پڑہی اور حضرت عائشہ صدیقہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ بات ہمارے اندر مشہور رہی کہ ہم میں سے بعضے اُنکی قبر کا نور دیکہا کرتے تہے گویا ایسی بات جہوٹ نہیں ہو سکتی ۱۲۔

[۳] یعنے بعضوں نے کہا کہ آپکے کپڑے نکالکر اور ستر ڈہک کے نہلاؤ اور بعضوں نے کہا کہ کپڑوں سمیت نہلاؤ ۱۲۔

(۴۳۳) ابن منکدر نقل کرتے ہیں کہ حضرت سفینہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ملک روم میں لشکر کے پڑاؤ کا رستہ بھول گئے تھے یا انہیں قید کر دیئے گئے تھے پھر یہ لشکر کو ڈھونڈتے ہوئے بھاگ کر چلے اور ناگہاں انہیں شیر ملگیا انہوں نے اس سے کہا کہ اے شیر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور میرا حال اسطرح سے ہوا ہے (یہ سنتے ہی) شیر دُم ہلاتا ہوا انکے سامنے آکر انکے ایکطرف کھڑا ہوگیا جب کوئی (اندیشہ کی) آواز سُنتا تو اُسیطرف دوڑتا پھر انکی ساتھ ساتھ ہوکر انکے برابر چلتا رہا یہانتک کہ سفینہ لشکر میں پہنچگئے پھر وہ شیر واپس چلاگیا یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۴۳۴) ابو الجوزاء فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) اہل مدینہ پر بہت سخت قحط پڑا لوگوں نے حضرت عائشہ سے سے اسکی شکایت کی تاکہ کوئی دعا وغیرہ بتائیں) انہوں نے فرمایا تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھو اور انمیں چند روشن دان آسمان کی طرف کو کر دو اور ایسے آر پار ہوں کہ آنحضرت کے اور آسمان کے بیچ میں کوئی چھت نہ ہو چنانچہ لوگوں نے یہی کیا پھر (حکم خدا سے) اسقدر بارش ہوئی کہ گھاس اُگ آئی اور اونٹ موٹے ہو گئے مٹاپے کیوجہ سے انکی کوکھیں تک پھول گئیں اور اس سال کا نام سال فتق رکھا گیا یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۳۵) سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ جب حرّہ کا واقعہ ہوا تو مسجد نبوی میں تین روز تک اذان اور تکبیر نہیں ہوئی لیکن حضرت سعید بن مسیب مسجد سے نہیں نکلے اور (زیادتی پریشانی کیوجہ سے) بدون ایک بھنبھناہٹ کی آواز کے کہ وہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے انہیں نماز کا وقت معلوم نہیں ہوتا تھا

(۴۳۶) ابو خلدہ کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے (یعنے آنحضرت سے ان کا سُننا ثابت ہے یا نہیں) ابو العالیہ نے فرمایا کہ حضرت انس نے آنحضرت کی

لہ یعنے اپنا راستہ بھولنے یا قید ہوکر وہا ں سے بھاگنے کا حال بیان کر دیا ۱۲ لہ بعض نے ان روشن دان کھولنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ جسوقت آسمان قبر شریف آنحضرت کی دیکھیگا تو اُسکے رونے کیوجہ سے نالے بہنے لگیں گے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قبر شریف سے طلب شفاعت کی تھی کیونکہ آنحضرت کی زندگی میں ذات شریف کے وسیلہ سے بارش طلب کیا کرتے تھے ۱۲ سہ حرّہ مدینہ منورہ کے باہر ایک میدان کا نام ہے وہاں کالے پتھر بہت ہوا کرتے ہیں اور اسکا واقعہ یہ ہے کہ یزید بن معاویہ نے جو مدینہ پر لشکر بھیجا تو وہ لشکر حرّہ ہی کی جانب سے مدینہ پر چڑھا تھا ۱۲

دس برس خدمت کی ہے اور آنحضور نے اُنکے لئے دعاء (برکت بھی) کی تھی اور انس کا ایک
باغ تھا اسمیں ہر سال دو مرتبہ پھل آتا تھا اور اُسی باغ میں ایک باغیچہ پھولوں کا تھا کہ اُس
میں سے مشک کی خوشبو آیا کرتی تھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے

تیسری فصل (۱۴۸۷) عُروہ بن زبیر نقل کرتے ہیں کہ اُس کی بیٹی اروی نے حضرت
سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی نالش مروان بن حاکم کے یہاں کردی اور اُسنے یہ دعویٰ
کیا کہ سعید نے کچھ میری زمین لے لی ہے اور حضرت سعید نے (مروان سے) کہا کہ کیا میں رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سننے کے بعد بھلا اروی کی کچھ زمین لے سکتا ہوں مروان نے
پوچھا کہ تمنے آنحضرت سے کیا سُنا ہے سعید نے بیان کیا کہ میتے حضور انور سے سُنا ہے آپ فرماتے
تھے کہ جو شخص کسیکی ایک بالشت بھر زمین ظلماً لیلے گا تو اللہ تعالیٰ سات زمینوں تک اتنی
زمین کا طوق بناکر اُسکے گلے میں ڈالدیگا مروان نے اُنسے کہا کہ اب اسکے بعد میں تم سے
گواہ بھی نہیں مانگتا (یعنے مجھے تمہارا یقین ہے) اُسیوقت سعید نے یہ دعاء کی کہ یا خداوندا
اگر یہ عورت جھوٹی ہو تو اسے اندھی کردے اور اسکی اُسی زمین میں اسے ماردے راوی کہتے
ہیں کہ پھر وہ مرنے سے پہلے ہی اندھی ہوگئی اور ایک روز وہ اپنی زمین میں جارہی تھی ناگہاں
ایک گڑھے میں گری اور اُسیوقت مرگئی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں
محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے یہ روایت بالمعنے منقول ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ محمد
بن زید نے اُسے اندھی ہوئے دیکھا کہ وہ دیواریں ٹٹولتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے سعید
کی بددعاء لگ گئی اور وہ ایک کنوئیں کے پاس سے جو اُسی مکان میں تھا اور جسپر اُسنے سعید
سے جھگڑا کیا تھا جارہی تھی کہ اس میں گرگئی اور وہ کنواں ہی اُسکی قبر رہا۔

(۱۴۸۸) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ نے ایک لشکر بھیجا اور اُسپر افسر
ایک ایسے آدمی کو کیا جسے ساریہ کے نام سے پکارتے تھے پھر ایک روز حضرت عمر خطبہ پڑھ

۱ؔ خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ جسکا آنحضرت سے ایسا رتبہ ہو اور اتنے زمانہ آپکی خدمت بابرکت میں رہا ہو تو
وہ حضور سے کیونکر نہ سُنے گا اور کیونکر نہ روایت کریگا ۱۲ ۲ؔ یعنے مدینہ منورہ کی مسجد میں اور اس روایت
میں حضرت عمر کی کئی کرامتیں ہوئیں ایک تو اُس معرکہ کا مدینہ منورہ سے نظر آجانا دوسرے دیکھو صفحہ

رہے تھے کہ انھوں نے (اس آواز سے) یاساری الجبل چیخنا شروع کیا پھر لشکر میں سے ایک قاصد آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تھی اور دشمن نے ہمیں بھگا دیا تھا پھر کوئی اس آواز سے چیخا کہ یاساری الجبل (ترجمہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہوجا) چنانچہ ہمنے اپنی پیٹھیں پہاڑ کیطرف لگالیں اُسیوقت اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کو شکست دیدی یہ حدیث بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۴۴۹) وہب کے بیٹے نُبَیْہَہ نقل کرتے ہیں کہ کعب حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں گئے وہاں لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں) کا ذکر کیا تو کعبؓ بولے کہ ہر روز جب فجر ہوتی ہوتی ہے تو ستر ہزار فرشتے (آسمان سے) اتر کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے بازوؤں سے اُڑاتے پھرتے ہیں اور آنحضرت پر درود بھیجتے ہیں یہانتک کہ جسوقت شام ہوجاتی ہے تو یہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور اتنی ہی کی برابر اور اُترکر وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں یہانتک کہ جسوقت (قیامت کے دن) آپکی قبر کھلیگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں میں ہونگے وہ آپکو (اللہ کیطرف لیجائینگے) یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

باب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بیان

پہلی فصل (۱۴۵۰) حضرت براء فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے پہلے جو صحابی ہمارے پاس مدینہ میں آئے وہ مصعب بن عُمیرؓ اور ابن ام مکتوم تھے اور ان دونوں نے ہم لوگوں کو کلام مجید پڑھانا شروع کیا پھر عمارؓ اور بلال اور سعد آگئے پھر آنحضور کے دس صحابہ کے ساتھ حضرت عمر آگئے بعد اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور مینے مدینہ والوںکو ایسا کسی چیز سے خوش ہوتے نہیں دیکھا جیسے

اُنکی آواز کا وہاں پہنچ جانا اور لشکر میں سے اُس آواز کو ہر ایک کا سُن لینا تیسرے اُنکی برکت سے فتح یاب ہونا ۱۲ منہ ۵ کعب علماء یہود میں سے تھے لہذا یہ خبر یا تو انہوں نے پہلی کتابوں سے دیکھکر بیان کی اور یا بڑے لوگو نسے سُنا ہوگا اور یا انہیں بطور کشف معلوم ہوگیا ہو گا اور کرامت ہونیکے لحاظ سے یہی مناسب بھی ہے ۱۲۔

وہ آپ کے آنے سے خوش ہوتے تھے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو بھی دیکھا وہ بھی خوشی میں (یہ کہتے تھے بیشک اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو میں نے مفصل میں سے سبح اسم ربک الاعلیٰ مع اسی جیسی چند سورتوں کے سیکھ لی تھی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۹۱) حضرت ابوسعید خدری نقل کرتے (ایک روز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو ان دو باتوں کے بیچ میں اختیار دیدیا تھا کہ یا تو جسقدر چاہے دنیا کی ناز و نعمت لیلے اور یا جو اللہ کے پاس ہے وہ لیلے اور اس بندے نے اسی چیز کو اختیار کیا ہے جو اللہ کے پاس ہے اسیوقت حضرت ابو بکر تو رو کر کہنے لگے کہ ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوجائیں اور ہمیں تلی اس بات سے تعجب ہوا اور لوگ کہتے تھے اس بوڑھے کو دیکھو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا حال بیان فرماتے ہیں کہ اللہ نے اُسے اختیار دیا تھا کہ یا تو وہ دنیا کی ناز و نعمت اختیار کرلے اور یا جو اللہ کے پاس ہے اُسے اختیار کرلے اور یہ بوڑھے کہتے ہیں کہ ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان ہوں اور (لیکن بعد میں ہم سمجھے کہ) وہ اختیار دئے گئے بندے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابو بکر ہم سب سے زیادہ جاننے والے تھے (جو فرماتے ہی مقصود کو تاڑ گئے)۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳۹۲) حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ اُحد کے شہیدوں پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ برس بعد ایسی طرح نماز پڑھی جیسے کوئی زندہ لوگوں اور مردوں کو رخصت کرتے ہوئے پڑھا کرتا ہے پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ تم سے آگے فرط ہوں اور قیامت کو میں تمپر گواہ ہونگا اور (میرے) تم سے وعدہ کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اپنی اسجگہہ پر بیٹھا

لہ یعنے اس بیماری کی حالت میں کہ جسمیں آپکی وفات ہوئی ہے جیساکہ بعضی روایتوں میں ہے اور ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ آنحضور نے وفات سے پانچ روز پہلے یہ بیان فرمایا تھا ۱۲ ملہ فرط کے معنے میر منزل لکھے ہیں یعنے جو قافلہ سے پہلے منزل پر چلا جاتا ہے تاکہ پانی وغیرہ کا بند و بست کرکے سامان منزل تیار کردے اُسے فرط کہتے ہیں ۱۲ سلہ یعنے جو میں نے تمسے شفاعت خاص کا وعدہ کیا ہے تو وہ حوض کوثر پر ہوگی کہ وہاں پہنچکر مسلمان اور منافق جدا جدا ہوجائینگے اسوقت شفاعت خاص امت اجابت کیلئے ہوگی ۱۲۔

ہوا اب اُسے دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیدی گئی ہیں (یعنے میرے امت میں بسبب فتوحات کے مال کی کثرت ہوگی) اور مجھے تمپر اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد میں شرک کروگے لیکن میں تمپر دنیا کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ اُسکی تم رغبت کروگے اور بعض راویوں نے یہ زیادہ نقل کیا ہے کہ پھر تم آپسمیں لڑوگے اور جس طرح تم سے پہلے لوگ برباد ہوگئے ہیں اُسی طرح تم بھی برباد ہو جاؤگے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۹۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھپر انعام کئے ہیں اُنہی میں سے یہ بھی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہی گھر اور میری ہی باری کے دن اور میرے ہی سینہ اور ہنسلی[۱] کے درمیان وفات پائی ہے اور یہ بھی اُنہی نعمتوں میں سے ہے کہ آپکی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرا اور آپ کا تھوک جمع کردیا تھا (اسکی وجہ یہ تھی) کہ میرے پاس (میرے بھائی) عبدالرحمن آئے تھے اور اُنکے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیئے بیٹھی تھی میں نے آپکو دیکھا کہ آپ عبدالرحمن کو تک رہے ہیں لہذا میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کو بہت پسند کیا کرتے ہیں اسلیئے میں نے پوچھا کہ میں آپکے لئے مسواک لیلوں آپ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں میں نے لیکر آپکو دی لیکن آپکو وہ سخت معلوم ہوئی میں نے کہا میں آپکے واسطے اسے نرم کردوں پھر آپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں چنانچہ میں نے (اپنے دانتوں سے) اُسے نرم کردیا پھر آپنے اپنے دانتوں میں کی اور آپکے سامنے پانی کی چھاگل رکھی ہوئی تھی آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالکر اور دونوں کو چہرہ مبارک پر ملتے اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ بیشک موت کی بہت سختیاں ہیں پھر آپ اپنا دست مبارک اُٹھاکر یہ فرماتے رہے کہ فی الرفیق الاعلیٰ (یعنے یاالٰہی مجھے رفیق الاعلیٰ میں شامل کردے) یہانتک کہ آپکی روح قبض کرلیگئی اور ہاتھ نیچے گر پڑے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۹۴) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو نبی بیمار ہوتا ہے تو اُسے دنیا اور آخرت میں (رہنے کا) اختیار دیدیا جاتا ہے (کہ جسے چاہے پسند کرلے)

---

[۱] یعنے جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے تو آپ میرے سینہ اور گردن سے تکیہ لگائے ہوئے تھے ۱۲ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ وقت وفات کے مزاج اقدس میں نہایت حرارت تھی اور پانی سے قدرے تسکین ہو جاتی تھی اور اسمیں اپنا عجز اور عبودیت کے اظہار کی طرف بھی اشارہ تھا ۱۲۔

آپکی وفات ہوئی ہے فرماتے تھے کہ اے عائشہ مجھے اپنے اُسکی کھانیکی جو مینے خیبر میں کھایا تھا ہمیشہ تکلیف معلوم ہوتی رہتی ہے اور اسی زہر کیوجہ سے مجھے اب اپنی رگ کٹتی معلوم ہوتی ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو گھر میں بہت سے آدمی تھے انہیں میں حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) بھی تھے آنحضرت نے فرمایا کہ تم میرے پاس (کاغذ قلم دوات) لے آؤ میں تمہارے واسطے ایک ایسا رقعہ لکھدونگا جسکے بعد تم گمراہ نہیں ہوگے اُسیوقت حضرت عمر نے فرمایا کہ حضرت کو درد کی سخت تکلیف ہے اور تمہارے پاس قرآن شریف اللہ کی کتاب ہے وہی تمہیں کافی ہے (لہذا اب لکھنے کی تکلیف آپکو نہ دو) پھر گھر والوں میں اختلاف ہوگیا اور سب جھگڑنے لگے انمیں سے بعضے کہتے تھے کہ آپکو (کاغذ وغیرہ) دیدو تاکہ تمہارے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لکھدیں اور بعضے انمیں سے وہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا تھا جب شور اور اختلاف زیادہ ہوگیا تو آنحضور نے فرمایا کہ تم میرے پاس سے کھڑے ہو جاؤ عبید اللہ (راوی) کہتے ہیں اور ابن عباس فرماتے تھے بیشک پوری مصیبت تو یہی تھی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اس رقعہ لکھنے کے بیچ میں صحابہ کے اختلاف اور شور کیوجہ سے پیش آگئی تھی اور سلیمان بن ابو مسلم احول کی روایت میں یوں ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا جمعرات کا دن اور وہ جمعرات کا دن کیسا (مصیبت کا) تھا پھر (یہ کہتے ہی) رونے لگے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں نے (نیچے پڑی ہوئی) کنکریاں تر کردیں مینے پوچھا کہ اے ابن عباس اُس جمعرات کے دن کیا بات تھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت

ف۱ یعنے وہی بکری جسمیں زہر ملاکر خیبر میں آپکو دیگئی تھی اگرچہ اُسکی تاثیر ظہور معجزے کے باعث ہلاک ہونے میں نہیں ہوئی لیکن اس سے ایک طرح کا دکھ باقی تھا جو کبھی کبھی ظاہر ہوجایا کرتا تھا ۱۲ ف۲ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ حضور انور علیہ السلام کو ایسی سخت بیماری کی حالت میں کسیطرحکی تکلیف نہ ہونی چاہیئے واگر آنحضرت کو اُس رقعہ کا لکھنا ضروری ہوتا تو آپ اُنکے اختلاف کرنیسے ہرگز لکھنا نہ چھوڑتے بوجہ ارشاد جناب باری کے کہ بلغ ما انزل الیک من ربک چنانچہ اسی حکم کے مطابق آپنے دشمنوں کی مخالفت سے کہیں تبلیغ نہیں چھوڑی غرضکہ اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ کوئی ضروری لکھنے کے قابل بات نہیں تھی علاوہ ازیں یہ قصہ

ف۳ پنجشنبہ کا ہے اور آپکی وفات دوشنبہ کو ہوئی اتنے عرصہ میں تو سب کچھ تحریر ہوسکتا تھا ۱۲

تکلیف تھی اسوقت آپ نے فرمایا کہ تم میرے پاس شانہ کی ہڈی لے آؤ تاکہ میں تمہارے لئے اسپر ایک رقعہ لکھدوں اسکے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے اسوقت لوگ آپسمیں جھگڑنے لگے حالانکہ نبی کے پاس کسیکو جھگڑنا مناسب[۱] نہیں تھا اور لوگ کہنے لگے آپ کا کیا حال ہے کیا آپ (دنیا کو) چھوڑے جاتے ہیں تم لوگ آپسے (ویسے ہی) پوچھ پوچھنا چنانچہ بعضے صحابہ نے بار بار آپ سے پوچھنا شروع کیا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم مجھے چھوڑدو مجھے چھوڑدیں اپنی جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہوں جسطرف تم لوگ مجھے بلاتے ہو پھر آپنے تین باتونکا حکم دیا فرمایا کہ تم لوگ جزیرہ عرب سے مشرک لوگونکو نکال دینا اور ایلچیوں کی تم لوگ ویسی ہی خاطر تواضع کرتے رہنا جیسے میں کیا کرتا تھا (راوی کہتے ہیں) اور ابن عباس تیسری بات فرمانے سے خاموش ہوگئے یا فرمایا تھا اور میں بھول گیا سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان راوی کا قول ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۰۱) حضرت انس کہتے ہیں کہ بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم ہمیں ام ایمن[۲] کے پاس لیچلو ہم انکی زیارت کرینگے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسے ملنے جایا کرتے تھے چنانچہ جب ہم سب انکے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں ان دونوں نے انسے پوچھا کہ تم کس بات سے روتی ہو کیا تم نہیں جانتیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے (ثواب وغیرہ کے درجات جو) اللہ کے پاس ہیں وہ بہت ہی بہتر ہیں انہوں نے فرمایا میں اسوجہ سے نہیں روتی کہ میں یہ بات نہیں جانتی کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے اللہ کے پاس ہے وہ بہت بہتر ہے بلکہ میں تو اس لئے روتی ہوں کہ (ہائے) آسمان سے وحی آنی بھی بند ہوگئی پھر (یہ کہتے ہی گویا) ام ایمن نے ان دونونکو بھی رونے پر ابھار دیا چنانچہ انکے ساتھ ہی وہ دونوں بھی رونے لگے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۲) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ اسی بیماری میں جسمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] حضرت ابن عباسؓ کا خیال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف پر تھا کہ وہ تحریر ہو جاتی تو بہتر تھا ۱۲

[۲] یہ ام ایمن اسامہ بن زید بن حارثہ کی والدہ ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھیں کہ بعد وفات عبد اللہ حضرت کے والد کے میراث میں آپ کے ہاتھ لگیں آپ نے آزاد کر کے زید سے انکا نکاح کر دیا تھا نام انکا برکت تھا ۱۲

کی وفات ہوئی آپ ہمارے پاس تشریف لائے ہم مسجد میں تھے اور آپ کے سر مبارک پر ایک چھوٹی سی پٹی بندھی تھی آپ آکر منبر پر چڑھ گئے اور ہم لوگ بھی آپکے ساتھ ساتھ[1] تھے آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں ابھی اسی جگہ بیٹھا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا کہ (اللہ کا) ایک بندہ تھا اس کے سامنے[2] دنیا اور دنیا کی زیب و زینت پیش کیگئی تھی لیکن اُسنے (دنیا کو چھوڑکر) آخرت کو اختیار کرلیا ہے ابو سعید فرماتے ہیں کہ اس[3] بات کو بجز حضرت ابوبکر کے اور کوئی نہ سمجھا اُنہی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور وہ رونے لگے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنے باپ اور اپنی مائیں اور اپنی جانیں آپ پر قربان کرتے ہیں ابو سعید کہتے ہیں پھر آنحضور منبر سے اتر آئے اور جب سے ابتک آپ اُسپر نہیں کھڑے ہوئے (یعنے بس وہ آخری کھڑا ہونا تھا)۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کو بلاکر فرمایا کہ میرے پاس میرے مرنے کی خبر آگئی ہے اُسیوقت فاطمہ زہرا رونے لگیں آپ نے فرمایا کہ تم روؤ نہیں کیونکہ سارے گھر والوں میں سب سے پہلے تمہیں مجھسے ملوگی[4] (یہ سنکر) وہ ہنس پڑیں اور حضرت فاطمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیویوں نے دیکھ لیا تھا اُنہوں نے

---

[1] یعنے ساتھ تھے اور جسوقت آپ منبر پر بیٹھ گئے تو ہم بھی منبر کے نیچے آنحضرت کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گئے ۱۲ [2] اور بعد ایتوں میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے آنکر آپ سے کہا کہ اے محمد آپکے لئے اللہ کا یہ حکم ہے کہ اگر آپ دنیا میں رہنا چاہیں تو دنیا کے خزانے آپکے سپرد کردیئے جائیں اور تمام پہاڑ تمہارے لئے سونے چاندی کے کردیئے جائیں اور جو مرتبہ اور ثواب آپ کیلئے ہے اُسمیں بھی کمی نہیں ہوگی و اگر چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ آپ نے غور کرنے کے لئے سر جھکالیا ۱۲ [3] کہ وہ بندے جنہیں اختیار دیا گیا ہے وہ کون ہے اور کسنے اختیار دیا ہے اور حضرت ابوبکر اس نکتہ کو فوراً ہی سمجھ گئے ۱۲ [4] یعنے میرے بعد میں اور سب سے پہلے تمہارا انتقال ہوگا کہ تم جدائی کا غم زیادہ نہیں دیکھنے پاؤگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فاطمہ زہرا نے حضرت کی وفات سے چھ مہینے بعد انتقال کیا صحیح قول یہی ہے اور بعضوں نے آٹھ مہینے بعد اور تین مہینے بعد اور دو مہینے بعد اور ستر روز بعد بھی کہا ہے ۱۲

پوچھا اے فاطمہ ہمنے دیکھا تھا کہ تم روئیں اور پھر ہنس پڑیں (اسکی کیا وجہ تھی) انہوں نے فرمایا کہ مجھسے اباجان نے یہ بیان کیا تھا کہ انکے پاس انکی وفات کی خبر آگئی ہے اسلئے میں روئی تھی پھر انہوں نے فرمایا کہ تو رو نہیں بیشک گھر والوں میں سب سے پہلے تو ہی مجھسے ملیگی اسلئے میں ہنس پڑی اور جسوقت اللہ کی مدد اور فتح (مکہ) ہوئی اور یمن والے آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ بہت نرم دل ہیں اور (پورا) ایمان یمن (والوں کا) ہے اور علم و حکمت بھی (پوری) یمنی ہے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۴) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہنے لگیں ہائے میرے سر میں درد ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عائشہ) اگر میری زندگی میں ایسا ہو جائے (یعنے تمہارا انتقال ہو جائے) تو میں تمہارے لئے استغفار کروں اور دعائے خیر کروں عائشہ بولیں ہائے مصیبت بخدا میں گمان کرتی ہوں کہ تم میرا مرنا ہی چاہتے ہو اگر ایسا ہو جائے تو تم اسی دن کی شام کو اپنی اور بیویوں کی ساتھ صحبت[۱] کرو گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ایسے خیال چھوڑو کیونکہ تمہاری تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے) بلکہ سر کے درد والا (یعنے بیمار) میں ہوں بخدا مینے تو یہ قصد کیا تھا کہ ابو بکر اور انکے بیٹے کے پاس کسیکو بھیجدوں اور انہیں (بلاکر) ولی عہد (یعنے اپنا خلیفہ) بنا دوں تاکہ پھر کہنے والے کچھ نہ کہنے لگیں یا آرزو کرنے والے کچھ اور آرزو نہ کریں پھر مینے (اپنے دلمیں یہ) کہا کہ (سوائے ابو بکر کی خلافت کے اور ونکو) اللہ تعالیٰ منع کر دیگا اور مسلمان روکدینگے یا اللہ روکدیگا اور مسلمان منع کر دینگے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۰۵) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع[۲] میں ایک جنازہ دفن کرکے میرے پاس آئے اور مجھے اس حالت پر پایا کہ میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی کہ ہائے میرے سر میں درد ہے آپنے فرمایا اے عائشہ (تمہارا درد ایسا نہیں) بلکہ افسوس میرے سر کے درد ہونا چاہیئے پھر فرمایا اور تمہارا کیا ہرج ہے اگر تم مجھسے پہلے مرجاؤ تو میں تمہیں (خوب)

---

[۱] حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ بات اپنے بچپنے کیوجہ سے کہی کیونکہ بباعث زیادتی محبت کے دونوں کے بیچمیں اکثر ایسا ہوتا مقصود انکا یہ تھا کہ اگر میں آپ کے روبرو مرگئی اور آپ میرے بعد زندہ رہے تو آپ مجھے بھولجاؤگے اور اور بیویوں کے ساتھ مشغول ہو جاؤ گے ۱۲ [۲] بقیع مدینہ منورہ کا گورستان ہے ۱۲۔

کی وفات ہوئی تو آپ نے کوئی دینار یا درہم یا بکری یا اونٹ نہیں چھوڑا تھا اور نہ کسی[1] چیز کی وصیت دی تھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۸) حضرت عمرو بن حارث جویریہ کے بھائی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت بجز ایک اپنے سفید خچر[2] اور کچھ اپنے ہتھیار اور کچھ زمین کے کہ جو صدقہ کردی تھی اور کوئی دینار یا درہم یا غلام یا لونڈی یا اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰۹) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے وارث آپس میں مال نہیں بانٹیں گے کیونکہ میں اپنی بیویوں کے خرچ کے علاوہ اور اپنے کارندہ[3] کی مزدوری کے علاوہ جو کچھ چھوڑونگا وہ سب صدقہ ہے یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۰) حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری (یعنے انبیاء کی) میراث کچھ نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑیں[4] وہ صدقہ ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۱) حضرت ابوموسیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ جسوقت اپنے بندوں میں سے کسی امت پر مہربانی کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے اس امت کے نبی کی روح قبض کرکے اسے انکیلئے انکے آگے پیر منزل اور پیش رو کردیتا ہے اور جسوقت کسی امت کو برباد کرنا چاہتا ہے تو نبی کی زندگی ہی میں اسے عذاب دیتا ہے اور نبی کے دیکھتے ہی دیکھتے اسے برباد کردیتا ہے اور جسوقت لوگ نبی کو جھٹلاتے ہیں اور اسکے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں برباد کرکے اپنے نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کردیتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اس ذات (پاک) کی

---

[1] یعنے چونکہ قسم مال سے آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی اسلئے اسکی بابت کوئی وصیت بھی نہیں کی اور جو فدک وغیرہ کی کچھ جائداد تھی تو وہ آپ نے بعد نفقۂ اہل وعیال مسلمانوں پر صدقہ کردی تھی ۱۲ لمعات

[2] اسکندریہ کے حاکم مقوقس نے یہ خچر اور اپنے ہتھیار بطور تحفہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مبارک میں بھیجے تھے اور اسی خچر کو دلدل بھی کہتے تھے ۱۲ [3] کارندہ سے مراد یہاں وہ ہیں جو آنحضرت کے بعد میں خلیفہ ہوئے لہذا انہیں جائز ہے کہ آپ کا ترکہ اپنے خرچ میں بھی لائیں اور جو اسکے مستحق ہوں جنپر آنحضور خرچ کرتے تھے انہیں بھی پہنچائیں ۱۲ [4] یعنی وہ مال فقراء اور مساکین پر صرف کردیا جائے جیسے کہ صدقہ کا حکم ہے ۱۲۔

جسکے قبضہ میں محمد کی جان ہے بعض آدمی پر ایک دن ایسا آئیگا کہ وہ مجھے نہیں دیکھیگا پھر اُسے میرا دیکھنا باوجود اُس کے پاس گھر اور مال ہونے کے گھر اور مال سے زیادہ محبوب ہوگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب قریش[1] کی فضیلت اور قبیلوں کے ذکر کا بیان

پہلی فصل (۱۴۱۳) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب لوگ اس امر (دین) میں قریش کے تابع ہیں مُسلمان قریشی[2] مُسلمانوں کے تابع اور کافر قریشی کافروں کے تابع ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۴) حضرت جابر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگ بھلائی بُرائی (یعنے اسلام اور کفر) میں قریش کے تابع ہیں۔ یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۵) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک قریش میں سے دو (آدمی بھی) باقی رہینگے تو یہ امر خلافت ہمیشہ اُنہیں میں رہیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۶) حضرت مُعاویہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے بیشک یہ خلافت قریش ہی میں رہیگی اور جبتک کہ قریش دین کو قایم رکھینگے تو جو کوئی اُن سے دشمنی کریگا اللہ تعالیٰ اوندھے مُنہ اُسے دوزخ میں ڈالدیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱۷) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بارہ[12] اماموں[3] تک برابر اسلام قوی اور مستقیم رہیگا وہ سب امام قریش میں سے ہونگے اور

---

[1] قریش اصل میں ایک دریائی جانور کا نام ہے جو بہت قوی ہوتا ہے پھر یہ نام عرب میں ایک خاص قبیلہ کا رکھدیا گیا تھا ۱۲ [2] یعنے قریش ایمان میں اور کفر میں لوگوں کے پیشوا رہیں غیر قریش سے مسلمان قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور غیر قریش کے کافر قریش کے کافروں کے تابع ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مُسلمان ہونے کیلئے قریش کے اسلام لانے کا انتظار کر رہے تھے کہ اول یہ مسلمان ہو جائیں تو بعد میں ہم ہونگے۔ چنانچہ جسوقت مکہ فتح ہوا اور قریش مُسلمان ہوئے تو پھر عرب میں جماعتیں کی جماعتیں مسلمان ہوگئیں ۱۲ [3] اس سے بارہ حاکم مراد ہیں کہ بارہ[12] حاکموں کے زمانۂ حکومت تک اسلام کی حالت اچھی رہیگی یا ان بارہ اماموں سے وہ امام مراد ہیں جو حضرت امام مہدی کے بعد ہونگے واللہ اعلم ۱۲۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ لوگوں (کے دین) کا کام برابر جاری رہیگا جبتک کہ انکے حاکم بارہ آدمی جو سب کے سب قریش ہیں سے ہیں نہ ہولیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دین ہمیشہ قایم رہیگا یہانتک کہ قیامت آجائے یا بارہ خلیفے ہو جائیں جو سب کے سب قریش سے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۸) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غفارؔ کی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عُصَیَّہ نے اللہ کی اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۱۹) حضرت ابو ہُریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قریش اور انصار اور جُہَینَہ اور مُزَینَہ اور اَسْلَم اور غِفَار اور اَشْجَع یہ سب (قبیلے) میرے مددگار اور دوست ہیں ان کا مددگار اللہ اور اُس کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۲۰) حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسلم اور غفار اور مُزَینہ اور جہینہ اور بنی تمیم اور بنی عامر اور بنی اَسَد کے دونوں ہم قسموں اور غطفان سے بہتر ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۲۱) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ جسوقت سے مینے بنی تمیم کے حق میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تین۳ باتیں فرماتے ہوئے سُنی ہیں میں ہمیشہ اُن سے محبت رکھتا ہوں مینے حضور سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ لوگ دجّال پر میری ساری امت سے زیادہ سخت ہونگے ابو ہریرہ کہتے ہیں اور (دوسری بات یہ) کہ اُن لوگونکی زکوٰۃ آئی تھی تو آنحضور نے فرمایا کہ یہ زکاتیں ہماری قوم کی ہیں اور (تیسری بات یہ) کہ ایک عورت انہیں سے حضرت عائشہ صدیقہ کی لونڈی تھی آنحضور نے اُنسے فرمایا کہ تم اسے آزاد کردو کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری و مُسلم

لے غِفَار عرب میں ایک قبیلہ کا نام ہے چونکہ یہ قبیلہ حُجّاج کا مال چرانے کیساتھ بدنام تھا اسلیئے آنحضور نے انکے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انکا یہ گناہ مٹاکر اُنکی مغفرت کردے اور اسلم بھی ایک قبیلہ کا نام ہے اور عُصَیّہ بھی ایک قبیلہ کا نام ہے یہ وہی قبیلہ ہے جسنے معونہ کے کنوئیں پر قاریوں کو قتل کردیا تھا اور آنحضور نے انکے رنج کے باعث دعاء قنوت میں انکیلیئے بد دعا کی تھی ۱۲ لے یہ سب قبیلوں کے نام ہیں اور انہیں بہتر اسلئے فرمایا کہ یہ پہلے مُسلمان ہوئے تھے ۱۲۔

دونوں نے نقل کی ہے)۔

دوسری فصل (۱۴۲۲) حضرت سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو شخص قریش کو ذلیل کرنا چاہیگا تو اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کر دیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۲۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (قریش کے حق میں یہ) دعا کی تھی اللھم اذقت اول قریش نکالا فاذق اخرھم نوالاً (ترجمہ) یاالٰہی تو نے قریش کے پہلے لوگونکو عذاب چکھایا تھا لہٰذا اب ان پچھلوں کو (اپنے) انعام و بخشش (کا مزہ) چکھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۲۴) حضرت ابو عامر اشعری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسد اور اشعری بہت اچھے قبیلے ہیں یہ سب لڑائی میں نہیں بھاگتے اور نہ خیانت کرتے ہیں (غرضکہ) وہ مجھ سے ہیں[۱] اور میں اُنسے ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۲۵) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قبیلہ) ازد (شنوءہ) زمین پر اللہ کا لشکر ہے سب لوگ اُنہیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُنکا مرتبہ بلند ہی کرنا چاہتا ہے اور واقعی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا[۲] کہ ہر آدمی یہ کہیگا کاش کہ میرا باپ ازد (شنوءہ کے قبیلہ) سے ہوتا اور کاش کہ میری ماں ازد (شنوءہ سے) ہوتی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۲۶) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین قبیلوں کو بُرا ہی سمجھتے ہوئے وفات پا گئے ایک ثقیف اور (دوسرا) بنی حنیفہ اور (تیسرا) بنی اُمیہ۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۲۷) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قبیلہ ثقیف میں ایک بہت بڑا جھوٹا اور ایک مفسد ہوگا عبداللہ بن عصمہ تابعی فرماتے ہیں صحابہ فرماتے تھے کہ مُراد

---

[۱] یعنے وہ لوگ میرے طریقہ اور سنت کے متبع ہیں یا یہ مراد ہے کہ وہ میرے دوستوں میں سے ہیں مقصود آنحضور کا یہ ہے کہ وہ لوگ نہایت ہی متقی و نیک ہیں ۱۲ [۲] یعنے اُس زمانہ میں اُنکا ایسا مرتبہ ہوگا کہ لوگ انپر رشک کرینگے اور ہر ایک اُن میں سے ہونا چاہیگا ۱۲۔

جھوٹے سے وہ مختار[۱] بن ابو عبید ہے اور وہ مفسد حجاج[۲] بن یوسف ہے اور ہشام بن حسان فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اُن صحابہ وغیرہ کی شمار کی ہے جنہیں حجاج نے باندھکر ظلماً قتل کیا تھا تو اُنکی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ جس وقت حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا تو حضرت اسماء نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے بیان فرمایا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک بہت جھوٹا آدمی اور ایک بہت مفسد آدمی ہوگا اور ہاں اُس جھوٹے کو تو ہم دیکھ چکے تھے اور وہ مفسد میرے خیال میں تو حجاج ہی ہے اور پوری حدیث (اس بیان کی) عنقریب تیسری فصل میں آئیگی۔

(۱۴۴۴) حضرت جابر فرماتے ہیں صحابہ نے (آنحضور سے) عرض کیا کہ یارسول قبیلہ ثقیف کے تیروں نے ہمیں پھونک دیا ہے لہذا آپ اللہ سے انپر بددعا کیجئے آپ نے فرمایا الہٰی ثقیف کو ہدایت کر یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۵) عبدالرزاق اپنے والد سے اُنکے والد میناء سے میناء حضرت ابوہریرہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر تھے آپکے پاس ایک آدمی آیا میرے گمان میں وہ قبیلہ قیس سے تھا اُسنے عرض کیا یارسول اللہ آپ قبیلہ حمیر پر لعنت بھیجئے آنحضور نے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری طرف سے آیا پھر آپ نے اُس سے منہ پھیر لیا پھر وہ اور طرف سے آیا اُسطرف سے بھی آپنے منہ پھیر لیا بعد اسکے آنحضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قبیلہ حمیر پر رحم کرے کہ اُنکے مونہوں[۳] میں سلام رہتا ہے اور اُنکے ہاتھوں میں کھانا رہتا ہے اور وہ لوگ

---

[۱] یہ مختار بن ابو عبید ثقفی ہے بعد شہید ہونے حضرت امام حسین کے اسنے لوگونکو اُنکا بدلہ لینے کیلئے بلایا اور اُسکی غرض اسمیں یہ تھی کہ اسکی وجہ سے یہ لوگونکو اپنی طرف کرکے اس وسیلہ سے خود حاکم بنجائے کیونکہ یہ نہایت ہی طالب دنیا آدمی تھا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت علی سے یہ دشمنی رکھتا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسنے نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا اور بڑا جھوٹ اسکا یہ تھا یہ کہتا تھا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل وحی لاتے ہیں ۱۲ مرقات [۲] یہ حجاج بن یوسف بڑا مشہور ظالم ہے عبدالملک بن مروان کی طرف سے یہ عراق اور خراسان پر صوبہ تھا بعد اسکے بن ولید کی طرف سے صوبہ ہوگیا تھا ۱۲۔

[۳] یعنے وہ لوگ آ مونہوں سے سلام علیک کا چرچا رکھتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے لوگونکو کھانا کھلاتے ہیں

اہل امن اور اہل ایمان ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے بجز طریقہ حدیث عبدالرزاق کے اور کسی طریقہ سے نہیں پہچانتے اور یہ عبدالرزاق میناء سے منکر حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

(۱۴۴۰) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون سے قبیلہ میں سے ہو میں نے عرض کیا کہ (قبیلہ) دوس سے آپ نے (تعجب سے) فرمایا میں تو یہ گمان کرتا تھا کہ (قبیلہ) دوس کے کسی آدمی میں بھی بھلائی نہیں ہوگی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے[۱]۔

(۱۴۴۱) حضرت سلمان کہتے ہیں رسول خدا نے مجھ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ دشمنی نکرنا ورنہ تم اپنے دین سے دست بردار ہو جاؤ گے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپکے ساتھ کسطرح دشمنی کرونگا حالانکہ آپ ہی کے وسیلہ سے تو مجھے اللہ نے ہدایت دی ہے آپ نے فرمایا اگر تم عرب سے دشمنی کروگے تو (گویا) تم مجھ سے ہی دشمنی کروگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۴۴۲) حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عرب کی خیانت کریگا تو میری شفاعت میں نہیں داخل ہوگا اور نہ اُس سے میری دوستی ہوگی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے سوائے سند حدیث حصین بن عمر کے اور کسی سند سے نہیں پہچانتے اور حصین بن عمر محدثین کے نزدیک کچھ ایسا قوی (یعنی قابل اعتبار) نہیں[۲]۔

(۱۴۴۳) حضرت طلحہ بن مالک کی آزاد لونڈی ام حریر کہتی ہیں میں نے اپنے آقا (یعنے طلحہ بن مالک) سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کا برباد ہو جانا قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] اس میں حضرت ابوہریرہ کی تعریف اور قبیلہ دوس کی برائی ہے کہ انکے سوا امید ہے اور کسی شخص میں بھلائی نہیں ۱۲ [۲] شاید انسے بسبب اپنے عجمی اور فارسی ہونیکے بلنسبت عرب کے بعضے عرب کے ساتھ کچھ تکبری یا بے ادبی سرزد ہو گئی ہوگی جس لئے آنحضور نے انہیں خبردار کیا ورنہ ایسے آدمی سے حقیقی بغض کی امید نہیں ہے ۱۲ [۳] یعنے جو انکی خیرخواہی نہ کرے یا یہ کہ دلمیں تو انکی طرف سے کینہ اور بغض رکھے اور ظاہر میں اسکا خلاف کرے ۱۲۔

(۱۴۴۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (خلافت د) بادشاہی قریش میں ہے اور قضاۃ انصار میں اور (نماز کیلئے) اذان کہنی حبشہ میں اور امانت (قبیلہ) ازد میں یعنے (ملک) یمن ہے - اور ایک روایت میں یہ حدیث موقوفاً منقول ہے - یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ روایت بہت زیادہ صحیح ہے

تیسری فصل

(۱۴۴۵) حضرت عبداللہ بن مطیع نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فتح مکہ کے دن فرماتے تھے کہ اسدن کے بعد قیامت تک کوئی قریشی بند کرکے نہیں قتل کیا جائیگا - یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے -

(۱۴۴۶) ابو نوفل (یعنے) مُعاویہ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ[۱] کی گھاٹی پر (سولی پے لٹکے ہوئے) حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا ہے اور کہتے ہیں کہ قریش اور لوگ اُنکے پاس سے گذرتے تھے یہانتک کہ اُنکے پاس ہی سے حضرت عبداللہ بن عمر کا گذر ہوا وہ وہیں کھڑے ہو گئے اور (تین مرتبہ اسطرح) فرمایا السلام علیک ابا خبیب السلام علیک ابا خبیب السلام علیک ابا خبیب (یعنے اے خبیب کے والد تم پر سلام ہو پھر تین ہی مرتبہ یہ فرمایا) یاد رکھو قسم ہے خدا کی میں تمہیں اس کام سے منع کرتا تہا یاد رکھو بخدا میں تمہیں اس کام سے واقعی روکتا تہا یاد رکھو بخدا میں تو تمہیں اس کام سے برابر روکتا تہا قسم ہے اللہ کی میں یہ جانتا ہوں کہ تم بہت روزے رکہنے والے اور بہت شب بیداری کرنے اور بہت صلہ رحمی کرنیوالے تھے قسم ہے اللہ کی یہ یاد رہے کہ جس گروہ (کے اعتقاد اور خیال میں) تم بُرے ہو تو وہ گروہ بیشک بُرا ہے اور ایک روایت میں (وہ گروہ بُرا ہے کی جگہ) یوں ہے کہ وہ جماعت واقعی اچھی[۲] ہوگی پھر حضرت عبداللہ بن عمر آگے چلیگئے اور انکے وہاں کھڑے ہونے اور یہ باتیں کہنے کی خبر حجاج کو پہنچگئی اُسنے کسی کو بھیجا کہ اُنہیں اس لکڑی پر سے (جیسے وہ سولی دیئے گئے تھے) اُتروا کر یہود کے گورستان میں ڈلوا دیا پھر حجاج نے اُنکی والدہ (یعنے) حضرت ابوبکر

---

[۱] اس گھاٹی پر سے مراد مکہ کی گھاٹی ہے جسوقت اہل مدینہ مکہ میں آتے ہیں تو وہ راستہ میں واقع ہوتی ہے اس اعتبار سے مدینہ کی گھاٹی کہدی ورنہ حضرت عبداللہ بن زبیر تو مکہ ہی میں تھے وہیں حجاج ظالم نے اُنہیں مارکر سولی پر کہنچوا دیا تہا لیکن انکی قبر تحسین نہیں ہے ۱۲ [۲] یعنے اُنہوں نے بطور مذاق کے کہا کہ جس گروہ میں تم جیسے بھی بُرے شمار کیے جائیں تو وہ ضرور ہی اچھی ہوگی اُنکا یہ کہنا ہو تو فی سراسر ظاہر ہے ۱۲

صدیق کی صاحبزادی اسماء کے پاس (انہیں بلا نے کیلئے) کسیکو بھیجا انہوں نے اسکے پاس آنے سے انکار کردیا اسنے انکے پاس دوبارہ پیامی کو بھیجا کہ یا تو تم خود میرے پاس آجاؤ ورنہ میں تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجونگا جو تمہاری چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لائیگا ابو نوفل کہتے ہیں پھر بھی حضرت اسماء نے (آنے سے) انکار ہی کردیا اور یہ فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تیرے پاس ہرگز نہیں آونگی یہانتک کہ تو میرے لینے کو ایسا شخص بھیجدے کہ وہ میری چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجائے ابو نوفل کہتے ہیں پھر حجاج نے (اپنے خادموں سے) کہا کہ میرے جوتے لاؤ چنانچہ اپنے دونوں جوتے لئے (اور انہیں پہنکر) پھر اتراتا ہوا چلا یہاں تک کہ حضرت اسماء کے پاس پہنچا اور (ان سے) کہنے لگا کہ تم مجھے کیسا سمجھتی ہو کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا ہے انہوں نے فرمایا میں تجھے ایسا سمجھتی ہوں کہ تو نے (میرے لخت جگر) ابن زبیر کو دنیا سے کھو یا اور اسنے تجھے آخرت سے کھو دیا اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو ابن زبیر کو (ذلت کے طور پر) کہا کرتا تھا کہ اے دو کمر بند والی کے بیٹے[1] قسم ہے اللہ کی وہ دو کمر بند والی میں ہوں لیکن (تجھے یہ بھی خبر ہے کہ وہ کیسے کمر بند تھے) انمیں سے ایک میں تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کا کھانا (باندھکر) جانوروں سے حفاظت کرنیکیلئے اوپر لٹکا دیا تھا اور دوسرا وہ عورت کا کمر بند کہ جس سے کوئی عورت بچی ہوئی نہیں ہے اور یہ یاد رکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے بیان کیا تھا کہ (قبیلہ) ثقیف میں ایک بہت جھوٹا اور ایک مفسد ہوگا لیکن اس جھوٹے کو تو ہم دیکھ چکے تھے اور وہ مفسد میرے خیال میں تو ہی ہے ابو نوفل کہتے ہیں کہ حجاج انکے پاس سے اسی وقت کھڑا ہو گیا اور انہیں جواب نہیں دیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۳۷) حضرت نافع نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیر کی لڑائی کے زمانہ میں حضرت ابن عمر کے پاس دو آدمی آئے اور وہ کہنے لگے کہ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے تم دیکھ رہے ہو اور تم حضرت عمر کے صاحبزادے[2]

---

[1] عربی میں نطاق کمر بند کو کہتے ہیں حضرت اسماء کا لقب ذات النطاقین (یعنے دو کمر بند والی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا لہذا یہ نام باعث فخر ہے اور وجہ اسکی یہ تھی کہ وقت ہجرت آنحضرت صلعم کے توشہ دان باندھنے کیلئے حضرت اسماء کو کوئی تسمہ وغیرہ نہیں ملا تھا اسلیئے انہوں نے اسوقت اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کرکے ایک ٹکڑے سے توشہ دان باندھا اور دوسرے سے کمر بند کا کام لیا۱۲ مرقات

[2] یعنے امامت کے بارہ میں جیسا انمیں آپس کا اختلاف ہورہا ہے تم دیکھ رہے ہو۱۲ مظاہر یعنی حضرت دیکھو صفحہ ۱۲۰

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو تمہیں (اس لڑائی میں) جانے سے کس چیز نے روک رکھا ہے انہوں نے فرمایا مجھے اس بات نے روک رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان بھائی کا خون کرنا مجھپر حرام کردیا ہے اُن دونوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ (وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ) (ترجمہ اور تم لوگوں سے جنگ کرو یہانتک کہ فتنہ نہ رہے) ابن عمر نے فرمایا کہ ہم ایسی جنگ کرچکے ہیں کہ فتنہ نہیں رہا تھا اور دین (اسلام) خاص اللہ کا ہو گیا تھا اور اب تم لوگ ایسی جنگ کرنی چاہتی ہو تاکہ فتنہ فساد ہو جائے اور دین اللہ کے سوا اور کسی کا ہو جائے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۳۸) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بیشک (قبیلۂ) دوس برباد ہو گیا کہ اُسنے (اللہ کی) نافرمانی کی اور (احکام خداوندی کے ماننے سے) انکار کردیا لہذا آپ اُنپر اللہ سے بد دعا کیجئے اُسیوقت لوگوں کا یہ گمان ہوا کہ آنحضرت اُنپر بد دعا کرینگے آپ نے فرمایا خداوندا دوس کو ہدایت دے اور تو انہیں (مدینہ میں) لے آ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے (یعنے بخاری ومسلم دونوں نے نقل کی ہے)۔

(۱۴۳۹) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تین[۳] سبب سے تم عرب[۱] سے محبت رکھو ایک تو یہ کہ میں عربی ہوں دوسرے یہ کہ قرآن شریف عربی ہے تیسرے یہ کہ بہشت[۲] والوں کی زبان عربی ہوگی۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب صحابہ کی فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۴۴۰) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عمرؓ تو خلیفہ تھے اور تم اُنکے صاحبزادے ہو لہذا اسمیں شک نہیں کہ تم خلافت کے عبدالملک سے زیادہ لائق اور حقدار ہو لہذا حجاج بن یوسف جو اُسکی طرف سے ہے تمہیں اُس کا مقابلہ کرنا چاہیئے ۱۲ ملہ یعنے چونکہ دین خداوندی میں ضعف ہوگا مسلمان مارے جائینگے تو اسبات کا اندیشہ ہے ۱۲ ملہ اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دوزخیوں کی زبان عربی نہیں ہوگی وہ اور کسی زبان میں گفتگو کرینگے ۱۲۔

کہ تم لوگ میرے صحابیوں کو بُرا نہ کہا کرو کیونکہ انکی فضیلت اسقدر ہے کہ اگر کوئی تم میں سے (کوہ) احد کی برابر سونا (راہِ خدا میں) خرچ کردے تو اس کا ثواب اُنکے ایک سیر یا آدھ سیر ناج خرچ کرنے (کے ثواب) کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۴۱) حضرت ابوبُردہ نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اُٹھایا اور آپ بسا اوقات اپنا سر مبارک (یعنے نگاہ) آسمان کیطرف اُٹھایا کرتے تھے پھر آپنے فرمایا کہ ستارے آسمان کیلئے (اسباب) امن ہیں (یعنے انسے اسکی مضبوطی ہے) اور جسوقت ستارے جاتے رہینگے تو آسمان کی بابت جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنے اُس کا پھٹنا) وہ اسوقت آئیگا اور میں اپنے صحابیوں کے لئے (سبب) امن ہوں جسوقت میں چلا جاؤنگا تو میرے صحابیوں سے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ آئیگا اور میرے صحابی میری امت کے لئے اسباب امن ہیں جسوقت یہ چلے جائینگے تو جو میری امت سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (کہ نیک لوگ جاتے رہینگے اور بدکار پیدا ہونگے) وہ وقت آئیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۲) حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اُنمیں سے ایک جماعت جنگ کریگی اور لوگ (لڑنے والے اپنے لوگوں سے) پوچھینگے کہ تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحبت یافتہ ہو وہ جواب دینگے ہاں چنانچہ اُنکی (برکت وشوکت کی) وجہ سے (شہر کا) دروازہ کھولدیا جائیگا۔ (یعنے فتح ہوجائیگی) پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اُنمیں سے ایک جماعت جنگ کریگی پھر وہ پوچھینگے کہ تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں

لہ ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب ان لوگوں کے لیئے ہے جو صحابہ کے بعد میں ہونگے اور سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ کو ہے سبب اِس کا یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے بیچ میں کچھ جھگڑا تھا اور خالد نے اُنہیں بُرا کہا تھا تب آنحضور نے یہ فرمایا ۱۲ المعات ۵۲ یعنے فتنے اور لڑائیاں اور اختلافات اور بعضے عرب کا مرتد ہوجانا ہوگا چنانچہ وہ ہوکر رہا ۱۲ ۵۳ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپ کے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین یعنے قرون ثلٰثہ کی فضیلت ہے ۱۲۔

کی صحبت اُٹھائی ہو وہ کہینگے ہاں چنانچہ اونکی فتح ہو جائیگی بعد اُسکے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں سے ایک جماعت جنگ کریگی پہر پوچہا جائیگا کہ کوئی تم میں سے ایسا شخص بہی ہے جسنے ایسے شخص کی صحبت اُٹھائی ہو جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی صحبت اُٹھائی تہی وہ کہینگے ہاں چنانچہ اُسوقت اُنکی وجہ سے فتح ہو جائیگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں یوں ہے آنحضور نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اُنمیں سے (لڑنے کے لئے) ایک لشکر بہیجا جائیگا وہ کہینگے تم آپسمیں دیکھو کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ہو چنانچہ ایک آدمی ایسا ملجائیگا اور (اُسکی برکت سے) اُنپر فتح ہو جائیگی پہر دوسرا لشکر بہیجا جائیگا وہ کہینگے کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو دیکھا ہو چنانچہ کوئی ملجائیگا اور (اُسکی برکت سے) اُنکی فتح ہوگی پہر تیسرا لشکر بہیجا جائیگا وہ کہینگے تم غور کرو کیا تم اپنے میں ایسا آدمی دیکھتے ہو جسنے اُسے دیکھا جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو دیکھا ہو چنانچہ کوئی ملجائیگا اور (اُسکے باعث اُنکی فتح ہوگی پہر چوتہا لشکر ہوگا اور کہا جائیگا تم (آپسمیں) غور کرو کیا تم اپنے میں ایسا شخص پاتے ہو کہ جسنے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہو کہ جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو چنانچہ ایسا کوئی آدمی ملجائیگا اور اُسکے باعث اُنکی فتح ہو جائیگی۔

(۱۳-۳۴) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے میری ساری امت سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (یعنے میرے صحابہ) ہیں پہر جو اُنکے بعد ہوں پہر جو اُنکے بعد اور بعد انکے واقعی ایسے لوگ ہونگے جو خود بخود گواہیاں دینگے اور اُنہیں کوئی گواہ نہیں کریگا اور وہ خیانت کرینگے اور اُنکے پاس کوئی امانت نہیں رکہیگا اور وہ نذریں مانینگے اور اُنہیں

ف ۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں یعنے تابعین ہونیکیلئے اصحاب کا دیکہنا کافی ہے جیسکہ صحابہ میں بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکہنا ہی کافی ہے اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ صحابہ میں تو دیکہنا ہی کافی ہے لیکن تابعین میں صحبت اور ملازمت ہونی چاہیے ۱۲ ف ۲ یعنے اُن لوگوں کی خیانت ایسی ظاہر باہر ہوگئی کہ وہ بالکل امانت رکہنے کے قابل نہیں ہونگے کیونکہ اگر کبہی اور تہوڑی سے خیانت ہوتی ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہوتا گویا وہ بہت ہی بڑے خائن لوگ ہونگے ۱۲۔

پوری نہیں کرینگے اور انہیں ہٹاپا پہیل جائیگا (یعنے سب ہوٹے ہوٹے ہوںگے) اور ایک روایت میں یوں ہے اور وہ قسمیں کہائینگے اور انہیں کوئی قسمیں نہیں دیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں ابوہریرہ سے منقول ہے پہر اُنکے بعد میں ایسی قوم پیدا ہوگی جو مٹاپے کو پسند کریگی۔

دوسری فصل (۱۴۴۴) حضرت عمر فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے صحابیوں کی تعظیم کیا کرو کیونکہ یہ تم سب لوگوں سے بہتر ہیں پہر جو انکے بعد میں ہوں[1] پہر جو ان کے بعد میں ہوں بعد اُسکے اسقدر جہوٹ پہیل جائیگا کہ (یعنی آدمی خود بخود ہی قسم کہائیگا اور اُسے کوئی قسم نہیں دیگا اور خود ہی گواہی دیگا اور کوئی گواہ نہیں کریگا یاد رکہو جس شخص کو بہشت کا درمیانی درجہ اچہا معلوم ہو (یعنے وہاں رہنا چاہے) تو اُسے چاہئے کہ جماعت کے ساتہہ رہے کیونکہ اکیلے کے ساتہہ شیطان ہوجاتا ہے اور شیطان دو سے (یا زیادہ سے) دور رہتا ہے اور جہاں کوئی مرد کسی (غیر) عورت کے ساتہہ تنہا ہوتا ہے تو بیشک اُنکے ساتہہ تیسرا (اُنہیں بہکانے کے لئے) شیطان ہوجاتا ہے اور جس شخص کو نیکی اچہی معلوم ہو اور گناہ بُرا معلوم ہو تو وہ پورا مومن ہے یہ حدیث نے[1] نقل کی ہے۔

(۱۴۴۵) حضرت جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ ایسے مسلمان کو آگ نہیں لگے گی کہ جسنے مجہے دیکہہ لیا ہو یا ایسے آدمی کو دیکہلیا ہو کہ جسنے مجہے دیکہہ لیا تہا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۴۶) حضرت عبداللہ بن مغفل کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے کہ میرے اصحاب کے حق میں[2] تم اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا میرے اصحاب کے حق میں تم اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعد اُنہیں (تکلیف دینے کے لئے) نشانہ نہ بنالینا اور جو شخص اُنسے محبت رکہیگا وہ میری وجہ سے محبت رکہیگا اور جو شخص اُنسے دشمنی کرے گا وہ میری وجہ سے دشمنی کریگا اور جو شخص اُنہیں تکلیف دیگا گویا اُسنے مجہے تکلیف دی اور جسنے مجہے تکلیف دی

[1] اصل نسخہ میں یہاں سپیدی چہوٹی ہوئی ہے اور بعضوں نے اسجگہ نسائی لکہدیا ہے یعنے یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اسکی سند صحیح ہے ۱۲ مرقات [2] یعنے صحابہ کو سوائے تعظیم اور توقیر کے بُرے الفاظ سے یاد نکرنا بلکہ اُنکی صحبت کے خواستگار رہنا کیونکہ جو اُنسے محبت کرانگا اُسنے گویا میری محبت کے باعث اُنسے محبت کی اور جسنے اُنسے دشمنی کی اُسنے گویا میرے ساتہہ دشمنی کرنیکے باعث اُنسے دشمنی کی ۱۲۔

اُسنے گویا اللہ کو تکلیف دی اور جسنے اللہ کو تکلیف دی اسے اللہ تعالیٰ عنقریب ہی پکڑ لیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۴۷) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں میرے اصحاب ایسے ہیں جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے کہ کھانا بغیر نمک کے نہیں سنورتا حسن[۵] (بصری) فرماتے ہیں (ہائے افسوس) اب ہمارا نمک جاتا رہا ہم کسطرح سنوریںگے۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۱۴۴۸) عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے صحابیوں میں سے جو کوئی کسی مُلک میں مریگا تو قیامت کے دن وہ اُس مُلک والونکو (بہشت کیطرف) لیجانیوالا اور روشنی کرنے والا ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل

(۱۴۴۹) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس وقت تم ایسے لوگونکو دیکھو جو میرے صحابیونکو بُرا کہتے ہوں تو تم کہنا کہ تمہارے اس فعل بد پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۴۵۰) حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مینے اپنے پروردگار سے اپنے بعد اپنے صحابہ کے اختلاف[۶] کرنے کو پوچھا تھا (کہ اُن کے اختلاف کرنے میں کیا حکمت ہے) اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد میرے نزدیک تمہارے صحابی بیشک ایسے[۷] ہیں جیسے آسمان میں ستارے ہیں کہ بعض اُن میں بعضوں سے زیادہ روشن ہیں لہذا جو شخص اُنکے اختلاف میں سے کسی چیز کو لیلیگا (یعنے اُسپر عمل کریگا) تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا۔ حضرت عمر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابی ستاروں جیسے ہیں لہذا اُنہیں سے جس کا اقتدا تم کرلوگے ہدایت پر ہوگے۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

۵؎ حسن بصری کی وفات سنہ ایکسو دس ہجری میں ہوئی ہے اور اُنکی زندگی کے وقت چند صحابہ بھی زندہ تھے لیکن جو صحابہ گذر گئے تھے اُنکے رنج میں یہ فرماتے ہیں ورنہ نمک کا کام تو اُنکی روایات اور حالات منقولہ سے ہوسکتا ہے ۱۲ ملا علی ۶؎ یعنے صحابہ جو جزئیات مسائل میں میرے بعد آپس میں اختلاف کرینگے تو اُسمیں حکمت کیا ہے ۱۲ ۷؎ یعنے ہدایت اور گمراہی ظاہر کرنیمیں ستاروں جیسے ہیں جیسے دریا اور بڑے جنگل میں ستاروں سے زمین کا رستہ معلوم ہو جاتا ہے ویسے ہی صحابہ سے دین کا رستہ معلوم ہوتا ہے ۱۲

باب حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل (۱۴۵۱) حضرت ابوسعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ سب لوگوں سے زیادہ ساتھ رہنے میں اور مال خرچ کرنے میں مجھپر ابوبکر کا زیادہ احسان ہے اور بخاری کے نزدیک (بجائے ابوبکر کے) ابا بکر ہے (مطلب دونوں کا ایک ہے اور فرماتے ہیں اگر میں کسیکو اپنا دوست بناتا تو بیشک ابوبکر کو اپنا دوست بناتا لیکن (میں بنا نہیں سکتا بلکہ) اسلامی بھائی چارہ اور اسکی محبت باقی ہے اور مسجد میں بجز ابوبکر کی کھڑکی[1] کے اور کوئی کھڑکی نہ چھوڑ یجائے (بلکہ سب بندکردیجائیں) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسیکو اپنا دوست بناتا تو بیشک ابوبکر کو دوست بناتا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۵۲) حضرت عبداللہ بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ اگر میں کسیکو دوست بناتا تو بیشک میں ابوبکر کو دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور تمہارے صاحب کو (یعنے مجھے تو) اللہ نے (اپنا) دوست بنالیا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۵۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں مجھسے فرمایا کہ تم اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلالو تاکہ میں (انکے نام) ایک رقعہ لکھدوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی (خلافت کی) آرزو کرنے والا یہ آرزو نکرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ (خلافت کا حقدار) میں ہوں حالانکہ یہ کہنے والا حقدار نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اور مسلمان بھی بجز ابوبکر کے اس کا انکار کردینگے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔ اور حمیدی کی کتاب میں اسکے بدلہ کہ میں (حقدار) ہوں یہ ہے کہ میں بہتر ہوں (لہذا خلافت مجھے ملنی چاہیئے۔

(۱۴۵۴) حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی

[1] جو مکانات مسجد نبوی کے متصل تھے اُن میں کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اُن میں سے صحابہ مسجد شریف میں آجاتے تھے بعد میں آنحضرت نے اورونکی کھڑکیاں بند کرادیں اور حضرت ابوبکر کی کھڑکی بوجہ انکی تعظیم اور تکریم کے کھلی رہنے دی ۱۲۔

اور آپ سے اُس نے کسی چیز کی بابت گفتگو کی آپنے اُسے حکم دیا کہ تم میرے پاس پھر آنا وہ بولی کہ یا رسول اللہ آپ یہ تو بتائیے اگر میں آؤں اور آپکو نہ پاؤں گویا اس بات سے اسکی مراد آنحضرت کی وفات تھی آپنے فرمایا اگر تم مجھے نپاؤ تو تم ابوبکر کے پاس آجانا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۷۵۵) حضرت عمرو بن عاص نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لشکر ذات السلاسل[ل] کا افسر بنا کر بھیجا کہتے ہیں پھر میں آنحضور کی خدمت بابرکت میں آیا اور مینے پوچھا کہ سب لوگوں سے زیادہ آپکو کون محبوب ہے؟ آپنے فرمایا کہ عائشہ مینے پوچھا کہ مردوں میں سے (کون ہے) آپنے فرمایا اُنکے والد مینے کہا پھر کون آپنے فرمایا عمر (غرضکہ) پھر آپنے بہت سے آدمی گنائے پھر میں اس اندیشہ سے خاموش ہو گیا کہ مجھکو سب سے پچھلوں میں نہ کر دیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۴۷۵۶) محمد[ل] بن حنفیہ کہتے ہیں مینے اپنے والد (حضرت علی) سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں کون بہتر ہے اُنہوں نے فرمایا کہ ابوبکر مینے کہا پھر کون اُنہوں نے فرمایا عمر اور میں اس بات سے[ل] ڈر گیا کہ (ابکی دفعہ پوچھنے میں) یہ حضرت عثمان کو کہینگے (اسلئے پہلے) مینے ہی کہدیا کہ (اُن دونوں کے) بعد میں آپ ہونگے اُنہوں نے فرمایا میں تو کچھ بھی نہیں ہوں فقط مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۷۵۷) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم حضرت ابوبکر کی برابر کسیکو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمر کی پھر حضرت عثمان کی پھر ہم آپکے صحابیوں کو ویسے ہی چھوڑ دیتے تھے اُنکے بیچ میں کسیکو فضیلت[ل] نہیں دیتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

ل ذات السلاسل ایک جگہ کا نام ہے یہ لشکر چونکہ اس ملک کیطرف بھیجا گیا تھا اس لئے اس لشکر ہی کو لشکر ذات السلاسل کہتے تھے ۱۲ ل یہ محمد حضرت علی کے صاحبزادے ہیں یعنے سوائے حضرت فاطمہ زہرا کے اور بیوی حنفیہ سے ہیں ۱۲ ل یعنے اگر میں اسطرح پوچھتا کہ پھر انکے بعد کون افضل ہے تو وہ یہ فرما دیتے۔ اور حضرت علی کا اسطرح فرمانا محض خاکساری کیوجہ سے تھا کیونکہ اس سوال کے وقت حضرت علی بلا اختلاف سب لوگوں سے بہتر اور افضل تھے کیونکہ یہ واقعہ حضرت عثمان کے شہید ہونے کے بعد کا ہے ۱۲ مرقات ل شاید ابن عمر صحابہ ہی کے درمیان فضیلت دینے کو بیان فرماتے ہیں اور اہل بیت ان سے خاص ہیں یعنے اُنکے اعتبار سے یہ نہیں فرماتے ۱۲ مرقات

اور ابوداود کی روایت میں یوں ہے ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ آپکے بعد آپکی ساری امت سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی رہے۔

دوسری فصل (۱۴۵۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس کسیکا ہمارے ذمہ احسان تھا ہم اس کا بدلہ[ف1] اتار چکے ہیں سوائے ابوبکر کے بیشک ان کا ہمپر احسان ہے اس کا بدلہ انہیں قیامت کے دن اللہ دیگا اور کبھی کسی کے مال نے مجھے اسقدر فائدہ نہیں دیا جتنا کہ ابوبکر کے مال نے مجھے فائدہ دیا ہے اور اگر میں کسیکو (اپنا) دوست بناتا تو واقعی ابوبکر کو دوست بناتا (لیکن) یہ یاد رکھو کہ تمہارا صاحب تو اللہ کا دوست ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۵۹) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ہمارے سب کے سردار اور ہم سب میں بہتر اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہم سب سے زیادہ محبوب تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۶۰) حضرت ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ حضرت ابوبکر کے حق میں فرماتے تھے کہ تم غار[ف2] میں میرے ساتھ رہے ہو اور حوض (کوثر) پر (بھی) میرے ساتھی ہو گے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶۱) حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جن لوگوں میں ابوبکر ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ ابوبکر کے سوا انہیں اور کوئی امامت کرامے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۶۲) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ (ایکروز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کے لئے حکم دیا اور اتفاق سے اسوقت میرے پاس مال تھا اسلئے میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر کوئی میرا دن حضرت ابوبکر سے بڑھنے کا ہوگا تو آج میں اُن سے بڑھ ہونگا فرماتے ہیں چنانچہ میں

ف1 یعنے جتنا اوروں نے ہمپر احسان کیا تھا اتنا ہی یا اُس سے بھی زیادہ ہم احسان کر چکے ہیں لیکن حضرت ابوبکر کا پورا بدلہ اللہ دیگا ۱۲ ف2 غار سے مراد کوہ ثور کا غار ہے جو مکہ کے قریب ہے آنحضرت ہجرت کرکے اول وہیں چھپے تھے اور شاید یار غار جو کہتے ہیں جبھی سے مشہور چلا آتا ہے ۱۲ محمد۔

اپنا آدھا مال (آنحضرت کی خدمت میں) لایا آپ نے پوچھا کہ تم کچھ اپنے گھروالوں کے لئے بھی چھوڑ آئے ہو مینے عرض کیا کہ اتنا ہی اور چھوڑ آیا ہوں اور حضرت ابو بکر کے پاس جسقدر مال تھا وہ سب لے آئے آپ نے پوچھا اے ابو بکر اپنے گھروالوں کے لئے تمنے کیا چھوڑا انہوں نے فرمایا کہ اُنکیلئے اللہ اور اُسکے رسول کو چھوڑ آیا ہوں (اسوقت) مینے کہا کہ اُن سے کبھی کسی چیز میں سبقت[۱] نہیں کرسکتا یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶۳) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ (ایکروز) حضرت ابو بکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت بابرکت میں آئے آپنے فرمایا کہ تم آگ سے اللہ کے عتیق (یعنے آزاد کئے ہوئے) ہو پھر اُسی روز سے اُنکا نام عتیق پڑ گیا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نقل کی ہے۔

(۱۴۶۴) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب لوگوں سے پہلے میرے (اوپر سے) زمین پھٹے گی (یعنے سب سے پہلے میں قبر سے اُٹھونگا میرے) بعد ابو بکر پھر عمر پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤنگا وہ میرے ساتھ اکٹھے ہو جائینگے پھر میں اہل مدینہ[۲] کا انتظار کرونگا یہانتک کہ حرمین کے بیچ میں وہ میرے ساتھ جمع ہو جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں (ایکروز) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت کا وہ دروازہ دکھلادیا کہ جس میں سے میری امت داخل ہوگی حضرت ابو بکر بولے یارسول اللہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آپکے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی اسے دیکھ لیتا آنحضور نے فرمایا اے ابو بکر یاد رکھو بیشک تم اُن لوگوں میں سب سے[۳] اول ہو گے جو میری امت میں سے بہشت میں جائینگے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے باوجود اسکے کہ آج میرے پاس مال تھا اور باینہمہ بھی میں اُن سے سبقت نکرسکا تو آیندہ اب اُنپر میں کیا سبقت لیجاؤنگا ۱۲ [۲] یعنے مکہ اور مدینہ کے درمیان پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ ان بھائیوں کے محشر کیطرف جائینگے اور محشر ملک شام کی زمین میں ہوگا وہاں ساری مخلوق جمع ہو جائیگی ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر ساری امت میں افضل ہیں ورنہ سب سے پہلے بہشت میں کسطرح چلے جاتے کیونکہ جو بڑا ہوتا ہے وہی اول جایا کرتا ہے ۱۲۔

تیسری فصل (۱۴۴۴) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنکے روبرو کسی نے حضرت ابو بکر صدیق کا ذکر کیا حضرت عمرؓ اُسیوقت رونے لگے اور فرمایا میں یہ بات چاہتا ہوں کہ میرے سارے عمل اُنکی عمر کے دنوں میں سے ایک دن اور راتوں میں سے ایک رات کی برابر ہو جائیں لیکن اُنکی رات (جسے میں اپنے سارے عملوں سے بہتر سمجھتا ہوں) تو وہ کہ جسمیں وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ (ہجرت کرکے) غار کیطرف گئے اور جب دونوں غار کے پاس پہنچے تو ابو بکر کہنے لگے (یا رسول اللہ) قسم ہے اللہ کی آپ ابھی اندر نہ جائیے تاکہ آپسے پہلے میں اندر ہو آؤں کیونکہ اگر اسمیں کوئی (تکلیف دینے والی) چیز ہوئی ...... تو آپسے پہلے مجھے تکلیف پہنچ جائیگی چنانچہ (اول حضرت) ابو بکر اندر گئے اور اُسے (خوب) جھاڑ کر صاف کیا اور اُسکی ایک جانب میں کچھ سوراخ دیکھکر اپنا تہبند پھاڑا اور اُس سے اُنہیں بند کیا (لیکن) دو سوراخ اور اُسمیں باقی رہگئے اُن دونو پر اُنہوں نے اپنے دونوں پاؤں لگادیئے پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب اندر تشریف لے آیئے چنانچہ آنحضور غار کے اندر تشریف لیگئے اور حضرت ابو بکر کی گود میں اپنا سر مبارک رکھکر سو گئے اُسیوقت حضرت ابو بکرکے پاؤنمیں ایک سوراخ میں سے سانپ نے کاٹ لیا لیکن ابو بکرؓ اس اندیشہ سے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جاگ جائینگے ہلے تک بھی نہیں اور اُنکے آنسو نکلکر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر پڑے اُسیوقت آنحضرت نے پوچھا کہ اے ابو بکر تمہارا کیا حال ہے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میری تو سانپ نے کاٹ لیا ہے پھر آنحضرت نے (اسی جگہ کہ جہاں اُستے کاٹا تھا) تھوک دیا اُسیوقت جو تکلیف اُنہیں معلوم ہوئی تھی سب جاتی رہی بعد میں زہر کا اثر پھر ہو کر اُنکی موت کا سبب وہی ہو گیا اور ہاں اُنکا دن (کہ جسکے برابر میں اپنے عمل چاہتا ہوں) وہ ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو (بعضے) عرب مرتد ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ اب ہم زکوٰۃ نہیں[۵] دینگے حضرت ابو بکرنے فرمایا کہ اگر وہ مجھے ایک اونٹ کا پاؤں باندھنے کی رسی (جو زکوٰۃ میں پہلے دیتے تھے) اب نہیں دینگے تو میں اُن سے اُسی کے باعث جہاد کرونگا میں نے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ

۵ یعنی یہ کہکر کہ زکوٰۃ اب فرض نہیں ہے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ زکوٰۃ ادا کر اور وہ کہے کہ میں نہیں ادا کرتا تو وہ کافر ہو جاتا ہے ۱۲-

لوگوں سے محبت رکھو اور انپر نرمی رکھو انہوں نے (بہت غصہ ہوکر) مجھسے فرمایا کہ (بس میاں) کیا تم جاہلیت ہی میں بڑے بہادر تھے اور اب اسلام میں نامرد ہو گئے واقعی بات یہ ہے کہ اب وحی تو منقطع ہو گئی اور دین اسلام پورا ہو چکا کیا اب میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

باب حضرت عمر کی فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل (۱۴۶۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سے پہلی امتوں کے لوگوں میں محدثؔ (یعنے جنہیں الہام ہوں) ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی ویسا ہو تو بیشک (اُن میں سے) یہ عمر ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۶۸) حضرت سعد بن ابو وقاص فرماتے ہیں کہ (ایک روز) حضرت عمر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنیکی (آپسے) اجازت چاہی اور آپکے پاس قریش کی عورتیںؔ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آنحضرؐ جو انہیں دیا کرتے تھے) وہ اپنی آوازیں اونچی کر کر مواُس سے زیادہ مانگتی تھیں اور جب حضرت عمر نے (اندر آنیکی) اجازت چاہی تو وہ سب عورتیں اُٹھیں اور (ڈر کے مارے) پردہ میں بھاگ گئیں پھر حضرت عمر اندر گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہنسائے (آج کیا بات ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان عورتوں سے تعجب آرہا ہے جو میرے پاس تھیں کہ جبوقت انہوں نے تمہاری آواز سنی فوراً پردہ میں بھاگ گئیں اُسیوقت حضرت عمرؓ نے (اُن عورتوں سے) فرمایا اے اپنی جانونکی دشمنو کیا تم مجھے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں وہ عورتیں بولیں ہاں (ہم تم سے ڈرتے ہیں واقعی) تم سخت عادت اور سخت گو آدمی ہو پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابن خطاب خوب کہو (انکی

لہ توربشتی نے لکھا ہے کہ زبان عرب میں محدث اُسے کہتے ہیں جو صادق الظن ہو اور درحقیقت محدث وہ ہے جس کے دل میں اللہ کی طرف سے کوئی بات ڈالی جائے ۱۲ مرقات ۔ لہ یہاں عورتوں سے مراد ازواج مطہرات ہیں کہ وہ روٹی کپڑا وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ مانگتی تھیں جیسی کہ عورتونکی عادت ہوتی ہے ۱۲۔

کہنے کی پروا نکرو کیونکہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب کبھی کسی کوچہ میں تم جاتے ہو اور تمہیں شیطان ملجاتا ہے تو وہ تمہارے کوچہ کے سوا اور کوچہ میں سے نکل جاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ حمیدی کہتے ہیں کہ برقانی[1] نے اس قول کے بعد کہ یارسول اللہ یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ آپکو کسنے ہنسایا۔"

(۱۴۶۹) حضرت جابر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں بہشت میں گیا ناگہاں میں ابو طلحہ کی بیوی رمیصا[2] سے ملا اور (وہیں) مینے کچھ پاؤں کا کھڑکا سُنا مینے پوچھا یہ کون ہے کسی فرشتہ نے کہاکہ یہ بلال ہیں اور مینے ایک محل دیکھا جسکے دالان میں ایک نوجوان لونڈی تھی مینے پوچھاکہ یہ کسکی ہے اُنہوں نے کہاکہ عمر بن خطاب کی پھر مینے اُسے دیکھنے کے لئے اندر جانا چاہا لیکن مجھے تمہاری غیرت یاد آگئی (اسلئے میں اندر نہ گیا) حضرت عمر بولے یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں کیا میں آپ پر (بھی) غیرت کرتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۷۰) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں ایکروز سو رہا تھا مینے لوگونکو دیکھاکہ وہ کُرتے پہنے ہوئے میری روبرو پیش کئے جاتے ہیں بعض کے کُرتے اُن میں ایسے ہیں جو چھاتی تک پہنچتے ہیں اور بعضے ان سے بھی کم ہیں اور عمر بن خطاب جو میرے روبرو کئے گئے تو اُنکے بدن پر ایسا کرتا تھاکہ وہ اُسے کھینچے جاتے تھے صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ پھر آپ نے اسکی تعبیر کیالی آپ نے فرمایا دین۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۷۱) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھاکہ میرے لئے کوئی دودھ کا پیالہ لایا مینے اسقدر پیاکہ میں تازگی کو اپنے ناخنوں سے نکلتی ہوئی دیکھی۔ پھر مینے اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دیدیا لوگوں نے پوچھاکہ یارسول اللہ آپنے اسکی تعبیر کیالی ہے آپنے فرمایا علم۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[1] برقانی ایک بڑے محدث کا نام ہے جو برقان کی طرف منسوب ہے اور برقان خوارزم میں ایک بستی ہے ۱۲ مرقات [2] رمیصاء اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کے آنکھوں میں چیپڑ ہوں لیکن یہاں یہ حضرت ابو طلحہ انصاری کی بیوی حضرت انس کی والدہ ام سُلیم کا نام ہے ۱۲ مرقات۔

(۱۴۷۲) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے میں نے اپنے تئیں ایک کنویں پر دیکھا اُسکے اوپر ڈول پڑا ہوا تھا پھر میں نے جسقدر ڈول کھینچے اللہ کو منظور تھے کھینچے پھر وہ ڈول ابن ابی قحافہ (یعنی ابو بکر) نے لے لیا اور اُنہوں نے اُسمیں سے ایک یا دو[۱] ڈول کھینچے اور اُن کے کھینچنے میں کچھ سستی تھی[۲] خیر اللہ تعالیٰ اُنکی سستی کو بخشدے پھر وہ ڈول چرس ہو گیا اور ابن خطاب نے اسے لیا پھر میں نے لوگوں میں سے کسی قوی جوان کو عمر کے کھینچنے کی طرح کھینچتے نہیں دیکھا یہانتک کہ لوگوں نے (اپنے اونٹ سیراب کرکے) اونٹوں کے لئے عطن[۳] مقرر کر دیئے اور ابن عمر کی روایت میں یوں ہے آنحضرت نے فرمایا کہ پھر وہ ڈول ابو بکر کے ہاتھ میں سے ابن خطاب نے لیا تو اُنکے ہاتھ میں وہ ڈول چرس ہو گیا پھر میں نے کسی قوی جوان کو ان جیسا کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہانتک کہ اُنہوں نے لوگوں کو سیراب کر دیا اور اونٹوں کے عطن مقرر کر دیئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۴۷۳) حضرت ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ابوذر سے منقول ہے کہ آنحضور نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھا ہے اسوجہ سے وہ حق ہی کہتے ہیں۔

(۱۴۷۴) حضرت علی فرماتے ہیں کہ ہم (اہل بیت) اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت عمر کی زبان پر سکینہ[۴] جاری ہوتی ہے۔ یہ روایت بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۴۷۵) حضرت ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے یہ دعاء کی تھی

---

[۱] اس سے حضرت ابو بکر کی خلافت کیطرف اشارہ ہے کہ بہت تھوڑی مدت رہیگی چنانچہ دو سال اور تین مہینے رہی اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایک ڈول یا دو ڈول کہنا راوی کا شک ہے اور صحیح یہ ہے کہ اُنہوں نے دو ڈول کھینچے ۱۲ لمعات [۲] یہ اسطرف اشارہ ہے کہ بعض عرب اُنکی خلافت میں مرتد ہو گئے ۱۲ لمعات [۳] عطن اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں ۱۲ لمعات [۴] یعنی حضرت عمر ایسی بات بولتے تھے جس سے لوگوں کے دلوں کو اطمینان اور تسکین ہو جاتی تھی اور یہ ایسا امر غیبی تھا کہ یہ اُنکی زبان پر القا کیا جاتا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید سکینہ سے مراد سکینہ حضرت جبرئیل ہو جو حضرت عمر کو یہ باتیں الہام کرتا تھا ۱۲ لمعات

اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام او بعمر بن الخطاب (ترجمہ یا الٰہی ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کی وجہ سے (یعنے انمیں سے کسیکو مسلمان کرکے) اسلام کو قوت دے چنانچہ بعد دعاء کے صبح ہی کو عمر بن خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکے مسلمان ہوگئے اور مسجد میں خوب آشکارا نماز پڑھی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶-۱۴۷۷) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کو (اسطرح) پکارا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر حضرت ابو بکر نے (اُنسے) فرمایا یاد رکھو واقعی اگر تم یہ کہتے ہو تو بخدا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سورج ایسے کسی آدمی کے اوپر نہیں نکلتا جو عمر سے بہتر ہو [۱]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۷-۱۴۷۷) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

(۸-۱۴۷۷) حضرت بُریدہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں تشریف لے گئے اور جب آپ واپس تشریف لائے تو ایک سانولی لونڈی (خدمت بابرکت میں) آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے (آپکے جاتے وقت) یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپکو صحیح سلامت پھیرلائے تو میں آپکے روبرو دائرہ بجاؤنگی داور گاؤنگی) کیا اب میں گالوں (یا دائرہ بجالوں) آنحضور نے اُس سے فرمایا اگر تو نے واقعی نذر مانی تھی تو تو دائرہ بجالے [۲] ورنہ نہ بجا چنانچہ اُسنے بجانا شروع کیا پھر حضرت ابو بکر اندر آئے تو وہ برابر بجاتی رہی پھر حضرت علی اندر آئے تب بھی وہ بجاتی رہی پھر حضرت عثمان آئے تب بھی وہ بجاتی رہی اور (جس وقت) حضرت عمر اندر آئے تو اُسنے دائرہ کو اپنے چوتڑوں کے نیچے ڈالکر خود اُس کے اوپر بیٹھ گئی اُس وقت رسول اللہ

---

[۱] یا تو اس سے یہ مراد ہے کہ حضرت عمر اپنے خلافت کے زمانہ میں ایسے ہونگے یا یہ کہ حضرت ابو بکر کے سوا مراد ہے یا یہ کہ رعب و دبدبہ میں ایسے ہونگے یہ معنے اس لئے لیئے جاتے ہیں تاکہ احادیث میں تعارض نہ ہو ۱۲ مرقات [۲] حدیث میں یہاں لفظ دف کا ہے اور دف سے مراد ہے جو متقدمین میں متعارف تھی اُس میں باجا نہ ہوتا تھا لہذا جس میں جھانجھ ہو وہ اتفاقاً مکروہ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس نذر میں قربت الی اللہ ہو تو اُس کا پورا کرنا واجب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھو صفحہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر بیشک شیطان تم سے ڈرتا ہے کیونکہ میں بیٹھا رہا اور یہ برابر بجاتی رہی پھر ابوبکر اندر آئے تب بھی یہ بجاتی رہی پھر علی اندر آئے تب بھی یہ بجاتی رہی پھر عثمان اندر آئے تب بھی یہ بجاتی رہی اور اے عمر جسوقت تم آئے اس نے دائرہ ڈال دیا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۱۴۷۹) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میرے پاس) بیٹھے ہوئے تھے ہمنے ایک شور اور لڑکوں کی آواز سنی اسیوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اٹھکر گئے تو ناگہاں ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی اور لڑکے اسکے گرد کھڑے تھے آنحضرت نے (مجھے) پکارا کہ اے عائشہ آؤ تم بھی دیکھ لو چنانچہ میں گئی اور مینے اپنا کلا آنحضرت کے مونڈھے پر رکھکر آپ کے مونڈھے اور سر کے بیچ میں اس عورت کو دیکھنے لگی (اور دیکھتی رہی) پھر آپ مجھسے پوچھتے رہے کہ تمہارا پیٹ دیکھنے سے بھرا یا نہیں تمہارا پیٹ بھرا یا نہیں اور میں بھی کہتی رہی کہ نہیں تاکہ میں آپ کے نزدیک اپنا مرتبہ دیکھوں (کہ میری کسقدر رعایت اور خاطر کرتے ہیں اتنے میں) پھر ناگہاں حضرت عمر نکل آئے اسیوقت سب لوگ اس عورت سے جدے جدے ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنوں اور آدمیوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا تھا کہ عمر کیوجہ سے سب بھاگ گئے عائشہ فرماتی ہیں پھر میں بھی آ گئی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

تیسری فصل (۱۴۸۰) حضرت انس اور حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فرماتے تھے مینے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی ہے (پہلی بات یہ کہ) مینے (آنحضرت سے) عرض کیا تھا کہ اگر ہم مقام ابراہیم کو مصلّی بنا لیتے تو بہتر تھا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى (ترجمہ) مقام ابراہیم میں مصلّی بنالو۔ اور (دوسری بات یہ کہ) مینے یہ بھی عرض کیا تھا

بقیہ فائدہ نیت لانیکی خوشی کرنا خاصکر جہاد سے اعلیٰ درجہ کی قربت ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس کا بجانا مندہی وغیرہ کی وجہ سے جایز ہے ورنہ جایز نہیں ۱۲ مرقات لے یعنے میرا یہ کہنا کوئی دیکھنے کی خواہش کی وجہ سے نہ تھا بلکہ یہ کہنا تھا کہ دیکھوں میری آنحضرت کو چاہت کسقدر ہے کبتک رعایت کرینگے ۱۲ ملہ مقام ابراہیم سے وہ پتھر مراد ہے جسپر انکے قدم کا نشان ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ بنایا تو اس پتھر پر کھڑے ہوکر بنایا تھا اس لئے اسپر قدم کا نشان ہو گیا تھا ۱۲۔

کہ یا رسول اللہ آپکی خدمت بابرکت میں نیک و بد (سب طرح کی) عورتیں آتی ہیں اگر آپ انہیں پردہ کرنیکے لئے حکم کر دیں تو بہتر ہے چنانچہ پردہ کی آیت نازل ہو گئی اور (تیسری بات یہ کہ) غیرت[1] کے قصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب عورتیں متفق ہو گئیں تھی تو مینے یہ کہا کہ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ (ترجمہ) اگر آنحضرت تمہیں طلاق دیدیں تو قریب ہے کہ اُن کا پروردگار تم سے اچھی بیویاں انہیں بدلہ میں دیدے) چنانچہ اسیطرح (اللہ کیطرف سے) آیت نازل ہوئی اور ابن عمر کی ایک روایت میں یوں ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمر نے فرمایا کہ مینے اپنے پروردگار کی تین حکموں میں موافقت[2] کی ہے اور ایک مقام ابراہیم کی بابت دوسرے پردہ کی بابت تیسرے بدر کے قیدیوں کی بابت۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۸۱) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کو چار[3] باتوں کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت ہے ایک تو (جنگ) بدر کے دن قیدیوں کو ذکر کرنیکے باعث کہ حضرت عمر نے اُن کے قتل کر دینے[4] کا حکم دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (ترجمہ) اگر اللہ کی طرف سے پہلے ہی یہ حکم لکھا ہوا نہ ہوتا (کہ اجتہاد کی خطا میں عذاب نہ دیا جائے) تو تمہیں بڑا عذاب پہنچتا اور (دوسری) حضرت عمر کے پردہ کے ذکر کرنے کے باعث کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو پردہ کرنیکیلئے کہا تھا تو اُن سے (جواب میں) حضرت زینب نے کہا کہ اے ابن خطاب کیا تم ہم پر حکم کرتے ہو اور حالانکہ ہمارے گھروں میں تو وحی نازل ہوتی ہے اسیوقت اللہ تعالیٰ نے (یہ حکم) نازل فرمایا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (ترجمہ) اور جسوقت تم لوگ عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو) اور (تیسری) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کے باعث کہ یا الٰہی تو عمر کے سبب سے

[1] غیرت کے قصہ سے وہ قصہ مراد ہے جو حضرت زینب کے پاس حضرت کے شہد پینے کا ہے ۱۲ [2] یعنے حضرت عمر کی جو رائے تھی اُسیکے موافق اللہ تعالیٰ نے بوسیلہ آیت حکم نازل فرما دیا ۱۲ [3] تین یا چار باتیں بیان کرنے میں اوروں کی نفی نہیں ہے کیونکہ حضرت عمر کی ایسی بہت سی باتیں ہیں جنھیں انکی رائے کے موافق حکم الٰہی نازل ہوا ہے انہی میں ایک مشہور قصہ بدر کے قیدیوں کا ہے ۱۲ مرقات [4] یعنے حضرت ابوبکر کے مشورہ دینے کے بعد کہ اُنسے فدیہ لیلیا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت ابوبکر کی رائے پر راضی ہو گئے تھے ۱۲ لمعات۔

اسلام کو قوت دے اور (چوتھی) بسبب انکی رائے کے جو حضرت ابوبکر کی خلافت کی بابت تھی کہ سب لوگوں سے پہلے حضرت عمر ہی نے اُنسے بیعت کرلی تھی۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۴۸۲) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری امت میں سے ایک شخص کا مرتبہ بہشت میں سب سے بلند ہوگا ابوسعید فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم لوگ وہ شخص حضرت عمر ہی کو سمجھتے تھے یہاں تک کہ اُنہوں نے وفات پائی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۸۳) حضرت اسلم فرماتے ہیں مجھسے ابن عمر نے اُنکا یعنی حضرت عمر کا کچھ حال پوچھا چنانچہ مینے اُنہیں بتادیا اسلم کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکی وفات کے وقت سے کبھی کسی کو ایسا نہیں دیکھا جو اخیر عمر تک حضرت عمر سے زیادہ کوشش کرنیوالا اور زیادہ نیکبخت ہو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۸۴) مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں جسوقت حضرت عمر زخمی ہوئے[۲] تو اپنی تکلیف ظاہر کرنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسوقت اسطرح کہا جیسے کوئی کسی کو جزع فزع پر تسلی دیتا ہے کہ اے امیرالمومنین آپکو یہ نہیں کرنا چاہیئے (تم تو) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو اور اُن سے تمہاری صحبت اچھی طرح رہی پھر وہ تم سے جدا ہوئے تو وہ تم سے راضی تھے پھر تم حضرت ابوبکر کی صحبت میں رہے اور اُنکا ساتھہ اچھی طرح نبہایا پھر وہ تم سے جُدا ہوئے تو وہ بھی تم سے راضی تھے پھر تم مسلمانوں کی صحبت میں رہے اور اُنکا ساتھہ تمنے بھی اچھی طرح سے نبہایا اور آپکی جُدائیگی کے وقت یہ لوگ آپ سے راضی رہینگے حضرت عمر نے کہا جو رسول خدا کی صحبت کا تو نے ذکر کیا اور اُنکی رضامندی کا تو یہ اللہ کا احسان ہے جو مجھپر کیا اور جو ابوبکر کے ساتھہ کا ذکر کیا تو وہ بھی اللہ کا احسان تھا جو مجھپر احسان کیا ہے اور یہ جو میری گھبراہٹ تم دیکھہ رہے ہو یہ تمہارے اور تمہارے یاروں کے سبب سے

---

[۱] یہ اشارہ ایک مبہم آدمی کیطرف ہے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ ہر آدمی کوشش کرکے خیال کرے کہ اس مرتبہ کا کون آدمی ہے ۱۲ لمعات [۲] آپکو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے بدھ کے دن ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو مدینہ میں جبکہ آپ صبح کی نماز پڑھارہے تھے زخمی کیا تھا لوگ آپکو گھر لیگئے اور اسوقت کی نماز عبدالرحمن بن عوف نے پڑھادی پھر حضرت عمرؓ اُس زخم کی وجہ سے شہید ہوگئے [۳] یعنے میں تمہارے اور تمہارے یاروں کے لئے رورہا ہوں کہ میرے بعد تمپر بڑے بڑے فتنے اور مصیبتیں آئینگی اور حضرت عمر کو یہ خوب معلوم تھا کہ میرے بعد فتنوں کا دروازہ کھل جائیگا ۱۲۔

ہے خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اُسے میں خدا کے عذاب دیکھنے سے پہلے عذاب کے بدلے دیدوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۴۸۵) حضرت ابوہریرہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایک شخص گائے کو ہنکا رہا تھا جب تھک گیا تو اُسپر بیٹھ گیا وہ گائے بولی ہم اس لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں ہم صرف زمین بونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں لوگوں نے کہا سبحان اللہ گائے بھی باتیں کرتی ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی اسپر میں اور ابوبکر اور عمر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ (اسوقت) وہ دونوں اُس جگہ (موجود نہیں) تھے پھر فرمایا ایک شخص ایک دفعہ اپنی بکریوں کی ریوڑ میں تھا کہ اُنمیں سے ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اور اُسے پکڑ لیا پھر اُس بکری کا مالک آ پہنچا اور اُسسے چھڑا لیا بھیڑیئے نے اُس سے کہا سبع کے دن اس کا نگہبان کون ہوگا جبکہ میرے سوا اس کا کوئی نگہبان نہوگا لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے آپنے فرمایا اس پر میں اور ابوبکر اور عمر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اُس جگہ نہیں تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۴۸۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت میں کھڑا تھا کہ لوگوں نے حضرت عمر کے واسطے خدا سے دعا کی اسوقت حضرت عمر کو لوگ تختہ پر (نہلانے کے واسطے) رکھ چکے تھے یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے پیچھے سے میرے مونڈھے پر اپنی کہنی رکھے ہوئے کہتا ہے

ف اسوقت حضرت ابوبکر اور عمر موجود نہ تھے اس سے اُنکی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے کہ باوجود موجود نہ ہونیکے آنحضرت صلعم نے انہیں اپنے ساتھ ایمان میں شریک رکھا ۱۲ ف سبع کے معنے درندہ کے ہیں مراد یہ ہے کہ جس دن سب آدمی مرجائینگے اور جانور ہی جانور رہجائینگے اے شخص اس دن بکریوں کی نگہبانی کون کریگا بعض کہتے ہیں اس سے فتنوں کا زمانہ مراد ہے کہ جسوقت لوگ فتنوں میں پڑجائینگے اسوقت بکریوں کی نگہبانی کون کریگا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک خوشی کا دن مقرر تھا کہ اُس دن کھیلنے کودتے تھے اور جانوروں کو چھوڑ دیتے تھے اور انہیں درندے کھاجاتے تھے ۱۲ مرقات۔

(اے عمر) خدا تم پر رحم کرے بیشک میں یہ امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں تمہارے دونوں یاروں کے ساتھ ملا دیگا کیونکہ بہت دفعہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا آپ فرماتے تھے (فلاں جگہ) میں اور ابوبکر اور عمر تھے اور میں نے اور ابوبکر اور عمر نے (یہ کام) کیا اور میں اور ابوبکر اور عمر چلے اور میں اور ابوبکر اور عمر (فلاں جگہ) گئے اور میں اور ابوبکر اور عمر (گھر وغیرہ سے) نکلے (ابن عباس فرماتے ہیں) میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۴۸۷) حضرت ابوسعید خدری نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جنتی علیین والوں کو دیکھینگے جیسے تم آسمان کے کنارہ میں چمکتے تارہ کو دیکھتے ہو اور بیشک ابوبکر اور عمر انہیں میں سے ہیں اور وہ دونوں یعنی ابوبکر اور عمر (درجہ میں) بڑھے ہوئے ہیں یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسیطرح نقل کی ہے۔

(۱۴۸۸) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر اور عمر پہلے پچھلے جنتی ادھیڑوں کے سوائے نبیوں اور پیغمبروں کے سب کے سردار ہونگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت علی کی روایت سے روایت کی ہے۔

(۱۴۸۹) حضرت حذیفہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم میں میرے رہنے کی کتنی مدت ہے (یعنے کتنے دنوں زندہ رہونگا) تم میرے پیچھے والے لوگوں (یعنے) ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۹۰) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے تو حضرت ابوبکر اور عمر کے علاوہ کوئی اپنا سر اونچا نہیں کرتا تھا یہ دونوں آپ کے سامنے مسکراتے تھے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھکر مسکراتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۱۴۹۱) حضرت ابن عمر نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن (گھر سے) روانہ ہوکے مسجد میں

لہ اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر مراد ہیں ۱۲ ۲ یعنے ہر بات میں حضور انور حضرت ابوبکر اور عمر کو اپنے ساتھ شریک رکھتے تھے اور اپنے نام کے ساتھ انکا نام ملا کے لیتے تھے ۱۲۔

۳ یعنے ادھیڑوں میں نبیوں اور پیغمبروں کے علاوہ ان سے کوئی نہ بڑھیگا ۱۲۔

آئے تو حضرت ابوبکر اور عمر (آپکے ساتھ ساتھ) ایک آپکے دائیں طرف اور دوسرے بائیں طرف تھے اور آپ ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا قیامت کے دن اسی طرح[1] ہم اٹھائے جائینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۹۲) عبداللہ بن حنطب نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور عمر کو دیکھ کے فرمایا یہ دونوں (دین کے) کان اور آنکھ ہیں یہ حدیث ترمذی نے بلا واسطہ صحابی نقل کی ہے

(۱۴۹۳) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے رہے ہیں اور میرے آسمان والے وزیر جبرئیل اور میکائیل ہیں اور زمین والے میرے وزیر ابوبکر اور عمر ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۴۹۴) حضرت ابوبکرہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یعنے (خواب میں) دیکھا ہے جیسے ایک ترازو آسمان سے اتری ہے اسمیں آپ اور ابوبکر تلے تو آپ بھاری اترے پھر ابوبکر اور عمر تلے تو ابوبکر بھاری رہے پھر عمر اور عثمان تلے تو عمر بھاری رہے بعد ازاں وہ ترازو اٹھا لیگئی اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غم ہوا یعنی آپ کو یہ برا معلوم ہوا، پھر آپ نے فرمایا اس سے[2] نبوت کی خلافت مراد ہے پھر اسکے بعد خدا جسے چاہیگا بادشاہت عطا کریگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۴۹۵) حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں ایک جنتی آدمی دکھائی دیگا پھر (یہ کہنے کے بعد) حضرت ابوبکر دکھائی دئیے پھر فرمایا تمہیں ایک (اور) جنتی آدمی دکھائی دیگا اسکے بعد حضرت عمر دکھائی دئیے[3] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

---

[1] یعنے ہم تینوں قیامت کے دن قبر سے اسی طرح اٹھینگے کہ تمیں سے ایک بائیں طرف دوسرے دائیں طرف ہوگے

[2] میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے پھر حضرت عمر ہونگے پھر حضرت عثمان ہونگے اسکے بعد اختلاف واقع ہو جائیگا چنانچہ حضرت علی کی خلافت میں حضرت علی اور امیر معاویہ کی باہم لڑائی ہوتی رہی ۱۲

[3] اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور عمر کے جنتی ہونے کی بشارت ہے اور انکے فضائل میں جس قدر حدیثیں ہیں سب سے ان کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے ان لوگوں پر افسوس ہے جو انہیں برا کہہ کر اپنا ایمان کھوتے ہیں ۱۲۔

کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴۹۶) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک دفعہ چاندنی رات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر نیکیاں ہونگی آپ نے فرمایا ہاں عمر کی ہیں مینے پوچھا اور ابو بکر کی نیکیاں کتنی ہیں آپ نے فرمایا عمر کی ساری نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

باب حضرت عثمانؓ کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۱۴۹۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابو بکر نے آپکے پاس آنیکی اجازت مانگی آپ نے انہیں اجازت دیدی اور خود اسی طرح رہے اور حضرت ابو بکر آکے باتیں کرنے لگے پھر حضرت عمر نے اجازت مانگی تو آپ نے انہیں بھی اجازت دیدی اور آپ اسی طرح رہے اور حضرت عمر آکے باتیں کرنے لگے پھر حضرت عثمان نے اجازت مانگی تو آپ (اٹھکر) بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ ابو بکر آئے تو آپ انکی وجہ سے نہیں ہلے اور نہ کچھ انکی پروا کی پھر جب حضرت عمر آئے تو آپ انکی وجہ سے نہ ہلے نہ کچھ ان کا خیال کیا پھر حضرت عثمان آئے تو آپ بیٹھ گئے اور آپنے اپنے کپڑے درست کر لئے آپ نے فرمایا (اے عائشہ) کیا میں ایسے آدمی سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے شرماتے ہیں اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا بیشک عثمان بہت باحیا آدمی ہے اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں اسے اسی طرح بلالوں گا تو وہ مجھے اپنی حاجت کی اطلاع نہیں کر سکیگا (شرم کی وجہ سے یونہی واپس چلا جائیگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

ف یعنی رانیں نہیں ڈھکیں یہ شاید ابتداء اسلام کا ذکر ہوگا ورنہ رانوں کا ڈھا کنا تو فرض ہے اس حدیث سے حضرت عثمان کا زیادہ حیادار ہونا ثابت ہوتا ہے ۱۲ ف جسطرح بیٹھے تھے اسی طرح لیٹے رہے عثمان کے آنے سے آپ کیوں اٹھ بیٹھے ۱۲ ف یعنی اس کا جو کچھ مطلب ہوگا مجھ سے بیان کئے بغیر شرما کے چلا جائیگا ۱۲

دوسری فصل

(۱۴۹۸) طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کا رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق یعنی ہمراہی جنت میں عثمان ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے یہ حدیث ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے، اور اسکی سند قوی نہیں ہے اور یہ حدیث منقطع ہے۔

(۱۴۹۹) عبدالرحمن بن خباب فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا جبکہ آپ جیش عُسرہ (یعنے تنگی کے لشکر کے سامان مہیا کرنے) پر رغبت دلا رہے تھے کہ حضرت عثمان نے کھڑے ہوکے عرض کیا یا رسول اللہ راہ خدا میں سو اونٹ معہ انکی جھولوں اور کجاوں کے میرے ذمہ ہیں آنحضور نے پھر لشکر (کے سامان مہیا کرنے) پر لوگوں کو رغبت دلائی تو حضرت عثمان نے کھڑے ہوکے کہا یا رسول اللہ راہ خدا میں دوسو اونٹ کجاوں اور جھولوں سمیت میرے ذمہ ہیں حضور انور نے پھر رغبت دلائی تو حضرت عثمان نے کہا تین سو[1] اونٹ جھولوں اور کجاوں سمیت میرے ذمہ ہیں (عبدالرحمن کہتے ہیں) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ منبر پر سے اتر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے عثمان پر کچھ (گناہ) نہیں ہے اس کے بعد جو ہے جو کچھ عمل کرے عثمان پر کچھ نہیں ہے اس کے بعد جو ہے جو کچھ عمل کرے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۰) عبدالرحمن بن سمرہ فرماتے ہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک کے لشکر کا سامان تیار کر رہے تھے حضرت عثمان اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے آئے اور آپکی آپکی گود میں ڈال دئیے میں نے نبی صلی اللہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انہیں اپنی گود میں الٹ پلٹ کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے آج کے بعد عثمان جو کچھ عمل کریگا اسے وہ عمل ضرر نہیں پہنچا سکیگے (اور یہ) دوبار (کہا)، یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۱) حضرت انس فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وقت بیعت رضوان کیلئے (صحابہ کو) ارشاد[2] فرمایا تو حضرت عثمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں پیغام لیکر گئے ہوئے تھے آپنے

[1] یعنے تین سو اونٹ جھولوں اور کجاوں سمیت میں دیدونگا ۱۲ [2] یعنے جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اپنے سے اُس بیعت کے کرنیکا حکم دیا جس سے خداوند تعالے نے اپنی رضامندی ظاہر کی ہے ۱۲

لوگوں سے بیعت لی پھر فرمایا بیشک عثمان خدا اور رسول کے کام میں ہے پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا (اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے) آپکا ہاتھ حضرت عثمان کیواسطے ان تمام لوگوں کے اپنے اپنے ہاتھوں[1] سے بہت بہتر تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۰۲) ثمامہ بن حزن قشیری فرماتے ہیں میں (حضرت عثمان کے) گھر میں اسوقت موجود تھا جبکہ حضرت عثمان نے لوگوں کو[2] اوپر سے جھانک کے یہ کہا تھا (اے لوگو!) میں تمہیں خدا کی اور اسلام کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں سوائے بیر رومہ کے میٹھا پانی بالکل نہ تھا آپنے فرمایا ایسا کون ہے جو چاہ رومہ کو خرید لے اور اس سے اچھے[3] جنت کے کنوئیں کے بدلے اس کا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کردے (یعنے اسے وقف کردے) میں نے اپنے خالص مال سے اسے خرید دیا اور آج تم مجھے اس کے پانی پینے سے منع کرتے ہو یہانتک کہ میں دریا کا پانی پی رہا ہوں وہ بولے اے بار خدایا ہاں (سچ ہے) پھر حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی اور اسلام کی قسم دلاتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مسجد نبوی نمازیوں سے تنگ ہو گئی تھی[4] تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو شخص فلاں کی زمین خرید کر جنت کی اس سے بہتر زمین کے بدلے مسجد میں بڑھا دے اسے میں نے اپنے خاص مال سے خرید دیا اب تم مجھے اس میں دو رکعتیں پڑھنے سے روکتے ہو وہ بولے اے بار خدایا ہاں (سچ ہے) پھر حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی اور اسلام کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ میں نے تنگی کے وقت لشکر تبوک کا سامان اپنے مال سے مہیا کر دیا تھا وہ بولے اے بار خدایا ہاں (سچ ہے) پھر حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں خدا کی اور اسلام کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں یہ معلوم ہے کہ رسول خدا

---

[1] یعنے اور سبھوں نے تو آنحضور کے ہاتھ پر اپنا اپنا ہاتھ رکھا تھا اور حضرت عثمان کے ہاتھ کے بدلے حضور انور ہی کا دوسرا ہاتھ تھا اسطرح حضرت عثمان بیعت رضوان کے ثواب کے زیادہ مستحق ٹھیرے ۱۲۔

[2] یعنے جن بلوائیوں نے حضرت عثمان کا گھر گھیر رکھا تھا جب حضرت عثمان نے ان کو اوپر چڑھکے یہ فرمایا تو میں بھی انکے گھر میں موجود تھا ۱۲ [3] جو کوئی اسے خرید کر وقف کر دیگا اسے جنت میں اس سے اچھا کنواں ملیگا ۱۲ [4] یعنے جب نمازی زیادہ ہو گئے اور مسجد میں نمازیوں کی بقیہ دیکھو صفحہ ۴۷۸

صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے پہاڑ ثبیر پر کھڑے تھے اور آپکے ہمراہ ابوبکر اور عمر تھے اور میں بھی تھا کہ پہاڑ اسطرح لرزا کہ اُسکے پتھر نیچے زمین میں گرنے لگے آنحضور نے اسے لات مار کے فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کیونکہ تجھپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں وہ لوگ بولے اے بار خدایا ہاں (سچ ہے) حضرت عثمان نے فرمایا اللہ اکبر کعبہ کے پروردگار کے قسم یہ لوگ گواہی دیتے ہیں[۵] کہ میں شہید ہوں یہ تین دفعہ کہا یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور دار قطنی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۳) مُرّہ بن کعب فرماتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور اُنہیں بہت ہی قریب بتایا پھر ایک آدمی ایک کپڑا سر پر اوڑھے ہوئے گزرا تو آپ نے فرمایا اُس دن یہ آدمی راہ ہدایت پر ہوگا مُرّہ کہتے ہیں مینے اٹھکر اُس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عثمان بن عفان تھے اور کہتے ہیں اُنکا منہ مینے آپکی طرف پھیر کر کہا یا رسول اللہ [illegible] کہا ہاں یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا [illegible] حسن صحیح ہے

(۱۵۰۴) حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان شاید [illegible] ہے کہ خداوند کریم تجھے ایک کرتہ پہنا دے[۶] پھر لوگ اُسے تجھ سے اُتارنا چاہیں تو تم اُنکی وجہ سے اُسے نہ اُتارنا یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے اس حدیث میں قصہ[۷] دراز ہے۔

(۱۵۰۵) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ذکر کیا پھر حضرت عثمان کیطرف اشارہ کرکے فرمایا یہ شخص اس فتنہ میں ظلماً شہید ہوگا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث سند کی رو سے حسن غریب ہے۔

گنجائش نہ رہی تو آنحضرت نے فرمایا جو کوئی زمین خرید کر مسجد کو بڑھا دے اُسے اُس [illegible] میں عطا کریگا ۱۲ [۵] یعنے یہ بلوائی میرے شہید ہونیکی گواہی بھی دیتے ہیں [illegible] ہیں اور یہ بھی انہیں معلوم ہے کہ شہید کا قاتل دوزخی ہے ۱۲ [۶] اس سے آنحضور کا مقصود یہ تھا کہ [illegible] کردے اور لوگ تجھے معزول کرنا چاہیں تو خلافت ہرگز نہ چھوڑیو چنانچہ اسی حدیث کی وجہ سے حضرت عثمان نے جب لوگوں نے دار کے دن محاصرہ کرلیا تو انہوں نے اپنے تئیں معزول نہ کیا ۱۲ لمعات طیبی [۷] یعنے [illegible] میں یہ بیان ہے کہ مصر کے لوگ اپنے صوبہ کے ظلم کی فریاد کرنے حضرت عثمان کے پاس آئے انہوں نے [illegible] دیکھو [illegible]

(۵۰۶۶) ابو سہلہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت عثمان نے گھر کے محصور ہونے کے دن فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لے لیا ہے اور میں اس پر صابر ہوں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تیسری فصل

(۵۰۷) عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں ایک مصر کا آدمی آیا جو حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتا تھا اُسنے ایک قوم کو بیٹھے دیکھکر پوچھا یہ کون لوگ ہیں وہ بولے یہ قریش ہیں اُسنے پوچھا ان میں بڑا کون ہے انہوں نے جواب دیا عبداللہ بن عمرؓ ہیں وہ بولا اے ابن عمر میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں تم بتاؤ کیا تمہیں معلوم ہے کہ عثمان جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے ابن عمرؓ نے کہا ہاں پھر اُسنے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں غائب تھے اُس میں موجود نہیں تھے ابن عمرؓ نے کہا ہاں وہ بولا کیا بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور اُس میں بھی موجود نہ تھے ابن عمرؓ نے کہا ہاں اُسنے کہا اللہ اکبرؓ ابن عمرؓ نے کہا (ورے) آ میں تجھ سے (اس کی حقیقت) بیان کروں اُنکے جنگ احد سے بھاگ جانیکو تو میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ نے اُسے معاف کر دیا اور جنگ بدر سے انکے غائب ہونیکی وجہ یہ تھی کہ اُنکے نکاح میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ تھیں اور وہ اُس وقت بیمار تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا بیشک تجھے بدر میں حاضر ہونے والے آدمی کا اجر حصہ ملیگا (تو رقیہ ہی کی خدمت میں رہ) اور اُنکے بیعت رضوان سے غائب ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی مکہ میں (مکینہ کی جہت سے) حضرت عثمان سے زیادہ عزت والا آدمی ہوتا تو آپ اُسے بھیجتے (لیکن کوئی دوسرا ان سے زیادہ عزت والا نہ تھا تو) آپ نے حضرت عثمان کو بھیجدیا تھا اور بیعت رضوان حضرت عثمان کے مکہ میں چلے جانیکے بعد ہوئی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اسے اپنے (دوسرے) ہاتھ پر مار کے فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے پھر ابن عمرؓ نے فرمایا اے اعرابی

محمد بن ابو بکر کو حکومت مصر پر بھیجا لیکن لوگوں کے مکر کے باعث وہ درمیان راہ سے واپس آ گئے یہانتک کہ حضرت عثمان کے شہید ہونے کی نوبت آ گئی ۱۲ ے یعنے آنحضرت نے یہ فرما دیا تھا کہ تم اپنے تئیں معزول نکرنا بلکہ تم صبر کرنا ۱۲ ے یہ کلمہ اس شخص نے ازراہ تعجب کہا تھا اُسنے اپنے دلمیں یہ سمجھ لیا تھا کہ مینے حضرت عثمان پر پورا اعتراض کیا ہے کیونکہ حضرت عثمان کے حقمیں اس شخص کا عقیدہ فاسد و خراب تھا ۱۲ ۔

اب اسے اپنے ساتھ لیجا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۰۸) ابو سہلہ حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے کچھ چپکے چپکے باتیں کرنی شروع کیں اور حضرت عثمان (کے چہرہ) کا رنگ متغیر ہونے لگا پھر جسوقت گھر (میں اُنکے محصور ہونے) کا دن ہوا تو ہمنے کہا کیا ہم ان لوگوں سے نہ لڑیں انہوں نے فرمایا نہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک بات کی وصیت کی تھی اور میں اپنے تئیں اُسپر روکے ہوئے (اور صبر کئے ہوئے) ہوں۔

(۱۵۰۹) ابو حبیبہ سے روایت ہے کہ وہ (حضرت عثمان کے) گھر میں گئے تو حضرت عثمان اُس میں گھرے ہوئے تھے پھر انہوں نے ابو ہریرہ کو سُنا کہ انہوں نے حضرت عثمان سے بات کرنیکی اجازت مانگی انہیں اجازت ملگئی ابو ہریرہ (جاکے) کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے بیشک میرے بعد تمہیں فتنے اور جھگڑے یا فرمایا جھگڑے اور فتنے (یہ راوی کا شک ہے) پیش آئینگے کسی آدمی نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ (اسوقت) ہمارا کون ہوگا یا آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا تم امیر اور اُسکے یاروں کی پیروی کرنا اور آپ اُس (امیر) کا حضرت عثمان کیطرف اشارہ کرتے تھے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کی ہیں۔

باب اُن[۱] تینوں کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۱۵۱۰) حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کوہ احد[۲] پر چڑھے ان کی (خوشی کی) وجہ سے پہاڑ ہلنے لگا آپ نے اُسے لات مارکے فرمایا اے احد

---

[۱] جس وقت ابن عمر نے اُسکی ہر ہر بات کا جواب دیدیا اور اُسکے اعتراضوں کو بالکل دفع کردیا تو مذاق کے طور پر فرمایا کہ جو کچھ تو لایا تھا اپنے ساتھ ہی لیتا جا اور جو تیرے سامنے خالص حق بیان کردیا ہے جس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش بات نہیں ہے اسے یاد رکھنا آئندہ ایسے خیال نہ کرنا ۱۲ طیبی[۲] یعنے جیسا کسی رنج اور اندیشہ کے وقت سرخی سے زردی ہوجاتا ہے ۱۲ [۳] یعنے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کی ۱۲ [۴] احد مدینہ منورہ میں ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے ۱۲۔

ٹھہر جا تیرے اوپر صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے
(۱۵۱۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں حضور انور کے ہمراہ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ[ل] میں تھا کہ ایک آدمی نے آکے دروازہ کھلوایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا اسکے واسطے دروازہ کھولدے اور اُسے جنت کی خوشخبری سُنا دے میں نے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوبکر ہیں میں نے اُنہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی بشارت سُنا دی اُنھوں نے خدا کا شکر کیا پھر ایک اور آدمی نے آکے دروازہ کھلوایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکے واسطے بھی دروازہ کھول دے اور جنت کی اُسے بشارت دیدے میں نے اُسکے واسطے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی بات کی خوشخبری اُنہیں سُنا دی اُنھوں نے خدا کا شکر کیا۔ پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھلوایا تو آپنے مجھ سے فرمایا اِس کے واسطے بھی دروازہ کھولدے اور اُسے ایک بلائے عظیم پہنچنے[۲] پر جنت کی خوشخبری سنا دے میں نے دیکھا تو وہ حضرت عثمان تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی بات اُنہیں سنادی اُنھوں نے خدا کا شکر کیا پھر فرمایا خدا ہی سے مدد مانگی جاتی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

دوسری فصل (۱۵۱۲) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ کی زندگی میں ابوبکر[۳] عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۵۱۳) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آج کی رات ایک نیک آدمی خواب میں دکھائی دیا ہے کہ گویا ابو بکر رسول اللہ کے ساتھ لٹکائے گئے اور عمر ابو بکر کے ساتھ لٹکائے گئے اور عثمان حضرت عمر کے ساتھ لٹکائے گئے جابر

[ل] یہ وہی باغ ہے جس میں بیر اریس ہے بعضوں نے لکھا ہے کہ اسی بیر اریس میں حضرت عثمان کے غلام سے وہ انگوٹھی گری تھی کہ جیکے گرتے ہی فتنے اور فساد شروع ہو گئے ۱۲ [۲] یعنے اول دنیا میں ایک بہت بڑی مصیبت اور پریشانی پہنچیگی کیونکہ دنیا میں بادشاہت کے چھن جاتے اور پھر بادشاہ کو رعیت کے قتل کر دینے سے زیادہ بڑی بادشاہ کے لئے اور کیا مصیبت ہو گی ۱۲ [۳] یعنے ہم لوگ آپسمیں آنحضرت کے روبرو ان تینوں صاحبوں کو اس ترتیب سے ذکر کیا کرتے تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ بات درگاہ نبوت میں مقبول اور پسندیدہ تھی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اسمیں ضرور تعلیم فرماتے ۱۲۔

فرماتے ہیں ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہمنے کہا نیک آدمی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور لیکن ایک کا دوسرے کے ساتھ ٹلنے سے مراد یہ ہے کہ یہ اس امر کے والی ہیں جسکے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بھیجا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

باب علی بن ابی طالب کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۱۵۱۴) سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہے جیسے[1] ہارون کا موسیٰ کے ساتھ مرتبہ تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۱۵) زر بن حبیش کہتے ہیں حضرت علی نے فرمایا اُس ذات کی قسم ہے جسنے دانہ کو پھاڑا اور جانوں کو پیدا کیا بیشک مجھ سے نبی اُمّی نے یہ فرمایا ہے کہ ایماندار ہی لوگ مجھ سے محبت رکھینگے اور منافقوں کے علاوہ کوئی مجھ سے عداوت نہیں کریگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۱۶) سہل بن سعد نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر[2] کے دن فرمایا کل میں ایک ایسے آدمی کو جھنڈا دونگا کہ خدا اُسکے ہاتھ پر فتح کریگا وہ خدا اور اُس کے رسول کو چاہتا ہے اور خدا اور رسول اُسے چاہتے ہیں جب صبح ہوئی تو سب کے سب صبح کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس امید پر آئے کہ آپ وہ جھنڈا ہمیں دیدیں آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اُنکی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے فرمایا اُنکے پاس کسی کو بھیجو وہ آئے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا پھر وہ ایسی اچھی ہو گئیں گویا کہ اُنھیں تکلیف ہی نہ تھی آپ نے اُنہیں جھنڈا دیدیا حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اُنسے لڑنے جاؤں جبتک وہ ہم جیسے نہ ہو جاویں آپ نے فرمایا تو نرمی سے چلا جا جبکہ تو اُنکے میدان میں پہنچے تو اُنہیں اسلام کیطرف بلائیو اور جو کچھ خدا کے حق حالت اسلام میں اُنپر واجب ہیں اُنہیں بتا دیجیو خدا کی قسم اگر خدا ایک آدمی کو

---

[1] یعنے امر دین کے لئے مددگار ہونے یا آخرت میں اور قرب مرتبہ میں ایسے ہو لیکن چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس لئے تم نبی نہیں ہو سکتے ۱۲

[2] خیبر مدینہ منورہ سے شام کیطرف آٹھ منزل پر ہے اور یہ جنگ ۷ھ میں ہوئی تھی ۱۲

تیری وجہ سے راہِ راست پر لے آئیگا تجھ تیرے واسطے اس سے بہتر ہوگا کہ تیرے پاس بہت سے سُرخ اونٹ ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے اور براء کی یہ حدیث کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں" بچے کے بالغ ہونیکے باب میں مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۵۱۷) عمران بن حصین نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک علی مجھ سے ہے[ف۱] اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر ایک ایماندار کا دوست ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۱۸) زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں اُسکے علی بھی دوست ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۱۹) حبشی بن جنادہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے کوئی بجز میرے[ف۲] یا علی کے (پیغام) ادا نہیں کر سکتا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور امام احمد نے ابو جنادہ سے نقل کی ہے۔

(۱۵۲۰) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابیوں میں بھائی چارہ کردیا تھا حضرت علی آپکے پاس آئے تو اُنکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اُنھوں نے کہا دیا رسول اللہ آپ نے اپنے سب صحابیوں میں تو بھائی چارہ کردیا اور میرا کوئی بھائی نہیں بنایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی[ف۳] ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ف۱ اس سے اشارہ ہے نہایت ہی اتحاد اور اخلاص اور ایک ہونیکی طرف یعنے نسب میں ہم دونوں ایک ہی ہیں ۱۲ ف۲ اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ جب آپس کے درمیان کسی صلح یا عہد وغیرہ کی بابت گفتگو ہوتی تو یہ بات بغیر موجودگی اُن دو شخصوں کے یا اُن کے دوستے کسی قریب ہی کے رشتہ دار کے طے نہ ہوتی تھی اسلئے جسوقت آنحضرت نے حضرت ابو بکر کو حاجیوں کا حاکم بنا رکھا تھا تو اُنکے پیچھے ہی حضرت علی کو بھیجدیا تاکہ اپکی طرف سے مشرکین سے عہد کو نقض کردیں کہ ہم آیندہ صلح نہیں رکھینگے اسوقت حضرت نے یہ فرمایا تھا ۱۲ ف۳ یعنے پھر تمہیں کسی اور سے بھائی چارہ اور دینی بھائی کرنیکی کیا ضرورت ہے تم اطمینان رکھو ۱۲۔

(۱۵۲۱) حضرت انس فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پرندہ کا گوشت پہنا ہوا تھا آپ نے دعا کی کہ یا الٰہی تو اپنے سب مخلوق سے زیادہ پیارے کو میرے پاس لے آتا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے اسکے بعد آپکے پاس حضرت علی آئے اور آپکے ساتھ کھانا کھایا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے[ل]۔

(۱۵۲۲) حضرت علی فرماتے ہیں میں جسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگتا تھا آپ مجھے دیدیتے تھے اور جب میں خاموش رہتا (کچھ نہ مانگتا) تھا تو آپ خود مجھے دیدیتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۵۲۳) حضرت علی ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اُسکا دروازہ ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور کہا ہے بعضوں نے یہ حدیث شریک سے نقل کی ہے اور اس میں صنابحی سے منقول ہونیکا ذکر نہیں کیا ہے اور یہ حدیث بجز شریک کے اور کسی ثقہ سے روایت کی ہوئی ہم نہیں جانتے۔

(۱۵۲۴) حضرت جابر فرماتے ہیں جنگ طائف کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کے اُن سے سرگوشی کی لوگ کہنے لگے آنحضور کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک رہی آپ نے فرمایا میں نے اُنسے سرگوشی نہیں کی ہے ولیکن خدا نے[ل] انسے سرگوشی کی ہے یہ حدیث ترمذی کے نقل کی ہے۔

(۱۵۲۵) حضرت ابوسعید کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی میرے اور تیرے[ل] سوا کسی جنبی کو اس مسجد میں گزرنا جائز نہیں ہے علی بن منذر کہتے ہیں

[ل] ابن جوزی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے واللہ اعلم ۱۲۔ [ل] یعنے اللہ تعالیٰ نے جو حکم مجھے علی کو پہنچانے کے لئے کیا تھا کہ بطریق سرگوشی کے تم انہیں پہنچا دو وہ مینے پہنچا دیا ہے تو اس صورت میں گویا اُنسے اللہ ہی نے سرگوشی کی ہے کیونکہ اسی کا وہ حکم تھا اور مینے سرگوشی نہیں کی ۱۲۔

[ل] وجہ اس کی یہ ہے کہ اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ اور حضرت علی کا دروازہ ایسی طرح پر تھا کہ دونوں کی گذرگاہ مسجد نبوی ہی میں سے واقع ہوتی تھی ۱۲

میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا اس حدیث کے کیا معنے ہیں وہ بولے (اسکے معنے یہ ہیں کہ) میرے تیرے سوا کسی جنبی آدمی کو مسجد میں چلنا درست نہیں ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۵۲۶) ام عطیہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جنمیں حضرت علی بھی تھے ام عطیہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے یا الٰہی مجھے اُسوقت تک نہ ماریو جبتک تو مجھے علی کو نہ دکھا دے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۱۵۲۷) ام سلمہ کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کو منافق دوست نہیں رکھتے اور ایماندار اُن سے عداوت نہیں رکھتے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث سند کی رُو سے حسن غریب ہے۔

(۱۵۲۸) حضرت ام سلمہ ہی کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے علی[۱] کو بُرا کہا واقعی اُسنے مجھے بُرا کہا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۲۹) حضرت علی کہتے ہیں مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری عیسیٰ کے ساتھ ایک مشابہت ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ سے اتنی عداوت رکھی کہ اُنکی ماں کو تہمت لگائی اور نصاریٰ نے اُنسے اتنی محبت برتی کہ اُنہیں ایسے مرتبہ پر پہنچا دیا جو اُنکے لائق نہ تھا پھر حضرت علی نے فرمایا میری وجہ سے دو (طرح کے) آدمی ہلاک (یعنے گمراہ) ہونگے ایک حد سے زیادہ محبت رکھنے والا کہ وہ میری ایسی تعریف کریگا جو مجھ میں نہوگی دوسرے مجھ سے عداوت کرنے والا میری دشمنی اُسے اسپر اُبھار دیگی کہ وہ مجھے بہتان لگائیگا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۰) براء بن عازب اور زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب موضع غدیر خم[۲] میں اتر پڑے تو حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں سب ایمانداروں کا اُنکی

۱؎ یعنے جسنے انہیں نسب کی جہت سے بُرا کہا تو گویا اُس نے مجھی کو بُرا کہا مقتضے اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت علی کو بُرا کہنا کفر ہے یا یہ تہدید اور وعید پر محمول ہو یا جو حلال جانکر بُرا کہے وہ کافر ہے ۱۲

۲؎ غدیر خم مکہ مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین کوس پر ایک بستی کا نام ہے اور غدیر اصل میں پانی تالاب کو کہتے ہیں ۱۲

جانوں سے زیادہ دوست ہوں صحابہ نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں ہر ایک مومن کا اُسکی جان سے زیادہ دوست ہوں صحابہ بولے ہاں بعد ازاں آپ نے فرمایا یا الٰہی جس کا میں دوست ہوں علی بھی اُسکا دوست ہے یا الٰہی جو علی سے محبت رکھے تو بھی اُس سے محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ اسکے بعد حضرت عمر حضرت علی سے ملے تو حضرت عمر نے کہا اے ابو طالب کے بیٹے تمہیں مبارک ہو تم صبح و شام[1] ہر مومن مرد اور مومن عورتوں کے دوست ہو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۱) حضرت بریدہ فرماتے ہیں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے حضرت فاطمہ سے نکاح کا پیغام بھیجا آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی وہ چھوٹی ہے پھر حضرت علی نے پیغام دیا تو آپ نے حضرت فاطمہ کا نکاح کر دیا۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۲) حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے دروازے کے علاوہ[2] مسجد کے اور سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیدیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۳۳) حضرت علی فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرا ایسا مرتبہ تھا جو تمام مخلوق میں سے کسی کا نہ تھا میں آپ کے پاس شروع سحر[3] میں آتا اور السلام علیک یا نبی اللہ کہا کرتا تھا پھر اگر آپ کھنکھارتے تو میں اپنے گھر آجاتا ورنہ آپکے پاس چلا جاتا یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۴) حضرت علی ہی فرماتے ہیں میں بیمار تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے

---

[1] یعنے تم ہر وقت میں ہر مسلمان مرد اور عورت کے دوست ہو تمہیں کوئی مسلمان برا نہیں سمجھتا ۱۲۔

[2] یعنے صحابیوں کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں تھے اسلئے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ دروازے بند کرلو تاکہ کوئی حائضہ عورت یا جنبی مرد نہ آسکے اور اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے حضرت علی کے دروازہ کے سوا اور دروازے بند کرادئے اور پہلے ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر کے دروازہ کے سوا اور سب دروازے بند کرادئے لہذا تطبیق کی عمدہ صورت یہ ہے کہ بند کرانے کا قصہ دو دفعہ ہوا یہ حضرت علی کے دروازے کا قصہ پہلے ہوا اور ابو بکر کے دروازہ کا قصہ اسکے بعد میں کیونکہ وہ قصہ عین وفات کے وقت کا ہے لہذا وہ اخیر ہوا ۱۲

[3] سحر اخیر شب کے پچھلے حصہ کو کہتے ہیں ۱۲ کشاف۔

اور میں یہ کہہ رہا تھا یا الہی اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھے (اس تکلیف سے) راحت دے اور اگر ابھی موت میں دیر ہے تو میری زندگی فراخ کر دے (یعنے صحت دیدے) اور اگر آزمائش ہے تو مجھے صبر دیدے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کسطرح کہا حضرت علی نے اپنا قول حضور انور کے سامنے دہرایا آپ نے انکے اپنا پاؤں مار کے فرمایا یا الہی اسے عافیت دیدے یا (یہ فرمایا کہ) شفا دیدے راوی نے (اسمیں) شک کیا ہے حضرت علی فرماتے ہیں اس کے بعد اس درد کی مجھے کبھی شکایت نہیں ہوئی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے

باب عشرہ مبشرہ کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل (۱۵۳۵) حضرت عمر نے (اپنی وفات کے وقت) فرمایا تھا کہ اس امر خلافت کے سب سے زیادہ مستحق یہ لوگ ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے اپنی وفات کے وقت راضی تھے پھر علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبد الرحمن کے نام لئے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۶) قیس بن حازم فرماتے ہیں حضرت طلحہ[۱] کا ہاتھ شل دیکھا تھا کہ جنگ اُحد کے دن انہوں نے اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۳۷) حضرت جابر کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے دن فرمایا کہ اس لشکر کی خبر کون لائیگا زبیر نے عرض کیا کہ میں لاؤنگا آپ نے فرمایا بیشک ہر ایک نبی کے مددگار ہوتے ہیں اور میرا مددگار زبیر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۵۳۸) حضرت زبیر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کون ہے جو قبیلہ بنی قریظہ میں جا کے میرے پاس اُنکی خبر لائے زبیر کہتے ہیں میں (خبر لینے کے واسطے) روانہ ہوا جسوقت واپس آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو ملا کے میرے واسطے[۲]

۱؎ حضرت طلحہ نے جنگ احد کے دن اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈال کر دیا تھا جسمیں انکے بدن میں اسی سے بھی زیادہ زخم آئے تھے یہانتک کہ انکے عضو مخصوص بھی زخمی ہو گیا تھا۔ ۲؎ اس میں حضرت زبیر کی تعظیم اور تعریف ہے کیونکہ انسان یہ کلمات اُسی شخص کے لئے کہتا ہے جسکی تعظیم کرنی منظور ہوتی ہے ۱۲۔

ابی وامی فرمایا (ترجمہ تجھپر میرے ماں باپ قربان ہوں) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۵۳۹) حضرت علی فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن مالک کے علاوہ کسی کے واسطے اپنے ماں باپکو قربان کرتے ہوئے جمع کرتے نہیں سنا^(۱) بیشک جنگ احد کے دن میں نے آپ سے سُنا کہ سعد سے کہہ رہے تھے اے سعد تیر چلائے جا تجھپر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۰) حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں میں نے عربوں میں سے اول راہ خدا میں تیر چلایا وہ میں ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۱) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب (کسی لڑائی سے) مدینہ میں آکے سوئے نہیں اور فرمایا کاش کہ کوئی نیک آدمی میری حفاظت کرے۔ ناگہاں ہمیں ہتیار کی آواز سُنائی دی آپ نے پوچھا یہ کون ہے وہ بولے میں سعد ہوں آپ نے پوچھا تم کیونکر آگئے وہ بولے میرے دل میں آپ (کی تنہائی) پر خوف آگیا اور میں آنحضور کی نگہبانی کرنے آیا ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے واسطے دعا کی پھر سو گئے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۲) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک امت کیواسطے امانت دار ہے اور اس امت کے امانت دار ابو عُبیدہ بن جرّاح ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۴۳) ابن ابی مُلیکہ تابعی کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے سُنا اُنسے کسی نے پوچھا اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے خلیفہ مقرر کرتے حضرت عائشہ بولیں ابو بکر کو پھر کسی نے پوچھا ابو بکر کے بعد (کسے کرتے) وہ بولیں حضرت عمر کو (کرتے) پھر پوچھا گیا حضرت عمر کے بعد کون (لائق خلافت تھا) حضرت عائشہ نے جواب دیا ابو عبیدہ بن جرّاح (تھے)^(۲) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۵۴۴) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر کوہ حرا پر تھے کہ کوہِ حرا ہلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

(۱) بعضوں نے لکھا ہے کہ اس روایت میں اور حضرت زبیر کی روایت میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ حضرت علی کو اس کی خبر نہیں ہوگی یا حضرت علی کا یہ مقصود ہے کہ خاص اُحد کے دن آپ نے اور کسی کے لئے ایسا نہیں فرمایا ۱۲ منہ

(۲) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا یہ اعتقاد تھا کہ بعد شیخین کے خلافت کے زیادہ لائق بقیہ اصحاب میں سے ابو عبیدہ ہیں ۱۲

اے حرا ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر صرف ایک نبی اور ایک صدیق اور (چار) شہید ہیں اور بعضوں نے سعد بن ابی وقاص کا نام زیادہ ذکر کیا ہے اور حضرت علی کا ذکر نہیں کیا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۵۴۵) عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور عبیدہ بن جراح (یہ سارے) جنتی ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے سعید بن زید سے نقل کی ہے۔

(۱۵۴۶) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا میری اُمت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے ابوبکر ہیں اور خدا کے کام میں سب سے زیادہ مضبوط عمر ہیں اور سب سے زیادہ حیار صادق[2] عثمان میں ہے اور سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے زید بن ثابت ہیں اور سب سے اچھے قاری ابی بن کعب ہیں اور سب سے زیادہ حلال اور حرام کے جاننے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر ایک امت میں امانت دار ہوتا ہے اور اس اُمت کے امانت دار ابو عبیدہ بن جراح ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور معمر نے قتادہ سے مرسل نقل کی ہے اور اُس میں یہ (بھی) ہے کہ سب سے زیادہ حق فیصلے کرنیوالے علی ہیں۔

(۱۵۴۷) زبیر فرماتے ہیں جنگ اُحد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر دو زرہیں تھیں اور آپ ایک پتھر پر چڑھنے کو اٹھے ولیکن چڑھ نہ سکے طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے اور حضور انور پتھر پر چڑھ گئے پھر آنحضور سے میں نے سُنا آپ فرماتے تھے کہ طلحہ نے (اپنے لئے جنت) واجب کرلی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[1] اسی حدیث کی وجہ سے ان دس صحابیوں کا لقب عشرہ مبشرہ ہے یعنے وہ یہی دس آدمی ہیں جو بہشتی ہونے کی بشارت دئے گئے ہیں ۱۲ [2] حیار صادق یعنے سچے حیا اس لئے فرمایا کہ کبھی حیا، بحکم طبیعت بشری کے بھی ہوتی ہے اگرچہ وہ بحکم شرع حق اور درست نہ ہو لیکن حیار صادق اور معتبر وہ ہے جو موافق شریعت کے اور مطابق حق کے ہو ۱۲۔

(۱۵۴۸) حضرت جابر فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ کے فرمایا جو ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے کہ روئے زمین پر چلتا پھرتا ہو اور اپنی مدت پوری کر چکا ہو اسے طلحہ کیطرف دیکھنا چاہیئے ایک روایت میں ہے جسے شہید کو دیکھنا اچھا معلوم ہو جو روئے زمین پر چلتا ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۴۹) حضرت علی فرماتے ہیں میرے کانوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہونگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۵۰) سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن یعنے جنگ اُحد کے دن فرمایا یا الٰہی سعد کی تیر اندازی زیادہ کرادے اسکی دعا قبول کر یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۵۵۱) سعد بن ابی وقاص ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا الٰہی سعد جب تجھ سے دعا کرے اسکی دعا قبول کر یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۲) حضرت علی فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے علاوہ کسی کیواسطے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا جنگ احد کے دن اُن سے کہا تھا اے سعد تیر مارے جا تجھپر میرے ماں باپ قربان ہوں اور اسنے یہ بھی فرمایا اے قوی نوجوان تیر مارے جا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۳) حضرت جابر کہتے ہیں سعد آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں[۳] مجھے کوئی دالیسا[۴] اپنا ماموں دکھائے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ سعد بنی زہرہ میں

---

[۱] یعنے اگر کوئی یہ چاہے کہ مردہ کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ طلحہ کو دیکھ لے ۱۲ [۲] یہ اشارہ انکے کمال قرب سے ہے یعنے یہ دونوں مجھسے بہشت میں بہت ہی قریب ہونگے ۱۲ [۳] سعد قریش کے قبیلہ بنی زہرہ میں سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنی زہرہ ہی میں سے تھیں اسلیئے آپنے انہیں ماموں فرمایا یعنے میری والدہ کی قوم میں سے ہیں ۱۲ [۴] اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد کی تعریف کرنی منظور ہے یعنے جیسے میرے ماموں ہیں انکے برابر کوئی اپنا ماموں دکھائے تو سہی تا کہ حقیقت کھل جائے کہ کسیکا ماموں میرے ماموں کی برابر نہیں ہے ۱۲

سے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنی زہرہ میں سے تھیں اسواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں اور مصابیح میں فلیرنی کے بدلے فلیکرمن ہے یعنے لوگ اپنے ماموں کی بزرگی کریں جیسے میں اپنے ماموں کی بزرگی کرتا ہوں)

تیسری فصل (۱۵۵۴) قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں مینے سعد بن ابی وقاص سے سُنا وہ فرماتے تھے عربوں میں سب سے پہلے راہ خدا میں جسنے تیر چلایا وہ میں ہوں اور ہمنے اپنے تئیں دیکھا کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے اور کیکر کی پھلیوں اور کیکر کے پتوں کے سوا ہمارا اور کچھ کہانا نہ تہا اور ہم میں سے بعضوں کو بکریوں کی طرح مینگنیاں آتی تھیں اُنمیں کچھ ملاؤ نہیں ہوتا تہا اب بنی اسد مجھے اسلام (یعنے نماز) پر تعزیر دینے لگے (اگر میں نماز پڑہنی نہیں جانتا تو) میں یونتو نامراد رہگیا اور میرے عمل بیکار گئے (اسکا قصہ یہ ہے کہ) لوگوں نے حضرت عمر کے پاس انکی برائی کی تہی اور کہا تہا یہ نماز اچھی نہیں پڑہتے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۵۵) حضرت سعد فرماتے ہیں مینے اپنے تئیں دیکھا کہ میں تیسرا مُسلمان تہا (یعنے مجھسے پہلے دو ہی آدمی مُسلمان ہوئے تھے) اور جو کوئی مُسلمان ہوا اُسی دن ہوا ہے جس دن میں مُسلمان ہوا ہوں اور میں سات روز تک اسی طرح ٹہیرا رہا کہ میں تیسرا مُسلمان تہا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۶) حضرت عائشہ نقل کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے فرماتے تھے تمہارا حال اُن اُمور میں سے ہے جنکا مجھے اپنے (مرنیکے) بعد غم ہے اور تمہارے (کفیل ہونیکی تکلیفوں کے) اوپر بجز صابر سچے لوگوں کے اور کوئی صبر نہیں کرسکیگا حضرت عائشہ کہتی ہیں آنحضور کی (صابر سچے لوگوں سے) خیرات کرنیوالے لوگ مُراد تھے پھر حضرت عائشہ نے

ف۱ یعنے مجھے بہت کچھ کہتے ہیں اور عار دلاتے ہیں کہ تم نماز اچھی نہیں پڑہتے ہو اور بہانسے معلوم ہوا کہ علم و فضل کے ساتھ فخر کرنا اور اپنے کمال کو بیان واقعی کے ساتھ کسی مصلحت دینی کی وجہ سے ظاہر کرنا جایز ہے ۱۲ ف۲ یعنے یہ خیال ہے کہ دیکھا چاہیئے میری وفات کے بعد تمہارا کیا حال ہو اور لوگ تم سے کیا معاملہ کریں اور تمہاری معیشت کو کون متکفل ہو ۱۲۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے فرمایا خدا تعالیٰ تیرے والد کو سلسبیل[1] جنت سے پانی پلائے عبد الرحمٰن بن عوف نے امہات المومنین کو ایک باغ ہدیۃً دیدیا تھا جو چالیس ہزار کو بکا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۷) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اپنی بیویوں سے فرما رہے تھے بیشک جو شخص میرے بعد تمہیں پیسیں بھر بھر کر دیگا وہ سچا نیکبخت ہوگا پھر کہا یا الٰہی[2] عبد الرحمٰن بن عوف کو جنت کے سلسبیل کا پانی پلا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۵۸) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں نجران[3] والوں نے آ کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک امانت دار آدمی بھیجد یجیے آپ نے فرمایا بیشک میں تمہارے پاس ایک ایسے امانت دار آدمی کو بھیجونگا جو امانت دار ہونیکے قابل ہے سب لوگوں نے اُس کی آرزو کی (کہ ہم اسیر ہو جائیں) حذیفہ فرماتے ہیں آنحضور نے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجد یا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۵۹) حضرت علی فرماتے ہیں کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے بعد ہم کسے امیر بنائیں آپ نے فرمایا اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو اُنہیں (امور) دُنیا میں امانت دار پرہیزگار اور آخرت کی طرف رغبت کرنیوالا پاؤ گے اور اگر عمر کو امیر بناؤ گے تو اُسے طاقت دار امانت دار پاؤ گے خدا کے کاموں میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈریگا اور اگر تم علی کو امیر بناؤ گے حالانکہ میرا یہ خیال نہیں ہے کہ تم ایسا کرو گے تو اُسے تم ہدایت کرنیوالا ہدایت حاصل کئے ہوئے پاؤ گے تمہیں سیدھے[4] راستہ پر پکڑ کر لیجائیگا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے

---

[1] سلسبیل بہشت میں ایک چشمہ کا نام ہے ۱۲ [2] بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام حضرت ام سلمہ کا ہو جیسکہ پہلے حدیث میں حضرت عائشہ سے منقول ہوا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلعم کا ہے آپکو معلوم ہو گیا تھا کہ آپکے بعد عبد الرحمٰن ازواج مطہرات کے ساتھ نیک سلوک کرینگے اور اسمیں آپکا معجزہ ہے ۱۲ [3] نجران ایک موضع کا نام ہے یمن میں جو سنہ ہجری میں فتح ہوا تھا ۱۲ مرقات [4] یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے لئے کسیکو مقرر نہیں کیا تھا بلکہ یہ امر صحابہ کے سپرد ہوا کہ وہ جسکو چاہیں وہی مقرر کر لینگے ۱۲

(۱۵۶۰) حضرت علی ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ ابو بکر پر رحم کرے کہ اُنہوں نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی اور دار ہجرت کی طرف مجھے سواری پر پہنچا دیا اور غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال کو اپنے مال سے (خرید کر) آزاد کر دیا خدا تعالیٰ عمر پر رحم کرے کہ وہ سچ بات کہتے ہیں اگرچہ وہ کڑوی ہو سچ کہنے نے انہیں ایسا کر دیا ہے کہ اُن کا کوئی دوست نہیں ہے خدا تعالیٰ عثمان پر رحم کرے کہ اُن سے فرشتے شرم کرتے ہیں خدا تعالیٰ علی پر رحم کرے یا الٰہی حق کو علی کے ساتھ ہی پھیر جس طرف علی پھرے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

باب اہل بیت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریفوں کا بیان

پہلی فصل

(۱۵۶۱) سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں جبکہ یہ آیت نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ[1] نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو بُلا کے فرمایا یا الٰہی یہ میری اہل بیت ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۶۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک دن صبح کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ سیاہ بالوں کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کاٹھی کے نقش بنے ہوئے تھے پھر حسن بن علی آئے آپ نے اُنہیں بھی اُس میں لے لیا پھر حسین آئے تو اُنہیں بھی اُسکے اندر لے لیا پھر حضرت فاطمہ آئیں تو انہیں بھی اُس میں لے لیا پھر حضرت علی آئے تو آپ نے انہیں بھی اُس میں لے لیا پھر یہ آیت پڑھی[2] اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (ترجمہ اے اہل بیت خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے بُرائی دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[1] ترجمہ (آ جاؤ) ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیں یہ آیت اہل کتاب اور سرورِ عالم کے مباہلہ کرنے میں اُتری تھی ۱۲ [2] یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی آپ کے اہل بیت میں ہیں کیونکہ اس آیت سے پہلے بھی بیویوں کا ذکر اور اس آیت کے بعد میں بھی اُن کا ذکر ہے ۱۲۔

(۵۶۴۳) حضرت براء فرماتے ہیں جب ابراہیم^ل^ آنحضور کے صاحبزادے) فوت ہوگئے تو آنحضور نے فرمایا بیشک اسکے واسطے جنت میں بھی دودھ پلانے والی ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۶۴۴) حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپکے پاس تھیں کہ حضرت فاطمہ آئیں اُنکی چال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے ذرا نہیں چھپتی تھی یعنے دونوں کی یکساں چال تھی) آنحضور نے جب اُنہیں دیکھا تو فرمایا میری بیٹی تو خوش رہے پھر انہیں بٹھاکے کچھ چپکے سے کہا وہ (سنکر) بہت روئیں جب آپ نے انکا غم ملاحظہ کیا تو دوبارہ چپکے سے اور کچھ کہدیا کہ وہ یکایک ہنسنے لگیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے تو مینے فاطمہ سے پوچھا آنحضور نے چپکے سے کیا کہا تھا وہ بولیں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر^ط^ نہیں کرسکتی جبکہ آپکی وفات ہوگئی تو مینے فاطمہ سے کہا میں تمہیں اپنے اُس حق کی جو تمپر میرا حق ہے قسم دلاتی ہوں کہ تم مجھے وہ بات (جو آنحضور نے چپکے سے کہی تھی) بتادو وہ بولیں اب تو ہاں میں بتادونگی پہلی دفعہ جو آپ نے مجھ سے چپکے سے کہا تھا تو آپ نے مجھے یہ بتایا تھا کہ جبرئیل ہر سال (ماہ رمضان میں) مجھ سے قرآن کا ایکبار دَور^ط^ کیا کرتے تھے اور واقعی اس سال جبرئیل نے مجھ سے دو دفعہ دَور کیا ہے اس واسطے میں یہی جانتا ہوں کہ میری موت قریب آپہنچی ہے اے فاطمہ تو خدا سے ڈریو اور صبر کیجیو بیشک میں تیرے واسطے آگے جانیوالا بہت اچھا ہوں (یہ سُنکر) میں رونے لگی جب آپنے میری گھبراہٹ دیکھی تو دوبارہ مجھ سے چپکے سے کہا اے فاطمہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جنتی عورتوں یا ایماندار عورتونکی تم سردار ہو + اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے چپکے سے مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ اسی مرض میں وفات پائینگے اسپر میں رونے لگی آپنے دوبارہ مجھ سے چپکے سے یہ فرمایا کہ میں (یعنی فاطمہ)

ل۵ ابراہیم آنحضرت کے صاحبزادے ماریہ قبطیہ سے تھے اُنہوں نے مدت شیرخوارگی میں وفات پائی تھی آنحضور ان کا ذکر فرماتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحب کمال انتقال کے بعد فی الحال ہی بہشت میں چلے جاتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس بہشت کا لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے وہ پیدا ہوچکی ہے اور موجود ہے ۱۲ ط۵ اس سے معلوم ہوا کہ غیروںسے بڑوں کا اور دوستوں کا بھید چھپانا مستحب ہے حتی الوسع اسے ظاہر نکرے ۱۲ ط۵ یعنے ہر برس روزہ میں جسقدر قرآن شریف نازل ہوتا تھا رمضان المبارک میں یادداشت کیلئے اُسکا دور کرلیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ دور کرنا رمضان شریف میں مستحب ہے ۱۲-

آپکی اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپکے بعد (بہشت میں) آپ سے جاؤنگی (اس پر) میں ہنسنے لگی - یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۱۵۶۵) مسور بن مخرمہ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جسنے اُسپر غصہ کیا اُس نے مجھپر غصہ کیا ایک روایت میں یہ ہے جو چیز اُسے رنج میں ڈالتی ہے مجھے بھی رنج میں ڈالتی ہے اور جو چیز[۲] اُسے ایذا دیتی ہے مجھے بھی ایذا دیتی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے -

(۱۵۶۶) زید بن ارقم کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم میں موضع خم غدیر میں جو مکہ مدینے کے بیچ میں (واقع) ہے خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے پھر خدا کی حمد و ثنا بیان کی بعدہ وعظ کہا اور نصیحت کی پھر فرمایا حمد و ثنا کے بعد واضح ہو اور اے لوگو! یاد رکھو میں بھی انسان ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد[۳] (مجھے لینے) آئے اور میں (اُس کا بُلاوا) قبول کرلوں = میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں پہلی اُن میں سے اللہ کی کتاب ہے اُس میں ہدایت اور روشنی (کا بیان) ہے تم اللہ کی کتاب کو لیکر اُسے مضبوط پکڑ لینا آنحضور نے کتاب اللہ (کے پکڑنے) پر لوگوں کو برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی پھر فرمایا اور (دوسرے) میری اہل بیت ہیں اپنے اہل بیت کے حق میں میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں میں اپنی اہل بیت کے حق میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کتاب اللہ خدا کی رسّی ہے جو کوئی اُسکی پیروی کریگا ہدایت پر رہیگا اور جو اُسے چھوڑ دیگا گمراہی پر ہوگا یہ حدیث مُسلم نے نقل کی ہے -

(۱۵۶۷) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ یہ جسوقت جعفر کے بیٹے (عبداللہ) کو سلام کرتے تو

---

[۱] یعنے آپکی وفات کے بعد سب سے پہلے مجھ فاطمہ کی وفات ہوگی چنانچہ آنحضور کی وفات سے چھ[۶] ماہ بعد رمضان میں انہوں نے وفات پائی حضرت فاطمہ سرور عالم کی چھوٹی بیٹی ہیں اور ماہ رمضان سنہ ۲ ہجری میں حضرت علی سے انکا نکاح ہوا تھا ۱۲ [۲] ایک روایت میں آیا ہے ابو جہل کے بھائی حارث بن ہشام نے ابو جہل کی بیٹی کا حضرت علی سے نکاح کرنا چاہا اور حضرت علی بھی راضی ہو گئے تھے جب آنحضور کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے منبر پر بیٹھ کے خطبہ میں یہ فرمایا تھا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اُسے ایذا دیگا گویا اُس نے مجھے ایذا دی اسپر حضرت علی اُس خیال سے باز آئے اور آنحضرت سے معذرت کی ۱۲ [۳] یعنے موت کا پیغام میرے پاس آئے اور میں مرجاؤں تو تم ان دو چیزوں کو مضبوط پکڑے رہنا ایک خدا کی کتاب پر عمل کرتے رہنا دوسرے میرے[۴] اولاد اور گھر والوں کے ساتھ سلوک کرنا ۱۲ -

السلام علیک یا ابن ذی الجناحین کہتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۶۸) حضرت براء فرماتے ہیں مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حسن بن علی آپکے کندھے پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے یا الہی میں اسے چاہتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھہ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۶۹) حضرت ابو ہریرۃ فرماتے ہیں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دن میں کسی وقت نکلا یہانتک کہ آپ حضرت فاطمہ کے گھر میں آئے اور پوچھا کیا یہاں ننھا ہے کیا یہاں ننھا ہے اس سے آپکی مراد حضرت حسن تھے تھوڑی دیر آپ نہ ٹھیرنے پائے کہ وہ دوڑے ہوئے آگئے اور ہر ایک دوسرے کے گلے لگے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا الہی میں اسے چاہتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھہ اور جو اس سے محبت رکھے اس سے بھی محبت رکھہ - یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۷۰) حضرت ابو بکرہ فرماتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر اسطرح دیکھا ہے کہ حسن بن علی آپکے پہلو میں بیٹھے تھے اور آپ ایک دفعہ لوگوں کی طرف دیکھتے اور ایک دفعہ انکی طرف دیکھتے تھے اور فرماتے تھے بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید خدا تعالیٰ اسکے سبب سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے[۱] یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۱) عبد الرحمن بن ابی نعم فرماتے ہیں مینے عبد اللہ بن عمر سے سنا کہ انسے ایک آدمی نے محرم کا حال دریافت کیا تھا شعبہ راوی کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ سائل نے پوچھا تھا (کہ حالت احرام میں) مکھی ماری جاوے (یا نہیں) انہوں نے فرمایا عراق والے مجھسے مکھی کے مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے[۲] کو شہید کر دیا حالانکہ رسول خدا

---

[۱] اے آسمان کے دو پروں والے کے بیٹے تمہیں سلام ہو حضرت جعفر جب غزوہ موتہ میں جو ملک شام میں ہوا ہے شہید ہوگئے تو آنحضرت نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ جعفر کے پر لگ گئے اور فرشتوں کے ساتھہ اڑتے پھرتے ہیں اسی دن سے جعفر طیار انکا لقب ہوگیا تھا ۱۲ منہ چنانچہ گروہ حضرت علی اور گروہ معاویہ امیر شام میں جو باہمی لڑائی تھی انمیں امام حسن کیوجہ سے صلح ہوگئی ۱۲ منہ یعنے یہ لوگ مکھی مارنیکا مسئلہ پوچھتے ہیں اور سرور عالم کے چاہیتے نواسے کو شہید کر دیا اسوقت نہ خیال کیا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے ۱۲۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے حق میں فرمایا تھا کہ یہ دونوں دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۲) حضرت انس فرماتے ہیں حسن بن علی سے زیادہ صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نہیں ملتا جُلتا تھا اور حسین کے بارے میں کہا ہے یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہُت مشابہ ہیں یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۱۵۷۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ سے چمٹا کے فرمایا یا الٰہی اسے حکمت سکھادے ایک روایت میں ہے اسے کتاب اللہ سکھادے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۱۵۷۴) حضرت ابن عباسؓ ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاٸخانہ میں گئے تو میں نے آپکے واسطے وضو کا پانی رکھدیا جب آپ باہر تشریف لائے تو پوچھا یہ کسنے رکھا ہے پھر آپکو خبر ہوئی تو فرمایا یا الٰہی اسے دین میں سمجھ[۵۱] دیدے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۷۵) اُسامہ بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور انہیں اور حضرت امام حسن کو لیکے فرماتے تھے یا الٰہی تو انسے محبت رکھہ کیونکہ میں بھی ان دونوں کو چاہتا ہوں ایک روایت میں یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کے اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حسن بن علی کو دوسری ران پر بٹھاتے تھے پھر انہیں چمٹا کر فرماتے تھے یا الٰہی ان دونوں پر رحم کر کیونکہ میں بھی ان دونوں پر مہربانی کرتا ہوں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۶) عبداللہ بن عمرؓ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا تو اُسامہ بن زید کو اُن کا امیر مقرر کیا بعض لوگوں نے اُنکی سرداری میں[۵۲] طعن کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسکی سرداری میں لعن طعن کرتے ہو (تو کچھ تعجب نہیں)

---

[۵۱] آپکی دعا کا ثمر یہ ہوا کہ علم دین وسمجھداری میں ابن عباس بڑے بڑے صحابہ سے بڑھ گئے کہ حضرت عمرؓ انہیں باوجود نوعمر ہونیکے بوڑھے بوڑھے صحابہ کی جماعت کے ساتھ اپنے پاس بٹھاتے تھے ۱۲۔

[۵۲] بعض لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اس لشکر میں بڑے بڑے صحابہ جیسے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ موجود ہیں پھر اُنکے ہوتے اُسامہ کو کیوں امیر کردیا اسپر حضور انور کو سخت غصہ آیا کہ تم اُسے قابل سرداری نہیں سمجھتے بخدا وہ سرداری کے لائق ہے اور اُسکا باپ زید بھی سرداری کی قابلیت رکھتا تھا اور اُس کا باپ مجھے بہت پیارا تھا اور یہ بھی میرا چاہیتا اور پیارا ہے ۱۲۔

تم اس سے پہلے اسکے باپ کی سرداری میں طعن کر چکے ہو اور خدا کی قسم بیشک وہ سرداری کے لایق تھا اور مجھے سب آدمیوں سے زیادہ پیارا تھا اور بیشک یہ بھی اُس کے بعد سب سے زیادہ پیارا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں بھی اسی طرح ہے اُسکے اخیر میں یہ ہے کہ میں تمہیں اُسامہ کے ساتھ (نیکی کرنیکی) وصیت[1] کرتا ہوں بیشک وہ تمہارے نیک آدمیوں میں سے ہے۔

(۱۵۷۷) عبداللہ بن عمرؓ ہی فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کو ہم زید بن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہانتک کہ قرآن (کی آیت) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ[2] اتری (ترجمہ تم انہیں اُنکے (اصلی) باپوں کے نام کے ساتھ پکارا کرو) یہ روایت متفق علیہ ہے اور براءؓ کی حدیث کہ آنحضرت نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے" صغیر بچے کے بالغ ہونے اور اُسکی پرورش کرنیکے باب میں مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل (۱۵۷۸) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر بیٹھے خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے آپ سے سُنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! بیشک میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اُسے پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے خدا کی کتاب اور میری اولاد یعنے اہل بیت ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷۹) زید بن ارقمؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم اُنہیں مضبوط پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک اُن میں سے دوسری سے بڑی ہے خدا کی کتاب ایک رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک کھنچی ہوئی ہے

---

[1] یعنے تم ہمیشہ اُسامہ کیساتھ اچھی طرح پیش آنا ورنہ تم لوگ میری وصیت پر عمل نہ کرنے والوں میں شمار ہوگے ۱۲

[2] پہلے دستور تھا کہ اگر کوئی کسی کو بیٹا بنا لیتا تو وہ بالکل صلبی بیٹے کے برابر شمار ہوتا تھا آنحضور نے چونکہ زید کو بیٹا بنا رکھا تھا اسلیئے لوگ اُنہیں زید محمد کا بیٹا کہتے تھے اسپر خدا تعالےٰ نے یہ آیت اُتاری کہ جو جس کا بیٹا ہو اُسیکے نام سے اُسے پکارو بنائے ہوئے بچے صلبی بچوں کے برابر حقدار وغیرہ نہیں ہو سکتے ۱۲

اور (دوسرے) میری اولاد (یعنی) میرے گھر والے اور یہ دونوں جُدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آجائیں تم غور کرو کہ تم اُن دونوں میں کیونکر میرے خلیفہ ہوتے ہو[۱] (اچھے ہوتے ہو یا بُرے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۰) زید بن ارقم ہی روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور فاطمہ اور حضرت حسن اور حسین کے حق میں فرمایا جو انسے لڑے میں انسے لڑنے والا ہوں اور جو انسے صلح کرے اُنسے میں صلح کرنے والا ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۱) جُمیع بن عُمیر فرماتے ہیں میں اپنی پھوپی کے ساتھ حضرت عائشہ کی خدمت میں گیا اور میں نے (اُنسے) پوچھا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا کون تھا وہ بولیں فاطمہ! پھر کسی نے پوچھا مردوں میں سے (زیادہ پیارا کون تھا) فرمایا فاطمہ کے شوہر (علی مرتضیٰ تھے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۲) عبد المطلب بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غصہ میں بھرے ہوئے آئے تو میں بھی آپکے پاس بیٹھا تھا آپ نے پوچھا تمہیں کس چیز سے غصہ آگیا وہ بولے یا رسول اللہ ہمارا اور (دوسرے) قریشیوں کا کیا حال ہے جب وہ آپسمیں ملتے ہیں تو کشادہ روئی سے ملتے ہیں[۲] اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس طرح نہیں ملتے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا پھر فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے کسی آدمی کے دل میں ایمان نہیں آئیگا جبتک اللہ و رسول کیواسطے تم سے[۳] محبت نہ کرینگے پھر فرمایا اے لوگو! جو کوئی میرے چچا کو تکلیف

[۱] یعنے میرے بعد تم انہیں کسطرح مانتے ہو اچھی طرح یا بُری طرح واضح ہو کہ آنحضور کی اہل بیت سے محبت رکھنی فرض ہے اور انکے ساتھ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ثلثہ سے عداوت رکھنی کفر ہے حضرت علی نے خود اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا ہے کہ میری وجہ سے دو جماعتیں دوزخ میں جائینگی ایک مجھ سے عداوت رکھنے والی دوسرے حد سے زیادہ محبت رکھنے والی ۱۲ [۲] یعنے جب اپنے اور رشتہ داروں اور دوستوں سے ملتے ہیں تو کشادہ روئی اور خوشی کیساتھ ملتے ہیں اور ہمسے ملتے ہیں تو ترش رو اور تیوری پر بل پڑے ہوتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے میرے رشتہ داروں) اولاد ہاشم سے جبتک لوگ محبت نہ رکھینگے وہ ایماندار نہیں ہونگے ۱۲

دیگا اسنے مجھے ایذا دی کیونکہ آدمی کا چچا بجائے باپکے ہوتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور مصابیح میں مطلب سے منقول ہے۔

(۱۵۸۳) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۴) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا جب پیر کی صبح ہو تو تم اور تمہارا بیٹا دونوں میرے پاس آنا میں تمہارے واسطے ایسی دعا کرونگا اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو نفع پہنچائیگا۔ (چنانچہ) صبح کے وقت عباسؓ گئے اور انکے ہمراہ میں بھی گیا آپنے ہمیں اپنی چادر اڑہاکے فرمایا یاآلہی عباس اور اسکے بچے کو اسطرح ظاہر اور باطن بخشدے کہ کوئی گناہ نہ رہے یاآلہی اسکی اولاد کی حفاظت کر یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور رزین نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ (آپنے فرمایا) عباس کے پیچھے (اسکی اولاد میں) خلافت[1] باقی رکھہ اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۸۵) حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جبرئیل کو دو دفعہ دیکھا تھا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے واسطے دو بار دعا کی تھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۶) حضرت ابن عباس ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے دو دفعہ یہ دعا کی کہ خدا تعالیٰ مجھہ (ابن عباسؓ) کو حکمت (سکہا دے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں جعفر[2] مسکینوں سے بہت محبت رکھتے اور انکے پاس بیٹھتے تھے اور ان سے باتیں کرتے اور وہ ان سے باتیں کرتے تھے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ابوالمساکین کہکر پکارتے تھے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸۸) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مینے جعفر کو دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے[3] پھر رہے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے

---

[1] چنانچہ عرصہ دراز تک خلافت خلفاء عباسیہ ہی میں رہی انہیں میں سے ہارون رشید وغیرہ خلیفہ ہوئے ہیں ۱۲

[2] حضرت جعفر حضرت علی کے بھائی تھے ۱۲۔ [3] غزوہ موتہ میں انہوں نے بہت بہادری کی تھی اور شہید ہو گئے تھے خداوند کریم نے جنت میں انہیں پر عطا کردئے تاکہ جہاں چاہیں اُڑتے پہریں اسلیئے انکا طیار یعنے اڑنیوالا لقب ہے ۱۲

یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۸۹) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۹۰) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک حسن اور حسین دونوں میرے دنیا کے دو پھول ہیں یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور یہ حدیث پہلی فصل میں بھی گذر چکی۔

(۱۵۹۱) اُسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں ایک دن میں اپنے کسی کام کے واسطے رات کیوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آنحضور ایک ایسی چیز لپٹائے ہوئے نکلے کہ میں نہ جانتا تھا وہ کیا چیز ہے جب میں اپنی حاجت (عرض کرنے) سے فارغ ہوگیا تو میں نے پوچھا یہ کیا چیز آپ نے لپٹا رکھی ہے آپ نے اُسے کھولا تو آپکے دونوں کولہوں پر حسن اور حسین تھے پھر آپنے فرمایا یہ دونوں[۱] میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں یا الٰہی بیشک میں انہیں چاہتا ہوں تو بھی انسے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے تو اُنسے بھی محبت رکھ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۵۹۲) حضرت سلمیٰ فرماتی ہیں میں ام سلمہ کے پاس گئی تو وہ رو رہی اور یہ کہہ رہی تھیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اسطرح دیکھا ہے کہ آپکے سر اور ریش مبارک پر خاک پڑی تھی، میں نے پوچھا یارسول اللہ آپکا کیا حال ہے آپ نے فرمایا میں اسوقت حسین کے مقتل[۲] میں گیا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۹۳) حضرت انس فرماتے ہیں کسی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اپنی اہل بیت میں سے آپکو سب سے زیادہ پیارا کون ہے آپنے فرمایا حسن اور حسین ہیں اور آنحضور حضرت فاطمہ سے کہتے تھے میرے بیٹوں کو میرے پاس بلاؤ آپ انہیں سونگھتے اور گلے سے لگاتے تھے یہ حدیث ترمذی

[۱] یعنے یہ دونو مجھے دنیا میں دو پھول عطا ہوئے ہیں ۱۲ منہ اولاد کی اولاد بھی اپنی اولاد ہوتی ہے اسلئے حضور انور نے یہ فرمایا کہ میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں ۱۲ [۲] اس حدیث اور پہلی فصل کی بخاری ومسلم کی صحیح حدیثوں سے امام حسین کی شہادت اور اُنکے قاتلوں کے ظالم ہونیکا اور آنحضور کے رنج وملال کرنیکا ثبوت ہوتا ہے اُن لوگوں پر افسوس ہے جو لوگ امام حسین کو کہتے ہیں کہ حق پر نہ تھے اور شہید نہیں ہوئے بلکہ دنیا طلبی کی لڑائی میں مارے گئے نعوذ باللہ منہا ۱۲۔

نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۵۹۴) حضرت بریدہ فرماتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ سُنا رہے تھے کہ یکایک حسن اور حسین آئے وہ دونوں سُرخ (دھاری دار) کرتے پہنے ہوئے چلتے ہوئے گرے پڑتے تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اُتر کے اُنہیں اُٹھا لیا اور اپنے آگے بٹھالیا پھر فرمایا خدا تعالیٰ سچ فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ[1] مینے ان بچوں کو دیکھا کہ چلتے ہوئے گر پڑتے ہیں اس پر میں نہ رہ سکا یہانتک کہ مینے اپنی بات کاٹ کے اُنہیں اُٹھالیا یہ حدیث ترمذی و ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے

(۱۵۹۵) یعلیٰ بن مُرّہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں (یا آلہی) جو حسین سے محبت کرے اُس سے تو محبت کر حسین اسباط[2] میں سے ایک سبط ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۹۶) حضرت علی فرماتے ہیں حسن سینہ سے سر تک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمشکل تھے اور حسین اس سے نیچے کے بدن میں آنحضور کے مشابہ تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۵۹۷) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں مینے اپنی والدہ سے کہا تم مجھے چھوڑدو (یعنے اجازت دو) تاکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور آپ سے یہ درخواست کروں کہ آپ میرے واسطے اور تمہارے واسطے دعائے مغفرت کریں بعدازاں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر آپ (نفلی) نماز پڑھتے رہے یہانتک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر واپس چلے تو میں آپ کے پیچھے ہولیا آپنے میری آواز سُنی تو پوچھا یہ کون ہے کیا حذیفہ ہے مینے کہا ہاں (میں حذیفہ ہوں) آپ نے فرمایا تیرا کیا مطلب ہے خدا تجھے اور تیری ماں کو بخشدے (پھر فرمایا) یہ ایک فرشتہ ہے کہ زمین پر اس شب سے پہلے کبھی نہیں اُترا اس نے اپنے پروردگار سے یہ اجازت مانگی تھی کہ مجھے سلام

---

[1] ترجمہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں (خدا تمہیں) دیکر آزماتا ہے کہ میرے نافرمان ہوجاؤ یا فرماں بردار بنے رہوگے ۱۲ [2] یعنے حسین کی نسل بہت پھیلیگی ۱۲ [3] یہ بھی آنحضور کا معجزہ ہے کہ اُنکے عرض کرنے سے پہلے اُنکی حاجت پوری کردی یعنے اُنکے اور اُنکی والدہ کے واسطے دعائے مغفرت کردی ۱۲۔

کرے اور اس بات کی مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۹۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا کیا اچھی سواری ہے اے لڑکے تو سوار ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ سوار بھی تو اچھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۹۹) حضرت عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے اُسامہ بن زید کو تین ہزار پانسو (درہم) مقرر کر رکھے تھے اور عبداللہ بن عمر (اپنے بیٹے) کے تین ہزار مقرر کر رکھے تھے عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے کہا اُسامہ کو تم نے مجھ پر کیا ترجیح دی ہے خدا کی قسم اُسنے مجھ سے کسی معرکہ میں سبقت[۱] حاصل نہیں کی ہے حضرت عمر بولے اسلئے (میں نے اُسے ترجیح دی ہے) کہ (اُسکے باپ) زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے باپ سے زیادہ پیارے تھے اور اسامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ پیارے تھے اسواسطے میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو (تجھ) اپنے پیارے پر ترجیح دی ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۶۰۰) جبلہ بن حارثہ فرماتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے ہمراہ میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجئے آپ نے فرمایا وہ یہ (موجود) ہے اگر تمہارے ساتھ جائے تو میں اُسے نہیں روکتا زید بولے یا رسول اللہ خدا کی قسم میں آپکے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کرتا جبلہ کہتے ہیں میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی[۲] رائے سے اچھی دیکھی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۰۱) اُسامہ بن زید فرماتے ہیں جبکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو میں

---

[۱] یعنے وہ کسی لڑائی میں مجھ سے بڑھا ہوا نہیں ہے پھر آپ اُسے پانسو درہم مجھ سے زیادہ کیوں دیتے ہیں حضرت عمر نے جواب دیا میں اُسے تجھ سے زیادہ اسلئے دیتا ہوں کہ وہ اور اُس کا باپ جناب سرور عالم کو تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ پیارے تھے ۱۲

[۲] کیونکہ بھائی سرور عالم سے زیادہ نہیں ہو سکتا میری غلطی تھی کہ میں نے اپنے ساتھ رکھنے کی رائے سوچی ۱۲۔

اور سب آدمی مدینہ میں آگئے[۱] اور میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کی زبان بند ہو گئی تھی اور بات نہیں کر سکتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میرے اوپر رکھ کے اوپر کیطرف اٹھانے لگے میں جان گیا کہ آپ میرے واسطے دعا کر رہے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۶۰۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک پونچھنی چاہی[۲] حضرت عائشہ نے کہا آپ مجھے چھوڑیئے تاکہ یہ کام میں کروں آپ نے فرمایا اے عائشہ تو بھی اس سے محبت رکھ جیسے میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۰۳) حضرت اسامہ فرماتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت علی اور عباس دونوں نے آکے اجازت مانگی دونوں نے اسامہ سے کہا ہمارے واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی اور عباس آپ سے آنیکے واسطے اجازت مانگتے ہیں آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے یہ دونوں کیوں آئے ہیں میں نے عرض کیا نہیں (میں نہیں جانتا) آپنے فرمایا ولیکن میں جانتا ہوں تو انہیں اجازت دیدے ان دونوں نے آکے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ سے یہ پوچھنے آئے ہیں کہ آپکو اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے آپ نے فرمایا فاطمہ دختر محمد صلعم ہے وہ بولے یا رسول اللہ ہم آپکے رشتہ داروں کی بابت پوچھنے نہیں آئے آپ نے فرمایا پھر میرا سب سے زیادہ پیارا جسپر خدا نے احسان کیا اور میں نے بھی احسان کیا اسامہ بن زید ہے وہ دونوں بولے پھر کون ہے آپ نے فرمایا پھر علی بن ابی طالب، عباس بولے یا رسول اللہ آپنے اپنے چچا کو سب سے پیچھے کر دیا آپنے فرمایا بیشک علی ہجرت میں تم سے سبقت لیگئے[۳] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کتاب الزکوۃ میں ذکر کیا گیا ہے کہ آدمی کا چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔

تیسری فصل

(۱۶۰۴) عقبہ بن حارث فرماتے ہیں حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر

---

[۱] جلد پھر جانیکا لشکر طیار ہوا اور مدینہ کے باہر پڑا تھا جب لوگوں کو سرور عالم کے سخت علیل ہونیکی خبر پہنچی تو مدینہ میں آگئے اس لشکر کے سردار اسامہ ہی تھے اسلیئے اس لشکر کو جیش اسامہ کہتے ہیں ۱۲ [۲] جیسے ماں باپ بچوں کی ناک پونچھتی ہیں اسطرح آنحضور اسامہ کی ناک پونچھنے لگے تو حضرت عائشہ نے کہا آپ رہنے دیجیے میں پونچھ دونگی ۱۲ [۳] کیونکہ حضرت علی تو آنحضور کے نبی ہوتے ہی ایمان لے آئے اور آپ کے ہجرت کرنیکے بعد ہی انہوں نے بھی ہجرت کرلی اور حضرت عباس جنگ بدر میں قید ہو نیکے بعد مسلمان ہوئے ہیں۔

پیادہ پا روانہ ہوئے اور انکے ساتھ حضرت علی بھی تھے انہوں نے حضرت حسن کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھ کر اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور کہا میرے والد قربان ہوں یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی ہمشکل ہیں علی کے ساتھ مشابہ نہیں ہیں حضرت علی[1] اسوقت ہنستے جا رہے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(١٦٠٥) حضرت انس فرماتے ہیں عبید اللہ بن زیاد کے پاس امام حسین کا سر لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا وہ سر پر (لکڑی وغیرہ) مارنے لگا اور آپکے حسن میں کچھ[2] کہا حضرت انس فرماتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ ہمشکل تھے اور انکے سر میں وسمہ کا خضاب لگا ہوا تھا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا میں ابن[3] زیاد کے پاس تھا کہ امام حسین کا سر لایا گیا اسنے انکی ناک پر لکڑی لگانی شروع کی اور کہنے لگا ان سی اچھا خوبصورت میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا (حضرت انس فرماتے ہیں) میں نے کہا یاد رکھو یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صورت[4] میں ملتے جلتے تھے ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

(١٦٠٦) حضرت ام فضل دختر حارث روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج کی رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپنے پوچھا وہ کیا خواب ہے انہوں نے عرض کیا کہ وہ بہت ہی سخت ہے آپنے کہا آخر کیا ہے عرض کیا میں نے یہ دیکھا ہے کہ جیسے میں نے آپکے جسم مبارک سے ایک گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اپنی گود میں رکھ لیا آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے خدا چاہے تو فاطمہ کے ہاں بچہ ہوگا جو تیری گود میں[5] رہیگا پھر حضرت فاطمہ کے ہاں امام حسین پیدا ہوئے جیسے آنحضور نے فرمایا تھا ویسے ہی میری گود میں ہو گیا ایک دن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور انہیں آنحضور کی گود میں دیدیا پھر میں اور طرف دیکھنے لگی اور میں (مڑی تو)

[1] یعنے حضرت علی اس بات سے خوش ہو رہے تھے ١٢ [2] یعنے کچھ امام حسین کی خوبصورتی کی تعریف کی یا ہجو کی ١٢ [3] جسوقت ابن زیاد مارا گیا اور اس کا سر مسجد میں لایا گیا تو اسکے نتھنوں میں ایک سانپ آ کے گھسا اور کچھ دیر تک اندر رہکر چلا گیا پھر کئی دفعہ آ کے گھسا اور نکلکر چلا گیا یہ امام حسین کی ناک میں چھڑی لگانیکی اسے سزا دیگئی ١٢ [4] یعنے انکی صورت آنحضور کے ساتھ بہت مشابہت رکھتی تھی پھر کیونکر خوبصورت نہیں ١٢ [5] گوشت کے ٹکڑا سے میری بیٹی کی اولاد ہے جو میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے اس کے کلیجے کے ٹکڑے کو لیکے تو پرورش کرے گی ١٢۔

گیا دیکھتی ہوں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ام فضل کہتی ہیں میں نے کہا یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا کیا حال ہے آپ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور مجھے یہ بتایا ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کریگی میں نے کہا اس بچہ کو! آپ نے فرمایا ہاں اور جبرئیل مجھے وہاں کی سُرخ مٹی بھی دے گئے ہیں۔

(۱۶۰۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے ایک دن دوپہر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اسطرح دیکھا جیسے سوتا آدمی دیکھتا ہے کہ آپکے بال بکھرے ہوئے خاک آلودہ تھے آپکے ہاتھ میں ایک شیشہ تھا جسمیں خون تھا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ حسین اور اُنکے ساتھیوں کا خون ہے آج صبح سے میں اُسے سمیٹ رہا تھا ابن عباس کہتے ہیں وہ وقت[۱] میں نے یاد رکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ امام حسین اُسی وقت شہید ہوئے تھے یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل نبوت میں نقل کی ہیں اور امام احمد نے اخیر روایت نقل کی ہے۔

(۱۶۰۸) حضرت ابن عباس ہی روایت کرتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس وجہ سے کہ خدا تمہیں نعمتوں سے پرورش کرتا ہے خدا سے محبت رکھو اور خدا کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت رکھو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۶۰۹) حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ یہ کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے یاد رکھو تم میں میری اہل بیت کی نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی[۲] مثال ہے کہ جو اُسمیں بیٹھ گیا بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہگیا ہلاک ہوگیا یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی فضیلتوں کا بیان

[۱] میں نے جس وقت میں نے خواب دیکھا تھا اُسے میں نے خیال رکھا تو معلوم ہوا کہ امام حسین اُسی روز شہید ہوئے تھے ۱۲ [۲] جیسے اس زمانہ میں جو کوئی نوح کی کشتی میں بیٹھ گیا اُسنے نجات پائی اور جسنے انکار کیا وہ ہلاک ہوا ایسے ہی میری اہل بیت ہے جو اُنسے محبت رکھیگا وہ نجات پائیگا اور جو اُنسے دشمنی رکھیگا وہ ہلاک ہوگا اور اُنسے محبت رکھنے کی نشانی یہ ہے کہ اُنکے قول و فعلوں پر بھی عمل کرے ۱۲۔

پہلی فصل (۱۶۱۰) حضرت علی فرماتے ہیں مینے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے پہلی اُمت کی عورتوں میں سے عمران کی بیٹی مریم[۱] بہتر تھیں اور اُس امت کی عورتوں میں سے خدیجہ بنت خویلد سب سے اچھی ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں ہے ابو کریب کہتے ہیں وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا (یعنے آسمان وزمین کی عورتوں سے اچھی ہیں)

(۱۶۱۱) ابو ہریرہ فرماتے ہیں حضرت جبرئیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خدیجہ بنت خویلد آرہی ہیں اُنکے پاس ایک برتن ہے جسمیں سالن یا کھانا ہے جب آپکے پاس آئیں تو انہیں پروردگار کی اور میری طرف سے اُنہیں سلام کہدو اور جنت میں ایک موتی کے محل (ملنے) کی اُنہیں خوشخبری سُنادو جسمیں نہ غل[۲] وشور ہوگا اور نہ تکلیف ہوگی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۱۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر مجھے اتنی غیرت نہیں آئی جتنی حضرت خدیجہ پر مجھے غیرت آتی تھی حالانکہ مینے انہیں دیکھا نہ تھا ولیکن آپ اُن کا ذکر بہت کیا کرتے تھے اور بہت دفعہ بکری ذبح کرتے اور اُسکے اعضاء کے ٹکڑے کرکے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے پاس بھیجتے تھے بہت دفعہ مینے آپ سے کہدیتی تھی کہ (آپ تو اسطرح کہتے ہیں) جیسے دُنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی (اچھی) عورت ہی نہیں ہو آپ فرماتے تھے بیشک وہ ایسی اور ایسی تھی اور میری اُس سے اولاد[۳] بھی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے۔

[۱] حضرت مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ ہیں ان کا نکاح کسی سے نہیں ہوا خدا نے اپنی خدائی کا نمونہ دکھانے کے واسطے حضرت عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کردیا تھا جیسے حضرت آدم کو بن ماں باپ کے پیدا کردیا تھا حضرت مریم جنت میں سرور عالم کی ازواج مطہرات میں داخل ہونگی ۱۲ [۲] یعنے انہیں یہ بشارت دیدو کہ جنت میں تمہیں ایک موتی کا محل عطا ہوگا اس میں نہ کچھ شور اور غل ہوگا اور نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی اس حدیث سے حضرت خدیجہ کی کمال بزرگی ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اور جبرئیل اُنہیں سلام کرتے تھے ۱۲ [۳] آنحضور کی اولاد اور کسی بیوی سے نہیں ہوئی سب بچے انہیں سے پیدا ہوئے ہیں صرف ایک ابراہیم ماریہ قبطیہ لونڈی کے پیٹ سے ہوئے تھے حضرت فاطمہ بھی حضرت خدیجہ ہی کی بیٹی تھیں ۱۲

(۱۶۱۳) حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرئیل تمہیں سلام کہتے ہیں وہ بولیں اُنپر بھی سلام اور خدا کی رحمت ہو حضرت عائشہ فرماتی تھیں آنحضور وہ چیز دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی یہ روایت متفق علیہ ہے
(۱۶۱۴) حضرت عائشہ کہتی ہیں مجھ سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے خواب میں تین دن تک دکھائی دی تھیں ایک فرشتہ تمہیں ایک ریشمی پارچہ میں لاتا تھا اُس نے مجھ سے کہا یہ تمہاری بیوی ہیں مینے تمہارے چہرہ سے کپڑا اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تم ہی تھیں مینے کہا اگر یہ خدا کی طرف سے ہوگا تو وہ اسے (پورا) کردیگا یہ روایت متفق علیہ ہے
(۱۶۱۵) حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے ہدیئے بھیجنے میں عائشہ کی (یعنے میری) باری[1] کا انتظار کیا کرتے تھے اور اس سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنا چاہتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے دو گروہ تھے ایک میں (یعنی حضرت عائشہ اور حفصہ اور صفیہ اور سودہ تھیں اور دوسری میں ام سلمہ اور باقی بیویاں تھیں ام سلمہ کے فریق نے گفتگو کی اور اُنہوں نے ام سلمہ سے کہا تم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کہو کہ وہ لوگوں سے کہدیں جو کوئی آنحضور کو تحفہ بھیجنا چاہے تو جہاں آپ ہوں آپکے پاس بھیجدیا کریں (باری عائشہ کا انتظار نہ کیا کریں) چنانچہ ام سلمہ نے آپسے یہ بات کہی تو آنحضور نے فرمایا اے ام سلمہ تم مجھے عائشہ کے بارہ میں اذیت نہ پہنچاؤ کیونکہ وحی بھی میرے پاس عائشہ ہی کے بچھونے پر آتی ہے ام سلمہ بولیں یارسول اللہ میں آپکو ایذا دینے سے خدا سے توبہ کرتی ہوں پھر اُنہوں نے فاطمہ کو بلا کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا انہوں نے آپسے گفتگو کی تو آپنے فرمایا اے بچی کیا جسے میں چاہتا ہوں تو نہیں چاہتی وہ بولیں ہاں (میں بھی چاہتی ہوں) آپنے فرمایا تو بھی اس (عائشہ) سے محبت رکھ یہ روایت متفق علیہ ہے اور حضرت انس کی یہ حدیث کہ "فضیلت عائشہ کی

---

[1] کہ جب عائشہ کے ہاں رہنے کی باری ہوگی اسوقت ہم آنحضور کو کچھ سوغات بھیجینگے تاکہ آپ خوش ہوں ۱۲ [2] تجھے تو مجھ سے غرض ہے جسے میں چاہوں اُسیکو تو بھی چاہ کیونکہ پیارے کا پیارا بھی پیارا ہی ہوتا ہے ۱۲۔

تمام عورتوں پر (ایسی ہے) جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر ہے" مخلوق کی ابتداء ہو چکے باب میں ابوموسیٰ کی روایت سے مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل

(۱۶۱۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تجھے تمام جہان کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون[ف] کی بیوی کی فضیلتیں معلوم کرنی کافی ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۷) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام دعا[۲] انکی صورت ایک حریر کے سبز پارچہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور فرمایا یہ دنیا و آخرت میں تمہاری بیوی ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۸) حضرت انس فرماتے ہیں کہ صفیہ کو یہ خبر پہنچی کہ حفصہ کہتی ہیں صفیہ یہودی کی بیٹی ہے حضرت صفیہ رونے لگیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں آپ نے پوچھا تو کیوں رو رہی ہے وہ بولیں حفصہ نے مجھے یہ کہا ہے کہ صفیہ یہودیہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تو تو نبی زادی[۳] ہے اور بیشک تیرا چچا بھی نبی ہے اور تو نبی ہی کے نکاح میں ہے پھر وہ کس بات میں تجھپر فخر کر سکتی ہے پھر فرمایا اے حفصہ خدا سے ڈرتی رہ یہ حدیث ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۱۹) اُم سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال فاطمہ کو بُلا کے کچھ سرگوشی کی وہ رونے لگیں پھر اُنسے کچھ اور بات کی تو وہ ہنسنے لگیں جب رسول اللہ کی وفات ہو گئی تو میں نے فاطمہ سے اُنکے رونے اور اُنکے ہنسنے کا سبب پوچھا وہ بولیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وفات پانیکی مجھے خبر دی تھی اسواسطے

[ف] حضرت آسیہ بھی جنت میں آنحضرت کی بیوی ہونگی دنیا میں فرعون سے انکا نکاح ہی ہوا تھا لیکن اُسنے انپر کچھ قدرت نہ پائی۔ یہ بنی اسرائیل میں سے تھیں اور فرعون کے ساتھ انکا نکاح ہونے سے بہت سے دین کے کام نکلے ۱۲ [۲] جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تو سرورِ عالم بہت غمگین رہتے تھے حضرت جبرئیل آکے آپکو حضرت عائشہ کی صورت کا نقشہ دکھا گئے کہ تم غم نکرو خدیجہ کے بدلہ یہ بیوی تمہیں ملنے والی ہیں ۱۲ [۳] کیونکہ سب یہودی حضرت یعقوب کی اولاد ہیں پھر تو کیوں دیکھو صفحہ ۵۱۱

میں رو دی لگی پھر مجھے بتایا کہ مریم بنت عمران کے علاوہ جنت کی سب عورتوں کی سردار ہونگی (اسپر) میں ہنسنے لگی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۱۶۲۰) حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو جب کوئی حدیث مشکل معلوم ہوتی اُسے حضرت عائشہ سے دریافت کرتے تو اُس حدیث کا مطلب ہمیں ضرور معلوم ہوتا تھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے

(۱۶۲۱) حضرت موسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ فصیح کوئی نہیں دیکھا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

باب جامع فضیلتوں کا بیان

پہلی فصل (۱۶۲۲) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشمی ٹکڑہ ہے میں جنت کے جس مکان کی طرف جاتا ہوں وہ ٹکڑہ مجھے اُسطرف لے اڑتا ہے میں نے حضرت حفصہ سے یہ بیان کیا پھر حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا بیشک تیرا بھائی نیک آدمی ہے یا (یہ فرمایا) بیشک عبداللہ نیک آدمی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۲۳) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں ابن ام عبد (یعنے عبداللہ بن مسعود) جسوقت سے اپنے گھر سے نکلتے تھے اپنے گھر واپس آنے تک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چلن اور عادات اور ہدایت میں بہت مشابہ تھے اور جسوقت اپنے گھر میں تنہا ہوتے تھے ہمیں نہیں معلوم کہ کیا کیا کرتے تھے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۲۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تو کچھ دنوں ٹھہرے رہے ہم ابن مسعود کو یہی سمجھتے تھے کہ یہ بھی اہل بیت نبی کے آدمی ہیں کیونکہ ہم انہیں اور انکی والدہ کو بار بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے دیکھتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۲۵) عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ان چار

جبرئیل ہے اور حضرت حفصہ سے کہا کہ بجھے حقارت کے طور پر یہ بات کہنی زیبا نہ تھی خدا سے تجھے ڈرنا چاہیے ۱۲

سلہ یعنے وہ اُسے خوب جانتی تھیں اور ہمیں اُس کا مطلب بتا دیتی تھیں ۱۲۔

سلہ دونوں کا مطلب ایک ہے صرف لفظوں کا فرق ہے ۱۲ سلہ یعنی جبتک باہر رہتے تھے تو ہم انہیں بالکل رسول خدا صلعم کے چال چلن کے موافق دیکھتے تھے گھر میں چلے جانیکے بعد کا خدا کو علم ہے نہ معلوم گھر میں جا کے تنہائی کے وقت کیا کرتے تھے ۱۲

آدمیوں (یعنے) عبداللہ بن مسعود اور حذیفہ کے آزاد کئے ہوئے غلام یعنے سالم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے قرآن پڑھا کرو[1] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۲۶) حضرت علقمہ فرماتے ہیں میں ملک شام میں آیا تو مینے دو رکعتیں پڑھیں اور مینے دعاء کی یا الٰہی مجھے کوئی نیک ہمنشین میسر کر دے پھر میں ایک قوم کے پاس آ کے بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھے آدمی آ کے میرے پہلو میں بیٹھ گئے مینے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو درداء ہیں مینے (انسے) کہا کہ مینے یہ دعا کی تھی کہ خدا مجھے نیک ہمنشین میسر کر دے چنانچہ خدا نے میرے واسطے تمہیں میسر کر دیا وہ بولے تم کہاں کے (رہنے والے) ہو مینے کہا کوفہ والوں میں سے (ہوں) انہوں نے پوچھا کیا ابن ام عبد رسولِ خدا کے جوتیاں اور تکیہ اور وضو کا برتن (اٹھانے والے تمہارے ہاں نہیں ہے اور کیا تم میں وہ یعنی عمار نہیں ہے جسے خدا نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے خلاصی دی ہے یا تم میں رسولِ خدا کے رازدار یعنی حذیفہ نہیں ہیں کہ بھید کی باتیں انکے سوا کوئی نہیں جانتا تھا[2] یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۴۲۷) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو (وہاں) مینے طلحہ کی بیوی (ام سلیم) کو بھی دیکھا اور اپنے آگے آگے جوتونکی آہٹ مجھے سنائی دی (مینے دیکھا تو معلوم ہوا) کہ وہ بلال تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی

(۱۴۲۸) حضرت سعد فرماتے ہیں ہم چھ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ مشرکوں نے آنحضور سے کہا انہیں باہر نکالدو تاکہ یہ ہمپر دلیری نہ کریں[3] سعد فرماتے ہیں (ان چھ میں) میں اور ابن مسعود اور قبیلہ ہذیل کا ایک آدمی اور بلال اور دو آدمی اور تھے جنکا مجھے نام معلوم نہیں ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو کچھ خدا نے ڈالنا چاہا وہ ڈالدیا

---

[1] کیونکہ یہ قرآن کے لغتوں اور معانی اور شان نزول سے خوب واقف ہیں ۱۲ [2] ابو درداء کی غرض یہ تھی کہ تم میں مجھ سے بہتر ایسے ایسے آدمی تو ہیں پھر تمہیں دوسرے کی تلاش کیوں ہوئی ابن مسعود رسول اللہ کے جوتیاں اور تکیہ اور وضو کا پانی اٹھانیوالے ہیں جو ہر وقت آپکے پاس موجود رہتے تھے اور عمار کی تعریف میں آپ نے دعا کی تھی یا الٰہی اسے شیطان سے نجات دے اور حذیفہ آپکے رازدار ہیں کہ سب بھید کی باتیں انہیں معلوم تھیں ۱۲ [3] یعنے یہ نہ خیال کریں کہ ہم اور یہ ایک محفل کے بیٹھنے والے ہیں اور ہم میں اور ان میں کچھ فرق نہیں ہے ۱۲۔

اور اپنے دل سے یہ بات کی (کہ) اسوقت انہیں باہر کر دیتے ہیں کچھ حرج نہیں ہے شاید یہ مشرک مسلمان ہو جائیں) خدا تعالیٰ نے اسیوقت) یہ آیت اتاری وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (ترجمہ اے محمد انہیں نہ نکالو جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس سے اس کی رضامندی چاہتے ہیں) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۲۹) حضرت ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا اے ابوموسیٰ تجھ آل داؤد[1] کی خوش آوازیوں میں سے خوش آوازی دیگئی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۰) حضرت انس فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان چار آدمیوں یعنی ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور ابوزید نے قرآن جمع کیا تھا حضرت انس سے کسی نے پوچھا ابوزید کون تھے انس نے جواب دیا میرے ایک چچا تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۱) خباب بن ارت فرماتے ہیں ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہم صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی چاہتے تھے اسلیئے ہمارا اجر خدا پر لازم ہو گیا[2] بعضے ہم میں ایسے تھے کہ وہ (دنیا سے) چلے گئے اور اپنے اجر میں سے انہوں نے کچھ نہیں کھایا[3] انہی میں سے مصعب بن عمیر[4] ہیں جو جنگ احد کے دن شہید ہوئے اور انکے کفن کیواسطے بجز ایک اسیہ چادر کے کچھ نہ ملا کہ جب ہم اس سے انکا سر ڈھانکتے تھے تو پیر نکلے رہجاتے تھے اور اگر پانوں ڈھپتے تھے تو سر کھلا رہتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے انکا سر ڈھانکدو اور انکے پیروں پر اذخر (گھاس) ڈالدو۔ اور بعضے ہم میں ایسے ہیں کہ انکے پھل پک کر تیار ہو گئے اور وہ انہیں چن رہے ہیں[5]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۲) حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے سعد بن

---

[1] آل داؤد سے خود حضرت داؤد مراد ہیں کہ یہ بہت خوش آواز تھے زبور اسطرح پڑھتے تھے کہ پرند جمع ہو جاتے تھے ابوموسیٰ بھی قرآن شریف خوش آوازی سے پڑھتے تھے۔ [2] یعنے خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اجر ہمیں ضرور دیگا اور اسنے اجر دینے کا وعدہ کیا ہے ۱۲ [3] یعنے دنیا میں انہیں کچھ نہیں ملا سب آخرت ہی کے واسطے ذخیرہ رہا ۱۲ [4] اور حضرت امیر حمزہ کا بھی اسی طرح واقعہ گزرا ہے ۱۲ [5] یعنے انہیں خدا نے دنیا میں بھی خوش رکھا ہے اور عیش کر رہے ہیں ۱۲۔

معاذ کے مرنے سے عرش ہل گیا اور ایک روایت میں یہ ہے آپ نے فرمایا سعد بن معاذ کے مرنے سے رحمٰن کا عرش جنبش میں آگیا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۳) حضرت براء فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی نے حریر کا جوڑہ بھیجا تو آپکے صحابی اسپر ہاتھ پھیرنے اور اسکے ملایم ہونے سے تعجب کرنے لگے آپ نے فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو واقعی سعد بن معاذ کے رومال جنت میں اس سے اچھے اور زیادہ نرم ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۴) ام سلیم (والدہ انس) سے منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انس آپکا خادم ہے اسکے واسطے خدا سے دعا کیجئے آپ نے فرمایا یا الٰہی اسکے مال اور اولاد میں بہتایت کردے اور جو کچھ اسے دیا ہے اسمیں برکت دے انس کہتے تھے بخدا میرا مال واقعی بہت ہے اور میرے بچے اور میرے بچوں کے بچے آج کے دن گنتی میں سو کے قریب ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶۳۵) حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں مینے عبداللہ بن سلام کے علاوہ کسی کے واسطے روئے زمین پر پھر چل رہا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ یہ بیشک جنتی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۶) قیس بن عباد فرماتے ہیں میں مدینہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا جسکے چہرہ پر خشوع وخضوع کے نشان تھے لوگوں نے کہا یہ جنتی آدمی ہے اسنے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں اختصار کیا (یعنے ہلکی پڑھیں) پھر وہ باہر نکلے تو میں بھی انکے پیچھے ہولیا پھر مینے کہا جس وقت تم مسجد میں آئے تھے تو لوگوں نے کہا تھا یہ شخص جنتی ہے وہ بولے خدا کی قسم کسی کو ایسی بات کہنی جو معلوم نہ ہو لایق نہیں ہے میں تم سے ابھی بیان کرتا ہوں کہ یہ بات کیوں کر ہے[۱] رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مینے ایک خواب دیکھا تھا اور آپ سے بیان کیا تھا یہ دیکھا تھا جیسے میں ایک باغ میں ہوں پھر انہوں نے اسکی فراخی اور ہریاول کا ذکر

---

[۵] یا تو انکے مرنیکے غم سے عرش ہلا ہوگا یا اس خوشی سے ہلا ہوگا کہ اب یہ نیک بندہ دنیا سے چھوٹ کر میرے پاس آتا ہے ۱۲

[۱] یعنے یہ لوگ مجھے اسطرح کیوں کہتے ہیں ایک دفعہ حضور انور نے میرے خواب کی تعبیر دینے میں یہ فرمایا تھا کہ عبداللہ اسلام کی رسی مضبوط پکڑے ہوئے مریگا اسو جہ سے یہ لوگ یہ بات کہتے ہیں ۱۲

گیا۔ اُسکے بیچ میں ایک لوہے کا ستون تھا اُس کا نیچے کا سرا زمین میں تھا اور اوپر کا سرا آسمان میں تھا اُسکے اوپر کے سرے میں ایک عروہ[۱] (یعنے حلقہ یا دستہ) تھا مجھ سے کسی نے کہا اسپر چڑھ جو میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا پھر میرے پاس ایک خدمتگار آیا اور میرے پیچھے سے میرے کپڑے اونچے کر دئے میں چڑھ گیا یہانتک کہ اُسکے اوپر جا کے مینے وہ دستہ پکڑ لیا کسی نے کہا اسے مضبوط پکڑے رہ پھر میں بیدار ہوا تو عروہ (کا اثر) میرے ہاتھ میں باقی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے وہ خواب بیان کیا آپنے فرمایا وہ باغیچہ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون تھا اور اُس دستہ سے عروۃ الوثقی مراد[۲] ہے تم مرنے تک اسلام پر رہو گے وہ آدمی (جنکا یہ ذکر ہے) عبداللہ بن سلام تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۴۲) حضرت انس فرماتے ہیں ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے جبکہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ[۳] آخر آیت تک اُتری تو ثابت اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور آنحضور (کے پاس آنے) سے رُک گئے آنحضور نے سعد بن معاذ سے پوچھا ثابت کا کیا حال ہو گیا۔ کچھ بیمار ہیں سعد نے اُنکے پاس آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ذکر کیا ثابت بولے اب یہ آیت اُتری ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تم سب سے زیادہ اونچی میری آواز ہے تو میں تو دوزخی ہوگیا سعد نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپنے فرمایا (نہیں) بلکہ ثابت جنتی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۷۴۳) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورۂ جمعہ نازل ہوئی جبکہ یہ آیت[۴] وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ

---

[۱] جسکو پکڑ کے لوگ سہارا لیتے ہیں ۱۲ [۲] یعنے قرآن میں جو خداوند کریم نے فرمایا ہے فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (ترجمہ جو کوئی بتوں کا انکار کرے اور خدا پر ایمان لائے اُسنے مضبوط دستہ پکڑ لیا) تو اس دستہ سے یہ مضبوط دستہ مراد ہے جسکا قرآن میں ذکر ہے ۱۲ [۳] ترجمہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نکرو اُس سے پست رکھو ۱۲ [۴] ترجمہ اور لوگ اُن مسلمانوں میں سے وہ ہیں جو ابھی ان صحابیوں سے نہیں ملے یعنے تابعین ہیں ۱۲۔

وہ کون لوگ ہیں اُسوقت سلمان فارسی ہم میں بیٹھے تھے آپنے اُنپر ہاتھ رکھ کے فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس چلا جائیگا تو ان لوگوں میں کے آدمی اُسے لے آئینگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۳۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی اپنے اس بندے یعنے ابوہریرہ اور اُسکی ماں کو اپنے ایماندار بندوں کا محبوب بنادے اور ایمانداروں کو ان کا محبوب بنادے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۴۰) عائذ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ ابوسفیان کتنے آدمیوں کے ساتھ سلمان اور صہیب اور بلال کے پاس آئے سب نے کہا خدا کی تلواروں^۲ نے دشمن خدا کی گردن سے اپنا حق نہیں لیا ابوبکر بولے یہ کیا تم اس قریشی بوڑھے اور سردار کو اسطرح کہہ رہے ہو پھر حضرت ابوبکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے بیان کیا آپنے فرمایا اے ابوبکر شاید تو نے لوگوں کو غصہ کر دیا اگر تو نے انہیں غصہ کیا ہے تو واقعی تو نے اپنے پروردگار کو غصہ کیا ہے پھر حضرت ابوبکر لوگوں کے پاس آئے اور کہا اے بھائیو کیا تم مجھ سے خفا ہو وہ بولے نہیں اے بھائی خدا تیری مغفرت کرے (ہم خفا نہیں ہیں) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۴۱) حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار کی عداوت ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۴۲) حضرت براء فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے انصار سے ایماندار ہی محبت کرینگے اور منافق کے علاوہ اور کوئی اُنسے عداوت نہیں رکھیگا جو اُنہیں چاہیگا اُسے خدا چاہیگا اور جو اُنسے عداوت رکھیگا اُس سے خدا عداوت رکھیگا یہ روایت متفق علیہ ہے

---

^۱ اس سے فارس والے لوگ مراد ہیں کیونکہ سلمان فارس کے رہنے والے تھے امام ابوحنیفہ کے دادا بھی فارس کے رہنے والے تھے شاید اس حدیث کا مصداق امام صاحب ہی ہوں جنکے فضائل سے عالم واقف ہے ۱۲ ^۲ خدا کی تلواروں سے مسلمان تلوار چلانے والے مراد ہیں اور دشمن خدا سے ابوسفیان مراد ہے ۱۲ ^۳ یہ حضرت ابوبکر نے ابوسفیان کا دل بڑھانے کے واسطے کہا تھا کہ شاید ابوسفیان اس بات سے خوش ہو کر مسلمان ہو جائے یہ اُسوقت کا قصہ ہے کہ صلح حدیبیہ کی عہد شکنی کے بعد ابوسفیان مدینہ میں تجدید عہد کرنے آیا تھا ۱۲

(۳۴۴۳) حضرت انس فرماتے ہیں بیشک جسوقت خدا تعالیٰ نے قبیلہ ہوازن کے مال اپنے رسول کو غنیمت میں جسقدر دیئے اور آپ قریشی آدمیوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو چند انصاری آدمیوں نے کہا خدا اللہ کے رسول کو بخشے آپ قریش کو دیئے جاتے ہیں اور ہمیں چھوڑے دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی انکے خون ٹپک رہے ہیں[۱] کسی نے آپ سے ان کا قول بیان کیا آپ نے کسی کو انصار کے پاس بھیجکر انہیں ایک ادھوڑی کے خیمہ میں جمع کیا اور انکے سوا اور کسی کو انکے ساتھ نہیں بلایا جب وہ جمع ہو گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس آئے اور فرمایا یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے انکے سمجھدار لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے عقلمندوں نے تو کچھ نہیں کہا و لیکن ہم میں سے چند نو عمر آدمیوں نے یہ کہا ہے کہ خدا رسول اللہ کو بخشے کہ آپ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو چھوڑے دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں میں سے انکے خون (ابھی) ٹپک رہے ہیں آپ نے فرمایا میں ایسے آدمیوں کو دیتا ہوں جنکے کفر کا زمانہ قریب ہے[۲] پرچاتا ہوں کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لیجائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف خدا کے رسول کو لیجاؤ وہ بولے یا رسول اللہ ہاں ہم راضی ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۴۴۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی ایک انصاری آدمی ہوتا اور اگر سب ایک جنگل میں چلیں اور انصار ایک جنگل یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا انکی گھاٹی میں چلوں انصار بمنزلہ شعار[۳] ہیں

---

[۱] یعنے ابھی کچھ عرصہ نہیں ہونے پایا کہ قریش ہم مسلمانوں سے لڑے تھے اور ہمنے اپنی تلواروں سے انکے خون گرائے تھے آج آنحضرت انہیں تو مال غنیمت دیئے جاتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے ۱۲

[۲] یعنے جن لوگوں کا مجھے پرچانا مقصود ہے انہیں مال دے رہا ہوں اور تمہارا حصہ تو میں ہوں لوگ انکے مال لیجانے کے بدلہ کیا تم اپنے گھروں میں مجھے لیجانا پسند نہیں کرتے ۱۲۔

[۳] شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو اندر کیطرف بدن سے لگا ہوا ہوتا ہے اور دثار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو باہر کیطرف ہوتا ہے اگر وہ دونوں الگ ہوں اور اگر جڑے ہوئے ہوں تو انہیں استر ابرا کہتے ہیں اور انصار کو شعار اسلیئے کہا کہ انکی صداقت کا راسخ ہونا دیکھو صفحہ ۵۱۸

اور لوگ دثار ہیں اور اے انصاریوں! میرے بعد تم (اپنے اوپر اور لوگوں کی) ترجیح دیکھو گے تم صبر کرنا یہانتک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملو یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۵) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں ہم فتح مکہ کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپنے فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے وہ امن میں ہے اور جو کوئی ہتیار ڈالدے وہ امن میں ہے انصار نے کہا اس شخص (یعنے رسول اللہ) کو اپنے رشتہ دار و نپر مہربانی کرنے اور اپنے شہر والوں میں رغبت کرنے نے پکڑ لیا ہے (یعنے آپکو اپنے رشتہ دار و نکی محبت آگئی) پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنی شروع ہوئی آپ نے فرمایا تم کہتے ہو کہ اس آدمی کو اپنے رشتہ دار و نپر مہربانی کرنے اور اپنی بستی میں رغبت کرنے نے پکڑ لیا ہے ہرگز نہیں بیشک میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں میں نے خدا کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے میری زندگی تمہاری زندگی ہے اور میری موت تمہاری ہے وہ بولے خدا کی قسم ہمنے صرف خدا اور رسول کی طرف[۵] توجہ تکرنے کیوجہ سے یہ کہا تہا آپنے فرمایا بیشک اللہ اور اُسکے رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے بار خدایا تم لوگ یعنے انصار مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو اے بار خدایا تم لوگ یعنے انصار مجھے سب آدمیوں سے زیادہ پیارے ہو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۴۴۷) حضرت انس ہی فرماتے ہیں ابوبکر اور عباس انصاریونکی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ رو رہے تھے اُن دونوں نے پوچھا تم کیوں رو رہے ہو وہ بولے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا یاد[۶] آگیا اُن دونوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

اور خلوص محبت بیان کرنا مقصود ہے اور آپنے یہ جتایا ہے کہ انصار مجھ سے بہت قریب ہیں ۱۲ [۵] یعنے ہم یہ خوف کرتے ہیں کہ کہیں آپ ہماری طرح اور و نپر عنایت کرنے لگیں اور ہمپر سے یہ عنایت اُٹھ جائے دل ملنے نہ ملنے کی ہمیں کچھ پروا نہیں ہے ۱۲ [۶] یہ حضور انور کے وفات کے قریب کا ذکر ہے انصاری یہ یاد کر کے رو رہے تھے کہ ابھی تو حضرت ہمارے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور اب آپ دنیا سے تشریف لیجائینگے تو ہم کس کے ساتھ نشست و برخاست رکھینگے ۱۲

آئے اور آپ سے یہ بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر ایک چادر کے کنارہ کی پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ گئے اُس دن کے بعد پھر کبھی نہیں چڑھے پھر آپ نے اللہ پر تری کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگو میں تمہیں انصار[1] (پر شفقت و مہربانی کرنے) کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے کرش (یعنے جگر) اور میرے مخلص (یعنے آرام کی جگہ) ہیں اور جو کچھ اُنپر (ہماری مدد کرنے کا) حق[2] تہا وہ ادا کر چکے اور جو کچھ اُن کا حق خدا پر ہے وہ باقی ہے لہٰذا تم اُنکے نیک آدمیوں کے عذر قبول کرنا اور بُرو نکی بُرائی سے درگزر کرنا یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۱۴۴۸) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُسی بیماری میں جسمیں آپکی وفات ہوئی باہر تشریف لائے اور آکر منبر پر بیٹھ گئے اول اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا بعد اسکے واضح ہو کہ (میرے بعد میں اور) لوگ بہت ہو جائینگے اور انصار کم[3] ہو جائینگے یہانتک کہ انصار لوگوں میں ایسے ہونگے جیسے کہانے میں نمک ہوتا ہے لہٰذا تم میں سے (اے مہاجرین) جو شخص ایسا حاکم ہو جائے کہ لوگوں کو اُسمیں تکلیف پہنچائے اور اوروں کو فائدہ پہنچائے تو اُسے چاہیئے کہ انصار کے نیک آدمیوں سے خوش رہے اور بُروں سے درگزر کرے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۴۴۹) حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء کی تہی اللھم اغفر للانصار ولابناء الانصار ولابناء ابناء الانصار (ترجمہ) یاالٰہی انصار کی اور انصار کے بیٹونکی اور انصار کے پوتونکی تو مغفرت کر۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۵۰) حضرت ابو اُسید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے انصار کے گہروں[4] میں سب سے بہتر بنو نجار (کا قبیلہ) ہے پہر بنو عبد الاشہل پہر بنو الحارث بن خزرج پہر بنو ساعدہ اور انصار کے تو سب گہروں میں بہلائی ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

---

[1] یعنے جیسے آدمی مخلص میں آرام پاتا ہے ویسے ہی مجھے انصار سے آرام پہنچ رہا ہے ۱۲ [2] یعنے جو کچھ اُنہوں نے شب عقبہ میں عہد کیا تہا وہ پورا کر چکے اور جو کچھ اُن کا حق خدا پر ہے وہ قیامت کے دن اُنہیں خدا تعالیٰ اجر و ثواب دیکے ادا کر دیگا ۱۲ [3] وجہ اسکی یہ ہے کہ انصار وہی لوگ تہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعف اور تنگی کی حالت میں مدد کی تہی اور اُسکا زمانہ ختم ہو چکا ہے بعد کے لوگ اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے لہٰذا اگر اُنمیں سے ایک شخص بہی مرا تو وہ اس طرح مرا کہ اُسکے لڑکا بہی نہ تہا ۱۲ مرقات [4] گہروں سے محلے اور کوچے مراد ہیں عرب میں ہر کوچہ میں ایک قبیلہ رہتا تہا ۱۲

(۱۶۵۱) حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا اور ایک روایت میں مقداد کے بدلہ ابو مرثد ہے اور آنحضرت نے فرمایا کہ تم (تینوں) روضہ خاخ تک جاؤ کیونکہ وہاں ایک عورت شتر سواری کے پاس ایک رقعہ ہے وہ رقعہ اس سے تم لے لینا چنانچہ پھر ہم گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے گئے یہاں تک کہ روضہ خاخ تک پہنچے اور وہاں ناگہاں ایک عورت ملی ہمنے (اس سے) کہا کہ تو وہ رقعہ نکال (جو تیرے پاس ہے) وہ بولی کہ میرے پاس کوئی رقعہ نہیں پھر ہمنے کہا یا تو (سیدھی طرح) تو وہ رقعہ نکال لے ورنہ تیرے کپڑے نکال لئے جائینگے چنانچہ اس عورت نے اپنی چوٹی میں سے وہ رقعہ نکالا پھر ہم اس رقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو ناگہاں وہ حاطب ابن ابی بلتعہ کیطرف سے اہل مکہ کے مشرک لوگوں کی طرف تھا انہوں نے انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض (پوشیدہ) باتیں بتائی تھیں آنحضرت نے (اس رقعہ کو دیکھکر تعجب سے) فرمایا اے حاطب یہ کیا بات ہے وہ بولے یارسول اللہ مجھپر (حکم لگانے میں) آپ جلدی نہ کیجئے (بلکہ میری عرض سن لیجئے) واقعی بات یہ ہے کہ میں قریش میں جمتا ہوا (یعنے ہم قسم ہوا) آدمی تھا میں خاص ان میں سے نہیں تھا اور آپکے ساتھ جو مہاجر لوگ ہیں انکی اہل مکہ سے قرابت (اور رشتہ داری) ہے اسوجہ سے مکہ میں وہ انکے مالونکی اور بال بچونکی حفاظت کرتے ہیں لہذا مینے یہ چاہا کہ جبوقت میرا انسے کچھ رشتہ نہیں ہے تو میں انپر کوئی ایسا احسان کردوں جسکی وجہ سے وہ مکہ میں میرے رشتہ دارونکی حفاظت رکھیں اور مینے یہ کام نہ اپنے کافر ہونے یا اپنے دین سے پھرنے یا مسلمان ہو نیکے بعد کفر پر راضی ہونے کے باعث نہیں کیا پھر آنحضرت نے (صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا کہ بیشک حاطب نے تمہارے سے سچ ہی بیان کردیا ہے پھر حضرت عمر فرمانے لگے یارسول اللہ مجھے آپ چھوڑ دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں آنحضور نے فرمایا

اصل میں روضہ باغ اور سبزہ زار کو کہتے ہیں اور خاخ شفتالو کو کہتے ہیں اور روضۂ خاخ مکہ مدینہ کے درمیان مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے وہاں شفتالو بکثرت ہوتے تھے اسلیئے وہ جگہ اس نام سے مشہور تھی ۱۲۔

۵۲ وہ باتیں یہ تھیں کہ آنحضرت کا اسوقت قصد مکہ کے فتح کرنیکا تھا اور یہ ارادہ آپنے کسیکو ظاہر نہیں کیا تھا حاطب نے یہ کسیطرح معلوم کرکے اہل مکہ کو اسکی اطلاع دینی چاہی تھی چنانچہ قصہ آتا ہے ۱۲۔

۵۳ باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کردی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھو صفحہ ۵۲۱

کہ یہ تو (جنگ) بدر میں حاضر ہوئے تھے اور تمہیں کیا خبر ہے شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر جہانک لیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب جو تم چاہو کرو کیونکہ بہشت تمہارے لئے واجب ہو چکی ہے اور ایک روایت میں یوں ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کہ مینے تمہیں بخشدیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَاۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ (ترجمہ) اے ایمان والو تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۵۲) حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے (آپ سے) پوچھا کہ آپ اپنے میں اہل بدر کو کس درجہ کے لوگوں میں گنتے ہیں آنحضرت نے (جواب میں) فرمایا کہ سب مسلمانوں سے افضل یا کوئی اور ایسا ہی کلمہ فرمایا انہوں نے فرمایا کہ جو فرشتے بدر میں حاضر تھے وہ بھی اسیطرح (افضل) ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۳) حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جو لوگ (جنگ) بدر اور (جنگ) حدیبیہ میں حاضر تھے انمیں سے کوئی دوزخ میں نہیں جائیگا مینے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُہَا (ترجمہ) تم میں سے ہر شخص دوزخ کے اندر اتریگا آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ نہیں سنا وہ فرماتا ہے ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ترجمہ پھر ہم ان لوگوں کو بچا دینگے جو بچے ہیں (اور ڈرے) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اصحاب شجرہ میں سے یعنے جنہوں نے اس شجر (یعنے درخت) کے نیچے بیعت کی تھی کوئی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۴) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (جنگ) حدیبیہ کے دن ہم لوگ ایک ہزار چار سو آدمی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے فرمایا کہ آج تم سارے زمین (کے رہنے) والوں سے بہتر ہو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

جو یہ فرمایا اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر دین میں بہت قوی تھے اور جو لوگ نفاق کیطرف مائل تھے انسے دشمنی رکھنے والے تھے اور چونکہ حاطب نے خلاف ارشاد آنحضرت صلعم کیا تھا اسلیئے وہ یہ سمجھے کہ یہ قتل کر دینے کے مستحق ہیں لیکن اس کا جو نکہ تمہیں علم نہیں تھا اسلیئے آپ سے اجازت چاہی ۱۲ مرقات ۔ یعنے اعمال صالحہ اور نوافل وغیرہ تھوڑی کرو یا بہت یا نکرو تمہیں بہشت ضرور ملجائیگی ۱۲ ۔ یعنے اسکی جگہ کہ تم جو چاہو کرو کیونکہ تمہارے واسطے واجب ہو چکی ہے یہ لفظ ہیں کہ مینے تمہیں بخشدیا ہے ۱۲۔

(۱۶۵۵) حضرت جابرہی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک جنگ کے موقعہ پر) فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو اُس پہاڑ پر چڑھے جس کا نام ثنیۃ المرار ہے تو اُسکے گناہ اسطرح جھڑ جائیں جسطرح بنی اسرائیل کے گناہ جھڑ گئے تھے اسیوقت سب لوگوں سے پہلے ہمارے یعنی بنی خزرج کے سوار اسپر چڑھے پھر پے در پے لوگ چڑھنے لگے اور آنحضور نے فرمایا کہ سوائے سُرخ اونٹ والے کے تم سب لوگ بخشدئے گئے ہو پھر ہم اُس سُرخ اونٹ[۱] والے کے پاس آئے ہمنے کہا کہ تو ورے آ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری بخشش کے لئے دعا کردیں وہ بولا اس سے کہ تمہارا یہ صاحب میرے واسطے دعا بخشش کردے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری گم ہوئی ہوئی چیز ملجائے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔ اور حضرت انس کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ میں تیرے روبرو (سورہ لم یکن) پڑھوں قرآن (شریف) کی فضیلتوں کے بعد ایک باب میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۱۶۵۶) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں تم لوگ اُن لوگوں کی جو میرے اصحاب میں سے میرے بعد ہونگے انمیں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرنا اور عمار کے طریقہ پر چلنا اور ابن ام عبد (یعنے ابن مسعود) کے قول کو ضرور ماننا اور حذیفہ کی روایت میں اسکے بدلے کہ ابن ام عبد کے قول کو ماننا یہ ہے کہ ابن مسعود جو تم سے بیاں کریں اُنھیں سچا سمجھنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۷) حضرت علی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر میں بغیر مشورہ کے کسیکو حاکم بناتا تو واقعی انپر عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۸) حضرت خیثمہ بن ابو سبرہ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں آنکر اللہ سے یہ دعا کی کہ وہ

---

[۱] وہ سُرخ اونٹ والا عبداللہ بن اُبَیّ منافقوں کا سردار تھا ۱۲ مرقات ۱۲ اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول کو بعد خلفاء اربعہ کے تمام صحابہ پر ترجیح دی ہے کیونکہ علاوہ اس ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انمیں فقاہت اور خلوص بھی اعلیٰ ہی درجہ کی تھی چنانچہ حضرت عمرؓ تک سے انکی تعریف علم کے بارہ میں منقول ہے ۱۲

مجھے کوئی نیک[1] ہمنشین میسر کردے چنانچہ اللہ نے مجھے ابوہریرہ میسر کئے میں اُنکے پاس بیٹھکر اُنسے عرض کیا کہ میں نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی نیک ہمنشین میسر کردے چنانچہ اتفاق سے مجھے تمہاری خدمت میسر ہوئی ہے انہوں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کیا میں اہل کوفہ سے ہوں بھلائی کی تلاش میں آیا ہوں اور مجھے اسکی خواستگاری ہے انہوں نے فرمایا کیا تمہارے ہاں سعد بن مالک مستجاب الدعوات اور ابن مسعود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی اور آپکے جوتے رکھنے والے اور حذیفہ آنحضرت کے ہمراز اور عمار جنہیں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے پناہ دیدی تھی اور سلمان دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن[2] والے نہیں ہیں (جو تم میرے پاس آئے ہو) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵۹) حضرت ابوہریرہ نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ابوبکر اچھے آدمی ہیں عمر (بھی) اچھے آدمی ہیں ابوعبیدہ بن جراح (بھی) اچھے آدمی ہیں اُسید بن حضیر (بھی) اچھے آدمی ہیں ثابت بن قیس بن شماس (بھی) اچھے آدمی ہیں معاذ بن جبل (بھی) اچھے آدمی ہیں معاذ بن عمرو بن جموح (بھی) اچھے آدمی ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۶۶۰) حضرت انس کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین آدمیوں (یعنے) علی اور عمار اور سلمان کی بہشت مشتاق ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۱) حضرت علی فرماتے ہیں (ایک مرتبہ) حضرت عمار نے نبی صلعم کی خدمت بابرکت میں آنے کی اجازت مانگی آپنے فرمایا اُنہیں اجازت دیدو اُس نیک نیک عادت والیکو خوشخبری ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۲) حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عمار کو جن دو کاموں[3] میں اختیار دیا گیا ہے تو انہوں نے اُنمیں سے سخت ہی کو اختیار کیا ہی یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

---

[1] یعنے مجھے ایسا ہمنشین ملجائے جسکے پاس بیٹھنے سے میری ظاہر و باطن کی صلاحیت ہو جائے اور مجھے استفادہ ہو

[2] کیونکہ اول انہوں نے انجیل پڑھی اور اُسپر ایمان لائے پھر بعد اُترنے قرآن مجید کے آنحضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوکر قرآن شریف یاد کیا اور انکی عمر ڈھائی سو برس کی ہوئی ہے ۱۲ منہ

[3] یعنے ایسے دو کام کہ دونوں کے کرنے میں ثواب تھا لیکن اُنمیں سے ایک افضل اور نفس پر دشوار تھا دیکھو صفحہ ۱۴۲

(۱۶۶۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ اُٹھایا گیا تو منافق لوگ (عداوت کی وجہ سے ذلت سمجھکر) کہنے لگے کہ اس کا جنازہ کسقدر ہلکا ہے اور اُن کا یہ کہنا حضرت سعد بن معاذ کے اور بنی قریظہ کے حقمیں حکم کرنیکی وجہ سے تھا پھر یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچگئی آپ نے فرمایا کہ بیشک اُنہیں فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۴) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ابوذر سے زیادہ سچے آدمی پر نہ سبز آسمان نے کبھی سایہ کیا ہے اور نہ زمین غبار آلودہ نے کبھی کوئی اُٹھایا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۵) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بولنے والوں میں سے نہ کسی ایسے پر سبز آسمان نے سایہ کیا اور نہ زمین غبار آلودہ نے اُٹھایا کہ ابوذر سے زیادہ سچا اور وفادار ہو جو کہ زہد میں حضرت عیسٰی بن مریم کے مشابہ ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۶) حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب اُنکی موت کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے (اپنے بیٹا تھوں سے) فرمایا کہ تم لوگ ان چار آدمیوں عویمر اور ابو درداء اور سلمان اور ابن مسعود اور عبداللہ بن سلام سے علم سیکھنا کہ جو پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوگئے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ بہشت کے دس آدمیوں میں سے دسویں ہیں یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۷) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں صحابہ نے (آنحضور سے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ کسیکو (اپنا) خلیفہ کردیتے تو بہتر ہوتا آپ نے فرمایا اگر میں تم پر کسیکو خلیفہ کردوں اور تم اُسکی نافرمانی کرو تو تمہیں عذاب ہوگا لیکن جو حذیفہ تم سے بیان کریں اُنہیں تم سچا سمجھنا اور جو تمہیں عبداللہ پڑھائیں

تو عمار نے اسکو اختیار کیا اس سے انکی تعریف مقصود ہے ۱۲ ؎ بنی قریظہ یہود یوں کا ایک قبیلہ تھا جسوقت مسلمانوں نے انہیں ایک قلعہ میں گھیر لیا تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم اس شرط پر قلعہ سے باہر آتے ہیں کہ ہمارے حقمیں جو سعد بن معاذ حکم کریں تم ہمارے ساتھ وہی کرنا چنانچہ حضرت سعد نے اُسوقت یہ حکم دیا کہ انکے مردوں کو قتل کردیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کردیا جائے چنانچہ یہی ہوا اسو جہ سے انکے مرنیکے بعد منافقوں نے اسطرح پر کہا تھا ۱۲ ؎ یہ حال حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ یہ پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوگئے ۱۲۔

تو تم وہی پڑھنا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۶۸) حضرت حذیفہؓ ہی کہتے ہیں کہ آدمیوں میں سے جس کسیکو کوئی فتنہ پہنچتا تھا تو مجھے اُس کا اُسپر ضرور ہی اندیشہ ہوا کرتا تھا سوائے محمد بن سلمہ کے کیونکہ میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ اُنکے حق میں فرماتے تھے کہ تمہیں فتنہ ضرر نہیں دیگا یہ حدیث (ا) نقل کی ہے۔

(۱۶۶۹) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے گھر میں (رات کو) چراغ (جلتا ہوا) دیکھا آپ نے فرمایا اے عائشہ میرے خیال میں اسماء کے بچہ پیدا ہوا ہے اور تم اُس کا نام نہ رکھنا تاکہ اُس کا نام میں رکھوں چنانچہ آپنے اُس کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے دست مبارک سے کھجور کے ساتھہ اُسکے تحنیک(۲) کی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۰) حضرت عبدالرحمن بن ابو عمیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپنے حضرت (امیر) مُعاویہ کے لئے یہ دعا کی اللہم اجعلہ ھادیا مہدیا واھد بہ (ترجمہ) خدا وندا تو مُعاویہ کو ہدایت کرنیوالا اور ہدایت کیا گیا کردے اور اُنکے سبب سے (اور لوگوں کو) ہدایت کر۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۱) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (اور(۳) لوگ اسلام لائے ہیں اور عمرو بن عاص ایمان لائے یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند قوی نہیں۔

(۱۶۷۲) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے میں تمکو شکستہ (و غمگین) دیکھتا ہوں میںنے عرض کیا کہ میرے والد تو شہید ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے بہت سا کنبہ اور قرض اپنے (ذمہ) چھوڑا ہے (میں اسکی پریشانی میں ہوں) آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی خوشخبری نہ سنادوں جسکے ساتھہ اللہ تعالیٰ تمہارے والد سے

(۱) اصل کتاب میں یہاں سفیدی چھٹی ہوئی ہے اور جزری نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے ۱۲ مرقات (۲) تحنیک عرب میں اسے کہتے ہیں کہ کھجور وغیرہ چبا کر بچوں کو کھلانے کیلئے اُنکے تالو میں مل دیتے ہیں ۱۲ (۳) ان لوگوں سے اہل مکہ مراد ہیں جو فتح مکہ کے دن زبردستی مسلمان ہوئے تھے بعد میں اُنکا اسلام بھی کامل ہوگیا اور حضرت عمرو بن عاص فتح مکہ سے برس روز یا دو برس پہلے اپنی خوشی ایمان لائے تھے اسلئے گویا اُنکے دل میں پہلے ہی سے تصدیق ایمانی تھی اور پہلے لوگوں کے دلوں میں بعد آئی ۱۲۔

پیش آیا ہے میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ (فرمائیے) آپ نے فرمایا کہ اللہ نے کبھی[۱] کسی سے اسطرح گفتگو نہیں کی کہ پردہ درمیان نہ ہو اور اسنے تمہارے والد کو زندہ کرکے منہ در منہ گفتگو کی ہے (یعنے اللہ نے فرمایا کہ اے میرے بندہ تو مجھسے کچھ آرزو کر میں تجھے دونگا انہوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو مجھے دوبارہ زندہ کردے تاکہ میں تیرے راستہ میں پھر قتل ہو جاؤں رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا بیشک یہ حکم مجھسے پہلے صادر ہو چکا ہے کہ مُردے (دنیا میں) پھر نہیں جائینگے پھر یہ آیت آخر تک نازل ہوئی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا الآیۃ (ترجمہ) جو لوگ راہ خدا میں شہید ہو گئے ہیں انہیں تم مُردے نہ سمجھو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۳) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے پچیس ۲۵ مرتبہ بخشش کی دعا مانگی ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۴) حضرت انس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہت سے آدمی پراگندہ بال غبار آلودہ پُرانے کپڑوں والے جنکا کوئی اعتبار نہ کرے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ انہیں سچا ہی کر دیتا ہے انہیں میں سے براء[۲] بن مالک ہیں یہ حدیث ترمذی نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۵) حضرت ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یاد رکھو کہ میرا محل سرائے جس سے مجھے آرام ملتا ہے میرے گھر والے ہیں اور انصار میرے کرش (یعنے میرے جگر) ہیں لہذا تم ان میں بُروں سے[۳] درگذر کرنا اور انکے نیکوں سے خوش ہونا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

(۱۶۷۶) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہو گا وہ انصار سے دشمنی نہیں کریگا۔ یہ حدیث ترمذی نے

---

[۱] اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ بالخصوص تمہارے والد باعتبار اس گفتگو کے پہلے تمام شہیدوں سے افضل ہیں ۱۲

[۲] یہ حضرت انس کے حقیقی بھائی ہیں بڑے بہادر اور فضلائے صحابہ میں سے تھے سو مشرکو نکے مقابلہ میں تنہا مقابل ہو جایا کرتے تھے اور ۲۰ھ ہجری میں یہ شہید ہوئے ہیں ۱۲

[۳] یعنے انکے بُرے اور بدکار لوگوں سے اگر کوئی خطا سرزد ہو جائے تو تم معاف کر دیا کرنا اور نیکو نکی باتیں خوش ہو کر قبول کر لیا کرنا ۱۲

نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۶۷۷) حضرت انس نے حضرت ابو طلحہ سے نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تم اپنی قوم کو میرا سلام کہدینا کیونکہ جسقدر میں جانتا ہوں بیشک وہ لوگ پارسا اور صبر کرنے والے ہیں یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۸) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ حاطب (بن ابی بلتعہ) کا غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنکر آپ سے حاطب کی شکایت[۱] کرنے لگا اور یہ کہا کہ یارسول اللہ واقعی حاطب تو دوزخ میں جائیگا آنحضرت نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے وہ دوزخ میں نہیں جائینگے کیونکہ وہ تو (جنگِ) بدر اور (جنگِ) حدیبیہ میں موجود تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۷۹) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم (ترجمہ) اور اگر تم لوگ (ایمان لانے سے) روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سوا اور قوم بدلدیگا پھر وہ لوگ تم جیسے نہیں ہونگے) صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جنکا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر ہم لوگ روگردانی کرینگے تو وہ ہم سے بدلدیئے جائینگے پھر وہ ہم جیسے نہیں ہونگے آنحضور نے حضرت سلمان فارسی کی ران پر ہات مار کر پھر فرمایا کہ یہ اور انکی قوم میں اور اگر دین ثریا[۲] کے نزدیک ہو تو فارس کے بہت سے آدمی اُسے (وہیں سے) حاصل کر لینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۰) حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ذکر ہوا آنحضور نے فرمایا واقعی مجھے انکا یا انکے بعض کا تمسے یا تمہارے بعض سے زیادہ اعتبار ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] شاید اس غلام کی یہ بات اُسی وجہ سے تھی جو حاطب نے مکہ کے مشرکوں کو رقعہ لکھدیا تھا اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید کسی اور ہی وجہ سے ہو (یعنے کچھ اس سے کام زیادہ لیتے ہوں) واللہ اعلم ۱۲ لمعات

[۲] ثریا چند ستاروں کا نام ہے جو اکٹھے آسمان پر نظر آتے ہیں مقصود اس حدیث سے یہ ہے کہ اگر دین آسمان پر بھی ہوگا تب بھی یہ لوگ حاصل کر لینگے اس اشارہ میں امام ابو حنیفہ بھی ہیں کیونکہ وہ بھی اہل فارس ہی میں سے تھے ۱۲۔

تیسری فصل (۱۶۸۱) حضرت علی کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر ایک نبی کیلئے (اُنکے اصحاب میں سے) سات آدمی بزرگ (اور انکے ہر طرح سے) نگہبان ہوا کرتے تھے اور مجھے اکیلے کو چودہ آدمی دیئے گئے ہیں ہم لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں آپ نے فرمایا میں اور میرے دو نو بیٹے اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۲) حضرت خالد[۲] بن ولید فرماتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر کے بیچ میں کچھ جھگڑا تھا مینے اُنہیں سخت باتیں کہی اور عمار میری شکایت کرنیکیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پھر (میں یعنے) خالد (بھی) اُنکی شکایت کرنے آنحضرت کی خدمت میں گیا اور اُنہیں اور سخت کہنا شروع کیا اور سخت گوئی اور زیادہ ہی ہوتی گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے بولتے (بھی) نہ تھے پھر عمار رو کر کہنے لگے کہ یارسول اللہ آپ خالد کو دیکھتے نہیں (کہ یہ مجھے کیا کچھ کہہ رہے ہیں) آنحضور نے اُسیوقت اپنا سر مبارک اوپر اُٹھا کر فرمایا کہ جس شخص نے عمار سے دشمنی کی اُس سے اللہ دشمنی کریگا اور جسنے عمار سے بغض رکھا اُس سے اللہ بغض رکھیگا خالد کہتے ہیں اُسیوقت میں باہر نکل آیا اور مجھے عمار کے راضی ہونے سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہ تھی پھر میں عمار کے ساتھ ایسی[۳] طرح سے ملا کہ جس سے وہ راضی (خوشی) ہو جائیں چنانچہ وہ راضی ہو گئے۔

(۱۶۸۳) حضرت عبیدہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار[۴] ہیں وہ اپنے خاندان میں بہت اچھے جوان ہیں یہ دونوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۱۶۸۴) حضرت بریدہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ عزت و برکت والے

---

[۱] یعنے امام حسن اور امام حسین ۱۲ [۲] حضرت خالد بن ولید بڑے بہادر اور اکابر قریش میں سے تھے اور حضرت عمار غریب فقرا اور آزاد شدہ غلاموں میں سے تھے اسیلئے حضرت خالد نے انہیں حقیر سمجھکر سخت باتیں کہیں اور یہ غریب ہی اپنے تئیں نیچا سمجھکر آنحضور کی خدمت میں گلہ کرنے لگے ۱۲ [۳] یعنے اُنکے روبرو اپنی عجز و انکساری ظاہر کی کہ مجھسے خطا ہو گئی لہذا معاف کردو اور کچھ تحفہ وغیرہ بھیجا ۱۲ [۴] یعنے مشرک اور کافر لوگ جنپر تلوار کی طرح جاتے ہیں مقصود یہ ہے کہ راہ خدا میں کافروں سے خوب لڑتے ہیں ۱۲۔

نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ خبر دی ہے کہ اُنسے وہ خود بھی محبت رکھتا ہے کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں اُنکے نام بتا دیجئے فرمایا ایک تو اُنمیں سے علی ہیں (پھر) تین مرتبہ یہی فرمایا کہ ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں مجھے اُنسے محبت رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ بھی اُنسے محبت رکھتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے

(۱۶۸۵) حضرت جابر فرماتے ہیں حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور اُنہوں نے ہمارے سردار یعنے حضرت بلال کو آزاد کیا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۶) قیس بن ابو حازم نقل کرتے ہیں کہ (رسولِ خدا کی وفات ہو چکنے کے بعد) بلال نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اگر تمنے مجھے اپنے واسطے خریدا ہے تو (خیر) آپ مجھے رکھ لیجئے اور اگر واقعی تمنے مجھے اللہ کے واسطے خریدا تھا تو مجھے اللہ کے لئے عمل کرنیکو چھوڑ دیجئے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۶۸۷) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں فقیر محتاج ہوں (مجھے کچھ دلائیے) آنحضرت نے[۱] کسی شخص کو اپنی کسی بیوی کے پاس بھیجا اُنہوں نے بھی اسیطرح کہا (غرضکہ) اور سبھوں نے اسیطرح کہدیا پھر آنحضرت نے (صحابہ کی روبرو) فرمایا کہ جو شخص اُسکی مہمانی کریگا اللہ تعالیٰ اُسپر نظر رحمت کریگا اُسیوقت ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے جنہیں لوگ ابو طلحہ کہتے تھے اُنہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں (انکی مہمانی کرونگا) چنانچہ وہ اُس آدمی کو اپنے گھر لیگئے اور (وہاں جاکر) اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولی کہ بجز بچوں کی خوراک کے اور کوئی چیز نہیں اُنہوں نے فرمایا کہ تم اُنہیں کسی چیز سے بہلا کر سلا دو اور جسوقت مہمان ہمارے گھر میں آئیں تو تم اُنکے سامنے ایسا ظاہر کرنا گویا ہم کھا رہے ہیں پھر جسوقت وہ کھانے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائیں تو تم چراغ کو سنوارنے کے لئے کھڑی ہو کر اُسکو[۲] بجھا دینا

[۱] شاید یہ حال ابتداء اسلام یعنے خیبر وغیرہ کے فتح ہونے سے پہلے کا ہے کہ اُسوقت میں سبھوں پر بہت تنگی تھی ۱۲
[۲] یعنے تاکہ اندھیرا ہو جائے اور ہمارے نہ کھانیکی مہمان کو خبر نہو وجہ اسکی یہ تھی یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جسوقت مہمان یہ دیکھتا ہے کہ صاحب خانہ نہیں کھاتا تو اُسکے دل میں تشویش ہوا کرتی ہے اور ابو طلحہ کی بیوی مہمان کے سامنے اسلئے آگئیں کہ اول تو وہ بڑھیا تھیں دوسرے یہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا قصہ ہے ۱۲

چنانچہ اُنہوں نے (ایسا ہی) کیا اور وہ (میاں بیوی دونوں) بیٹھے رہے اور مہمان نے کھا لیا اور اُن دونوں نے بھوکے ہی رات گذاری جب صبح ہوئی تو سویرے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے آپ نے فرمایا کہ فلاں مرد اور فلاں عورت (یعنے ابو طلحہ اور اُنکی بیوی) سے اللہ نے تعجب کیا یا اللہ تعالیٰ ہنسا (یہ راوی کا شک ہے) اور ایک (اور) روایت میں (بھی) اسیطرح ہے اور (اُسمیں) ابو طلحہ کا نام نہیں لیا اور اُس روایت کے آخر میں یوں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ (ترجمہ) اور وہ لوگ اپنی جانوں پر مہمانوں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنہیں بھوک ہو یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۸۸) حضرت ابو ہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل پر اُترے اور لوگ (ہمارے پاس سے گذرتے تھے اور آنحضور (مجھسے) پوچھتے رہے کہ اے ابو ہریرہ یہ کون شخص ہے مینے کہا فلانا آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بندہ اچھا ہے پھر آپ نے پوچھا یہ کون ہے مینے کہا فلانا آپنے فرمایا یہ اللہ کا بندہ برا ہے[ف] یہانتک کہ پھر خالد بن ولید گذرنے لگے آپنے پوچھا یہ کون شخص ہے مینے کہا خالد بن ولید آپنے فرمایا اللہ کے بندے خالد بن ولید بہت اچھے ہیں یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۸۹) حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ انصار نے (آنحضرت کی خدمت میں) عرض کیا کہ یا نبی اللہ ہر نبی کے تابعدار ہوتے تھے اور بیشک ہمنے آپکی تابعداری کی ہے آپ اللہ سے اس بات کی دعا کر دیجئے کہ وہ ہمارے تابعداروں[ف] کو بھی ہم میں سے کردے چنانچہ آنحضرت نے اس کی دعا کردی یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۰) حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ عرب کے قبیلوں میں سے ہم کسی قبیلہ کو ایسا نہیں سمجھتے تھے

ف شاید آنحضور کا یہ فرمانا اُس شخص کے حق میں ہو آپ یہ جانتے ہوں کہ یہ منافقوں میں سے ہے کیونکہ مسلمانوں کے حق میں آپ کا یہ فرمانا بعید ہے آپ کا ایسا معمول نہ تھا اگرچہ کوئی راہ و روش بد پر ہو علاوہ ازیں اُس وقت مسلمانوں کا ایسا حال بھی نہ تھا ۱۲ ف یعنے ہماری اولاد اور ہمارے غلاموں کو بھی ہم میں سے کردے کہ اُنہیں بھی لوگ انصار کہا کریں تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وصیت لوگوں کو ہمارے حق میں احسان کرنیکی کی ہے وہ اُن کو بھی شامل رہے ۱۲۔

کہ جس میں انصاری زیادہ آدمی شہید ہوں (اور) قیامت کے دن وہ انصار سے زیادہ عزت دار ہوں قتادہ کہتے ہیں اور حضرت انس فرماتے تھے کہ انصار میں سے ستر آدمی (جنگ) احد کے دن شہید ہوئے اور ستر آدمی (جنگ) بیر معونہ کے دن اور ستر ہی آدمی حضرت ابو بکر کے زمانہ میں (جنگ) یمامہ کے دن[1] شہید ہوئے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۱) حضرت قیس بن ابو حازم فرماتے ہیں کہ بدر والوں کو بخشش (میں) پانچ پانچ ہزار درہم ملتے تھے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ میں انہیں ان لوگوں پر (مرتبہ میں) فضیلت دیتا ہوں جو انکے بعد میں ہوئے ہیں یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

اُن ناموں کا بیان کہ صحابہ اہل بدر میں سے جنکے نام بخاری میں مذکور ہیں

محمد[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاشمی بن عبد اللہ۔ عبد اللہ[2] (یعنے ابو بکر صدیق قرشی بن عثمان عمر[3] بن خطاب عدوی۔ عثمان[4] بن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے (مدینہ منورہ میں) اپنی صاحبزادی رقیہ کے پاس چھوڑ گئے تھے (کیونکہ یہ بیمار تہیں) اور آنحضرت نے اُن کا حصہ معین کیا تھا۔ علی[5] بن ابو طالب ہاشمی۔ ایاس[6] بن بکیر۔ بلال[7] بن رباح حضرت ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ۔ حمزہ[8] بن عبد المطلب ہاشمی۔ حاطب[9] بن ابو بلتعہ قریش کے ہم قسم۔ ابو حذیفہ[10] بن عتبہ بن ربیعہ قرشی۔ حارثہ[11] بن ربیع انصاری جو (جنگ) بدر کے دن (سب سے پہلے) شہید ہوئے تھے اور یہی حارثہ بن سراقہ ہیں جو نظارہ[2] میں تھے۔ خبیب[12] بن عدی انصاری خنیس[13] بن حذافہ سہمی۔ رفاعہ[14] بن رافع انصاری۔ رفاعہ[15] بن عبد المنذر ابو لبابہ انصاری۔ زبیر[16] بن عوام قرشی۔ زید[17] بن سہل ابو طلحہ انصاری۔ ابو زید[18] انصاری۔ سعد[19] بن مالک زہری سعد[20] بن خولہ قرشی۔ سعید[21] بن زید عمرو بن نفیل قرشی۔ سہل[22] بن حنیف انصاری۔ ظہیر[23] بن رافع انصاری۔ اور[24] انکے بھائی۔ عبد اللہ[25] بن مسعود ہذلی۔ عبد الرحمٰن[26] بن عوف زہری۔

[1] یعنے جو مسیلمہ کذاب سے لڑنے کیلئے گئے تھے ۱۲ [2] حارثہ کی والدہ کا نام ربیع ہے اور والد کا نام سراقہ ہے یہ حارثہ لڑنے والوں میں نہیں تھے بلکہ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوئے دشمنوں کا حال دیکھ کر آنحضرت کو انکی خبر دیتے تھے ۱۲۔

عبیدہ[27] بن حارث قرشی۔ عبادہ[28] بن صامت انصاری۔ عمرو[29] بن عوف بنی عامر بن لوی کے ہم قسم۔ عقبہ بن عمرو انصاری۔ عامر بن ربیعہ عنزی۔ عاصم بن ثابت انصاری۔ عویم بن ساعدہ انصاری۔ عتبان بن مالک انصاری۔ قدامہ بن مظعون۔ قتادہ بن نعمان انصاری معاذ بن عمرو بن جموح۔ معوذ بن عفراء۔ اور اُن کے بھائی۔ مالک بن ربیعہ۔ ابو اسید انصاری۔ مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبد مناف۔ مرارہ بن ربیع انصاری۔ معن بن عدی انصاری۔ مقداد بن عمرو کندی بنی زہرہ کے ہم قسم۔ ہلال بن ربیع انصاری۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

باب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) یمن[5] اور شام کا ذکر کرنے اور اویس قرنی[6] کے ذکر کرنیکا بیان

پہلی فصل (۱۶۹۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی یمن سے تمہارے پاس آئینگے انہیں لوگ اویس کہینگے یمن میں سوائے اپنی والدہ کے اور کسی کو نہیں چھوڑ (کر آ) ئینگے اُن کے بدن پر کچھ سفیدی تھی اُنھوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ رفع کر دی سوائے ایک دینار یا درہم کی جگہ کے لہذا تم میں سے جو شخص اُن سے ملے اُسے چاہیئے کہ وہ تمہارے سب کے لئے (اُن سے) دعاء مغفرت کرائے اور ایک روایت میں یوں ہے حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ سب تابعین سے بہتر ایک شخص ہیں اُنہیں لوگ اویس کہینگے اور اُن کے (فقط) ایک اُنکی والدہ ہوگی اور اُن کے بدن پر کچھ سفیدی تھی تم اُن سے کہنا وہ تمہارے واسطے دعاء مغفرت کریں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۳) حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ (جس وقت ابو موسی اشعری وغیرہ

---

[5] یمن وہ شہر ہیں جو خانہ کعبہ کے یمین جانب یعنے دائیں جانب میں ہیں اور شام وہ شہر ہیں جو کعبہ کے بائیں جانب ہیں اور جیسے یمین دائیں جانب کو کہتے ہیں اسی طرح شام بائیں جانب کو کہتے ہیں ۱۲ لمعات

[6] قرن یمن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اور جو قرن اہل نجد کی میقات ہے وہ اسکے سوا ہے کیونکہ وہ طائف کے قریب ایک قریہ ہے اور وہاں کے سارے جنگل کا نام بھی قرن ہی ہے ۱۲ منہ یعنے اُنکی اہل و عیال نہیں ہے یمن میں سوائے اُنکی والدہ کے اور کوئی نہ ہوگا اور اُنہی کی خدمت نے اُنہیں یہاں آنیسے رکھا ہوگا ۱۲ ا۔

سو مرعی

یمن سے آئے تو آپ نے فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں یہ لوگ بہت ہی نرم دل اور نرم طبیعت ہیں اور (پورا) ایمان اور (پوری) حکمت یمن (والوں کی) ہے اور فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور آہستگی اور وقار بکریوں والوں میں ہوتی ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۹۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بڑا کفر مشرق کیطرف ہوگا اور فخر اور تکبر اونٹ والوں اور گھوڑے والوں اور چلانے والوں میں ہوتا ہے جو اونٹوں کی اون کے خیموں میں رہنے والے ہیں اور آہستگی (اور آرام) بکریوں والوں میں ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۱۶۹۵) حضرت ابومسعود انصاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے مشرق کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ فتنے اس طرف سے آئینگے اور ظلم اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں اور گایوں کی دموں کے متصل انکے خیموں میں رہنے والے ہیں یعنے (قوم) ربیعہ اور مضر میں ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۶۹۶) حضرت جابر کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سخت دلی اور ظلم مشرق والوں میں ہے اور (پورا) ایمان حجاز[۲] والوں کا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک (مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی[۳] اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا (ترجمہ) یاالہی ہمارے (ملک) شام میں ہمیں برکت دے یاالہی ہمارے (ملک) یمن میں ہمارے لئے برکت دے۔ صحابہ نے عرض کیا

---

۱ یعنے اونٹوں اور گایوں کے پیچھے چرانے کے لئے شور مچاتے ہوئے جاتے ہیں ۱۲۔

۲ حجاز سے مراد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور طائف اور انکے متعلقات ہیں ۱۲۔ ۳ بعضوں نے کہا ہے کہ خاص شام اور یمن کے لئے دعا کرنیکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کی جگہ مکہ ہے اور وہ یمن میں ہے یعنے خانہ کعبہ سے دائیں جانب میں ہے اور مدینہ منورہ آپ کے رہنے اور دفن ہونیکی جگہ ہے اور وہ شام میں ہے یعنے خانہ کعبہ سے بائیں جانب ہے لمعات میں اسی طرح ہے ۱۲ ۴ اصل میں روضہ باغ اور سبزہ زار کو کہتے ہیں اور خاخ شفتالو کو کہتے ہیں اور روضہ خاخ مکہ مدینہ کے درمیان مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے وہاں شفتالو بکثرت ہوتے تھے اس لئے وہ جگہ اس نام سے مشہور تھی ۱۲ منہ۔

نے عرض کیا کہ یا رسول ہمارے نجد میں (بھی تو برکت ہونیکی دعا کیجئے آپنے (پھر) وہی دعا کی اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا صحابہ نے (پھر) کہا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں (بھی) اسیطرح برکت ہونیکی دعا کیجئے (ابن عمر کہتے ہیں) میرے خیال میں آنحضرت نے تیسری مرتبہ میں فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہونگے اور وہیں شیطان کا سینگ[۱] ظاہر ہوگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۶۹۸) حضرت انس زید بن ثابت سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کیطرف دیکھکر یہ دعا کی اللھم اقبل بقلوبھم وبارک لنا فی صاعنا ومدنا (ترجمہ) یا الٰہی ان لوگوں کے دلونکو (ہماری طرف) متوجہ کردے اور ہمارے صاع[۲] اور مد میں برکت دے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۹۹) حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک شام والوں کو خوش ہونا چاہیئے ہمنے پوچھا یا رسول اللہ یہ کسوجہ سے ہے آپنے فرمایا اسلیئے کہ اللہ کے فرشتے اُسکے اوپر اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۰۰) حضرت عبداللہ بن عُمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عنقریب حضرموت[۳] کی طرف سے یا (فرمایا) حضرموت سے ایک آگ نکلیگی وہ لوگونکو جمع کریگی ہمنے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں آپنے فرمایا تم شام میں رہنا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۰۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہجرت کے بعد عنقریب ایک اور ہجرت ہوگی اور سب سے بہتر وہ لوگ ہونگے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت کرنیکی جگہ کی طرف ہجرت کرینگے اور ایک روایت میں یوں ہے اور ساری زمین والوں سے بہتر وہ لوگ ہونگے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت کرنیکی جگہ ہمیشہ رہینگے

[۱] یعنے اُسطرف سے شیطان کے مددگاروں کی جماعت آئیگی ۱۲ [۲] صاع اور مد پیمانوں کے نام ہیں صاع میں قریب ساڑھے تین سیر کے غلہ آتا ہے اور مد میں اس کا چوتھائی لیکن یہاں ان دونوں سے غلہ ہی مراد ہے ۱۲ [۳] حضرموت ... ملک ...

باک ہیں نکالے گی انہیں ان کی زمینیں یعنے انکی زمینیں انہیں پھینک دینگی اور زمین پر سب رہنے والوں سے بہتر آدمی باقی رہینگے اور اُن سے نفرت کریگا ایک آگ انہیں سوروں اور بندروں کے ساتھ جمع کر دیگی اور جسوقت یہ کہیں رات کو سو رہینگے وہیں وہ بھی انکے ساتھ رات کو رہیگی اور جہاں یہ دوپہر کو سو رہینگے وہیں انکے ساتھ وہ بھی دوپہر کو رہیگی - یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے -

(۱۷۰۲) حضرت ابن حوالہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب امر دین اس طرح پر ہو جائیگا کہ تم لوگ لشکر بنے ہوئے ہوگے (یعنے) ایک لشکر (ملک) شام میں اور ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں ابن حوالہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں یہ زمانہ پاؤں تو آپ میرے لئے بہتر لشکر بتا دیجئے (تاکہ میں اُسی میں رہوں) آپ نے فرمایا تم اپنے تئیں شام میں رکھنا کیونکہ اللہ کی ساری زمین میں سے وہ پسند کی ہوئی زمین ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے نیکوں کو وہاں جمع کریگا و اگر وہاں تمہیں نہ جانا منظور ہو تو تم اپنے یمن میں رہنا اور اپنے حوضوں سے پانی پیتے رہنا کیونکہ اللہ عزوجل میری وجہ سے (ملک) شام اور اُسکے رہنے والوں کا متکفل ہو گیا ہے۔ یہ حدیث احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۷۰۳) شریح بن عبید فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو شام والوں کا ذکر ہوا اور کسی نے (حضرت علی سے) کہا کہ اے امیر المومنین آپ اُنپر لعنت کیجئے اُنہوں نے فرمایا میں لعنت نہیں کرتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ شام میں ابدال ہوتے ہیں اور وہ چالیس آدمی ہیں جب کوئی آدمی اُنمیں سے مرجاتا ہے تو اُس کی جگہ اللہ تعالیٰ اور آدمی بدل دیتا ہے انہیں کی برکت سے مینہ برسایا جاتا ہے اور اُنہیں کی مدد سے دشمنوں سے بدلہ لیا جاتا ہے اور انہیں کے باعث شام والوں سے عذاب دفع کر دیا جاتا ہے۔

---

۱ یعنے وہ بدکار لوگ ادہر سے ادہر مارے مارے پھرینگے ۱۲ ۲ یا تو اس سے حقیقۃً بندر اور سور ہی مراد ہیں یا یہ کہ وہ کافر مراد ہیں جو خراب عادت اور جہالت میں ان جانوروں جیسے ہونگے ۱۲ ۳ یعنے کلمۂ اسلام کے کہنے میں تو تم سب مسلمان متفق ہوگے اور جزئیات مسائل میں ایسا اختلاف ہوگا ایک فرقہ لشکر کی طرح شام میں ہوگا اور ایک یمن میں اور ایک عراق میں ۱۲ ۴ یہاں شام والوں سے مراد حضرت امیر معاویہ اور انکی ہمراہی ہیں جو حضرت کے مخالف تھے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے شام میں حاکم ہوگئے تھے اور اخیر تک رہے ۱۲

(۱۰۰۴) ... میں سے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ملک شام عنقریب فتح ہو جائیگا اور جسوقت تمہیں اسکے مکانوں میں رہنے کا اختیار دیا جائے تو تم اس شہر کو اختیار کرنا جسے لوگ دمشق[1] کہتے ہیں کیونکہ وہ شہر[2] مسلمانوں کے لئے لڑائیوں سے پناہ کی جگہ اور ایک بڑا شہر ہے اسکی زمینوں میں سے ایک زمین ہے لوگ اُسے غوطہ بولتے ہیں یہ دو نوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں۔

(۱۰۰۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خلافت مدینہ منورہ[3] میں رہیگی اور بادشاہت ملک شام میں ہو گی۔

(۱۰۰۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نے ایک ستون[4] نور کا دیکھا وہ میرے سر کے نیچے سے نکلکر اونچا ہوتا رہا یہانتک شام میں ٹھہر گیا یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کی ہیں۔

(۱۰۰۷) حضرت ابو درداء نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑائی[5] کے دن مسلمانوں کے جمع ہونیکی جگہ غوطہ ہو گی جو ایک ایسے شہر کی ... دمشق کہتے ہیں وہ شہر ملک شام کے سارے شہروں سے بہتر ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۸) حضرت عبدالرحمن بن سلیمان (تابعی) فرماتے ہیں کہ عنقریب عجم کے بادشاہوں میں ایک ایسا بادشاہ ہوگا جو سوائے دمشق کے اور سب شہروں پر غالب آجائیگا یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

باب اس امت کے ثواب کا بیان

پہلی فصل (۱۰۰۹) حضرت ابن عمر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا بیشک تمہاری عمر بہ نسبت اُن اُمتوں کی عمر کے جو تم سے پہلے گذر گئی ہیں ایسی ہے جیسی عصر کی نماز اور

---

[1] دمشق شام کا پایہ تخت ہے ۱۲ [2] یعنے اکثر خلافت مدینہ منورہ میں ہو گی کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی خلافت کے زمانہ میں کوفہ میں رہنے لگے تھے ۱۲ مرقات [3] شاید اس سے یہی امر خلافت مراد ہے ۱۲ مرقاۃ [4] اس لڑائی سے مراد وہ لڑائی ہے جو مسلمانوں کی دجال کے ساتھ ہوگی ۱۲ [5] یعنے تمہاری عمروں کا مجموعہ بہ نسبت اُن اُمتوں کی عمروں کی مجموعہ کے جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں ایسا ہے کہ جیسے درمیان نماز عصر کے اور غروب آفتاب کے وقت ہوتا ہے ۱۲